ایمان کے ستتر (۷۷) شعبوں سے متعلق نصوص قرآنی، احادیث نبویہ،
صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور صلحاء امت و صوفیائے کرام کے آثار،
اقوال و اشعار پر مشتمل (۱۱۲۶۹) روایات کا جامع و مفصل انسائیکلوپیڈیا
شعب الایمان اردو
امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ
۳۸۴ ——— ۴۵۸
اردو ترجمہ
مولانا قاضی ملک محمد اسماعیلؒ
دار الاشاعت
اردو بازار کراچی

ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی

مولانا قاضی ملک محمد اسماعیل

دارالاشاعت

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر
کتاب "شعب الایمان" کی حقیقت اور اس کی وجہ تالیف	۱۹
اسم کتاب کی تحقیق	۲۰
مصنف کتاب "شعب الایمان" حافظ امام بیہقی کی شخصیت اور ان کی تصانیف	۲۰
خصوصی اور انفرادی صفات جو ان کی پہچان بن گئیں	۲۰
امام بیہقی اور تحصیل علم	۲۱
امام بیہقی اپنی تصانیف کے آئینے میں	۲
مقدمہ وخطبہ خطاب	۲۳
باب ... ذکر احادیث	۲۶
ایمان کے ساتھ باقی شاخوں کا ذکر	۲۸
امام احمد کا فرمان	۲۸
باب..... ایمان کی حقیقت کے بیان میں	۲۹
ایمان مجمل	۳۰
باب..... اس بات کی دلیل کہ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی اصل ایمان ہے اور یہ دونوں عدم مجبوری کے وقت کفر سے اسلام میں آنے کے لئے شرط ہیں	۳۱
باب ..... اس بات کی دلیل کہ اعمال سب کے سب عین ایمان ہیں	۳۵
احناف کا مسلک مذکورہ تینوں آیات میں	۳۶
باب ..... اس بات کی دلیل کہ ایمان اور اسلام مطلقاً ایک واحد سے دو عبارتیں ہیں	۳
اعتراض کا جواب	۳۹
باب ..... ایمان کے زیادہ و کم ہونے کی بات اور اہل ایمان کے ایمان ایک دوسرے سے زیادہ ہونا	۴۷
بعض کا قول	۵۳
امام بیہقی کا قول	۵۳
ایمان کی کمی اور زیادتی کی بابت احناف کا موقف	۶۷
ایمان کے بارے میں ان شاء اللہ کہنا	۶۸
امام بیہقی کا قول	۶۹
شیخ حلیمی کا قول	۶۹
شیخ حلیمی نے اس مذکورہ حدیث کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے	۶۹
ایمان کے الفاظ	۷۱
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت	۷۲
فصل جو شخص مسلمان کو کافر کہے	۷۳
قول حلیمی رحمۃ اللہ علیہ	۷۴
امام بیہقی کا قول	۷۴
باب..... تقلید کرنے والے اور شک کرنے والے کے ایمان کی بات	۷۴
پیغمبر اسلام کی سچائی کے عقلی و منطقی دلائل	۷۵
امام بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا	۷۸
علم کلام کے بارے میں فیصلہ کن بات	۷۸
باب..... اس شخص کے بیان میں جو دوسرے کے ایمان کے سبب سے مومن ہوتا ہے	۷۹
باب ..... اس کے بارے میں ہے کہ کس کا ایمان صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے	۸۰
باب اسلام کی طرف دعوت	۸۱
باب نمبر ۲	۹۲
ایمان کا پہلا شعبہ ... ایمان باللہ	۹۲

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
امام بیہقی کا قول	۴۴۱	اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی	۴۴۹
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت	۴۴۲	رحمۃ للعالمین کی وجہ سے ابولہب کو پانی کا گھونٹ ملنا	۴۵۰
مذکورہ آیات کے بارے میں شیخ حلیمی کا قول	۴۴۲	پہلا گروہ	۴۵۰
امام بیہقی کا قول	۴۴۲	دوسرا گروہ	۴۵۱
فصل ..... اعمال کا وزن کرنا	۴۴۳	وزن اعمال کی کیفیت	۴۵۲
وزن اعمال کا اثبات قرآن مجید سے	۴۴۳	پہلی صورت	۴۵۲
اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے	۴۴۳	دوسری صورت	۴۵۲
جس کے اعمال کا پلہ بھاری ہوا وہ کامیاب ہو گیا	۴۴۳	فصل ..... بڑے بڑے گناہ اور چھوٹے چھوٹے گناہ اور بے حیائیاں	۴۵۳
جن لوگوں کے پلڑے ہلکے پڑ گئے وہ لوگ خسارے میں ہوں گے	۴۴۳	گناہوں میں حد سے بڑھ جانا فحش اور فواحش کہلاتا ہے	۴۵۳
قیامت کا سائرن بجتے ہی لوگ تمام رشتے ناتے خوف کے مارے ختم کر بیٹھیں گے	۴۴۴	سات ہلاکت خیز جرائم	۴۵۴
		امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۵۴
جن کے پلڑے اعمال کے بھاری ہوئے وہ کامیاب ہوں گے	۴۴۴	کسی کے والدین کو برا کہنا ایسے ہے جیسے اپنے والدین کو گالی دینا	۴۵۵
جن کے ترازو ہلکے ہوں گے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے	۴۴۵	تین کبیرہ گناہ	۴۵۵
ہلکے پلڑے والے جہنم میں جھلس جائیں گے	۴۴۵	بیعت کرنا یعنی پکا عہد کرنا برے کاموں سے بچنے کے لئے سنت ہے	۴۵۶
وزن اعمال کا اثبات حدیث سے	۴۴۵		
میزان کے ساتھ ایمان کو دیگر تمام ایمان والی چیزوں میں ذکر فرمایا	۴۴۵	قرآن مجید میں وارد ہونے والی محرمات	۴۵۶
		قول شیخ حلیمی	۴۵۶
امام بیہقی کا قول	۴۴۶	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۵۹
احناف کا مسلک	۴۴۷	مقاتل بن سلیمان کا قول	۴۵۹
امام بیہقی کی وضاحت	۴۴۷	اپنے اعمال کو بے وقار کرنے والے امور سے بچو	۴۵۹
امام بیہقی کا قول	۴۴۷	بلال بن سعد کا ارشاد	۴۵۹
ابن جدعان کو گھونٹ ملنا	۴۴۷	عباس بن عطاء کا ارشاد	۴۶۰
حاتم کو گھونٹ ملنا	۴۷	کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر جہنم یا عذاب یا لعنت کی وعید آئی ہے	۴۶۱
مومن کو دنیا آخرت میں جبکہ کافر کو صرف دنیا میں اجر ملتا ہے	۴۴۷	اکبر الکبائر شرک ہے	۴۶۱

عنوان	صفحہ نمبر
اگر فرشتوں کے علاوہ کوئی اور اوپر چڑھتا تو پچاس ہزار سال لگتے فراء کا قول	۳۱۸
ایک دوسری توجیہ کا احتمال	۳۱۹
ایک اور امکان توجیہ	۳۱۹
ایمان کا نواں شعبہ	۳۲۱
مؤمنوں کا گھر اور ان کا ٹھکانہ جنت ہے	۳۲۱
اور کافروں کا گھر اور ٹھکانہ جہنم ہے	۳۲۱
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور مادامت السمٰوات والارض الا ماشآء ربک کی ایک اور توجیہ	۳۲۲
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۳۲۲
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۳۲۲
شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۲۲
بال سے باریک اور تلوار سے تیز کا کیا مطلب ہے؟	۳۲۴
بعض علماء کا قول	۳۲۵
دیگر علماء کا موقف	۳۲۵
پل صراط پر منافقوں کا انجام	۳۲۶
ایک خاص کیفیت کا احتمال	۳۲۸
فصل	۳۲۷
مذکورہ بالا آیات کے مفہوم میں اہل تفسیر کا اختلاف	۳۲۷
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۲۹
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ	۳۲۹
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۳۳۰
فصل...... مؤمن کے بدلے کے بارے میں	۳۳۲
بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۳۲
فصل...... اصحاب الاعراف	۳۳۵
فصل	۳۳۷
چار جنات ہیں	۳۳۸

عنوان	صفحہ نمبر
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف	۳۳۹
اس بات کا بیان کہ جب اہل جہنم کے چمڑے جل جائیں گے دوسرے بدل دیے جائیں گے	۳۴۱
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۴۲
قیامت کے دن جہنم میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور جلد ستر ہاتھ موٹی ہوگی	۳۴۳
قیامت میں کافر کی زبان دو فرسنگ لٹک جائے گی	۳۴۳
فصل...... عذاب قبر کی بحث	۳۴۴
اہل ایمان و اہل استقامت سے بوقت موت فرشتوں کی بشارت اور تسلی	۳۴۴
مجاہد کا قول	۳۴۴
کفار کو روح قبض کرتے وقت فرشتے مارتے ہیں اور آگ کے عذاب کی دھمکی دیتے ہیں	۳۴۴
ظالموں کی موت کے وقت فرشتے آگے ہاتھ بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی جان خود نکالو	۳۴۴
دنیاوی اور اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط کرتا ہے	۳۴۵
نفس اور روح ایک شے ہے	۳۴۹
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر پر رک کر روتے تھے، حتی کہ داڑھی تر ہو جاتی	۳۴۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کی قبروں سے عذاب کی آوازیں سننا	۳۵۰
سورۃ تکاثر کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر کو عذاب قبر کا یقین ہو گیا	۳۵۰
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا روزانہ دو بار اعلان	۳۵۰
موت کے وقت ملک الموت مؤمن کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں	۳۵۱

عنوان	صفحہ نمبر
ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کے وقت مؤمن کو ملک الموت سلام کہتا ہے	۳۵۱
باب نمبر ۱۰	۳۵۳
ایمان کا دسواں شعبہ	۳۵۳
اللہ کی محبت	۳۵۳
گزشتہ دو صدیوں پر امام حلیمی کا تبصرہ	۳۵۴
اللہ کی محبت کے مفہوم و معانی	۳۵۵
اللہ کی محبت کا پہلا مفہوم اور معنی	۳۵۵
دوسرا مفہوم و معنی	۳۵۵
تیسرا مفہوم و معنی	۳۵۵
چوتھا مفہوم و معنی	۳۵۵
پانچواں مفہوم و معنی	۳۵۵
چھٹا مفہوم و معنی	۳۵۵
ساتواں مفہوم و معنی	۳۵۶
آٹھواں مفہوم و معنی	۳۵۶
نواں مفہوم و معنی	۳۵۶
دسواں مفہوم و معنی	۳۵۶
شیخ حلیمی کا قول	۳۵۶
بندوں سے اللہ تعالیٰ کب محبت کرتا ہے	۳۵۹
اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے لئے محنت و کوشش کرنے والے کو اللہ محبوب بنا لیتا ہے	۳۵۹
یہ محال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت تو کریں مگر اس کا ذکر نہ کریں	۳۵۹
ذوالنون مصری کا قول	۳۶۰
محبت کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اللہ کے سوا کچھ نہ دیکھیں	۳۶۰
جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اللہ اسے غیر کے حوالے نہیں کرے گا	۳۶۰

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت جنید بغدادی اور سری سقطی کا قول	۳۶۳
ذوالنون مصری کا قول	۳۶۳
توحید پر غور کرنے والی مجلس میں بیٹھو، قرآن سے تلاوت کی تسکین قلب حاصل کرو، یحییٰ رازی کا قول	۳۶۳
غیر اللہ کے ساتھ مسرور ہونا دھوکہ ہے	۳۶۴
مشہور عابدہ ریحانہ مجنونہ کی دعا	۳۶۴
ایمان مجنون کی محبت الٰہی کی پکار	۳۶۵
مشہور عابد ذوالنون مصری کا قول	۳۶۵
محبت و وصل شوق کی تین علامات	۳۶۵
ریحانہ مجنونہ کے اشعار	۳۶۵
علی بن سہل کی نصیحت	۳۶۶
عبداللہ رازی کی نصیحت	۳۶۶
ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۶۶
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی باپ کو نصیحت	۳۶۷
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۶۷
ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۶۷
مشہور عابد و زاہد ابراہیم بن ادھم کی بات	۳۶۷
ابوالحواری کے بھائی کی بات	۳۶۸
مشہور بزرگ شبلی کی بات	۳۶۸
علی بن سہل کا قول	۳۶۸
ذوالنون مصری کا قول	۳۶۸
عشق الٰہی کا مقام اپنے محبوب کی رضا تلاش کرنا ہے	۳۶۹
عشق الٰہی کے دس مقام	۳۶۹
انسان قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے	۳۷۰
ابوعلی جوزجانی کا قول	۳۷۰
یحییٰ بن معاذ کا قول	۳۷۱

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
اللہ کی محبت ایمان کا شعبہ ہے، ابوالحسین وراق کا قول	۳۷۱	ایوب سختیانی کا قول	۳۷۸
ابن العطاء کا قول	۳۷۱	ابوعمر بن سعید جرجانی کے اشعار	۳۷۸
ابوسعید خراز کا قول	۳۷۱	منذر بن جارود اور فرزدق کا واقعہ	۳۷۸
ابوالحسین بن مالک صوفی کا قول	۳۷۱	ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک شخص کا رونا اور اہل مجلس کو بھی رلانا	۳۷۹
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کا قول	۳۷۲	انسان جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا	۳۷۹
بشر بن سری کا قول	۳۷۲	عبداللہ حمار پر حد شراب جاری ہونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر لعنت کرنے کو منع کرنا	۳۷۹
ابوالجواری کا قول	۳۷۲	اسلامی سزائیں تادیب کے لئے ہیں اور تطہیر کے لئے ہیں تحقیر وتذلیل کے لئے نہیں ہیں	۳۸۰
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۷۲	شیخ سمنون کا قول	۳۸۰
کلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۷۲	مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۸۰
عبدالواحد بن زید کا قول	۳۷۳	شیخ حلیمی کا قول	۳۸۱
عتبہ غلام کی التجا	۳۷۳	بعض فلسفیوں کا قول	۳۸۱
یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۷۳	ذوالنون مصری کا قول	۳۸۱
حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۷۳	فصل ـــــ ذکر اللہ کی مداومت کرنا	۳۸۱
حضرت جنید بغدادی کا قول	۳۷۳	ذکر اللہ میں منہمک رہنے والے سبقت کر گئے ہیں	۳۸۲
ابوالحسین بوشنجی کا قول	۳۷۴	ذکر کی کثرت کرنے والوں کے گناہ کے بوجھ ذکر اتار دے گا	۳۸۲
اصمعی کا قول	۳۷۴	جو شخص شب بیداری، مال خرچ کرنا اور جہاد	۳۸۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رات بھر محبت الٰہی میں غور وفکر کرنا	۳۷۴	نہیں کرسکتا وہ ذکر کی کثرت کرے	۳۸۲
وہب بن منبہ کا قول	۳۷۴	ذکر کرنے والے کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے	۳۸۳
ذوالنون مصری کا قول	۳۷۴	قیامت کے دن اس ساعت پر افسوس ہوگا جو ذکر سے خالی گذاری تھی	۳۸۳
حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کے اللہ کی محبت میں ڈوبے ہوئے اشعار	۳۷۵	ذکر سے خالی ساعت پر افسوس کرنا	۳۸۴
سری سقطی کا قول	۳۷۶	ذکر کے سوا ہر فالتو کلام بندے پر وبال ہوگا	۳۸۴
سری سقطی کا ایک شعر	۳۷۶	تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے	۳۸۴
سری سقطی کے اشعار	۳۷۶		
حسن بن محمد بن الحنفیہ کا قول اور اشعار	۳۷۷		
رابعہ بصریہ کا قول	۳۷۷		

عنوان	صفحہ نمبر
موت کے وقت زبان پر اللہ کا ذکر	۳۸۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت سے اور موت سے ڈرانا	۳۸۵
اچھے اعمال	۳۸۶
ذکر اللہ اللہ کا محبوب عمل	۳۸۷
ذکر کی مجالس کو عرش پر اور فرمایا اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک	۳۸۸
ذکر کرنے والے پر پہاڑ خوش ہوتے ہیں	۳۹۱
ذکر کے بغیر انسان شیطان سے نجات نہیں پا سکتا	۳۹۱
بغیر ذکر کی محفل مردار خوروں کی سی ہے	۳۹۲
بغیر ذکر کی مجلس باعث حسرت ہوگی	۳۹۲
خلوت میں کثرت سے ذکر کرو	۳۹۳
اذکار قلبی	۳۹۳
سات خوش قسمت انسان جو قیامت میں عرش الٰہی کے سائے تلے ہوں گے	۳۹۳
خلوت میں ذکر کرنا یا جماعت میں ذکر کرنا	۳۹۵
اذکار خفی	۳۹۵
شدت بھوک و مصیبت کے وقت ذکر کرنا	۳۹۶
طلوع فجر سے طلوع شمس تک اور عصر کے بعد سے غروب سورج تک ذکر کرنا	۳۹۷
غافل لوگوں میں ذکر کرنا	۳۹۸
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۹۹
سوال کرنے اور اللہ سے مانگنے سے اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا	۴۰۰
مذکورہ احادیث پر شیخ مکی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۴۰۱
صلوٰۃ تسبیح کا طریقہ	۴۱۲
مجموعہ اذکار جس سے استغفار کی اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنا	۴۲۱

عنوان	صفحہ نمبر
فصل ثانی ..... ذکر اللہ کے بارے میں آنے والی احادیث و آثار	۴۲۹
بعض اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم	۴۳۱
بی بی ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز، روزہ اور ہر چیز کا کمال اللہ کا ذکر ہے	۴۳۳
قیامت میں اہل مجمع جان لیں گے کہ کون اللہ کے کرم کا حقدار ہے	۴۳۵
ذکر کرنے والی جماعت کو مغفرت کی بشارت	۴۳۵
ذکر اللہ کرنے والوں کے گناہ معاف اور غلطیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں	۴۳۶
کثرت ذکر دیوانگی نہیں بلکہ اس کا علاج ہے	۴۳۶
بعض لوگ خیر کا ذریعہ اور بعض شر کا ذریعہ ہوتے ہیں	۴۳۶
جن کے ہاتھوں میں خیر کی چابیاں ہیں وہ مبارکباد کے مستحق ہیں	۴۳۶
ذکر اللہ سے دل نرم ہوتا ہے	۴۳۷
ذکر کے ساتھ قساوت قلبی کا علاج ہوتا ہے	۴۳۷
ذکر اللہ کی لذت	۴۳۸
عبدیت، ذکر، طاعت کی لذت	۴۳۸
جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشین ہوں	۴۳۹
بندے کو ذکر اللہ اور استغفار کے لئے وقت خاص کرنا چاہئے	۴۳۹
کثرت ذکر شکر ہے اور ذکر سے غفلت ناشکری ہے	۴۳۹
اللہ سے غافل ہونا شرک ہے	۴۳۹
جو ذات تجھ سے غافل نہیں اس سے غافل ہونا بہت بڑی بات ہے	۴۴۰
ابو سلیمان دارانی کا واقعہ	۴۴۰
انسانوں کا ذکر کرنا بیماری ہے اور اللہ کو یاد کرنا علاج ہے	۴۴۰

عنوان	صفحہ نمبر
اللہ کے آگے حضرت عطا سلمی کا رونا	۴۷۲
عطا سلمی کے رونے سے منع کرنے پر شعیب کو ماں نے سے منع کر دیا	۴۷۲
بہت سے خوش ہونے والے مکر کی خوراک ہوتے ہیں	۴۷۲
لگ بھگ ساٹھ سال اللہ کے خوف سے روتے رہنا	۴۷۳
حسن جلالی کا چوری کی دیہاتی مٹی سے ہاتھ دھونے پر تیس سال تک رونا	۴۷۳
کبوتر کو شکار کرنے پر عطا سلمی کا چالیس سال تک رونا	۴۷۳
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے تنبیہ	۴۷۳
حضرت ثابت اور حضرت عطاء سلمی کا رونا	۴۷۴
ضرار اور محمد بن سوقہ کا حال کا رونا	۴۷۴
ہنسی مذاق کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موت کو یاد دلانا	۴۷۴
شاید تمہارا کفن دھل چکا ہے	۴۷۵
زیادہ ہنسنا دل کو حکمت سے خالی کر دیتا ہے	۴۷۵
کہیں ہنسنے پر پکڑ نہ ہو جائے	۴۷۵
ہنسنا چھوٹی غلطی ہے بہت لوگ جنت کے قیدی ہیں	۴۷۵
حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو اولاد آدم سے زیادہ تھے	۴۷۶
داؤد علیہ السلام کے آنسو اہل زمین کے آنسوؤں سے زیادہ تھے	۴۷۶
شہید اور عابد وغیرہ کا رونا	۴۷۷
رونے سے منصور بن معتمر کی آنکھیں ضعیف ہو گئی تھیں	۴۷۷
جو ہنستا ہو ان کی وجہ سے رونے آنکھیں ضائع ہو جانا	۴۷۷
عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۴۷۸
حذیفہ بن یمان کا ارشاد	۴۷۸
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت	۴۷۸
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۴۷۸
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول	۴۷۹
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۴۷۹
یحییٰ بن معاذ رازی کا قول	۴۷۹
یحییٰ بن معاذ رازی کا ارشاد	۴۷۹
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۴۸۰
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۴۸۰
عطاء بن یسار نے کہا	۴۸۰
عطاء بن یسار کا قول	۴۸۱
انسیٰ کی تفسیر	۴۸۱
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا انسیٰ کے خوف سے دعا کرنا	۴۸۱
حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت کہ انسان ایک لمحہ میں دین سے بدل سکتا ہے	۴۸۱
حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت	۴۸۲
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت	۴۸۲
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر استقامت کی دعا	۴۸۲
حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز نصیحت	۴۸۲
بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۴۸۳
سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۴۸۳
حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۴۸۳
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ توحید کی حفاظت کے لئے کثرت سے دعا	۴۸۳
ابرار اور مقربین کے افکار	۴۸۴
شیطان کی کمر توڑ دینے والا قول	۴۸۴
عمرو بن قیس کا موت کے وقت آخرت کے لئے رونا	۴۸۴

عنوان	صفحہ نمبر
غفلت سے تنبیہ	۴۸۳
افضل رونا	۴۸۳
اللہ کے خوف سے جن کا رونا	۴۸۴
حضرت سفیان بن عیینہ کا قول	۴۸۵
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۸۵
امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۴۸۵
حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور نار فضل	۴۸۶
ہر خیر کی بنیاد اللہ کا خوف ہے	۴۸۶
گناہ سے بچانے کے لئے غیبی آواز	۴۸۶
ستاروں کو بنانے والا کہاں ہوگا؟	۴۸۷
ستاروں کو بنانے والا کہاں جائے گا؟	۴۸۷
ہلاکت کی جگہوں سے بچنا	۴۸۷
رات کو جلدی چلنے والے منزل پر پہنچتے ہیں	۴۸۷
نصرت زہد اور تارک الدنیا ہونا	۴۸۸
خائفین محبین اور مشتاقین کی علامت	۴۸۸
سری سقطی کا قول	۴۸۸
ذوالنون بن ابراہیم کا قول	۴۸۸
ابراہیم بن شیبان کا قول	۴۸۹
محمد بن نصر کا قول	۴۸۹
ہارون رشید کا قول	۴۸۹
محمد بن عاصم انطاکی کا قول	۴۸۹
حضرت مالک بن دینار کا قول	۴۹۰
حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۹۰
عبداللہ بن مبارک کا قول	۴۹۰
شقیق بلخی کا قول	۴۹۰
حضرت حسن کا قول	۴۹۱
علامہ شبلی اور جنید بغدادی کا واقعہ	۴۹۱

عنوان	صفحہ نمبر
دونوں بزرگوں کے قول پر امام بیہقی کا محاکمہ	۴۹۰
استاذ ابو سہل صعلوکی کا قول	۴۹۱
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۴۹۲
فتح موصلی کا واقعہ	۴۹۲
بی بی سلامہ عابدہ کا واقعہ	۴۹۳
یزید بن مرثد کی آنکھوں کا آنسوؤں سے تر رہنا	۴۹۳
سری سقطی کا قول	۴۹۳
ربعی بن حراش کا نہ ہنسنے کی قسم کھانا	۴۹۴
اسرافیل علیہ السلام کا ڈرنا	۴۹۵
فرشتوں کا اللہ کے خوف سے کانپنا	۴۹۵
حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رونا	۴۹۶
حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت نرم دل تھے	۴۹۶
قرآن کی آیت پڑھ کر ایک صحابی کا بے ہوش ہونا	۴۹۶
سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا	۴۹۷
سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۴۹۷
عطاء سلمی کا واقعہ	۴۹۷
اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۴۹۸
حضرت مالک بن دینار کا واقعہ	۴۹۸
مشہور عابدہ رابعہ بصریہ کا واقعہ	۴۹۸
عبدالعزیز بن سلمان کا واقعہ	۴۹۹
عتبہ عابد کا واقعہ	۴۹۹
طویل خاموش عابد کا واقعہ	۴۹۹
عابد ابن غزوان کا واقعہ	۵۰۰
غزوان نے مشہور عابدہ مشہور واعظ محمد بن سماک کا واقعہ	۵۰۲
عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اور بیمار کے رونے کا واقعہ	۵۰۲
خوف خدا سے فوت ہونے والی عورت کا واقعہ	۵۰۲
بصرہ کے ایک صاحب دل بزرگ کا واقعہ	۵۰۳

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر رونے والا عابد	۵۰۳	کم گناہ کرنے والے اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں	۵۱۱
ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] کے خوف	۵۰۳	فضیل بن عیاض کا خوف خدا سے رونا	۵۱۲
سے موت واقع ہونا		عامر بن عبداللہ کی دعا کی قبولیت	۵۱۲
لقمان حکیم کی نصیحت سے بیٹے کا بے تاب ہوجانا	۵۰۵	علی بن فضیل کی موت	۵۱۲
حضرت زرارہ بن ابی اوفیٰ کا نماز میں سورۃ مدثر کی	۵۰۵	فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۱۳
آیت پڑھ کر فوت ہوجانا		زید بن وہب کا قول	۵۱۳
مشہور خطیب اور واعظ حضرت عبدالواحد کے زور	۵۰۶	عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۱۳
خطابت سے ایک آدمی کی موت واقع ہونا		فضیل بن عیاض کا قول	۵۱۴
حضرت صالح مری کی مجلس میں [illegible] کی وفات ہوجانا	۵۰۶	ابو عمر دمشقی کا قول	۵۱۴
مجلس وعظ و ذکر میں تین آدمیوں کا انتقال ہوجانا	۵۰۶	یحییٰ بن معاذ رازی کا قول	۵۱۴
حسن بن صالح کا قرآن کی آیت سن کر بے ہوش ہوجانا	۵۰۶	خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا خوف خدا سے ساری رات رویا کرنا	۵۱۴
صفوان کا ایک مقام پر رونا	۵۰۸	عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث رسول صلی	۵۱۵
خوف خدا اور عجز و انکساری کی ایک مثال	۵۰۸	اللہ علیہ وسلم سن کر رونا	۵۱۵
عبدالعزیز بن ابی رواد نے چالیس سال تک آسمان	۵۰۸	علاء بن زیاد کا قول	۵۱۵
کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا		مورق کا قول	۵۱۵
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے پر سفیان ثوری	۵۰۸	ذوالنون مصری کا قول	۵۱۶
کو پیشاب میں خون آجاتا تھا		[illegible] کا واقعہ	۵۱۶
آخرت کے خوف سے خونی پیشاب آنا	۵۰۸	ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۱۶
سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۰۸	عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۱۷
سفیان ثوری رحمۃ اللہ کا خوف خدا	۵۰۹	حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا	۵۱۷
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عبادت	۵۱۰	بعض علماء کا قول	۵۱۸
حارث بن ولید کی عبادت	۵۱۰	فصل: ... خوف خدا کے بارے میں شیخ حلیمی	۵۱۸
حکیم مکی کا خوف آخرت	۵۱۰	رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جامع تشریح	
شیخ رازی کا قول	۵۱۰	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۵۱۸
آمنہ بنت [illegible] کا خوف	۵۱۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا	۵۱۹
بعض عابدوں کا قول	۵۱۰	اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا	۵۱۹
شیخ مطرف کا قول	۵۱۱	علی بن عثام کی دعا	۵۲۰

"کتاب شعب الایمان" کی حقیقت اور اس کی وجہ تالیف

● کتاب شعب الایمان مصنفہ حافظ بیہقی ان اہم ترین کتب میں سے ہے جو اسانید اور طرق حدیث پر مشتمل ہے وہ طرق حدیث جنہیں حافظ بیہقی نے اس کتاب میں جمع کیا ہے۔ یہ صاحب کشف الظنون نے کہا ہے۔ (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۴۶)

● شعب الایمان، مصنفہ ابو عبد اللہ حسین بن حسن حلیمی شافعی، متوفی ۴۰۳ھ جس کا نام انہوں نے "المنہاج" رکھا ہے۔ وہ جلیل القدر کتاب ہے۔ تین جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب میں احکام کثیرہ اور مسائل فقہیہ اور اس کے علاوہ وہ امور جن کا تعلق اصول ایمان قیامت کی نشانیوں، اور احوال قیامت سے ہے بیان کئے گئے ہیں۔ اور حافظ بیہقی کی کتاب کا نام

● "جامع المصنف" ہے۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ

ان الایمان بضع و سبعون شعبۃ افضلها لا اله الا الله

بے شک ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں ان میں سے افضل ترین شاخ لا الہ الا اللہ ہے۔

اسی روایت کو "صاحب منہاج" حسین حلیمی نے لیا ہے۔ اپنی کتاب منہاج کو ستر ابواب پر تقسیم کرنے کے لئے۔ ایمان کی صفت اور تعریف بیان کرنے کے بعد اس حدیث سے ایمان کے ستر شعبے شمار کئے ہیں

بہرحال امام بیہقی نے اپنی اس کتاب میں احادیث کو کئی کئی اسنادوں کے ساتھ اور متعدد جدید طریقوں کے ساتھ لائے ہیں۔ اور اسناد کو صحیح یا ضعیف قرار دینے کے لئے ان پر تنقید بھی کی ہے اور انہوں نے سند کی علل پر بھی کلام کیا ہے۔

اور اس کتاب کی تقسیم کے لئے انہوں نے ابواب قائم کئے ہیں اور اس کے کلام کو اسی تقسیم کے ساتھ تقسیم کیا ہے جو کہ اس کے موضوع کے مناسب و مطابق ہے جب کہ عقائد اور فقہ سے متعلق اس کے نقوش (مسائل) احادیث سے ماخوذ ہیں۔

وجہ تالیف:

امام بیہقی نے شعب الایمان کی وجہ تالیف خود بیان کی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ پایا کہ حاکم ابو عبد اللہ حسین بن حسن حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی احادیث کو اپنی تصنیف اور اپنی کتاب "المنہاج المصنف فی بیان شعب الایمان" میں درج کر دیا ہے۔ ایمان کے بارے میں (یہ وہ شعبے ہیں) جن شعبوں کا حدیث رسول میں اشارہ ہے وارد کرتے ہیں۔ ہر ایک شعبہ کی حقیقت اور ان چیزوں کا بیان جن کی معرفت اس شعبے کو استعمال کرنے والے کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے قرائن اس کی سختیں اور اس کے سکوت، اور وہ اخبار و آثار جو اس کے مفہوم میں آئی ہیں (شیخ) نے اس قدر ان کا بیان کر دیا ہے جو کہ کافی ہے۔ لہذا میں نے (اپنی اس کتاب میں) ابواب و احادیث کی جمع میں شیخ حلیمی کی ترتیب کی اقتداء کی ہے اور میں نے شیخ کے کلام میں صرف اسی قدر حصہ (متعلقہ مقامات پر) نقل کیا ہے جس کے ساتھ ہر باب کا مقصد واضح ہو جاتا ہے مگر (ان دونوں کتابوں میں) فرق یہ ہے کہ شیخ نے اپنی تصنیف میں حدیث کے صرف متن ہی پر اکتفا کیا ہے اور اسانید کو مکمل طور پر اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔ جب کہ میں نے (ایسا نہیں کیا) بلکہ میں نے محدثین کا طریقہ چلایا ہے۔ جس قدر اسناد کو لانے کی ضرورت ہو اس کو بیان کرنے کو میں پسند کرتا ہوں اور حکایات و واقعات کو بھی ان کی سند کے ساتھ بیان کرنے کو میں نے پسند کیا ہے اور جن اخبار و حکایات کے جھوٹ ہونے کے بارے میں ظن غالب گمان نہیں ہوا ان پر اکتفا کیا ہے اور اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں مجہول اور منکر احادیث و روایات سے بچنے کا پورا اہتمام اور یہ طریقہ اختیار کیا ہے اور اس کتاب میں انہوں نے ہر وہ حدیث درج کر دی ہے جو ان کو منقول ہی جو کہ جھوٹی نہ ہو۔ قاضی ابو بکر اور شعر محمد جمیل (؟)

نام کتاب کی تحقیق

● ... الجامع لشعب الایمان = یہ نام مختصر بیہقی نیساپوری ۷۳۰ھ میں درج ہے۔

● ... الجامع = یہ نام امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خود رکھا ہے یہ نام مصنف رحمۃ اللہ کی دو کتابوں (۱) کتاب الاعتقاد (۲) کتاب البعث میں مذکور ہے اور اسی کے بارے میں یہ نام بھی مستعمل ہوا ہے۔

● ... الجامع المصنف فی شعب الایمان۔

● مختصر شعب الایمان = یہ کتاب اصل شعب الایمان کی تلخیص اور اختصار ہے اس تلخیص کے مصنف کا نام شیخ ابو حفص عمر قزوینی ہے تلخیص کا سنہ ۶۹۹ھ ہے اور اسی تلخیص کی تحقیق شیخ زکریا علی یوسف نے کی ہے نام مختصر شعب الایمان کے نام سے کی ہے انہوں نے اس کی نسبت امام بیہقی کی طرف کی ہے۔ یہ اجمالاً مختصر اور لکھنے میں آئی ہے۔

● ... شعب الایمان = قدماء نے اس کے نام رکھنے میں اختصار سے کام لیا ہے۔ اور یہی نام رکھا ہے اور اسی نام کے ساتھ مشہور ہے۔

اور ہم نے وہاں یہ بات ثابت کیا ہے کہ اس کا وہ مشہور نام جو حفاظ حدیث نے اطلاق کیا ہے شعب الایمان ہی ہے۔ اور ہم نے مقدمے میں بیہقی کی اس تصنیف کے سبب کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔

اور ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی اطاعت۔ اور اس کے دین کے ساتھ تمسک پانے اور حسن خاتمہ اور صراط مستقیم پر نجات۔ اور حصول جنت الفردوس کی توفیق کا سوال صرف اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں آمین۔ خادم ابوالارشد محمد اسماعیل جاوید

"مصنف کتاب شعب الایمان" حافظ امام بیہقی کی شخصیت" اور ان کی تصانیف

نام	...	احمد۔
ولدیت	...	حسین۔
دادا	...	علی۔
پردادا	...	موسیٰ۔
کنیت	...	ابوبکر۔
نسبت بستی	...	بیہقی۔
نسبت شہر	...	نیساپوری

تفصیل:

یہ ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی نیساپوری، خسروجردی، امام، حافظ، علامہ، محدث، ملقب اصولی۔ زاہد (تبارک اللہ فیہا)۔ بیہقی کی طرف نسبت ہے۔

بیہق نیساپور کی مضافاتی بستی تھی، جو کہ نیساپور سے تیس میل کے فاصلے پر واقع تھی۔ یہ تین سو اکیس ۳۲۱ بستیوں پر مشتمل ایک بے مثال علاقہ تھا جو نیساپور، قومس اور جرجان کے درمیان واقع تھا۔ جو بیہق اس کے شروع کے علاقوں سے نیساپور سے ملحق تھا شروع میں بیہق کا قصبہ خسروجرد تھا اس کے بعد وہ سبزوار ہو گیا تھا۔

ولادت:

ماہ شعبان سنہ تین سو چوراسی ۳۸۴ھ۔

وفات:

ماہ جمادی الاولی۔ چار سو اٹھاون ۴۵۸ھ

شخصیت:

امام حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وہ بلند پایہ متقی پرہیزگار تھے بلکہ عبادت شعار تھے مگر باوجود اس کے وہ علم کے ساتھ انتہائی عشق اور انہماک رکھتے تھے، علم حدیث کو حفظ کرنے اور اس کی تحقیق و تدقیق میں مشغول و مصروف رہتے تھے، امام بیہقی ان حفاظ حدیث میں سے نہیں تھے، جو حفظ احادیث میں مشغول ہو کر علم فقہ سے صرف نظر کر لیتے ہیں۔ بلکہ ان کا حفظ حدیث ان کے علم فقہ کی جزاور حصہ تھا۔

خصوصی اور انفرادی صفات جو ان کی پہچان بن گئے

امام بیہقی اپنی ذاتی اور خصوصی صفات کے ساتھ ہمیشہ پہچانے گئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

توازن اور اعتدال میں شدت زہد و علم عبادات اور حفظ حدیث، تقویٰ اور پرہیزگاری میں اجتماع و امتزاج تواضع، ورع، پرہیزگاری۔ وسعت اطلاع وسعت علم پر استقامت۔

امام بیہقی اور تحصیل علم

علم کو محفوظ کرنے کا آغاز انہوں نے پندرہ برس کی عمر سے کیا تھا انہوں نے علم کی طلب اپنی جگہ و کر ہی نہیں کی بلکہ انہوں نے اس سلسلے میں مختلف سفر کیے مختلف شہروں کا رخ کیا مثلاً عراق، نیساپور، بغداد، کوفہ، مکۃ المکرمہ، جبال حجاز مقدس، اسفرائن، طابران، اصفہان۔ ان تمام مقامات میں جا کر انہوں نے اہل علم سے علم کو جمع کیا اور محفوظ کیا۔ ان کی حالت بھی علم کے معاملے ان کے اسلاف حفاظ علم و حفاظ حدیث مثلاً بخاری و نسائی جیسی تھی چنانچہ انہوں نے جب اپنے تمام سفروں کے بعد اپنی مرادیں اور حدیث جمع کر لیا تو پھر انہوں نے حدیث کے موضوع پر تدوین و تصنیف کے مرحلے کا آغاز فرمایا۔

امام بیہقی اپنی تصانیف کے آئینے میں

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائیں۔

(۱) کتاب الاداب ..... یہ تین جلدوں میں چھپ چکی ہے جس کا قلمی نسخہ دارالکتب مصر میں محفوظ ہے۔

(۲) کتاب اثبات الرؤیہ یہ بھی قلمی نسخہ ہے۔

(۳) کتاب اثبات عذاب القبر۔ اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں محفوظ ہے اس کی فوٹو لے کر ڈاکٹر شرف محمود کی تحقیق کے ساتھ عمان میں چھپ چکی ہے۔

(۴) کتاب الاربعین۔ اس کا قلمی نسخہ دارالکتب مصریہ میں ہے اور دوسرا نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں۔ مجموعۃ الکتب والے نسخے کی فوٹو لے کر چھپوا دیا گیا ہے۔

(۵) حیات الانبیاء۔ اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں ہے دوسرا نسخہ دارالکتب مصر میں ہے ایک نسخہ مکتبہ عارف باحکمت

(۲۳) کتاب المدخل الی کتاب السنن:...... قلمی نسخہ مرکز بحث علمی جامعہ ملک عبدالعزیز مکہ میں ہے۔ اس نسخے کی اصل کتب خانہ الجمعیۃ الآسیویہ کلکتہ میں ہے اور اس کو ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے چھپوایا تھا۔

(۲۴) کتاب مناقب الشافعی: امام بیہقی شافعی المسلک تھے وہ فرماتے ہیں کہ یہ میرا محبوب ترین مذہب ہے لہٰذا انہوں نے اس مذہب کا دفاع کیا ہے ان کی اس موضوع پر متعدد کتب ہیں۔

● مناقب الشافعی۔ ● رسالۃ الانتقاد علی المختصر للامام الشافعی۔ ● بیان خطاء من خطأ علی الشافعی۔ ● کتاب تخریج احادیث الام۔ ● ... کتاب الخلافیات بین الشافعی وابی حنیفہ۔ یہ کتاب مناقب شافعی قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔

(۲۵) کتاب الاعتقاد والقدر۔ اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ شہید علی پاشا متصل کتب خانہ سلیمانیہ استنبول میں ہے۔

(۲۶) کتاب فضائل الاوقات للبیہقی۔ اس کا قلمی نسخہ محمد سعید بسیونی زغلول کے پاس محفوظ ہے۔

(۲۷) الایمان:...... مصنف نے خود اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مگر اس کا قلمی نسخہ معلوم نہیں ہو سکا۔

(۲۸) الترغیب والترہیب:... تا حال غائب ہے۔

(۲۹) ... رسالۃ فی حدیث الجویباری: ... یہ تا حال قلمی ہے۔

(۳۰) .. فضائل الصحابہ۔

(۳۱) کتاب الاسراء: بعض نے کہا کہ اس کا نام الاسری ہے یا الاسواد ہے۔

(۳۲) کتاب المبسوط فی نصوص الشافعی: حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ یہ تین جلدوں میں ہے۔ اور علامہ سبکی نے اس کا ذکر طبقات الشافعیہ میں کیا ہے۔

(۳۳) ... مناقب احمد بن حنبل: تا حال غائب ہے۔

(۳۴) .. معرفۃ علوم حدیث

(۳۵) .. جامع ابواب سجدۃ قراءۃ القرآن۔

(۳۶) ... جامع ابواب قراءۃ فی الصلوٰۃ علی الامام والمأموم۔

(۳۷) . بیان الاصول: اس کے بارے واضح یہ ہے کہ یہ بیہقی کی تصنیف نہیں ہے۔ (کما قال محمد سعید بسیونی زغلول)

(۳۸) ترتیب الصلوٰۃ

(۳۹) ... شعب الایمان للبیہقی۔ جس کا پورا نام الجامع لشعب الایمان ہے۔ یہ زیر نظر کتاب ہے جانے والے صفحہ پر اس کی تفصیل درج ہے۔

امام بیہقی کی ان مذکورہ کتب کے علاوہ بھی تصانیف ہیں مگر وہ صرف ذکر کی حد تک ہیں جو ہم سے ہم تک تا حال نہیں پہنچی ہیں۔ اگر ہم یہاں اس بارے میں جلال الدین سیوطی کا وہ قول درج کر دیں جو انہوں نے طبقات الحفاظ میں کہا ہے۔ تو میرے خیال میں قارئین کی تشفی کا باعث ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں کہ امام بیہقی کی تصانیف ایک ہزار کے قریب ہیں۔

وفات:

حافظ بیہقی کی وفات جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ میں ہوئی نیساپور میں، خسروجردی بیہق میں دفن ہوئے اللہ تعالیٰ تیری قبر پر اپنی رحمت کی شبنم افشانی کرے۔

الراقم ابو الارشد محمد اسماعیل الجاردوی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین

سند وخطبہ خطاب

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین صلاۃ دائمۃ الی یوم الدین

ہمیں خبر دی ہے شیخ امام، عالم، حافظ، ثقہ، ابوالقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن حسین شافعی رضی اللہ عنہ یا یوں کہ انہوں نے اس کو پڑھا اور میں نے سنا، بروز اتوار آٹھ جمادی الاولیٰ سن ۵۰ھ شہر دمشق میں، اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے۔ (شیخ علی بن حسن نے فرمایا کہ) ہم سے حدیث بیان کی شیخ ابوالقاسم زاہر بن طاہر بن محمد بن محمد شحامی نے، یہ صورت کہ میں نے ان کے سامنے پڑھا نیسا پور میں (شیخ زاہر بن طاہر نے فرمایا کہ) ہمیں خبر دی شیخ امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی حافظ نے رضی اللہ عنہ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی امام حافظ ابومحمد قاسم بن حافظ ابوالقاسم علی بن حسین شافعی نے بایں صورت کہ میں نے ان کے سامنے پڑھا (ابومحمد القاسم نے فرمایا کہ) ہمیں خبر دی فقیہ ابوعبداللہ محمد بن فضل فراوی (۵۳۰ھ) نے اور ابوالقاسم زاہر بن طاہر شحامی (۵۳۳ھ) نے اور مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اور ابوالحسن علی بن سلیمان مرادی نے ان کو زاہر نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہے امام حافظ شیخ الاسلام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ بیہقی حافظ رحمہ اللہ نے (شیخ احمد بن حسین بیہقی نے بطور خطبہ کے فرمایا)

الحمدللہ الواحد القہار الماجد العظیم الواسع العلیم الذی خلق الانسان فی احسن تقویم

وعلمہ الفضل تعلیم وکرمہ علی کثیر من خلق اہل تکریم۔

احمدہ واستعینہ واعوذبہ من الذلل واستھدیہ لصالح القول والعمل واسالہ ان یصلی علی النبی المصطفی،

الرسول الکریم المجتبیٰ محمد خاتم النبیین وسید المرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین وسلم کثیرا اما بعد!

تمام تعریفیں اللہ واحد قدیم، صاحب مجد، صاحب عظمت، صاحب وسعت، صاحب علم کے لئے جس نے انسان کو خوبصورت ترین شکل وصورت پر بنایا اور اسے سب سے زیادہ فضیلت والا علم عطا کیا اور اسے اپنی زیادہ تر مخلوقات پر عزت وشرف بخشا اور واضح ترین تکریم سے نوازا۔

میں صرف اسی ذات والا کی حمد وشکر ادا کرتا ہوں اور میں صرف اور صرف اسی سے مدد مانگتا ہوں اور لغزش سے صرف اسی کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اور سچے قول اور سچے عمل کے لئے صرف اسی سے ہدایت ورہنمائی مانگتا ہوں۔

اور میں صرف اسی سے التجا کرتا ہوں کہ وہ نبی مصطفیٰ رسول کریم مجتبیٰ پر رحمتیں نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سید المرسلین پر اور ان کی آل طیبین طاہرین پر اور سلام کثیر کثیرا نازل فرمائے۔

بہرحال حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد عرض ہے کہ بے شک اللہ کریم نے جس کی تعریف بہت بڑی ہے جس کے نام مقدس ہیں مجھ پر اپنے فضل وکرم کے ساتھ مجھے کچھ ایسی کتب تصنیف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو اہم ترین احادیث صحیحہ پر مشتمل ہیں، جو دین کے اصول وفروع میں ہے چاہے جن سے دین کے اصول وفروع اخذ کئے جاتے ہیں اس عظیم کام کی توفیق عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کا بے پایاں لا تعداد بار شکر ہے۔

ان کی تصنیف کے بعد میں نے ایسی کتاب تصنیف کرنا چاہی جو دین کے اصول اور فروع دونوں کی جامع ہو اور اس بارے میں جو آیات اور احادیث اور نصوص مروی ہیں ان پر مشتمل ہو اور دین کے اصول وفروع کو احسن طریقے سے جمع کرنے کے طریق پر مشتمل ہو اس لئے اس میں ترغیب بھی ہے اور ترہیب بھی۔

چنانچہ میں نے دیکھا کہ مجھ سے قبل۔ حاکم ابو عبداللہ حسین بن حسن حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے، اسی نصوص اور احادیث کو اپنی تصنیف۔ ''کتاب المنہاج المصنف فی بیان شعب الایمان'' میں درج کر دیا ہے۔ ایمان کے (یہ وہ شعبے ہیں) جن شعبوں کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اشارہ ہے اور ذکر ہے۔ ہر ایک شعبے کی حقیقت اور ان چیزوں کا بیان جن کی طرف اس شعبے کو استعمال کرنے والے کو احتیاج ہوتی ہے۔ اس کے فرائض، اس کی سنتیں اور اس کے مستحبات۔ اور وہ اخبار و آثار جو اس کے مفہوم میں آئی ہیں۔ (شیخ نے) اس قدر ان کا بیان کر دیا ہے جو کہ کافی ہے۔ لہٰذا میں نے (اپنی اس کتاب میں) ابواب پر احادیث کی تقسیم میں شیخ حلیمی کی ترتیب کی اقتدا کی ہے۔ اور میں نے شیخ کے کلام میں سے صرف اسی قدر حصہ (متعلقہ مقامات پر) نقل کیا ہے، جس کے ساتھ ہر باب کا مقصود واضح ہو جاتا ہے۔ مگر (دونوں کتابوں میں) فرق یہ ہے کہ شیخ نے اپنی اس تصنیف میں احادیث کے صرف متن ہی پر اکتفا کیا ہے۔ اور اسناد کو مکمل طور پر اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔

جب کہ میں نے (ایسا نہیں کیا) بلکہ میں نے محدثین کا طریقہ اپنایا ہے۔ جس قدر اسناد کو لانے کی ضرورت ہو اس کو بیان کرنے کو پسند کرتا ہوں۔ اور حکایات و واقعات کو بھی ان کی سند کے ساتھ بیان کرنے کو میں نے پسند کیا ہے۔ اور جن اخبار اور حکایات کے جھوٹ ہونے کے بارے میں دل میں گمان غالب نہیں ہوا ان پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حدث بحديث وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين.

جو شخص کوئی حدیث بیان کرتا ہے حالانکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہوتا ہے۔

اور ہم نے امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کو سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے امام زہری نے ایک حدیث بیان کی تو میں نے ان سے کہا آپ اس کو سند کے بغیر لائیے۔ تو امام زہری نے فرمایا:

اترقى السطح بلا سلم.

کیا آپ چھت پر سیڑھی کے بغیر چڑھ جائیں گے۔

میں نے اس حدیث کی سند کو اور اس حکایت کو اپنی کتاب۔ ''المدخل'' میں ذکر کیا ہے۔ اور مندرجہ ذیل کتب میں بھی لایا ہوں۔

❶۔۔۔۔کتاب الایمان۔
❷۔۔۔۔کتاب الاسماء والصفات۔
❸۔۔۔۔کتاب القدر۔
❹۔۔۔۔کتاب الرؤیۃ۔
❺۔۔۔۔کتاب دلائل النبوۃ۔
❻۔۔۔۔کتاب البعث والنشور۔
❼۔۔۔۔کتاب عذاب القبر۔
❽۔۔۔۔کتاب الدعوات میں۔

اس کے بعد ان کتب میں جو سنن میں مخرج ہے ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی کی مختصر کی ترتیب پر۔ وہ اخبار اور آثار جن کی ضرورت واقع ہوئی ہے ہر باب میں اور اس زیر نظر کتاب میں، میں نے ان اخبار و آثار کے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے جن کے ساتھ بعض مراد واضح ہو جائے۔ اور باقی کو میں نے طوالت اور اکتاہٹ کے خوف کے پیش نظر ان مذکورہ کتب کے حوالے کر دیا ہے اور ان پر چھوڑ دیا ہے لہٰذا میں اس کتاب کی تصنیف میں اور اپنے دیگر تمام امور میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں، صرف اسی کی استعانت جس کی مدد کے بغیر نہ تو کوئی گناہ سے بچ سکتا ہے، اور نہ ہی کوئی نیکی کر سکتا ہے۔ ہاں صرف اور صرف اللہ علی العظیم کی مہربانی کے ساتھ۔

واخرجه احمد (٢/٤١٤) دون قوله "والحياء شعبة من الايمان" واخرجه من طريق سهيل ابوداود (٤٦٧٦) بلفظ.

والايمان بضع وسبعون، افضلها قول لا اله الا الله، وادناها اماطة العظم عن الطريق، والحياء شعبة من الايمان.

واخرجه من طريق سهيل.

الآجري في الشريعة (ص ١١٠) بلفظ

"ان الايمان بضع وستون او بضع وسبعون شعبة افضلها لا اله الا الله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان"

واخرجه عبد الرزاق (٢٠١٠٥):

عن معمر عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة بلفظ.

"الايمان بضعة وسبعون. او قال: بضعة وستون بابا افضلها شهادة ان لا اله الا الله واصغرها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان"

واخرجه الشجري (١/١٨):

من طريق ابن عجلان، عن عبدالله بن دينار عن ابي صالح عن ابي هريرة بلفظ:

"الايمان ستون او سبعون شعبة، اعلاها شهادة ان لا اله الا الله، وادناها اماطة الاذى عن الطريق، والحياء شعبة من الايمان"

واخرجه الترمذي (٢٦١٤):

من طريق عمارة بن غزية عن ابي صالح عن ابي هريرة بلفظ.

"الايمان اربعة وستون بابا"

واخرجه من طريق عمارة: احمد (٢/٣٧٩)

"الايمان اربعة وستون بابا، ارفعها واعلاها قول لا اله الا الله واسفلها اماطة الاذى عن الطريق"

وقال ابن منده في كتاب الايمان (١٣٣) بعد ان رواه من طريق ابي عامر العقدي عن سليمان بن بلال عن عبدالله بن دينار عن ابي صالح به.

قال: (هذا حديث مجمع على صحته من حديث ابي عامر، وروى هذا الحديث عن عبدالله بن دينار.

ابنه عبدالرحمن ويزيد بن عبدالله بن الهاد ومحمد بن عجلان وسهيل بن ابي صالح)

وقال الحافظ في فتح الباري (١/٥١)

لم تختلف الطرق عن ابي عامر شيخ البخاري في ذلك، وتابعه يحيى الحماني عن سليمان بن بلال.

واخرجه ابو عوانة من طريق بشر بن عمرو عن سليمان بن بلال فقال بضع وستون او بضع وسبعون

وكذا وقع التردد في رواية مسلم من طريق سهيل بن ابي صالح، عن عبدالله بن دينار.

ورواه اصحاب السنن الثلاثة من طريقه فقالوا:

بضع وسبعون من غير شك ولابي عوانة في صحيحه من طريق:

"ست وسبعون او سبع وسبعون"

ورجح البيهقي رواية البخاري لأن سليمان لم يشك، وفيه نظر، لما ذكرنا من رواية بشر بن عمرو عنه فتردد ايضا

لكن يرجح بانه المتيقن وما عداه مشكوك فيه.

واما رواية الترمذي بلفظ "اربع وستون" فمعلولة، وعلى صحتها لا تخالف رواية البخاري

وترجيح رواية "بضع وسبعون" لكونها زيادة ثقة كما ذكره الحليمي ثم عياض لا [illegible]، اذ الذي زادها لم يستمر على الجزم بها لا سيما

مع اتحاد المخرج

وقد رجح ابن الصلاح الاقل لكونه المتيقن. اھ.

باب: ...... ایمان کی حقیقت کے بیان میں

ابو عبداللہ حلیمی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

کہ ایمان امن سے بنا ہے اور امن خوف کے بالمقابل چیز ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فان خفتم فرجالاً او رکبانا فاذا امنتم فاذکروا اللہ. الخ (سورۃ بقرہ، آیت ۲۳۹)

(میدان جنگ میں) اگر تم خوف محسوس کرو تو تم نماز پیدل چلتے چلتے یا سواری پر پڑھ لو پھر جب تم امن میں آجاؤ تو اللہ کی یاد کرو۔ الخ۔

(نوٹ) ...... یہاں پر اللہ تعالیٰ نے امن کو خوف کے مقابل استعمال فرمایا ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ امن خوف کی ضد اور مقابل چیز ہے۔ جبکہ ایمان امن سے بنا ہے۔

ایمان کی حقیقت اور اس کے اطلاق کے وقت اس سے مطلوب و مقصود وہی تصدیق و تحقیق ہوتی ہے۔ اس لئے کہ خبر وہ قول ہوتا ہے۔ جس کو صدق اور کذب شامل ہوتا ہے اور امر ہو یا نہی دونوں ایسا قول ہوتے ہیں جس میں کہ اس کے قائل کی طاعت یا نافرمانی کی جاتی ہے۔ جو شخص کوئی خبر سنتا ہے وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا کہ فی نفسہٖ یہ جھوٹ بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ یقین کر لیتا ہے۔ یہی خبر حق اور سچ ہے۔ گویا کہ وہ شخص جو کچھ سنتا ہے اور اس کا یقین و عقیدہ رکھ لیتا ہے، یہ عقیدہ رکھ کر گویا وہ فی نفسہٖ امن میں آ جاتا ہے۔ اس بات سے کہ وہ خبر جھوٹ ہو یا اس میں کچھ غلط ہو اور جو شخص امر یا نہی کو سنتا ہے اور اس کی اطاعت کا اعتقاد قائم کر لیتا ہے۔ گویا کہ وہ بھی جو کچھ سنتا ہے سن کر طاعت کا یقین پیدا کر کے فی نفسہٖ امن میں واقع ہو جاتا ہے۔ اس بات سے کہ مظلوم ہو یا مذاق کیا گیا ہو یا وہ امر نہی اس پر محمول ہو جس کا قبول کرنا اور اطاعت و تابعداری اس پر لازم نہ ہو جو شخص اس کا قائل ہوا ہے اس نے قائل کے اس قول کو امنت بکذا اور امنت نفسی کو بمنزلہ اس قول کے امنت نفسی یا امنت نفسی علی کذا یا ان کا لفظ نفس کو ترک کرنا، امنت میں کثرت استعمال کی وجہ سے اختصار کے لئے ہو۔ جیسا کہ یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ بسم اللہ اس معنی میں کہ میں نے شروع کر لیا یا اللہ کے نام سے ابتدا کرتا ہوں۔

ابو عبداللہ حلیمی نے کہا۔ اس میں ایک وجہ اور بھی ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ امنت کا معنی ہے کہ میں نے اپنے خبر دینے والے کو امان دی یا اپنے دعوت دینے والے کو امان دی ہے (کس بات سے) تکذیب سے اور مخالفت سے۔ اس وجہ سے کہ میں نے اس کے لئے تصدیق اور موافقت کی تصریح کر دی ہے۔

پھر ایمان جس سے مراد تصدیق ہو، جس کی طرف بھی مضاف ہو صلہ کے بغیر متعدی نہیں کیا جاتا اور یہ صلہ کبھی "با" ہوتی ہے۔ کبھی لام ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں دونوں کی استعمال موجود ہے۔

ایمان باللہ ـــــ اللہ عز و جل کے ساتھ ایمان۔

اللہ کے وجود کا اقرار و اثبات ہے۔

ایمان للہ ـــــ اللہ تعالیٰ کے لئے ایمان۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کو قبول کرنا اور اس کی طاعت کرنا۔

اسی طرح:

ایمان بالنبی ـــــ نبی کریم کے ساتھ ایمان۔

آپ کی نبوت کا اقرار و اثبات ہے۔

فروعات ان باقی امور اور فروعات سے الگ اور خالی ہو جائیں۔ جس پر خطاب الٰہی اور مکلف بنانا مشتمل ہے۔ اس لئے کہ نقصان اور کمی زیادہ ہونے کے بعد کی چیز ہے۔ جب کسی ایسے انسان سے یہ کہا جائے جو ایمان لایا ہے اور نماز بھی پڑھی ہے کہ اس کا ایمان زیادہ ہو گیا ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ بندہ جو ایمان لایا ہے اور اس پر نماز بھی فرض ہوگئی ہے۔ مگر اس نے نماز پڑھی نہیں اسے یہ کہا جائے کہ وہ ناقص ایمان ہے جبکہ وہ اس پر قادر ہونے کے باوجود اسے ترک کر کے فاسق اور گناہگار ہو گیا ہے۔ اسی اصول پر ہیں تمام ارکان اسلام)

لیکن وہ کام جو انسان بطور نفل کے انجام دیتا ہے جو کہ اس کے ذمے لازم نہیں ہیں بایں معنی کہ تصدیق عقیدہ اور اقرار باللسان عملاً اس میں موجود ہیں تو اس کے اس عمل سے بھی ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو نفلی امور کو ترک کر دیتا ہے اس کے مقابلے میں جو ترک نہیں کرتا یہ درست بات ہے کہ اس کو بھی نقصان کا نام دیا جائے گا مگر اس نفلی عمل کے تارک کے لئے عصیان اور گناہ لازم نہیں آئے گا۔ یہی مطلب ہے حلیمی کے قول کا۔

حلیمی رحمہ اللہ نے فرمایا:

جب ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ طاعات سب کی عین ایمان ہیں تو ہم یہ لازم نہیں کرتے کہ معاصی جو اہل ایمان سے واقع ہوتے ہیں وہ کفر بھی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر باللہ اور کفر بالرسول ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے مقابل چیز کا نام ہے۔ جب ایمان باللہ اور ایمان بالرسول اللہ اور رسول کے اقرار اور اثبات کا نام ہے تو کفر اس کے مقابلہ میں ان کے انکار، نفی اور ان کی تکذیب کا نام ہوگا۔

رہے اعمال تو وہ اللہ اور رسول کے ساتھ اعمال کے وجود کے بعد ایمان للہ اور ایمان لرسول ہیں۔ اس سے مراد ہے طاعت مگر سابق اقرار کی شرط پر لہٰذا جو چیز اس کے مقابل ہوگی وہ مخالفت اور عصیان تو ہوگی لیکن کفر نہ ہوگی۔

کتاب الایمان میں، میں نے کئی احادیث اور آثار ذکر کئے ہیں جس سے ان تمام مذکورہ امور کی وضاحت ہوتی ہے اور میں اس کتاب میں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ ان احادیث و آثار کے بعض طرق کی طرف اشارہ کروں گا۔

باب: ...... اس بات کی دلیل کہ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی اصل ایمان ہے اور یہ دونوں عدم مجبوری کے وقت کفر سے اسلام میں آنے کے لئے شرط ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قولوا امنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسماعیل واسحاق.　(بقرہ آیت ۱۳۶)

کہو ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کتاب پر جو ہماری طرف اتاری گئی (قرآن) اور جو کتاب ابراہیم اسماعیل اسحٰق کی طرف اتاری گئی۔

(روایت میں ایمان باللہ کا حکم ہے۔ مترجم)

تو اللہ نے مومنوں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ یہ کہیں ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔

اور ارشاد باری ہے:

قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم (سورۃ الحجرات، آیت ۱۴)

یعنی دیہاتیوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں فرما دیجئے تم ایمان نہیں لائے لیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں تاحال ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ قول جو عقیدہ سے عاری ہو وہ ایمان نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ان کے دلوں میں ایمان ہوتا

بعض اصحاب سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یستقیم ایمان عبد حتی یستقیم قلبه و لا یستقیم قلبه حتی یستقیم لسانه

کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو جائے اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو جائے۔

۹:۔۔۔ خبر دی ہے ہمیں ابو نصر بن قتادہ نے کہ ابو عمرو بن مطر نے ہمیں بیان کیا کہ ہشام بن بشر بن عنبر نے کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن منذر الحزامی نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے ابو ضمرہ انس بن عیاض نے وہ کہتے ہیں مجھے بیان کیا ہے عبداللہ بن یرقا نے عبدالرحمن بن فروخ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

من شهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله فذل بها لسانه و اطمأن بها قلبه لم تطعمه النار

جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے اور وہ ان حالیکہ اس کی زبانی، اسی کی اقراری ہے اور دل اس کا اسی کے ساتھ مطمئن ہے اسے آگ نہیں کھائے گی۔

۱۰:۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے حمزہ بن عبدالعزیز نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے احمد بن حفص بن عبداللہ نے وہ کہتے ہیں مجھے میرے باپ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں۔ مجھے ابراہیم بن طہمان عمرو بن سعید نے انہوں نے مجاہد سے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بابت فرماتے ہیں:

الا من شهد بالحق وهم يعلمون (زخرف آیت ۸۶)

مگر جو شخص حق کی شہادت دے حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

فرمایا حق کی شہادت دی اس حال میں کہ وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ اس کا رب ہے۔

---

(۸)۔۔۔ العباس بن الفضل الأسفاطي (اللباب ۱/۵۴)، وأحمد هو ابن عبدالله بن يونس، وهشام هو ابن حسان.
والحديث أخرجه أحمد ۱۹۸/۳ من طريق على بن مسعدة عن قتادة عن انس مرفوعاً.
☆۔۔۔ مجمع الزوائد ۱/۵۳ رواه أحمد وفي إسناده على بن مسعدة وثقه جماعة وضعفه آخرون.
☆۔۔۔ وانظر الترغيب ۳/۳۵۳. الإتحاف ۷/۴۵۱
☆۔۔۔ ابن عدى ۵/۱۹۲۲، الشجرى ۱/۳۶
(۹)۔۔۔ أبو نصر بن قتادة هو عمر بن عبدالعزيز بن عمر بن قتادة، وأبو عمرو بن مطر هو محمد بن جعفر بن مطر النيسابوري ت (۳۶۰) (سير ۱۶/۱۹۲) ولينظر ترجمة هشام بن بشر بن العنبر، وعبدالله بن يرقا (تخ ۵/۲۳۵)، وعبدالرحمن بن فروخ (تخ ۵/ت ۳۳)
والحديث في جمع الجوامع ۱/۸۹۹ من حديث أبي قتادة رضى الله عنه وعزاه السيوطي رحمه الله لسمويه و ابن مردويه والطبراني في الكبير والخطيب في المتفق والمفترق.
(۱۰)۔۔۔ حمزة بن عبدالعزيز المهلبي أبويعلى (ت ۴۰۶) (سير ۱۷/۲۶۳)، أبوبكر محمد بن أحمد بن بالويه (سير ۱۵/۴۱۹) وسليمان هو ابن مهران الأعمش وعمر بن سعيد هو ابن مسروق الثوري ووالد أحمد هو حفص بن عبدالله بن راشد السلمي النيسابوري.
والحديث عزاه السيوطي في الدر ۶/۲۳ للمصنف في الشعب فقط

باب : ..... اس بات کی دلیل کہ اعمال سب کے سب ایمان ہیں

اہل ایمان کی تعریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون.

الذین یقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون اولئک ھم المؤمنون حقاً. (سورۃ انفال آیت ۲۔۴)

اہل ایمان تو وہی ہیں کہ اللہ کا نام ذکر کیا جائے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جس وقت ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں وہی نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں وہ لوگ سچے مومن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ خبر دی ہے کہ اہل ایمان وہی ہیں جو ان مذکورہ تمام اعمال کو اپنے اندر جمع کر چکے ہیں وہ اس سے معلوم ہوا کہ یہ اعمال مجموعاً ایمان میں سے ہیں۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ جب تمہارے سامنے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس آیت مذکورہ کے اوصاف سے متصف لوگ اس آیت میں سچے مومن ہونے کا لقب حاصل کر چکے ہیں تو یہ ان اعمال کے اس مرتبہ و مقام کی وجہ سے ہے جس کے ساتھ اللہ نے ان کو متصف فرمایا ہے۔ یہ صرف اور محض اعمال عبادت ہی نہیں (بلکہ وہ مقام رکھتے ہیں جس کی وجہ سے یہ بھی ایمان میں شامل ہیں۔)

یہ بات درست ہے کہ ان اعمال کے ذکر کرنے سے مراد بھی اعمال اور وہ فرض یا نفلی عمل ہیں جو اس مفہوم میں آتے ہیں۔ تو گویا لفظ "الصلوۃ" ان طاعات کی طرف اشارہ ہے جو خصوصاً اعضاء اور جوارح سے قائم کئے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنا ان طاعات کی طرف اشارہ ہے جو خصوصاً مال کے ذریعے سے قائم کئے اور سرانجام دیئے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح دل کا ڈر جانا۔ ہر اعتبار سے استقامت اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

لہٰذا طاعات قائم کرنا اور معاصی سے رک جانا سب (اسی خوف خدا) میں داخل ہیں۔

حلیمی نے فرمایا۔ مذکورہ آیت ہر اس شخص کی تعریف میں وارد ہوئی ہے جس کا دل اللہ سے ڈر جاتا ہے۔ جب کہ اللہ کی نافرمانی اور اللہ کے احکام کی مخالفت خوف خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔

اسی طرح ہر اس شخص کی تعریف میں آئی ہے جس کے سامنے تلاوت کی جائے تو اس کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہے۔

لہٰذا فرائض میں کوتاہی کرنا اور واجبات میں سستی کرنا کسی طرح بھی ایمان میں زیادتی اور اضافہ کا ذریعہ نہیں ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ سچے مومن نہیں ہیں لازمی بات ہے کہ وہ ناقص الایمان ہیں۔ اور آیت مذکورہ کے مفہوم سے خارج ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان　　(الحجرات آیت ۷)

لیکن اللہ نے ایمان کو تمہاری طرف محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں سجا دیا ہے

اور کفر کو اور فسق و فجور کو تمہاری طرف ناپسندیدہ بنا دیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ دو چیزوں میں تقابل کیا ہے ایک وہ جس کو اس نے ہمارے لئے پسندیدہ اور محبوب بنایا ہے اور دوسری وہ جس کو ہمارے لئے مکروہ اور ناپسندیدہ کر دیا ہے (غور کیجئے) کہ ایمان کو علیحدہ ذکر کیا ہے محبوب چیز میں اور اس کے مقابل کفر کو اور نافرمانی ناپسندیدہ چیزوں میں کر دیا ہے (تو اس صورت میں) یہ آیت اس امر پر دلالت کر رہی ہے کہ ایمان کی متضاد و مخالف دو چیزیں ہیں (ایک کفر دوسرے گناہ)۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو چیز فسوق اور نافرمانیوں کی متضاد اور مخالف ہے یعنی طاعت وہ ایمان ہے۔

گویا طاعات ایمان شمار ہوئیں تو فسق و فجور ترک ایمان شمار ہوں گی۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے فسوق اور عصیان کے درمیان (حرف عطف واو) کا فاصلہ فرمایا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معاصی میں سے بعض وہ ہیں جن کی وجہ سے انسان فاسق نہیں بنتا بلکہ ان میں سے وہ معاصی جو کبیرہ گناہ ہیں ان کے ارتکاب سے فاسق بنتا ہے۔ یا صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے فاسق بنتا ہے۔

جب کہ ان تمام امور سے اجتناب کرنا اور بچنا یہی ایمان ہے۔ اور توفیق ثابت ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وما كان الله ليضيع ايمانكم

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرتے۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد تمہارا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ہے۔

(تو گویا اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا ہے) تو ثابت ہوا کہ صلوٰۃ ایمان ہے۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی (کہ نماز ایمان ہے) تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہر طاعات ایمان ہے اس لئے صلوٰۃ اور دیگر طاعات میں کوئی فرق نہیں ہے۔

امام احمد بیہقی نے فرمایا۔

ہم اس حدیث میں نقل کر چکے ہیں جو ابو اسحٰق سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں کے بارے میں ہے جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو سولہ یا سترہ مہینے آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے پھر تحویل قبلہ کا حکم آیا اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ہونے لگی مگر وہ مسلمان جو تحویل قبلہ سے قبل فوت ہو گئے یا شہید کر دیے گئے ان کا حکم معلوم نہیں تھا کہ ہم ان کے بارے میں کیا کہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وما كان الله ليضيع ايمانكم ان الله بالناس لرؤف الرحيم (البقرۃ ۱۴۳)

اللہ تعالیٰ (کی شان) نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفیق اور مہربان ہے۔

فائدہ: مگر احناف یہاں پر ایمان سے مراد ایمان ہی لیتے ہیں نماز نہیں یعنی نماز اور دیگر تمام اعمال تابع ہیں ایمان کے جب ایمان ثابت و محفوظ ہے تو اعمال یعنی نماز وغیرہ کیونکر ضائع ہو سکتے ہیں اعمال جب ضائع ہوں کہ ایمان ضائع ہو جائے اور اللہ تعالیٰ بلاوجہ ضائع نہیں فرماتے اگر ایسا کریں تو یہ ظلم ہوگا جب کہ اللہ جل شانہ اس سے پاک ہے۔ (از مترجم)

۵۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو نصر الفقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید

الا الذین امنوا و عملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر. (سورۃ العصر:۳)

یعنی اس آیت میں ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق، تواصی بالصبر کو الگ الگ ذکر کیا ہے یہ چیز اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ یہ دونوں اعمال صالحہ میں سے نہیں ہیں۔ یہی مثل اس آیت کا ہے۔

ان الذین امنوا و عملوا الصالحات.

یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ اعمال صالح ایمان نہیں ہیں بلکہ مطلب ہے کہ جو لوگ ایسے ایمان سے قبل ایمان لائے جو کفر سے اسلام کی طرف منتقل کرتا ہے پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایمان کے ساتھ نیکیاں بھی شامل کیں اور ان پر عمل کیا یہاں تک کہ ان کا ایمان کہ جب سے کامل درجے کی طرف بلند ہو گیا۔ یا ہم کہیں گے کہ الذین امنوا سے مراد ہے ایمان باللہ اور عمل بالصالحات ایمان للہ۔ دو مختلف ایمان ہیں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا اسی لئے دو الگ الگ نام رکھے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

احناف کا مسلک مذکورہ تینوں آیات میں

- ان الذین امنوا و عملوا الصالحات.
- الا الذین امنوا و عملوا الصالحات.
- الا الذین امنوا و عملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر.

احناف کا مسلک اس بارے میں واضح ہے اور مؤید بکتاب اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور اعمال صالحہ کو الگ الگ ذکر فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں دو الگ الگ چیز ہیں دونوں اثبات کے لئے اہم اور ضروری ہیں نیز دونوں کے مابین حرف عطف واؤ کے ساتھ دونوں کو الگ کیا گیا ہے گرامر کے قانون کے مطابق اور علم اصول وغیرہ علوم کی تصریح کے مطابق عطف مغایرت کو کاشف کرتا ہے یعنی اس بات پر کہ معطوف اور معطوف علیہ ایمان اور عمل صالح ایک چیز یعنی صرف ایمان نہیں بلکہ الگ الگ مستقل چیز ہیں کہ ایمان اصل تصدیق قلبی کی کیفیت کا نام ہے اور اعمال صالحہ ظاہری حسی اعضاء سے عمل ہوتے ہیں۔ (از مترجم)

(۱۰۱ ت ا)۔۔۔ ابو بکر احمد بن اسحاق الملقب الصبغی (ت ۳۴۲) (سیر ۱۵/۴۸۳)، علی بن عبدالعزیز البغوی (ت ۲۸۶) (سیر ۱۳/۳۴۸)، ابو محمد عبداللہ بن محمد بن موسی بن کعب (سیر ۱۵/۵۳۰)، ابو محمد الحسن بن محمد بن المسیب البیهقی (ت ۲۸۳) (سیر ۱۳/۱۰۴)، ابو الصلت الهروی عبد السلام بن صالح (ت ۲۳۶) (سیر ۱۱/۴۴۶)، ومحمد بن اسلم بن سالم الکندی (ت ۲۴۲) (سیر ۱۲/۱۹۵)

ولینظر ترجمة ابو محمد عبد بن محمد بن محمد بن مهدی القشیری والحدیث اخرجه ابن ماجة (۶۵) وقال الحافظ فی تلخیص الاطراف (۱۰۰۷۶) اخرجه ابن الجوزی فی الموضوعات ۱۲۸/۱ من روایة ابی الصلت ومن روایة احمد بن عامر الطائی وعلی بن غراب ومحمد بن سهل وهارون بن سلیمان الفزاری کلهم عن علی بن موسی فرجا به ونقل عن الدارقطنی انه حدیث ابی الصلت وانه هو المتهم به وکل من حدثه عن علی بن موسی سرقه من ابی الصلت قال الحافظ.

وقد اخرجه ابو سعید بن الاعرابی فی معجمه عن زکریا بن یحیی الساجی عن عبدالملک بن محمد بن الحسن عن عبدالله بن یحیی بن موسی بن جعفر عن اخیه علی بن موسی به.

☆ ۔۔۔ کنز العمال ۱۳۶۴ (ابن مردویہ) وسندہ ضعیف.

☆ ۔۔۔ وانظر المیزان ۵۰۰۱ تهذیب الکمال ص ۸۳۲.

☆ ۔۔۔ الشریعة الآجری ص ۱۲۱

باب:..... اس بات کی دلیل کہ ایمان اور اسلام مطلقاً دین واحد سے دو عبارتیں ہیں

ارشاد باری ہے:

- ان الدین عند اللہ الاسلام. (آل عمران ۱۹)

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

- و قولوا اٰمنا باللّٰہ

کہہ دیجئے ہم ایمان لائے اللہ پر۔

تو ہمارا قول یہ صحیح ہوا کہ ایمان باللہ اسلام ہے۔

اور حق تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے۔

فاخرجنا من کان فیہا من المؤمنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین. (سورۃ الذاریات آیت ۳۵-۳۶)

کہ ہم نے اس بستی میں سے جن لوگوں کو نکالا وہ اہل ایمان تھے ہم نے اس بستی میں مسلمانوں کا ایک ہی گھر پایا۔

ایک بار اللہ تعالیٰ نے اس بستی میں سے نجات پانے والوں کو مومن کہا اور دوسری مرتبہ انہیں کو مسلم کہا۔ لہٰذا ہے جن کا فرق کا ارادہ ان کے ایمان کے ساتھ کیا تو یہ بات صحیح ہو گئی کہ ایمان اور اسلام دین واحد کے دو نام ہیں۔ اگرچہ اسلام کی حقیقت تسلیم و رضا ہو یا ایمان کی حقیقت تصدیق ہے۔ تو دونوں میں حقیقت کا اختلاف ہو اس بات سے مانع نہیں ہے کہ دونوں دین واحد کے نام ہوں۔ جیسے غیث اور مطر دونوں بارش کے نام ہیں۔ اگرچہ ان کی باریکی کے اعتبار سے غیث اور مطر کی حقیقت لغوی مختلف ہے۔

چار چیزوں کا حکم اور چار چیزوں کی ممانعت:

۱۸: ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری اسفرائنی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی۔ یوسف بن یعقوب قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن مرزوق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے ابوجمرہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ عبدالقیس کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت آیا تو آپ نے دریافت فرمایا۔ من القوم تم کون لوگ ہو انہوں نے جواب دیا قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں آپ نے خوش آمدید کہا اور عادی بات بھی رسوا اور نہ ہی شرمندہ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم قبیلہ ربیعہ کے لوگ دور دراز کی آبادی سے آپ کی خدمت میں آتے ہیں آپ کے اور ہمارے درمیان یہ کفار قبیلہ مضر کے لوگ حائل ہیں لہٰذا ہم لوگ آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں آسکتے ہیں لہٰذا ہمیں کوئی ایسی کلی بات بتا دیجئے جس کی طرف ہم پیچھے رہ جانے والے دوسرے لوگوں کو بھی دعوت دیں اور ہم سب جنت میں داخل ہو سکیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

امرکم باربع وانہاکم عن اربع

میں آپ لوگوں کو چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ ایمان کا حکم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ ایمان کیا چیز ہے۔ وہ یہ ہے اس بات کی شہادت دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے۔ اور نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اور تم لوگ غنیمت کے مالوں میں سے پانچواں حصہ بھی بیت المال میں دینا۔

اور جن چار چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں یہ ہے۔ (یعنی چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے ان کو منع کیا)

- حنتم یعنی سبز ٹھلیا۔

❷ ۔۔۔ الدباء یعنی کدو کے تو نبے سے۔

❸ ۔۔۔ النقیر یعنی درختوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے بنائے ہوئے مرتبان (برتن) سے۔

❹ ۔۔۔ مزفت تارکول ملے ہو برتن (مرتبان) سے۔

اور راوی نے کبھی نقیر کی جگہ المقیر کہا ان امور کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو ان باتوں کی دعوت دو۔

بخاری مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے شعبہ کی روایت سے۔ دیکھیے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت کو ایمان کا نام دیا ہے اور اسی طرح دوسری حدیث میں اسی کا نام اسلام رکھا ہے۔

مسئلہ تقدیر، ایمان اور اسلام:

۱۹ ۔۔۔ یہ بھی اسی میں ہے جس کی خبر ہمیں ابو عبداللہ الحافظ نے دی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن محمد بن یحییٰ اور ابو عبداللہ بوشنجی نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو الفضل عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے اور ابو نعمان بن ابراہیم بوشنجی رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الحسن مسدد بن مسرھد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یحییٰ بن سعید نے عبدالرحمن سے وہ دونوں کہتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن عمر سے ملے ہم ان سے تقدیر کے مسئلہ اور اس کے بارے میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں بات کی۔ انہوں نے فرمایا۔ جب تم لوگ ان کے پاس لوٹ کر جاؤ تو ان سے کہنا کہ حضرت ابن عمر تم سے لاتعلقی ظاہر کرتا ہے اور تم لوگ بھی اس سے لاتعلق ہو تین بار یہ فرمایا پھر فرمایا مجھے خبر دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یا یوں فرمایا تھا کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب نے حدیث بیان کی تھی کہ ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے ایک خوبصورت چہرے والا جوان آیا خوبصورت بالوں والا اس نے سفید پوشاک پہن رکھی تھی لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور بولے ہم اس کو نہیں جانتے اور یہ مسافر بھی نہیں ہے آتے ہی اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس آ ؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ فرمایا پھر وہ آیا اور اس نے اپنے گھٹنے رسول اللہ کے گھٹنوں کے آگے ٹیک دئیے اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر فرمایا۔

ما الاسلام؟ اسلام کیا ہے؟ حضور نے جواب دیا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کر زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر اس نے سوال کیا ما الایمان؟ ایمان کیا چیز ہے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور اس کے فرشتوں اور جنت اور جہنم اور موت کے بعد جی اٹھنا اور پوری پوری تقدیر پر۔ پھر اس نے سوال کیا ما الاحسان؟ احسان کیا چیز ہے۔

آپ نے فرمایا تو عمل اس طرح کر گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے اس آنے والے شخص نے

---

(۱۸) ۔۔۔ علی بن محمد بن علی المقری، الاسفرائینی أبو الحسین، الحسن بن محمد بن إسحاق (ت ۳۳۶) (سیر ۱۵/۵۳۵)، یوسف بن یعقوب بن إسماعیل بن حماد بن زید القاضی (سیر ۱۳/۸۵)، وأبو جمرة هو نصر بن عمران الضبعی، وعمرو بن مرزوق هو الباهلی

والحدیث أخرجه البخاری ۱/۲۱ و ۲۲، ۵/۲۱۳، ۸/۵۰، ۹/۱۱، مسلم ص (۴۷)، أبو داود ۳۶۹۲، الترمذی ۱۶۳۱

☆ ۔۔۔ النسائی الأشربة باب ۳۶، البیهقی ۴/۱۹۹، ۸/۳۰۳، ۳۳۰، ابن خزیمة ۳۰۷، ۲۲۴۵ و ۲۲۳۹ ☆

ورواه البغوی فی شرح السنة ۱/۳۳ من طریق علی بن الجعد عن شعبة به مرفوعاً وقال

هذا حدیث متفق علی صحته أخرجه مسلم عن أبی بکر بن أبی شیبة ومحمد بن بشار وغیرهما عن محمد بن جعفر عن شعبة وقال البغوی وفی الحدیث بیان أن الأعمال من الإیمان حیث فسر الإیمان بإقام الصلاة وإیتاء الزکاة وصوم رمضان وإعطاء الخمس من الغنیمة

☆ ۔۔۔ أی شعبة کما جاء مصرحاً باسمه فی مسلم

سوال کیا قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا یعنی میں قیامت کے آنے کے بارے میں تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے پوچھا قیامت کی علامات کیا کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا جس وقت پاؤں سے ننگے جسم سے ننگے تنگدست غریب بکریوں کے چرواہے (خستہ حال اسیر بن کر) عمارتوں (بلڈنگوں میں) ایک دوسرے پر بڑھ جائیں سبقت لے جانے لگیں اور لونڈیاں اپنے مالکوں کو جنم دیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ سائل کہاں ہے جائے بلاؤ دیکھا تو وہ غائب ہو چکا تھا کچھ بھی نظر نہ آیا۔ آپ نے دو دن یا تین یا تین دن گزارنے کے بعد فرمایا اے ابن خطاب وہ شخص کون تھا کیا تم جانتے ہو؟ جو فلاں فلاں سوال کر رہا تھا ابن خطاب نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل تھے تمہارے پاس تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں قبیلہ جہینہ یا مزینہ کے آدمی نے حضور ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس چیز میں عمل کریں؟ کیا اس چیز میں جو گذر گئی یا جو ابھی پیش آنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا جو چیز گذر گئی۔ ایک شخص یا بعض لوگوں نے پوچھا اس وقت ہم کس چیز کا عمل کریں؟ (یعنی عمل نہ کریں) آپ ﷺ نے جواب دیا اہل جنت کے لئے جنت کے اعمال آسان کئے جاتے ہیں اور اہل جہنم کے لئے جہنم کے اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں۔

امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس روایت کو محمد بن حاتم سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے امام ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث میں کلمہ شہادت کو اسلام کا نام دینے اور سابقہ حدیث میں اسی کو ایمان کا نام دینے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام اور ایمان دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ اس حدیث میں ایمان کی وضاحت اس امر سے کی ہے جو اس بارے میں صاف اور صریح ہے اور وہ ہے تصدیق۔ اور اسلام کی وضاحت اس چیز سے کی ہے جو اس کی نشانی ہے اور علامت ہے۔ اگرچہ اس کا صریح حکم اس کی نشانیوں اور علامات کو بھی شامل تھا اور اس کی علامات کا نام اس کی صریح اور واضح کو بھی شامل ہے۔ یہ ایسے جیسے کہ دونوں کے اور احسان کے مابین تفصیلی فرق ہے اگرچہ ایمان اور اسلام احسان ہیں اور وہ احسان جس کی تفسیر اخلاص اور یقین سے کی ہے وہی ایمان ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اسلام کی بنیاد:

۲۰... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مہران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حنظلہ بن ابوسفیان نے عکرمہ بن

(۱۹) أبو نصر عمر بن عبدالعزيز بن عمر بن قتادة سبق (۱). عبدالله بن أحمد بن سعد أبو محمد (ت ۳۴۹) (سير ۱۵/۱۶). محمد بن يعقوب أبو عبدالله سبق (۱)

ويحيى بن سعيد هو ابن فروخ القطان. ومحمد بن حاتم هو ابن ميمون البغدادي.

والحديث أخرجه مسلم (ص ۸/۳) عن محمد بن حاتم عن يحيى بن سعيد القطان عن عثمان به. ورواه أحمد (۱/۲۷) وعنه ابنه عبدالله في السنة (ص ۱۳ و ۱۲۰ و ۱۲۱)

☆... الترمذي (۲۶۱۰) أبو داؤد (۴۶۹۵) النسائي ۸/۹۷ ابن ماجة (۹۳) وانظر ابن خزيمة (۲۲۴۴) موارد الظمآن (۱۲)

☆... البيهقي (۱۰/۲۰۳) مسند أبي حنيفة (۱/۱۶۷) الترغيب للأصفهاني (۱۳۲) أحمد (۱/۲۸ و ۵۲ و ۵۳)

☆... الدارقطني (۲/۲۸۲)

(۲۰) ... أبو عبدالله محمد بن عبدالله الصفار الأصبهاني (ت ۳۳۹) (أصبهان ۲/۱۷۶) ولم نظفر من هو أحمد بن مهران. وعكرمة بن خالد هو ابن العاص المخزومي.

والحديث أخرجه البخاري (۱/۹) ومسلم ص (۳۵) الترمذي ۲۶۰۹ أحمد ۲/۲۶ و ۹۳ و ۱۲۰ البيهقي ۴/۸۱ و ۸/۲۰۲ و ۱۹۹ ابن خزيمة ۳۰۸ و ۳۰۹ [illegible] ۶/۳۶ شرح السنة ۱/۱۷ وقال البغوي هذا حديث صحيح متفق على صحته وأخرجه مسلم عن محمد بن عبدالله بن نمير الهمداني عن أبيه عن حنظلة

علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جو اسلام کے بارے میں آپ سے پوچھتا تھا۔ حماد کی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا اسلام قبول کر لے بچ جا۔ اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے دل کو اللہ کے سپرد کر دے۔ اور مسلمان تیرے ہاتھ اور زبان (کی اذیت سے) محفوظ ہو جائیں۔ اس شخص نے پوچھا کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان اس نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کے ساتھ اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کے ساتھ۔ اس شخص نے پوچھا کونسا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہجرت اس نے پوچھا ہجرت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہر برائی کو چھوڑ دے۔ اس نے پوچھا ہجرت کون سی افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد۔ اس نے پوچھا جہاد کیا چیز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو جہاد کریا فرمایا تھا کہ تو قتال کر کفار کے ساتھ جب تو ان سے ٹکرائے اور مقابلہ کرے۔ اور سفیان کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دشمن سے قتال کر جب تو ان سے مقابلہ کرے اور مال غنیمت میں خیانت نہ کر اور بزدلی بھی نہ ہو۔

اور حماد کی ایک روایت میں ہے غنیمت میں چوری نہ کر اور بزدلی نہ کر۔ اس پر بھی اضافہ کیا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد دو عمل ایسے ہیں جو افضل ہیں تمام اعمال سے مگر جو شخص ان کے مثل عمل کرے پھر آپ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر اشارہ کیا کہ اس طرح حجۃ مبرورۃ او عمرۃ مبرورۃ حج مقبول یا عمرہ مقبول۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث نے واضح کر دیا ہے کہ وہ اسلام جس کی اللہ جل شانہ نے خبر دی ہے کہ وہی دین ہے اس کے نزدیک ایسے اس ارشاد میں۔

ان الدین عند اللہ الاسلام　　　　(آل عمران ۱۹)

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ (آل عمران ۸۵)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا. (المائدہ ۳)

اعتقاد اور ظاہری اعمال باہم مربوط ہیں اس لئے کہ حضور کو یہ فرمان کہ اسلام یہ ہے کہ تو اپنا دل اللہ کے سپرد کر دے۔ یہ اشارہ عقیدہ کی درستگی کی طرف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ مسلمان ترے ہاتھ اور زبان سے محفوظ اور سلامت رہیں۔ یہ اشارہ ظاہری معاملات کی درستگی کی طرف۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح اور وضاحت فرمادی اور خبر دی کہ ایمان افضل اسلام ہے اور اس کی تشریح یوں فرمائی کہ اللہ کے ساتھ ایمان فرشتوں کے ساتھ ایمان اس کی کتابوں کے ساتھ ایمان اس کے رسولوں کے ساتھ اور دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اس میں اشارہ دیا اور فرمایا کہ ایمان بالغیب ایمان بالمشاہدہ سے افضل ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے الذین یؤمنون بالغیب کہ متقین وہ لوگ ہیں جو ایمان بالغیب رکھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح وثنا میں ارشاد فرمایا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں واضح فرمایا کہ اعتقاد اور عام اعمال ایمان ہیں پھر فرمایا افضل ایمان ہجرت ہے پھر ہجرت کی تفریع وتشریح فرمائی جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام مقتضیات ایمان ہیں جیسے کہ یہ اسلام بھی ہیں اور وہ آپ کی تشریح اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اسلام وہی اذعان ویقین ہے اللہ تعالیٰ کے لئے خواہ وہ یقین امر ظاہر کے ساتھ ہو یا باطنی کے ساتھ جب کہ دونوں امر ایسے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے پسند کرتے ہیں کہ بندے انہیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قرب حاصل کریں۔

زمانۂ کفر میں کئے گئے اعمال کا مؤاخذہ:

۴۳ ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب بن نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان عامری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن نمیر نے اعمش سے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابو نصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ بن نجدہ قرشی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے خلاد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے منصور سے اور اعمش ابو وائل سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ انسان سے ان اعمال پر بھی گرفت کریں گے جو اس نے اسلام سے قبل دور جاہلیت میں کئے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جس نے اسلام میں اچھائی کی اس سے ان اعمال کا مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا جو اس نے جاہلیت میں کئے تھے اور جس نے اسلام میں آ کر بھی برائی کی اس سے پہلے اور پچھلے تمام اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

یہ الفاظ ابو نصر کی حدیث کے تھے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح میں خلاد بن یحییٰ سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو محمد بن عبداللہ بن نمیر سے اس نے اپنے باپ سے اس کو روایت کیا ہے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ مذکورہ تقریر اس بنیاد پر ہے کہ ایمان کی حالت میں طاعات یعنی ایمان ہیں اور کفر کی حالت میں معاصی یعنی کفر میں۔ جب کافر مسلمان ہو جاتا ہے اسلام اس کے کفر کو تباہ کر دیتا ہے پھر اگر اسلام میں اچھائی اور نیکی کرے تو اس کی طاعات اور نیکیاں اس کی ان معاصی اور گناہوں کو تباہ کر دیتی ہیں جو اس نے حالت کفر میں کئے۔ اور اگر اسلام میں اچھائی اور نیکی نہیں کرتا تو اس کے وہ گناہ باقی و بدستور رہتے ہیں انہیں تباہ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی لہٰذا اس کی ان تمام برائیوں پر گرفت کی جائے گی جو اسلام میں کی ہوں گی یا اسلام سے قبل کی ہوں گی اور اس کی تفصیل میں حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے جزئی تفصیل سے کام لیا ہے۔

اعتراض کا جواب

یہاں پر مصنف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر سابقہ گناہوں پر بھی گرفت ہوگی۔ تو اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ اسلام سے قبل کے صوم و صلوٰۃ کی قضا بھی اس پر لازم ہوگی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (از مترجم) سابقہ تقریر سے لازم نہیں آتا کہ اس شخص پر ان نمازوں اور روزوں کی قضا لازم ہو جو اس نے ترک کئے تھے۔ کیونکہ اسلام لانے کے بعد جب نماز پڑھے اور روزہ رکھے گا اس کے ذمہ سے وہ نمازیں اور روزے ساقط ہو جائیں گے جو اس نے کفر کے دور میں ترک کئے تھے یہ حدیث کی دلالت سے ثابت ہے۔ (اسلام کے بعد) اگر نماز نہ پڑھے اور روزے نہ رکھے تو ان کے کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور اس کو اس حال پر محمول کیا جائے گا جیسے ان کا عمل کرتا اور اس سے گذشتہ نماز روزہ کے معاف ہو جائے۔

ایک نیکی پر دس گنا ثواب:

۴۴ ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو جعفر کامل بن احمد مستملی نے اور ابو نصر عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی

---

(۴۳) ــــ محمد بن یعقوب أبو العباس الأصم (ت ۳۴۶) (سیر ۱۵/۴۵۲)، أبو النضر محمد بن محمد بن یوسف الفقیه (ت ۳۴۴) (سیر ۱۵/۴۹۰)، وأبو وائل هو شقیق بن سلمة، وسفیان هو ابن سعید الثوری، ومعاذ بن نجدة هو ابن العریان الهروی.

والحدیث متفق علیه — أخرجه البخاری ۹/۱۸ عن خلاد بن یحیی عن سفیان عن منصور به.

ومسلم ص (۱۱۱) عن محمد بن عبدالله بن نمیر عن أبیه عن وکیع عن الأعمش به

وانظر أحمد ۱/۳۷۹ و ۴۰۹ و ۴۳۱ و ۴۶۲، ابن ماجة ۴۲۴۲، البیهقی ۹/۱۲۳، الترغیب والترهیب للأصفهانی ۱۴۲

ہے ابو العباس محمد بن اسحاق بن ایوب ضبعی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن زیاد سری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی اویس نے انہوں نے۔ مجھے حدیث بیان کی ہے مالک زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو سعید خدری سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا اسلم العبد وفحسن اسلامه كفر الله عنه كل سيئة زلفها و كتب الله له كل حسنة كان زلفها ثم كان القصاص، الحسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف والسيئة بمثلها الا ان يتجاوز الله عز وجل

کہ جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اپنے اسلام کو اچھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ غلطیاں مٹا دیتا ہے اور اللہ اس کی سابقہ نیکیاں لکھ دیتا ہے جو اس نے کی تھیں پھر بدلہ ہوگا ایک نیکی دس گونہ کے برابر ہوگی سات سو گونہ تک اور برائی صرف ایک گونہ ہوگی مگر اللہ چاہے تو اس سے بھی درگذر فرمالے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور یوں کہا ہے کہ مالک کہتے ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی ہے امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مالک نے اس حدیث کو مسند بیان کیا اور ابن عیینہ نے مرسل۔

۲۵...... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعدان بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے زید بن اسلم سے انہوں نے سنی ہے عطاء بن یسار سے وہ خبر دیتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جب بندہ اسلام قبول کرتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ دور کی نیکیاں بھی قبول فرمالیتا ہے اور سابقہ غلطیاں مٹا دیتا ہے اور پھر وہ نیکیاں جو اسلام میں کرتا ہے وہ ہر نیکی دس گونہ سے سات سو گونہ تک ہوتی ہے اور گناہ ایک ہی گونہ رہتا ہے یا اس ایک گونہ کو بھی اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے۔

باب:...... ایمان کے زیادہ وکم ہونے کی بات اور اہل ایمان کے ایمان ایک دوسرے زیادہ ہونا

یہ بات متفرع ہوتی ہے اور واضح ہوتی اس قول پر کہ طاعات ساری کی ساری ایمان ہیں۔ جب وہ سب ایمان ہوں گی تو ان کا کامل ہونا ایمان کے کامل ہونے سے ہوگا۔ اور ان کا کم ہونا ایمان کا کم ہونا ہوگا۔ اور اہل ایمان بھی اپنے ایمانوں میں ایک دوسرے سے متفاضل اور کم زیادہ ہوں گے جیسے کہ وہ اپنے اپنے اعمال ایک دوسرے سے کم یا زیادہ ہوتے ہیں۔ اور حرام ہے یہ بات کہ کوئی شخص یوں کہے کہ میرا ایمان ملائکہ کا ایمان ہے اور نبیوں کا ایمان ایمانیہ ایک ہے صلوۃ اللہ علیہم اجمعین۔

---

(۲۴)...... أبو العباس محمد بن إسحاق بن أيوب الضبعي (ت ۳۵۳ھ) (سير ۱۶/۳۸۹)، الحسن بن علي بن زياد السري (إكمال ۴/۵۶۹، أنساب ۷/۱۳۶)، وإسماعيل هو ابن عبدالله بن عبدالله بن أويس المدني، وأبو سعيد هو سعد بن مالك الخدري رضي الله عنه.
والحديث أخرجه النسائي ۸/۱۰۵ من طريق صفوان بن صالح عن الوليد عن مالك بن مرفوعاً. وعلقه البخاري ۱/۱۷ ولم يذكر فيه كتب الحسنات.
وقال الحافظ في الفتح ۱/۹۸ وقد ثبت في جميع الروايات، ما سقط من رواية البخاري وهو كتابة الحسنات المتقدمة قبل الإسلام.
وقوله كتب الله أي أمر أن يكتب وللدارقطني من طريق زيد بن شعيب عن مالك بلفظ "يقول الله لملائكته اكتبوا" فقيل إن المصنف أسقط ما رواه غيره عمداً لأنه مشكل على القواعد.
(۲۵)...... أبو الحسن بن بشران هو علي بن محمد بن عبدالله بن بشران (ت ۴۱۵ھ) (سير ۱۷/۳۱۱)، وإسماعيل بن محمد بن إسماعيل بن صالح الصفار أبو علي (ت ۳۴۱ھ) (سير ۱۵/۴۴۰)، وسعدان بن نصر أبو عثمان (ت ۲۶۵ھ) (سير ۱۲/۳۵۷)

بے شک مومنوں میں ایمان کے اعتبار سے زیادہ کامل ان میں زیادہ اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہتر ہو۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ حسن خلق ایمان ہے اچھا اخلاق نہ ہونا ایمان کا نقصان و کم ہونا ہے اور یہ کہ مومن اپنے ایمان میں مختلف ہیں بعض بعض سے ایمان میں زیادہ کامل ہیں۔

ایمان کا کمزور ترین درجہ:

۴۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن نمیر نے اعمش سے انہوں نے اسماعیل بن رجاء سے انہوں نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں مروان نے منبر نکالا اور خطبہ شروع کیا نماز عید سے قبل ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے مروان آپ نے سنت کی مخالفت کی ہے آپ نے منبر نکالا ہے جب کہ وہ نہیں نکالا جاتا تھا۔ اور آپ نے خطبہ نماز عید سے قبل شروع کیا ہے ابوسعید نے کہا کون ہے یہ؟ لوگوں نے بتایا فلاں ہے ابوسعید کہتے ہیں اس شخص نے اپنا وہ فرض ادا کیا جو اس کے ذمہ تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان.

جو شخص تم میں سے غلط اور ناجائز کام کو دیکھ لے اسے چاہیے کہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہ رکھے تو پھر زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر صرف دل سے برا جانے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

امام مسلم نے اس کو اعمش کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

عورت کا ناقص العقل والدین ہونا:

۴۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحق فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملحان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن بکیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے وہ کہتے ہیں انہوں نے روایت کی ہے ابن الہاد سے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یا معشر النساء تصدقن و اکثرن الاستغفار فانی رأیتکن اکثر اهل النار قالت امرأۃ منهن وما لنا یارسول اللہ قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر وما رأیت من ناقصات عقل و دین اغلب لذی اللب منکن قالت یارسول اللہ وما نقصان العقل والدین؟

قال اما نقصان العقل فشهادۃ امرأتین تعد شهادۃ رجل فهذا نقصان العقل وتمکث اللیالی لا تصلی، تفطر فی رمضان فهذا نقصان الدین.

اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو اور استغفار کی کثرت کرو میں نے تمہیں زیادہ اہل جہنم سے دیکھا ہے ایک عورت بولی ہمیں کیا ہوا یارسول اللہ آپ نے فرمایا تم لعنت زیادہ کرتی ہو شوہر کی ناشکری کرتی ہو اور میں نے تم لوگوں سے زیادہ دین اور عقل کے اعتبار سے

---

(۴۸)..... ....ران هو ابن الحکم الأموی ووالد إسماعیل هو: رجاء بن ربیعة الزبیدی

والحدیث أخرجه مسلم ص ۵۰

(۴۹)..... أحمد بن إبراهیم بن ملحان أبوعبدالله (ت ۲۹۰) (سیر ۱۳/ ۵۳۳)، ابن الهاد هو: یزید بن عبدالله بن أسامة بن الهاد اللیثی، واللیث هو: ابن سعد المصری، وابن بکیر هو یحیی بن عبدالله بن بکیر

والحدیث أخرجه مسلم (ص ۸۵) وأخرجاه من حدیث أبی سعید.

البخاری (۱/ ۴۰۵) الفتح، ومسلم (ص ۸۷)

نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ قائم لوگوں کے قیام کی طرف۔ واللہ اعلم۔

کفار کی مایوسی اور تکمیل دین:

۳۲:...... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبدالرحمن بن محبوب دھان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسین بن محمد بن ہارون نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا یوسف بن بلال نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا محمد بن مروان نے کلبی سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں۔

الیوم یئس الذین کفرو امن دینکم. (مائدہ ۳)

کہ آج کافر تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ اہل مکہ (کفار) اس بات سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم مسلمان ان کے دین کی طرف لوٹو گے کبھی بھی یعنی بتوں کی عبادت کی طرف۔

فلا تخشوھم. ان سے نہ ڈرو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے میں۔ واخشون اور مجھی سے ڈرو بتوں کی عبادت میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ومخالفت کرنے کے بارے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں کھڑے تھے حضرت جبرائیل اترے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بلند کر رکھا تھا اور مسلمان اللہ سے دعا کر رہے تھے یہ آیت لائے الیوم اکملت لکم دینکم جبرائیل کہہ رہے تھے حلالکم وحرامکم۔ اپنے حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام سمجھو فلم ینزل بعد ھذا حلال ولا حرام۔ اس کے بعد نہ مزید کچھ حلال ہوگا نہ ہی کچھ حرام ہوگا۔ واتممت علیکم نعمتی میں نے اپنی نعمت تمہارے اوپر مکمل کر دی ہے۔ ابن عباس نے فرمایا اپنا انعام احسان پورا کر دیا تمہارے ساتھ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ ورضیت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے منتخب کر لیا لکم الاسلام دینا۔ تمہارے اسلام کو دین۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی ۸۱ دن دنیا میں زندہ رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دے دی اور ان کو اپنی طرف اور اپنی رحمت کی طرف سمیٹ لیا۔

۳۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالرحمن بن عیسیٰ دھقان نے کوفہ میں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابی عرز وغفاری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ جعفر بن عون نے ابوعمیس سے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں طارق بن شہاب سے۔ یہود کے ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہماری جماعت یہود پر اترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن ٹھہرا لیتے حضرت عمر نے پوچھا کون سی آیت اس نے کہا یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ ۳) حضرت عمر نے جواب دیا۔ ہم اس دن کو بھی جانتے اور اس جگہ کو بھی جہاں وہ نازل ہوئی تھی رسول اللہ عرفات میں تھے جمعہ کے دن تھا۔

فائدہ:...... یعنی ہم مسلمان اس سے قطعاً غافل وبے خبر نہیں ہیں ہمیں معلوم ہے کہ۔

---

(۳۲)...... ینظر من ھو (محمد بن عبدالرحمن بن محبوب الدھان)، والحسین بن محمد بن ھارون، احمد بن محمد بن نصر، یوسف بن بلال، ابوصالح ھو: باذام والکلبی ھو: محمد بن السائب بن بشر، ومحمد بن مروان ھو: السدی الصغیر.
والحدیث عزاہ السیوطی فی الدر (۲/۲۵۷) للمصنف فی الشعب فقط.

(۳۳)...... ینظر من ھو (علی بن محمد بن عبدالرحمن بن عیسی الدھقان ابوالحسین، وقیس بن مسلم وھو الجدلی، وابو العمیس ھو عتبة بن عبداللہ بن عتبة الھذلی. والحدیث اخرجہ البخاری ۹/۹۳، ومسلم (ص ۲۳۱۳)

☆...... کتب بھامش اصل المطوعة (فی ذی الحجة الحرام ومحرم وصفر وفقنہ اللہ تعالی فی شھر ربیع الاول الی رحمتہ ولطفہ)

❶ ..... وہ رسول اللہ پر نازل ہوا۔
❷ ..... جمعہ کے دن نازل ہوئی۔
❸ ..... عرفات میں نازل ہوئی۔
❹ ..... حج کے عظیم اجتماع کے موقع پر نازل ہوئی ہمارے لئے وہ ذات مقدس ہے جس پر اتری۔

وہ کتاب مقدس ہے جس میں اتری وہ مقام مقدس ہے جہاں اتری وہ دن مقدس ہے جس دن اتری۔ وہ اجتماع مقدس ہے جس میں اتری وہ حج سب سے مقدس ہے حجۃ الوداع جس میں اتری تو مسلمانوں کے لئے اس سے بڑی عید اور بڑی خوشی کیا ہو سکتی ہے۔ (از مترجم)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو حسن بن صباح سے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے اس کو عبد بن حمید سے دونوں نے جعفر بن عون سے۔

بعض کا قول:

جن لوگوں نے ایمان کم یا زیادہ ہونے کا قول کیا ہے ان میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ انسان جب گناہ اور معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ معصیت اس کی ان طاعات کو اور عبادات کو اکارت وضائع کر دیتی ہے جو وہ پہلے کر چکا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق حتیٰ کہ بعض تو اصل ایمان تک کو دو حق ہیں (ایمان کے ضیاع کے بعد تو وہ دائمی جہنمی ہو جائے) وہ بعض قائل ایسے شخص کی خلود اور دائمی جہنم کا قول نہیں کرتا بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہے اگر چاہے تو اس کو اپنی رحمت سے معاف کر دے، یا شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نجات ہو جائے۔ اور اگر چاہے تو اسکو اس کے گناہوں کی پاداش میں سخت عذاب دے پھر اپنی رحمت کے ساتھ اس کو جنت میں داخل کر دے۔

سابقہ قول کے قائلین کا استدلال اور حجت یہ آیت ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون (حجرات ۲)

ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا نہ کرو اور آپ کے ساتھ زور سے بات نہ کرو جیسے تم ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں حالانکہ تمہیں اس کا علم ہی نہ ہو۔

استدلال کرنے والوں کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرنا معصیت واقع ہوا ہے لہٰذا معصیت کرنے والے کا ایمان نکل جاتا ہے اور بعض اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں اور ان کی دوسری دلیل یہ ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی (بقرہ ۲۶۴)

ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتلانے اور تکلیف پہنچانے کے ساتھ ضائع نہ کرو۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مذکورہ آیات سے استدلال کرنے والوں نے جو استدلال کیا ہے بھی اس کے برعکس بھی مفہوم ہو سکتا ہے وہ یہ کہ آیت کا معنی اور مفہوم یہ ہو۔ کہ اے مہاجرین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمہارا ہجرت کرنا اور اے انصار تمہارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانہ دینا۔ تمہیں کہیں اس بات پر نہ اکسادے کہ تم اس کی عزت وحرمت کو ضائع کر دو اور اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا کر بیٹھو لہٰذا اپنی اس حرکت سے اپنی ہجرت اور پیغمبر کو جگہ دینے اور نصرت کرنے کی نیکی سے جو مقصود رضائے الٰہی تھی کہیں اس غرض سے ہٹ نہ جاؤ لہٰذا اس کے عظیم اجر سے

امام بیہقی کا قول:

امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:

کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟

اتدرون ما المفلس؟ قالوا ان المفلس من لا درهم له ولا متاع ان المفلس من امتي رجل ياتي يوم القيمة بصلاة وصوم وزكاة ويأتي وقد شتم هذا وقذف هذا واكل مال هذا وسفك دم هذا وضرب هذا فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضي ما عليه اخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في النار

لوگوں نے جواب دیا مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور سامان نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ سب لے کر آئے مگر کسی کو گالی دی ہے کسی پر جھوٹی تہمت لگائی ہے اس کا مال کھایا ہے اس کا ناحق خون کیا ہے اس کو مارا ہے تو قیامت کے روز اس کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اس کو دی جائیں گی اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اس کے قرض چکانے سے پہلے پھر ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے پھر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں جس شخص نے یہ قول کیا ہے کہ برائی نیکی کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

اس نے اسی مذکورہ حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔

میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس کے حریفوں کو اس کی نیکیوں کے اجر میں سے وہ کچھ اس قدر دیا جائے گا جو اس کی غلطی کی سزا کے برابر ہو سکے اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں یعنی اس کی نیکیوں کا اجر ختم ہو گیا جو اجر اس کی غلطیوں کی سزا کے مقابل کیا گیا تھا تو پھر ان کے خطائیں لی جائیں گی وہ اس پر ڈال دی جائیں گی اور یہ شخص جہنم میں ڈال دیا جائے گا تاکہ وہاں عذاب دیا جائے گا اگر اس کی بخشش نہ کی گئی حتیٰ کہ جب اس کے گناہوں کی سزا ختم ہو جائے گی جنت میں واپس بھیج دیا جائے گا اس لئے کہ اس کے لئے جنت کا وہ اعلیٰ مقام تھا اور اس کے دعویداروں کی غلطیوں کے تبادل کے بعد باقی اجر زیادہ نہیں دیا جائے گا اس لئے کہ یہ اللہ کا فضل ہے یہ ان کے لئے مخصوص ہے جو قیامت کے دن ایمان والا آئے گا۔ واللہ اعلم۔

کوئی گناہ نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مومن ہو:

۳۴:- ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملحان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے وہ کہتے ہیں ام روایت کیا عقیل نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زانی اس حالت میں زنا نہیں کرتا کہ وہ مومن ہو چور اس حالت میں چوری نہیں کرتا کہ وہ مومن ہو شرابی جب شراب پیتا ہے تو اس حالت میں نہیں پیتا کہ وہ مومن ہو اور مال چھیننے والا ڈاکو جب مال چھینتا ہے تو وہ اس حالت میں نہیں کرتا کہ وہ مومن ہو (اس طرح کہ نظریں اٹھا کر لوگ دیکھتے رہ جائیں۔)

۳۵:- ... اور اسی اسناد کے ساتھ ابن شہاب سے سعید سے اور ابوسلمہ سے ابو ہریرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ابوبکر کی مثل مروی ہے لیکن اس میں نہبہ یعنی مال چھیننے کا ذکر نہیں ہے اس حدیث کو بخاری نے یحییٰ بن بکیر سے روایت کیا ہے اور مسلم نے دوسرے طریق سے لیا ہے۔

(۳۴) أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه (ت ۳۴۸) (سير ۱۶/۵۹۴) والزهري هو محمد بن مسلم بن عبيد الله بن عبد الله بن شهاب، وعقيل هو ابن خالد الأيلي، والليث هو ابن سعد، ويحيى هو ابن عبد الله بن بكير.

والحديث أخرجه البخاري (۵/۱۱۹ فتح) عن سعيد بن عفير عن الليث به مرفوعاً

تعالوا نزداد ایمانا

آ جاؤ ہم ایمان زیادہ کریں۔

دل پر ایمانی نقطہ:

۳۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن اسحٰق نے کہ بشر بن موسیٰ نے خبر دی ہے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ہوذہ بن خلیفہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عوف عبداللہ بن عمر بن ہند سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دل کے اندر ایمان ایک سفید نقطہ کی صورت میں شروع ہوتا ہے، پھر جس وقت ایمان بڑھتا اور عظیم ہوتا ہے وہ سفیدی بڑھتی ہے پھر جس وقت ایمان مکمل ہو جاتا ہے تو پورا دل (روشن) اور سفید ہو جاتا ہے۔ اور نفاق شروع ہوتا ہے ایک سیاہ دھبے اور نقطے کی صورت دل میں پھر جیسے جیسے نفاق بڑھ کر زیادہ ہوتا ہے یہ سیاہی بھی بڑھتی ہے جب نفاق مکمل ہو جاتا تو پورا دل سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔ قسم اللہ کی اگر تم لوگ کسی مؤمن کا دل چیر کر دیکھو تو اسے سفید پاؤ گے اور اگر کسی منافق کا دل چیر کر دیکھو تو اس کو سیاہ پاؤ گے۔ پھر فرمایا وہ لمحہ وحب ایک ذوق ہے جیسے کوئی انسان یا جانور کوئی معمولی چیز چکھتا ہے اسی طرح ایمان بھی تھوڑا سا دل میں داخل ہوتا ہے پھر اس میں وسعت اور کشادگی آتی ہے اور زیادہ ہوتا ہے۔

ایمان چار ستون پر قائم ہے:

۳۹:..... ہمیں خبر دی ابوزکریا بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن غنام بن حفص بن غیاث نے وہ کہتے ہیں ہیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن وکیع نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے محمد بن سوقہ سے انہوں نے علاء بن عبدالرحمٰن سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی حضرت علی کے پاس گیا اور پوچھا اے امیر المؤمنین ایمان کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایمان چار ستون پر قائم ہے۔

صبر۔ عدل۔ یقین۔ اور جہاد پر پھر ان میں سے ہر ایک ستون کی تقسیم ذکر فرمائی ہم نے حضرت علی سے کئی دیگر وجوہ سے بھی روایت کی ہے۔

۴۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن محمد اشنانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو خالد احمر نے عمر بن قیس سے انہوں نے ابو اسحٰق سے وہ کہتے ہیں حضرت علی نے فرمایا کہ صبر ایمان میں بمنزلہ سر کے ہے جسم میں جب صبر چلا جائے ایمان چلا جاتا ہے۔

---

(۳۸) ..... اللمظة : بالضم مثل النكتة من البياض ومنه فرس ألمظ إذا كان بجحفلته بياض يسير كذا بالنهاية لابن الأثير، بشر بن موسى بن صالح بن شيخ بن عميرة أبو علي البغدادي (ت ۲۸۸) (سير ۱۳/۳۵۲)، وعوف هو ابن أبي جميلة

والحديث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۸) عن أبي أسامة عن عوف به

وقال الألباني منقطع الإسناد بين عبدالله وعلي كما في التقريب والخلاصة

(۳۹) ..... أبوزكريا بن أبي إسحاق هو يحيى بن إبراهيم بن محمد (سير ۱۷/۴۹۵)، أبومحمد أحمد بن عبدالله المزني، عبدالله بن غنام بن حفص بن غياث (سير ۱۳/۵۵۸)

والحديث أخرجه ابن أبي الدنيا في اليقين طبع بدار الكتب العلمية

(۴۰) ..... أبو الحسن الطرائفي هو أحمد بن محمد بن عبدوس سبق (۱۴) وأبو إسحاق هو عمرو بن عبدالله السبيعي، وعمرو بن قيس هو الملائي، وأبو خالد الأحمر هو : سليمان بن حيان.

والحديث أخرجه ابن أبي شيبة (۱۳۰) عن أبي خالد الأحمر به

وقال الألباني :

الإسناد ثقات غير أن أبا إسحاق وهو السبيعي كان اختلط ولم يسمع من علي رضي الله عنه ثم هو مدلس

مراد نہیں جو ایمان باللہ کے منافی ہو اس لئے کہ اس شخص نے فرضیت کا انکار نہیں کیا ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کو خاص طور پر ذکر کرنا اس کے ترک پر وجوب قتل کے لئے ہو جیسے قتل کا وجوب ترک ایمان پر ہے۔

۴۴:... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے خبر دی ہے بشر بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابونعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اعمش نے جامع بن شداد سے اسود بن ہلال سے وہ کہتے حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنے اصحاب سے کہا:

اجلسوا بنا نؤمن. الله قال. ساعة اى نذكر الله.

ہمارے ساتھ بیٹھو ہم ایمان لائیں یا اس میں آئیں۔ میرا خیال ہے کہ تو ایک لفظ بھی ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کریں۔

۴۵:... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عبداللہ بن جراح نے اور بیان کیا ہے ہمیں محمد بن فضیل نے اپنے والد سے وہ نقل کرتے ہیں شبرک سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ عبداللہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

اجلسوا بنا نزدد ايمانا

ہمارے ساتھ بیٹھو ہم ایمان کو زیادہ کریں۔

۴۶:... ہمیں خبر دی ہے عبداللہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے عبداللہ بن جراح نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ابن حمانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے ہلال وزان سے انہوں نے عبداللہ بن حکیم سے انہوں نے عبداللہ سے یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

اللهم زدني ايمانا وفقها

اللہ میرا ایمان اور دین کی سمجھ زیادہ فرما۔

۴۷:... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر قتادہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو منصور نضروی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے احمد بن نجدہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے سعید بن منصور نے شریک سے پھر اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ سابقہ روایت کی مثل نقل کیا ہے اور ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

يقينا وعلما

یعنی میرے یقین اور علم میں اضافہ فرما۔

---

(۴۴) ... أبونعيم هو الفضل بن دكين

والحديث علقه البخاري (۱/ ۴۸ الفتح) وقال الحافظ وصله أحمد، وأبوبكر أيضاً بسند صحيح إلى الأسود بن هلال. [illegible] وأخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (۱۰۵)

(۴۵) ... عبدالله هو ابن مسعود رضي الله عنه وعلقمة هو ابن قيس النخعي، وإبراهيم هو ابن يزيد بن قيس النخعي، ووالد محمد هو فضيل بن غزوان الضبي، ومحمد بن أيوب هو ابن يحيى بن الضريس

(۴۶) ... هلال هو ابن أبي حميد الوزان، وابن الحماني هو يحيى بن عبد الحميد، وأبو منصور النضروي هو العباس بن الفضل بن زكريا الضبي النضروي، وأحمد بن نجدة (سير ۱۴/ ۵۱۷)

والحديث في فتح الباري ۱/ ۴۸ وعزاه الحافظ لأحمد في الإيمان من طريق عبدالله بن حكيم عن عبدالله به.

وقال الحافظ إسناده صحيح وأخرجه الآجري في الشريعة (ص ۱۱۲) من طريق وكيع عن شريك به.

صبر نصف اور یقین عین ایمان ہے:

۲۸ ـــــ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسن بن داؤد علوی نے اور املا کروایا کہتے ہیں خبر دی ہے عبداللہ بن محمد بن حسن نصیر آبادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عبداللہ بن ہاشم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے وکیع نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اعمش نے ابوظبیان سے انہوں نے علقمہ سے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔

الصبر نصف الایمان والیقین الایمان۔ صبر نصف ایمان ہے اور یقین عین ایمان ہے۔

یہ روایت دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جو کمزور ہے مرفوعاً روایت ہے۔

ہم نے اسی مفہوم کے کئی شواہد حضرت عبداللہ بن مسعود کے اقوال روایت کئے ہیں وہ کتاب الایمان میں مذکور ہیں جو شخص ان سے واقف ہونے چاہے اسی کی طرف رجوع کرے۔

۲۹ ـــــ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحق نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے بشر بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں بیان

---

(۲۸) ـــــ أبوالحسن محمد بن الحسن بن داود العلوی (ت ۴۰۵ھ) (سیر ۲۹/۲)، ولینظر من هو عبدالله بن محمد بن الحسن النصیر آبادی،
وعبدالله بن هاشم (ت ۲۵۵ھ) (سیر ۳۲۸/۱۲)، وأبوظبیان هو الحصین بن جندب، ووکیع هو ابن الجراح، وعبدالله بن هاشم هو الطوسی
والحدیث علقه البخاری (الفتح ۴۵/۱) وقال الحافظ ۴۸/۱:
رواه الطبرانی بسند صحیح
وأخرجه أبونعیم فی الحلیة والبیهقی فی الزهد من حدیثه مرفوعاً ولایثبت رفعه، وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۵۷/۱) رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله رجال الصحیح

(۲۹) ـــــ عمار هو ابن یاسر رضی الله عنه، وسفیان الغالب أنه ابن سعید الثوری ویحتمل أن یکون ابن عیینة
والحدیث فی الترغیب والترهیب للأصبهانی رقم (۵۹) بترقیمنا من طریق الحسین بن عبدالله الواسطی امام مسجد العوام عن عبدالرزاق عن معمر عن ابن إسحاق به مرفوعاً
فتح الباری ۸۲/۱ تعلیقاً وقال الحافظ:
رواه أحمد بن حنبل فی کتاب الإیمان من طریق سفیان الثوری ورواه یعقوب بن أبی شیبة فی مسنده من طریق شعبة
وزهیر بن معاویة کلهم عن أبی إسحاق السبیعی عن صلة بن زفر به
وهکذا رویناه فی جامع معمر عن أبی إسحاق
وکذا حدث به عبدالرزاق فی مصنفه عن معمر
وحدث به عبدالرزاق بآخرة فرفعه إلی النبی صلی الله علیه وسلم کذا أخرجه البزار فی مسنده وابن أبی حاتم فی العلل کلاهما عن الحسن بن عبدالله الکوفی هو عندنا الحسین بن عبدالله الواسطی
وکذا رواه البغوی فی شرح السنة من طریق أحمد بن کعب الواسطی
وکذا أخرجه ابن الأعرابی فی معجمه عن محمد بن الصباح الصنعانی ثلاثتهم عن عبدالرزاق مرفوعاً
واستغربه البزار وقال أبوزرعة هو خطأ
قال الحافظ:
هو معلول من حیث صناعة الإسناد لأن عبدالرزاق تغیر بآخرة وسماع هؤلاء منه فی حال تغیره إلا أن مثله لایقال بالرأی فهو فی حکم المرفوع
وقد رویناه مرفوعاً من وجه آخر عن عمار أخرجه الطبرانی فی الکبیر وفی إسناده ضعف
قلت: قال الهیثمی فی المجمع ۵۶/۱ فی إسناده القاسم أبوعبدالرحمن وهو ضعیف

کیا ابونعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا سفیان نے ابواسحٰق سے انہوں نے صلہ بن زفر سے انہوں نے عمار سے وہ فرماتے ہیں۔

ثلاثة من جمعهن فقد جمع الايمان. الانفاق من الاقتار والانصاف من النفس. وبذل السلام للعالم

تین صفات ہیں جو شخص اپنے اندر ان کو جمع کر لے اس نے ایمان کو جمع کر لیا تنگدستی کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اپنی ذات اور اپنے نفس کا انصاف و محاسبہ کرنا۔ اور سلام کرنے کو سارے جہاں کے لئے عام کرنا۔

۵۰: ـــ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں بات بیان کی ہے ہم سے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے شیخ اہل مدینہ نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

تعال نؤمن ساعة اولسنا مؤمنين.

آیئے ہم ایک لحظہ مؤمن ہیں اس نے پوچھا کہ کیا ہم مؤمن نہیں ہیں انہوں نے جواب دیا۔

بلىٰ ولكنا نذكر الله فنزداد ايمانا.

ہاں مؤمن تو ہیں لیکن ہم اللہ کی یاد کریں اور ہمارا ایمان زیادہ ہو۔

قرآن سے پہلے ایمان سیکھنا:

۵۱: ـــ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حسین بن عبداللہ بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوحامد احمد بن محمد بن حسین بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتلائی ہے داؤد بن حسین بیہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے۔ حجاج بن نصیر نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے حماد بن نجیح نے ابی عمران الجونی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جندب بجلی سے انہوں نے فرمایا تھا:

كنا فتيانا حزاورة مع نبينا صلى الله عليه وسلم فتعلمنا الايمان قبل ان نتعلم القران ثم تعلمنا القران فازددنا به ايمانا وانكم اليوم تعلمون القران قبل الايمان.

ہم لوگ مضبوط جوان تھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتے تھے ہم قرآن سیکھنے سے پہلے ایمان سیکھتے تھے اس کے بعد ہم قرآن سیکھتے تھے لہٰذا ہمارا ایمان زیادہ ہو جاتا اور تم لوگ آج ایمان سے پہلے قرآن سیکھتے ہو۔

ایمان کی تین صفات:

۵۲: ـــ کہا (داؤد بن حسین بیہقی نے) حدیث بیان کی ہے ہم سے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہے عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے انہوں ابی حازم سے انہوں نے ابوہریرہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

---

(۵۰) ـــ احمد هو ابن عبدالله بن يونس الكوفي.

والحديث اخرجه ابن ابي شيبة في الايمان (۱۱۶) عن ابي اسامة عن موسى بن مسلم عن ابن سابط قال: كان عبدالله بن رواحة ياخذ بيد النفر من اصحابه فيقول فذكره وقال الألباني: إسناده ضعيف لأن ابن سابط واسمه عبدالرحمن لم يدرك ابن رواحة فإن هذا مات في عهد النبي صلى الله عليه وسلم شهيداً في غزوة مؤته

(۵۱) ـــ جندب هو ابن عبدالله البجلي رضي الله عنه وابوعمران هو عبدالملك بن حبيب، وحماد بن نجيح هو السدوسي

والحديث اخرجه ابن ماجة (۶۱) عن علي بن محمد عن وكيع عن حماد بن نجيح وكان ثقة به دون قوله وانكم اليوم تعلمون القرآن قبل الإيمان.

وقال البوصيري في الزوائد:

إسناد هذا الحديث صحيح رجاله ثقات.

(۵۲) ـــ ابوحازم هو سلمان الأشجعي الكوفي، وطلحة هو ابن مصرف ومنصور هو ابن المعتمر وإسرائيل هو ابن يونس.

قائل قال هو: داود بن الحسين البيهقي

ثلاث من الایمان ان یحتلم الرجل فی اللیلة الباردة فیقوم فیغتسل لا یراہ الا اللہ، والصوم فی الیوم الحار۔

وصلاة الرجل فی الارض الفلاة لا یراہ الا اللہ۔

تین صفات یا تین کام ایمان میں سے ہیں۔ سخت سردی کی رات میں کوئی آدمی خواب میں ناپاک ہو جائے پھر اٹھ کر غسل کرے حالانکہ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا، دوسرا سخت گرمی کے دن روزہ رکھنا، تیسرے کسی انسان کا جنگل بیابان میں نماز ادا کرنا جہاں اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا۔

ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے:

۵۳: ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو ادیب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے اسماعیل بن عیاش حمصی نے عبد الوہاب بن مجاہد سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابن عباس سے اور ابو ہریرہ سے دونوں نے فرمایا۔

الایمان یزداد وینقص

ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے۔

۵۴: اپنی سند کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن عیاش نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے حریز بن عثمان رحبی نے ابو حبیب حارث بن مخمر سے انہوں نے ابو درداء سے انہوں نے فرمایا:

الایمان یزداد وینقص۔ کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

۵۵: اور اپنی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ہمیں اسماعیل بن عیاش نے حدیث بیان کی ہے صفوان بن عمرو سے عبد اللہ بن ربیعہ حضرمی سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ آپ نے فرمایا:

الایمان یزداد وینقص

کہ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے۔

۵۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن زیاد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو النضر زیاد نے ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے اور خبر دی ہے ابو بکر اشعانی نے خبر دی ہے طرائفی نے

---

(۵۳) والد عبد الوہاب هو مجاهد بن جبر المکی، واحمد هو ابن عبد اللہ بن یونس

والحدیث اخرجه ابن ماجة (٧٥) عن ابی عثمان البخاری سعید بن سعد عن الهیثم بن خارجة عن اسماعیل بن عیاش به۔

وقال البوصیری

اسناد هذا الحدیث ضعیف

(۵۴) الحارث بن مخمر ابو حبیب (الجرح ٣/٩٠، والثقات ٣/١٣٢) وابو الدرداء هو عویمر رضی اللہ عنه۔

والحدیث اخرجه ابن ماجة (٧٥) عن ابی عثمان البخاری عن الهیثم عن اسماعیل بن عیاش عن حریز بن عثمان عن الحارث بن مخمر: اخذنا عن مجاهد عن ابی الدرداء به

سنده وقع فی ابن ماجه المطبوعة جریر بدل حریز وهو خطا

(۵۵) عبد اللہ الحضرمی لعله ابن رافع الحضرمی، وصفوان بن عمرو هو ابن هرم السکسکی

والحدیث فی اللآلی المصنوعة (١/٣٩) وعزاه السیوطی للمصنف فی الشعب فقط

کی طرف لکھا:

اما بعد فان للایمان حدودا و شرائع وفرائض من استکملها استکمل الایمان ومن لم یستکملها لم یستکمل الایمان

حمد و صلوٰۃ کے بعد! بے شک ایمان کی کچھ حدود ہیں اور طریقے ہیں اور احکام و فرائض ہیں جس نے ان کو مکمل کیا اس نے ایمان کو مکمل کیا جس نے ان کو ادھورا چھوڑا اس نے ایمان ادھورا چھوڑا۔

ایمان قول و عمل ہے:

۶۰ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے کہ خبر دی بشر بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالصمد بن حسان نے وہ کہتے ہیں ہمیں اطلاع دی سفیان نے یزید بن ابی زیاد سے اس نے مجاہد سے انہوں نے کہا:

الایمان قول وعمل یزید وینقص

ایمان قول و عمل ہے زیادہ ہوتا اور کم ہوتا ہے۔

۶۱ــــ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشنانی نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن طرائفی نے کہ بات بیان کی ہم سے عثمان بن سعید نے فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی گئی ہوں علی بن مدینی سے خلف بن خلیفہ سے انہوں نے لیث سے انہوں نے مجاہد سے اس ارشاد الٰہی کے بارے میں:

ولکن لیطمئن قلبی (البقرۃ ۲۶۰)

تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔

مجاہد نے کہا:

ازداد ایمانا الی ایمانی اپنے ایمان کی طرف ایمان کو زیادہ کرو۔

ہم نے اس کو بھی روایت کیا ہے سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی سے۔

۶۲ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے انہوں نے کہا خبر دی ہے یوسف بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابو ہلال نے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی بکر بن عبداللہ مزنی نے وہ کہتے ہیں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض حواریوں سے کہا۔

ارنی یدک قصیر الایمان

اپنا ہاتھ مجھے دکھا اے چھوٹے ایمان والے۔

یہ وہ وقت تھا جب وہ پانی پر چلے تھے اور ایک آدمی ان کے پیچھے لگا۔ اس نے اپنا پیر رکھا اور غوطہ کھایا (ڈوبنے لگا) عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا ہات یدک یاقصیر الایمان ادھر ہاتھ کرائے کوتاہ ایمان والے۔

۶۳ــــ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اشنانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید نے

(۶۰) سفیان هو ابن سعید الثوری، وعبدالصمد ذکره ابن حجر فی التعجیل (ص ۲۶۰)

(۶۱) لیث هو ابن أبی سلیم، وعلی هو ابن عبدالله بن جعفر المدینی.

والحدیث أخرجه الطبری فی التفسیر (۳/ ۵۱) حدثنی عن صالح بن مسمار عن زید بن الحباب عن خلف بن خلیفة عن لیث بن أبی سلیم عن مجاهد وإبراهیم به

وعزاه السیوطی فی الدر المنثور (۱/ ۳۳۴ و ۳۳۵) لسعید بن منصور، وابن جریر وابن المنذر والمصنف فی الشعب.

(۶۲) الحدیث أخرجه ابن أبی الدنیا فی کتاب الیقین (۲/ب ۳)

الله علی قوله ومن قال حسناً وعمل صالحا رفعه العمل.

ایمان بناوٹ سجاوٹ کا نام نہیں ہے اور نہ خوش امیدوں کا نام ہے ایمان وہ ہے جو دل میں جگہ کرلے اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔

جو شخص بات اچھی کرے اور عمل غیر صالح کرے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے قول پر مار دیتے ہیں اور جو شخص اچھی بات کرے عمل صالح کرے اس کے عمل بلند کر دے گا یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه. (فاطر۱۰)

اللہ تعالیٰ کی طرف پاک الفاظ چڑھتے اور بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح اس کو وہی اوپر اٹھاتا ہے۔

امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تحقیق ایمان کے بارے میں ہم اپنا قول محمد بن حنفیہ سے بھی روایت کر چکے ہیں اور عطاء بن ابی رباح سے اور حسن سے۔ ابن سیرین سے۔ عبید بن عمر سے وہب بن منبہ سے اور حبیب بن ابی ثابت سے اور دیگر مسلمان ائمہ سے مثلاً اوزاعی، مالک، سفیان بن عیینہ فضیل بن عیاض، امام شافعی، احمد حنبل، اسحاق بن ابراہیم حنظلی محمد بن اسماعیل بخاری وغیرہم رحمہم اللہ۔

نماز ایمان میں سے ہے:

۶۷:۔۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابوعمرو نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ربیع نے وہ کہتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مسئلہ کے بارے میں جو انہوں نے کتاب السیر میں ذکر کیا ہے۔

الصلوٰة من الايمان نماز ایمان میں سے ہے۔

اور کہا ہے۔ ذبیحہ پر تسمیہ کے بارے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے بارے میں ناپسند نہیں کرتا کہ ذبیحہ پر بسم اللہ کے ساتھ یہ بھی کہے صلى الله على رسوله (اللہ اپنے رسول پر رحمت نازل کرے) بلکہ میں اس کو پسند کرتا ہوں اس لئے کہ اللہ کا ذکر اور رسول اللہ پر صلوٰۃ ایمان باللہ ہے اور اس کی عبادت ہے جس پر ان شاء اللہ اجر دیا جائے گا جو کہے گا۔

ہم نے یوسف بن عبدالاحد سے روایت کیا ہے انہوں نے ربیع بن سلیمان سے وہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے سنا فرماتے تھے۔

الايمان قول وعمل يزيد وينقص

ایمان قول ہے اور عمل ہے کم زیادہ ہوتا ہے۔

۶۸:۔۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے یوسف نے پھر اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔

ایمان عمل کے بغیر اور عمل ایمان کے بغیر درست نہیں:

۶۹:۔۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوعلی حسین بن صفوان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے ابراہیم بن سعید نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے عبدالصمد بن نعمان نے وہ کہتے

---

(۶۶)۔۔۔۔۔ لينظر من هو ابوبشر الحلبي.

والحديث في كنز العمال (۱۱) أخرجه ابن النجار والديلمي وسعيد بن منصور عن انس

(۶۷)۔۔۔۔۔ ابوسعيد بن ابي عمرو هو محمد بن موسى بن الفضل الصيرفي (ت ۴۲۱)، والربيع: هو ابن سليمان بن عبدالجبار المرادي.

(۶۸)۔۔۔۔۔ الزبير بن عبدالواحد بن محمد الأسد أبادي أبوعبدالله (ت ۳۴۷) (سير ۱۵/۵۲۰)، ولينظر من هو يوسف بن عبدالأحد.

(۶۹)۔۔۔۔۔ لينظر من هو أبوعلي الحسين بن صفوان، وعبدالصمد بن النعمان، أما ابراهيم بن سعيد فهو الجوهري، وعبدالله هو ابن محمد بن عبيد بن أبي الدنيا والحديث أخرجه ابن أبي الدنيا في محاسبة النفس (۹۶) ومن طريقه أخرجه المصنف

ایمان کے بارے میں انشاءاللہ کہنا

۷۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے شعبہ نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے کہا ایک آدمی نے عبداللہ بن مسعود سے کہا۔ انا مومن۔ میں مومن ہوں ابن مسعود نے فرمایا یوں کہو۔ کہ میں جنت میں ہوں (یعنی میں جنت میں جاؤں گا) مگر ہم تو کہتے ہیں۔ ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔

۷۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے محمد بن علی بن دحیم نے شیبانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن اسحٰق زہری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے کہا ایک آدمی نے علقمہ سے کہا۔ کیا تو مومن ہے اس نے جواب دیا میں امید کرتا ہوں انشاءاللہ۔

مصنف فرماتے ہیں۔ ہم نے یہ بات صحابہ' تابعین' سلف صالحین رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے نقل ہے۔

اور ہم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا تم لوگ مومن ہو۔ تم لوگ اہل جنت ہو۔ اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ اہل فارس وروم کا زیادہ طبقہ جہاں تک تم دعوت لے کر بھیجے گئے ہو وہ جنت میں ہوں گے کیونکہ ان میں سے کوئی تمہارے لئے کوئی کام کر دیتا ہے تو تم اسے کہتے ہو۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ تم نے بہت اچھا کیا اللہ تجھے برکت دے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

ویستجیب الذین امنوا وعملوا الصالحات ویزیدھم من فضلہ۔ (سورۂ شوریٰ آیت ۲۶)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ کر کے دیتا ہے۔

۷۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد موصلی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عثمان بصری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتائی ہے محمد بن عبدالوہاب نے کہ خبر دی ہے یعلی بن عبید نے کہ ہمیں بات بتائی ہے اعمش نے شقیق سے انہوں نے سلمہ بن سبرہ سے وہ کہتے ہیں حضرت معاذ نے ہمیں خطبہ دیا۔ پھر اس نے پورا خطبہ ذکر کیا۔ (جو پہلے ذکر ہو چکا ہے) حضرت معاذ کے خطبہ میں یہ بات ہے کہ وہ اس میں جماعت کو مخاطب کرتے ہیں کسی شخص معین یعنی خاص شخص کو نہیں۔ مگر دوران بات استثناء کی طرف رجوع کرتے ہیں دخول جنت کے بارے میں اور یوں کہتے ہیں۔ انی لاطمع کہ میں امید کرتا ہوں۔

---

(۷۱)...... أبو العباس محمد بن أحمد بن محبوب المحبوبی (ت ۳۴۶) (الوافی ۲/۲۱۰، شذرات ۲/۳۷۳)

والحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۲۲) عن غندر عن شعبة به

وقال الألبانی موقوف صحیح الإسناد، وأخرجه عبدالرزاق (۲۰۱۰۶) عن معمر عن الأعمش عن شقیق به بنحوه.

(۷۲)...... محمد بن علی بن دحیم الشیبانی هو أبو جعفر الکوفی سبق (۴)، وإبراهیم بن إسحاق الزهری.

(۷۳)...... أبو محمد الموصلی هو الحسن بن علی بن المؤمل بن الحسن بن عیسی.

أبو عثمان البصری هو عمرو بن عبدالله، ولینظر من هو محمد بن عبدالوهاب، وسلمة بن سبرة (الجرح ۲/۱/۱۶۲)، وشقیق هو ابن وائل

والحدیث أخرجه ابن أبی شیبة فی الإیمان (۳۳) عن عبدالله بن إدریس عن الأعمش به.

وقال الألبانی فی سنده جهالة، سلمة بن سبرة أورده ابن أبی حاتم فی الجرح (۲/۱/۱۶۲) بروایة شقیق فقط عنه وکذا أورده ابن حبان فی الثقات (۱/۷۳)

۷۴:۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ بن عبداللہ السدیری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوحامد خسروگردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد بن حسین خسروگردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ابوشیخ حرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحق سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے کہا۔

حضرت عمر بن خطاب کو اطلاع پہنچی کہ ایک آدمی کو یہ زعم ہے کہ وہ مؤمن ہے آپ نے اس کے گورنر کو لکھا کہ اسے میرے پاس بھیجو جب وہ آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تو ہی یہ دعوی کرتا ہے کہ تو مؤمن ہے اس نے کہا اللہ کی قسم ہاں اے امیر المؤمنین۔ آپ نے فرمایا تیرا استیاناس ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اس نے کہا کیا آپ لوگ رسول اللہ کے ساتھ تھے تو تین قسم نہیں تھے؟ مشرک منافق اور مؤمن تو آپ ان میں کون سی قسم میں تھے۔ حضرت عمر نے یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ گیا کیہ، اب یہ پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا یہاں تک آپ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

۷۵:۔۔۔۔ اپنی اسناد کے ساتھ ہمیں حدیث بیان کیا ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن عمار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے صدقہ بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے عثمان بن اسود نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عطا بن ابی رباح سے کہا ایک آدمی یہ کہتا ہے میں نہیں جانتا کہ میں مؤمن ہوں یا نہیں انہوں نے فرمایا سبحان اللہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں۔ الذین یؤمنون بالغیب (بقرہ ۳) اللہ غیب ہے جو شخص غیب کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ اللہ کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہے

امام بیہقیؒ کا قول:

امام حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ ہے وہ جو ہم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے روایت کیا اور یہ ہے وہ جو حضرت عمرؓ کی تصویب اور درست قرار دینے کے بارے میں مرسلا مروی ہے۔ اور حضرت عطاء کا قول اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ مؤمن ہے یعنی اس بات کی طرف راجع ہے کہ فی الحال مؤمن ہے۔

شیخ حلیمی کا قول:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ خاتمہ اور انجام کے خرابی کے خوف فی الحال بھی اپنے آپ کو مؤمن کہنے سے رک جانا اور باز آ جانا کسی بھی مؤمن کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر خدانخواستہ یہ بات ہو جائے اور جو ایمان وہ مقدم کر چکا وہ ضائع ہو بھی جائے تو اب جو ایمان موجود ہے یہ بالکل معدوم تو نہیں ہو جائے گا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس کا اجر ضائع ہوگا اور ثواب باطل ہوگا۔

شیخ حلیمی نے اس مذکورہ حدیث کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے:

مؤمن کے نام کے اطلاق کا انکار سلف میں سے جس نے بھی کیا ہے تو اس کا بھی ایک مقام ہے جو اس کے لائق ہے اور شایان شان ہے اور وہ وہی ہے جو شیخ حلیمی نے کہا کہ مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ میں مؤمن ہوں۔ اور مؤمن رہوں گا۔ اور مؤمن ہی مروں گا۔ اور اللہ کو مؤمن ہی ملوں گا۔ انشاء اللہ بالکل نہیں کہتا۔

اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ بلکہ کہہ دے کہ میں جنت میں جاؤں گا اس لئے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں مر گیا وہ جنت میں ہوگا۔ حالانکہ ہر وہ شخص جو اپنی زندگی کا ایک لحظہ یا ایک دن یا ایک سال مؤمن تھا وہ جنت میں نہیں ہوگا۔ تو اس سے ہم یہ سمجھے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے یہ بات اس شخص کے بارے کہی تھی جو اپنے ایمان پر تکیہ اور بھروسہ کر رہا تھا لہذا انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ اپنے

---

(۷۴)۔۔۔۔ محمد بن إسحاق هو: ابن يسار المطلبي، ومحمد بن سلمة هو ابن عبدالله الحراني.

عام حالات اور عام اوقات میں مطلقاً مومن ہے اور مومن ہی ثابت رہے گا اور مومن ہی مرے گا اپنے معاملے کو اللہ کے حوالے نہیں کیا۔

بہرحال کسی مومن کا یہ قول کرنا کہ میں اس وقت مومن ہوں یہ وہ قول ہے جس کو غلط نہیں کہا جاسکتا استثناء کرنا یعنی ان شاء اللہ کہنا اس وقت ٹھیک ہوتا ہے جب مستقبل کے بارے میں خصوصاً خیر ہو اس وقت مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اللہ کی بارگاہ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ایمان پر مجھے برقرار رکھے گا اور اپنی عطا کردہ ہدایت مجھ سے نہیں چھینیں گے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استثناء کرنے والوں کے لئے ایک مقام اور ہے جہاں وہ استثناء کرتے ہیں اور بہت بہتر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس وقت ایمان کے کمال کی طرف راجع ہو بجائے خود اس کی اصل اور بنیاد پر مثال کے طور پر جیسے ایک آدمی نے حضرت قتادہ سے سوال کیا اے ابو الخطاب؟ کیا آپ مومن ہیں؟ حضرت قتادہ نے (جواب میں یہ نہیں کہا کہ میں مومن ہوں بلکہ یہ) کہا بہرحال میں اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں، اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اور اچھی بری تقدیر پر۔ باقی رہی مومن کی وہ صفت اللہ تعالیٰ نے جس کا ذکر سورۃ الانفال میں فرمایا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں ہوں یا نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے وہ آیت تلاوت کی (جس کا مفہوم یہ ہے کہ) مومن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان زیادہ کر دیتی ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ مومن وہ لوگ ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ہم نے جو انہیں رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے ان کے رب کے ہاں درجے ہیں اور مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔

حضرت قتادہ نے واضح فرمایا کہ وہ ایسا ایمان لاتے ہیں جو ان کو کفر سے دور کرتا ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ انہوں نے وہ اوصاف و صفات مکمل کر لی ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ نے مومن تام کے لئے بیان فرمائی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت اور درجات واجب فرماتے ہیں۔ یہ بات غیر یقینی تھی ان کے لئے ایمان کی تکمیل کے وہ صفات جس کے لئے درجات واجب ہوتے ہیں وہ حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اس بات میں شک انہیں نہیں تھا کہ ایمان پر ہوتے ہوئے تفریق کی جہت سے بالکل دور ہیں جس سے عذاب ساقط ہو جاتا ہے۔ جو شخص مذکورہ دونوں جگہوں میں سے کسی ایک موقع پر استثناء یعنی ان شاء اللہ کہتا ہے وہ شک کرنے والا نہیں ہے۔

حافظ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے یہی مفہوم حسن بصری سے بھی روایت کیا ہے۔

۷۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے مجھے حدیث بیان کی ہے ابو احمد حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد شاذان بوشنجی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن نصر مقری زاہد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عبدالجبار حمصی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے بقیہ بن ولید نے تمام بن نجیح سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حسن بصری سے ایمان کے بارے پوچھا انہوں نے فرمایا ایمان دو ہیں اگر تم مجھ سے ایمان باللہ یعنی اللہ کے ساتھ ایمان اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں، جنت، جہنم، مر کر دوبارہ اٹھانا۔ حساب و کتاب۔ کے بارے میں پوچھتے ہو تو میں اس مذکورہ معنی اور مفہوم میں مومن ہوں۔ اور اگر آپ کا سوال ہے اس ایمان کے بارے میں جس ایمان کے حاصل ہونے کے لئے یہ صفات اللہ نے بیان کی ہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ڈر جاتے ہیں۔ حضرت حسن بصری نے یہ آیات اولئک هم المؤمنون حقا تک پڑھیں۔ (انفال ۴)

تو اللہ کی قسم میں بھی نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں ہوں۔

۷۷: ہمیں خبر دی ہے ابو منصور فقیہ نے خبر دی ہے ابو احمد بن اسحاق حافظ نے وہ کہتے ہیں میں نے ابو العباس ثقفی سے سنا وہ فرماتے تھے

(۷۶): محمد بن شاذان البوشنجی ابو العباس (سیر ۱۳/۶۲) واحمد بن نصر هو ابن زیاد المقرئ

کہتے ہیں کہ میں نے قتیبہ بن سعید سے سنا وہ فرماتے تھے یہی قول ہے جو سنت اور ائمہ اسلام سے ماخوذ ہے پھر انہوں نے حکایت کی اور فرمایا۔

کہ ایمان زیادتی کو قبول کرتا ہے اور ایمان قول عمل اور نیت کا نام ہے۔ نماز ایمان میں سے ہے۔ زکوٰۃ ایمان میں سے ہے۔ حج ایمان میں سے ہے۔ راستے سے تکلیف دینے والی چیز دور کرنا ایمان میں سے ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ لوگ ہمارے نزدیک اس نام کے ساتھ مومن ہیں جو اللہ نے ان کا رکھا ہے (یعنی) وہ قرآن میں ھو سماکم المسلمین اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اور وہ مومن ہیں۔ اقرار میں اور حدود میں وراثتوں اور ہم نہیں کہتے کہ یہ مومن ہیں اور یہ بھی نہیں کہتے کہ عنداللہ مومن ہیں اور یہ بھی نہیں کہتے کہ ہر شخص ایمان کی حرمت (ہے ہمارا ایمان) اس لئے کہ ایمان دونوں کا ایک ہی مقبول ہے۔
امام حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت وکیع سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول۔

میں مومن ہوں۔ اور اہل قبلہ ہمارے نزدیک مومن ہیں نکاح میں۔ خون بہا دینے میں میراث میں۔ یہ نہیں کہتے تھے کہ میں اللہ کے نزدیک مومن ہوں۔ اس سے مراد واللہ اعلم یہ ہے کہ اللہ عزوجل جانتے ہیں کہ اس کا معاملہ مستقبل میں کیا ہوگا؟ اور وہ نہیں جانتا تو جو چیز معلوم نہیں اس کا معاملہ اس کے جاننے والی ذات کے سپرد ہوگا لہٰذا وہ اس کی خبر دیتے تھے جس حالت پر وہ اس وقت تھے توفیق کی حرمت اللہ کی طرف سے ہے۔

ایمان کے الفاظ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (زخرف ۲۶، ۲۸)

(اور وقت قابل ذکر ہے) جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا بے شک میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا پس وہی مجھے راہ دکھائے گا۔ اور بنا دیا اس کو ایک باقی رہنے والی بات ان کی نسل میں تاکہ وہ رجوع کریں۔

یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ کا قول ہے۔

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرچکے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوا عصموا منی دماءھم واموالھم

الا بحقھا وحسابھم علی اللہ

مجھے حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے جہاد کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ کہنے لگ جائیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب وہ یہ کہیں تو وہ اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کرلیں گے اور حساب و کتاب ان کا اللہ کے ذمہ ہوگا۔

۷۸۔ ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حاجب بن احمد طوسی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحیم بن منیب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر بن عبدالحمید نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

(۷۷) محمد بن اسحاق ثقفی السراج ابو العباس حافظ (۲۴۸/۱)

لاعطين الراية غداً رجلا يحب الله ورسوله يفتح الله عليه.

میں کل جہاد کا جھنڈا ضرور ایک آدمی کو دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دیں گے۔

سہیل فرماتے ہیں میرا خیال ہے وہ خیبر کا موقع تھا۔

حضرت عمر نے فرمایا۔

میں امارت کو کبھی پسند نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ اس دن (ضرور رشک کیا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں امیر مقرر فرمایا۔

حضرت علی فرماتے ہیں: میں کس بات پر لوگوں سے قتال کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں سے جہاد کرو حتیٰ کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہوں نے تم سے بچا لیا اپنے خون کو اور مالوں کو مگر اس کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو دوسرے طریق سے سہیل سے روایت کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

۸۰۔ مجھے خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی ہے ابو العباس اصم نے خبر دی ربیع نے وہ کہتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ایمان کے اقرار کی دو وجوہ ہیں۔ جو شخص بت پرست ہے اور جو بے دین ہے وہ دین نبوی کا دعویدار ہے جب وہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پس اس نے ایمان کا اقرار کر لیا جب وہ اس اقرار سے پھر جائے تو قتل کر دیا جائے گا۔

اور جو شخص دین یہودیت اور نصرانیت پر ہے یہ لوگ دین موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے دعویدار ہیں حالانکہ وہ ان میں تبدیلی کر چکے ہیں۔ حالانکہ ان کی کتاب میں ان سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان کا عہد لیا جا چکا مگر وہ ان کے ساتھ ترک ایمان کی وجہ سے کفر کر چکے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کے باوجود اس کے دین کی اتباع کی اللہ پر بہتان ہے۔

مجھ سے کہا گیا ہے کہ ان لوگوں میں وہ بھی ہیں جو دین محمد پر قائم ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں اور اس بات کی شہادت بھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔ الغرض اگر ان میں کوئی ایسا ہو اور ان میں سے کوئی یہ کہے اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله تو صرف کہنے سے وہ شخص ایمان کے اقرار کو مکمل کرنے والا نہیں ہو گا یہاں تک کہ وہ یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق ہے یا فرض ہے اور اظہار براءت کرے اس سب کچھ سے جو دین محمد کے خلاف ہے یا دین اسلام کے خلاف ہے جب وہ یہ کہے پس وہ ایمان کا اقرار مکمل کر لیا۔ امام شافعی نے اس میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔

اس مذکورہ تفصیل پر قیاس کرتے ہوئے ہر وہ شخص جو احتمال رکھنے والے کلمہ کا تلفظ کرے تو یہ اس کی طرف سے ایمان کا صریح اقرار نہیں ہو گا یہاں تک کہ وہ ایسی کلام کا تلفظ کرے جو اس کو احتمال کی حد سے نکال دے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح کرتے ہوئے مفصل کلام کیا ہے۔

بعض مشہور قول لا الہ الا اللہ کے بغیر بھی ایمان منعقد ہو جاتا ہے جب ایسے الفاظ مل جائیں جن سے معرفت دین کا ظہور ہو اور جو ہم نے احادیث ذکر کی ہیں ان میں اس پر دلالت موجود ہے۔

(۷۹) اخرجه مسلم (ص ۱۸۷۱) عن قتيبة بن سعيد عن يعقوب بن عبد الرحمن عن سهيل به.

(۱) في صحيح مسلم (منعوا منك)

مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے

عبید اللہ بن موسیٰ کی ایک روایت میں ابن عمر سے مروی ہے۔

ان كان كما قال والا رجعت اليه

اگر وہ شخص ایسا ہے جیسا کہ اس نے کہا تو ٹھیک ہے ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔

قول حلیمی رحمۃ اللہ علیہ:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ بات جب کوئی مسلمان مسلمان کے بارے میں کہتا ہے تو یہ دو وجوہ پر ہوتا ہے۔ اگر کہنے والے کی مراد یہ ہو کہ وہ دین جس کا یہ معتقد ہے وہ کفر ہے تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ باطنی طور پر کافر ہے لیکن ظاہری طور پر بطور منافقت ایمان کا اظہار کرتا ہے تو کہنے والا کافر نہیں ہوگا اور گمراہی کی بات کہے گا۔ وہ مذکر ہے تب بھی کافر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس نے اس کو تہمت لگائی ہے اس چیز کے بارے میں جس کی پوری حقیقت خود نہیں جانتا۔

امام بیہقی کا قول:

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حاطب بن ابی بلتعہ کے بارے میں اس وقت کہا تھا جب انہوں نے مکہ میں خط بھیج کر رسول اللہ کا راز فاش کیا تھا۔

دعني اضرب عنق هذا المنافق

چھوڑ دیجئے مجھے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔

حضرت عمر نے اس کو منافق قرار دیا تھا جب کہ وہ درحقیقت منافق نہیں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی تھی اس بات کے بارے میں جو اس نے اپنی ذات کے بارے میں خبر دی تھی۔

اور حضرت عمر اس کی وجہ سے کافر نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے حاطب کو کفر کی نسبت تاویل کے ساتھ کی تھی۔ اور حضرت عمر کا موقف درست تھا جس کا احتمال تھا۔

باب: ... تقلید کرنے والے اور شک کرنے والے کے ایمان کی بات

مقلد وہ ہوتا ہے جو یہ دین اپنا لیتا ہے اس لئے کہ اس کا دین اس کے باپ دادا اور شیخ اور اس کا دین ہوتا ہے (شاید مصنف کی مراد یہ ہے باپ دادا سے ملی رسومات کے پیچھے دوڑتے ہیں)

اور اس کے اہل شہر کا دین ہے اس کے پاس اس کے سوا کوئی حجت کوئی دلیل نہیں ہوتی۔

مشکوک وہ شخص ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اسلام کا عقیدہ رکھتا ہوں اور اہل اسلام کی تابعداری کرتا ہوں مگر صرف اپنی ذات کی بہتری کے لئے اس لئے اگر یہ حق ہو تو میں کامیاب ہو جاؤں گا اور اگر یہ حق نہ ہوا تو میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے فرماتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں تقلید کی اصل مفہوم یہ ہے

قلادہ ہے جو اطمینان اور دلائل و براہین کے ساتھ معرفت تامہ کے ساتھ پہچانا ہے۔

جس کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی شک نہیں ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صدق پر دلالت کرنے والے دلائل کے ساتھ پہچانتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا اعتراف کرتا ہے اور رسول اللہ کی طرف سے ان تمام احکامات کو دل سے قبول کرتا ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ اور ان تمام امور کے اندر جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا ہے یا جن سے منع کیا ہے وہ ان سب میں رسول کی اطاعت کے ساتھ وہ شخص اپنے آپ کو رسول اللہ کے تابع کر چکا ہوتا ہے۔

اور دوسرا وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کے نبی کی نبوت پر دلیل قائم ہو جانے کے بعد اللہ کے نبی کی دعوت کی اجابت کرنے والی دعوت کو قبول کرنے کے لئے اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ حلیمی نے اس کے بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے اور یہاں تک کہا ہے۔ پھر دیکھا جائے گا اگر وہ شخص مومن ہو کر اس ایمان لانے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں کوئی الحاد و بے دینی کرتا تھا تو اس کا نیا ایمان اس الحاد کو ترک کرنا ہوگا نبی کریم کے فرمان اور دعوت کی وجہ سے۔

اور اگر اس سے پہلے بے دین تھا۔ وہ یہ کہتا تھا کہ عالم کا کوئی صانع نہیں کوئی بنانے والا نہیں ہے اور وہ اسی بے دینی کی حالت پر ہے جس وقت اس وقت ہے۔ تو ایسے شخص کے ایمان کی وجہ اللہ کے نبی کی دعوت ہوگی۔ وجود باری تعالیٰ کے بارے میں پیغمبر اسلام کی دعوت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی نے ذکر کیا کہ عالم کے لئے ایک اللہ ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی شئی اس کی مثل نہیں ہے۔ وہ قادر ہے کوئی شئی اس کو عاجز نہیں کر سکتی۔ عالم ہے۔ حکیم ہے۔ وہ اس وقت بھی تھا جب کچھ نہ تھا اپنے ماسوا موجودات کو اس نے عدم سے وجود دیا۔ اور ان کو اختراع کیا اور پیدا کیا بغیر کسی اصل اور مادے کے اور اس نے رسول کو لوگوں کے پاس بھیجا تاکہ ان کو اس کی معرفت کرائے۔ اور ان لوگوں کی مخلوق کے آثار اور نشانات سے جنہیں وہ دیکھ رہے ہیں۔

جتلا فرمائے اور وہ اس سے کچھ حاصل کریں۔ اور تاکہ وہ رسول لوگوں کو اللہ کی اطاعت وعبادت کی دعوت دے۔ اور اس رسول کی سچائی پر دلالت و رہنمائی وہ امور ہیں جن کے ساتھ اس کی اس نے تائید کی ہے جو کہ ایسی قسم کے ہیں جو اس طرح ہیں کہ لوگ ان کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اگرچہ وہ سب ان کی مثل لانے کے لئے ایک دوسرے کے معاون بھی ہو جائیں۔

پیغمبر اسلام کی سچائی کے عقلی و منطقی دلائل

(عقل کے ساتھ سوچئے کہ) جب ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے جو تم سب کی طرح بشر ہے اور بشریت تمہارے اندر بھی ہے اس کے اندر بھی۔ پھر تمہاری اس کی مٹی پانی ہوا ایک ہے شہر ایک ہے (اسی شہر میں تم رہتے ہو اسی میں وہ رہتا ہے۔ انہی چیزوں پر تم بڑے ہوئے ہو اسی پر وہ۔ اسی ہوا میں تم سانس لیتے ہو اسی میں وہ۔ وہی پانی تم پیتے ہو وہی وہ) کیا اس تمام وحدت و یکسانیت کے باوجود وہ ایک بات میں تم سے مختلف ہے کہ وہ کہتا ہے اس کو آسمانی تائید حاصل ہے جو کہ اس کی سچائی پر دلالت ہے۔ جب کہ اس کے علاوہ کسی بھی چیز میں لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی مختلف نہیں ہے۔ اس کو کھانے پینے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح سب کو۔ اس کو جینے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح سب کو ہے۔ اور عادت کے مطابق وہ کسی شے پر الگ سے قدرت نہیں رکھتا صرف انہی اشیاء پر قدرت رکھتا ہے جن پر سب قدرت رکھتے ہیں جس چیز سے سب عاجز ہیں وہ بھی عاجز ہے۔ (مگر اس سب کچھ کے باوجود اس کے پاس ایک ایسی صفت ہے جو کسی کے پاس نہیں۔ اس کو تائید حاصل ہے جو کسی کو نہیں۔) تو پھر ضروری ہے عقلی اور منطقی طور پر کہ سب لوگ یہ جان لیں کہ یہ اس اللہ واحد کا فضل ہے جس نے اس فضل کے ساتھ صرف اسی کو مختص کر لیا ہے۔ وہ شخص تو ان امور کے اندر جو امور دنیوی ہیں سب لوگوں کی طرح عاجز ہے۔ پھر اگر وہ عاجز سچائی کی نشانی سے اور اس کے پاس موجود ہو جائیں اور اس کے ہاتھ پر ظاہر ہو جائیں۔ باوجود یہ کہ وہ اس کے کرنے کی نہیں ہیں بلکہ اس کے سوا کسی اور کے لئے ہیں

صنعت ہیں۔ اور عقلی طور پر یہ بھی ممنوع بات ہے کہ وہ ہستی اس کی ہم مثل اور ہم جنس بھی نہ ہو۔ اور قدرت و طاقت میں اس کی نظیر بھی نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر ایسے خلاف عادت امور کا ظہور اور وجود اس سے بھی اسی طرح محال ہوگا جیسے اس سے محال ہے۔

لیکن یہ جاننا اور سمجھنا ضروری ہے کہ اس شخص کے پیچھے کسی عظیم صانع کا ہاتھ ہے جو اشیاء کائنات میں ایسی قدرت اور ایسی قوت سے تصرف کرتا ہے جس قوت اور قدرت کے ساتھ بڑے بڑے صنعت کار اور مشاہدہ کرنے والے کاریگری نہیں کر سکتے جیسے اس کی صنعت و کاریگری مخلوق کی صنعت کے مشابہ نہیں۔ ایسے ہی وہ خود بھی ان سے مشابہ نہیں بلکہ بے مثل ہے۔

اور ایسے ہی اس پر نقص اور کمی کا تصور جائز نہیں جیسے مخلوق پر ہے۔ اثبات صانع پر اس کی حجت قائم ہو چکی ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کی ذات سے جاہل یا غیر معترف ہیں چنانچہ پیغمبر اسلام کی رسالت کا اثبات اسی ذات لایزال کی طرف سے ہے جو شخص جھک جائے اس کی حجت کے لئے۔ اور سچا مان لے اس کو اس کے تمام فرامین میں اور جو شخص اس کی تمام دعوت کے ساتھ ایمان لے آئے۔ اس کے لئے اثبات رسول اور اثبات مرسل ایک ساتھ ایک ہی مقام میں ہو جائے گا۔ یعنی اللہ اور رسول دونوں کا اثبات و اعتراف اور دونوں کے ساتھ ایمان ایک ساتھ ہو جائے گا۔

یہ جو ہے ایمان باللہ کی رسول اللہ کی دعوت کی اجابت کرنے کے لئے یہ اجابت حجت و دلیل کے ساتھ ہے۔ اور انبیاء اور رسل کی دعوت کو قبول کرنے والے عام لوگوں کا ایمان اسی وجہ سے ہے۔

پھر رسول اللہ کے بعد لوگوں میں وہ لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے بعد میں بھی متنبہ کیا اور خود بھی غور و فکر کیا اور بحث و تمحیص کی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے دلائل کی بصیرت عطا کی جس نے اس کی کمر مضبوط کر دی۔ چنانچہ انہوں نے پیغمبر کے دین کی حفاظت کی اور ان کا یقین مضبوط ہوا اور انہوں نے اس علم کو تلاش کیا اس قدر جس سے پیغمبر کی دین کی نصرت ہوئی ہے جس سے اس کے اعداء اور دشمنوں سے مجادلہ و مناظرہ کر سکے اور اس کے دفاع کے لئے کھڑا ہو سکے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شاہ حبشہ کے سامنے تقریر:

۸۲: ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مقری نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے یوسف بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے نصر بن علی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے وہب بن جریر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے میرے باپ نے محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور حدیث بیان کی ہے انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمن سے انہوں نے ام سلمہ زوجہ رسول سے فرماتی ہیں کہ اہل مکہ نے جب رسول اللہ کو پریشان کیا۔ اور اس کے اصحاب بھی پریشان ہوئے تو آپ نے انہیں ارض حبشہ کی طرف چلے جانے کا اشارہ دیا۔ پھر انہوں نے لمبی حدیث ذکر کی ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ نجاشی (شاہ حبشہ) نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بات کی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ ہم ان کے دین پر تھے یعنی اہل مکہ کے دین پر۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر ایک رسول بھیجا ہم جس کا نسب پہچانتے ہیں اور اس کی سچائی اس کی پاک دامنی پہچانتے ہیں۔ اس نے ہمیں یہ دعوت دی کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کریں۔ اور ہماری قوم اور دیگر لوگ جو اللہ کے سوا عبادت کرتے ہم وہ سب کچھ چھوڑ دیں۔ اس رسول نے ہمیں اچھائی اور نیکی کرنے کا حکم دیا۔ برائی سے ہمیں روکا۔ ہمیں نماز کا حکم دیا۔ روزہ کے رکھنے اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا۔ اور اخلاق حسنہ کی تمام اقدار کا حکم دیا۔ اور ہمارے سامنے اس نے قرآن کی تلاوت کی جسے وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں جس کے مشابہ کوئی شئی نہیں ہے۔ ہم نے اس رسول کی تصدیق کی اور اس کو سچا مان لیا ہے۔ اور ہم اس کے

ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے پہچان لیا ہے کہ وہ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ اللہ عزوجل کی طرف سے حق سچ ہے۔ اس کے بعد ہماری قوم نے ہم سے بائیکاٹ کر لیا ہے۔ اور ہمیں ایذا اور آزمائش سے دوچار کر دیا ہے جب ہمیں اتنا ستایا گیا جس کی برداشت کی ہمارے اندر سکت نہ تھی تو ہم نے ہمارے نبی نے تمہارے ملک کی طرف نکل جانے اور ہجرت کر جانے کا حکم دیا ہے۔ آپ کو انہوں نے آپ کے ماسوا پر ترجیح دی ہے تاکہ آپ ہمیں ان کے مظالم سے نجات دلائیں۔

نجاشی نے پوچھا۔ کیا تمہارے پاس اس کتاب میں سے کچھ ہے جو ان پر نازل ہوئی ہے۔ تاکہ تم میرے سامنے اس میں سے کچھ پڑھو۔

حضرت جعفر نے جواب دیا۔ ہاں ہے چنانچہ انہوں نے سورہ مریم ان کے سامنے پڑھی۔ حضرت جعفر کی تلاوت کے بعد نجاشی رو پڑے۔ یہاں تک کہ روتے روتے اس کی داڑھی بھیگ گئی۔ اور اس کے ارکان سلطنت بھی رو پڑے اور ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ پھر نجاشی نے کہا۔ بے شک یہ کلام اور وہ کلام جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے ایک ہی منبع سے نکلے ہیں۔

آپ ﷺ کی نبوت پر کھجور کے درخت کی شہادت:

٨٣ــــ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے۔ اور محمد بن موسیٰ نے۔ دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عباس بن محمد دوری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے فضیل بن عبدالوہاب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے سماک سے انہوں نے ابو ظبیان سے انہوں نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ آپ کیونکر نبی بن گئے ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ بتا کہ اگر میں ان کھجوروں میں سے کسی کو بلاؤں اور وہ میری بات مان لے تو تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ بولا ہاں۔ آپ ﷺ نے ایک کھجور کے درخت کو بلایا۔ کھجور نے آپ کی بات مان لی۔ پھر وہ شخص یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ پر ایمان لے آیا اور اسلام لے آیا۔

اس حدیث کو محمد بن سعید اصفہانی نے اسی طرح روایت کیا ہے شریک سے جو اس سے زیادہ مکمل ہے اور اس کو اعمش ابی ظبیان سے بھی روایت کیا ہے۔

ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اس کے کئی شواہد ذکر کئے ہیں۔ اور ہم نے اس شخص کا ایمان ذکر کیا ہے۔ جو اس وقت ایمان لایا جب وہ نبی کریم کی سچائی پر واقف ہو گیا اور آپ کے معجزے پر جس سے آپ کے فرمان کی سچائی کھل جاتی ہے۔

٨٤ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں۔ خبر دی ہے ابو بکر محمد بن حسین قطان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن یوسف سلمی نے وہ کہتے ہیں۔ حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف فریابی نے وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے جعفر بن برقان نے عمر بن عبدالعزیز سے کہ ایک آدمی نے ان سے کھجور کی بابت سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا:

علیک بدین الاعرابی والغلام فی الکتاب واله عمن سواه

لازم پکڑ دیہاتی کا ایمان اور لڑکے کا ایمان کتاب میں اور چھوڑ دے اس کو جو اس کے سوا ہے۔

---

(٨٢) جعفر هو ابن أبي طالب، ووالد وهب وهو جرير بن حازم، ونصر بن علي هو ابن نصر الجهضمي الصغير والحديث أخرجه أحمد (١/ ٢٠١ و ٢٠٣) من طريق أبي بكر بن عبدالرحمن به

(٨٣) سماك هو ابن حرب الكوفي، وشريك هو ابن عبدالله القاضي، ومحمد بن سعيد هو ابن سليمان بن الأصبهاني والحديث أخرجه المصنف في الدلائل (٦/ ١٥) من طريق محمد بن سعيد الأصبهاني عن شريك به
وانظر المستدرك (٢/ ٦٢٠)
وقوله ورواه أيضاً عن الأعمش عن أبي ظبيان انظر الدلائل (٦/ ١٥)

بن یزید بن ہرمز کے پاس داخل ہوئے ۔ اور قصہ ذکر کیا ۔ پھر کہا کہ ابن ہرمز کلام میں بصیرت والا اور وہ اہل بدعت کا رد کرتا تھا ۔ اور بڑے علم والے لوگوں میں سے تھا خصوصاً جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے اہل بدعت میں سے ۔

باب :...... اس شخص کے بیان میں جو دوسرے کے ایمان سبب سے مؤمن ہوتا ہے

۸۶:...... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے ۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عبداللہ بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن شاذان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن محمد نے علاء بن عبدالرحمن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

كل انسان تلده امه على الفطرة ابواه يهودانه او ينصرانه او يمجسانه فان كانا مسلمين فمسلم

و كل انسان تلده امه يلكزه الشيطان في حضنيه الامريم و ابنها

ہر انسان کو اس کی ماں جنم دیتی ہے (اسلام کی) فطرت پر ۔ پھر اس کے والدین اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے یا مجوسی بناتے ہیں اگر وہ دونوں مسلمان ہوتے ہیں تو بچہ بھی مسلمان ہوتا ہے ۔

اور ہر انسان کو جب اس کی ماں جنم دیتی ہے تو شیطان اس کے دونوں پہلوؤں میں گھونسہ مارتا ہے مگر بی بی مریم اور اس کا بیٹا عیسیٰ علیہ السلام

امام مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں قتیبہ سے روایت کیا ہے ۔

اور ہم امام شافعی سے نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا ۔

كل مولود يولد على الفطرة

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے ۔

یہ وہی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا ہے ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقوف قرار دیا ہے جب تک وہ اپنے قول سے وضاحت نہ کریں اور دو میں سے ایک قول کو اختیار کریں ۔ ایمان یا کفر کوئی ذاتہ ان کے حکم میں ہے البتہ ان کا حکم ان کے والدین والا ہے ولادت کے دن ان کے والدین جو کچھ تھے تو بچہ بھی اسی حکم میں ہوگا ۔ اگر مؤمن تھے تو وہ ایمان پر ہوگا یا کافر تھے تو وہ کفر پر ہوگا ۔ امام شافعی کا مسلک اسی بارے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مولود کو اس طرح بنایا ہے کہ اس کی نفس اسکے لئے اپنا کوئی حکم نہیں ہے بہر حال دنیا میں وہ اپنے والدین کے تابع ہے دین میں یہاں تک کہ وہ اپنے بارے میں بالغ ہونے کے بعد کچھ ظاہر کرے ۔

باقی رہا ان کا آخرت کا حکم تو کچھ لوگوں نے ان کو آخرت کے بارے میں بھی ان کے والدین کے ساتھ لاحق کیا ہے ۔ اور بعض نے مسلمانوں کی اولادوں کو ان کے ساتھ لاحق کیا ہے ۔ اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مشرکین کی اولاد اہل جنت کے خادم ہوں گے ۔

اور کچھ لوگوں نے تمام بچوں کے بارے میں توقف کیا ہے اور ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کیا ہے یہ قول احادیث صحیحہ کے مطابق تمام اقوال میں سے زیادہ بہتر ہے ۔

اس بارے میں سلف کے تمام اقوال اور ان کے دلائل ہم کتاب القدر کے آخر میں ذکر کر رہے ہیں جو شخص ان پر آگاہی چاہے تو ان شاء اللہ وہاں رجوع کرے گا ۔ جب والدین دونوں یا کوئی ایک مسلمان ہو جائے گا بچہ اس کے اسلام کے ساتھ مسلمان قرار پائے گا ۔

---

(۸۶) ...... مسلم (ص ۲۰۴۸) عن قتيبة به بلفظ
"كل انسان تلده امه على الفطرة وأبواه بعد يهودانه" الحديث

اور یہ کہ حوادث اور واقعات عناصر اربعہ آگ پانی ہوا مٹی کے طبائع کے تغیر و تبدیلی سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ کہ عالم کا کوئی مدبر نہیں ہے جس کے اختیار اور عمل سے ہو جو کچھ ہوتا ہے۔

جب کوئی ثابت کرنے والا عالم کے لئے ایک الٰہ ثابت کرتا ہے اور فعل اور صنعت کی نسبت اسی کی طرف کرتا ہے۔ تو وہ الحاد اور تعطیل کو باطل کرتا ہے۔ جب کہ وہ ملحدین کا خوبصورت مذہب ہے جس کے قائل اہل الحاد اپنے مخالفین کو فرقہ معطلہ کا نام دیتے ہیں اور انہیں غیر فلاسفہ و غیر معقول کہتے ہیں۔

اسی طرح شرک سے براءۃ و بیزاری وحدانیت کے اثبات سے ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ کائنات کے دو فاعل یا دو خالق ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ ایک خیر کے امور اور دوسرا شر کے امور انجام دیتا ہے۔ اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ تخلیق کی ابتداء روح اور نفس سے تھی۔ لیکن غیر درست طریقہ اور غیر معقول طریقے تھی اللہ تعالیٰ نے اس تخلیق کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مادہ قدیمہ کی طرف ارادہ کیا جو ازل سے اس کے ساتھ موجود تھا۔ اور اس عالم کو اس مادہ سے بنایا اور ترتیب دیا اس موجودہ درست اور معقول ترکیب کے ساتھ۔

جب کوئی ثابت کرنے والا یہ ثابت کرتا ہے کہ الٰہ کوئی نہیں ہے اللہ کے سوا وہ ایک ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے اور اس کے سوا کوئی قدیم نہیں ہے۔ تو وہ شریک ہونے کے قول کی نفی کرتا ہے اور یہ شریک ہونے یا کرنے والا قول باطل ہونے اور اپنے قائل کے لئے کا فرکا لقب واجب کرنے میں الحاد اور تعطیل کے قول کی طرح ہے اسی طرح تشبیہ کے عقیدے سے براءۃ و بیزاری یہ ثابت کرنے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نہ جوہر ہے اور نہ ہی عرض ہے اس لئے ہے کہ ایک قوم حق سے بھٹک گئے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بعض حادث صفات کے ساتھ متصف کیا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ جوہر ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ جسم ہے۔ بعض نے یہ جائز رکھا ہے کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے جیسے کوئی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا ہے۔ جب کہ یہ ساری باتیں اپنے قائل کے لئے کفر کا لقب لگانے کے لئے تعطیل اور تشریک کے عقیدے کی طرح ہیں (کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لازم آتا ہے کہ وہ کائنات کی اشیاء سے مماثلت رکھتا ہے جب کہ وہ مثلیت سے پاک ہے (مترجم) جب کوئی ثابت کرنے والا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیء ہے اس کی مثل کوئی بھی شئی نہیں ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ نہ وہ جوہر ہے اور نہ ہی عرض ہے تو وہ تشبیہ کی نفی کر دیتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ جوہر یا عرض ہوتا تو اس پر وہ سب کچھ جائز اور ممکن ہوتا جو تمام جواہر و اعراض پر ہوتا ہے۔

جب وہ جوہر نہیں ہے عرض نہیں ہے تو اس پر وہ سب کچھ جائز نہیں ہے جو جواہر و اعراض پر ہوتا ہے۔

اس لئے کہ جواہر میں تالیف و ترکیب ہوتی ہے تجسیم ہوتی ہے اللہ اس سے پاک ہے اور مکان اور جگہ گھیرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے حرکت و سکون میں آتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔ اور وہ کیفیات بھی اس پر جائز نہیں جو اعراض پر ہوتی ہے جیسے قائم بالغیر ہونا اپنے ہونے اور وجود کے لئے کسی اور شئی کا محتاج ہونا پھر حادث و فانی ہونا وغیرہ اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے پاک ہے۔

اسی طرح تعطیل سے براءۃ و بیزاری۔ یہ ثابت کرنے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی کو از سر نو بغیر مادہ کے بنانے والا ہے اپنی ذات کے سوا (یہ اس لئے ضروری ہے کہ) پہلے لوگوں میں سے ایک قوم نے فرقہ معطلہ کی مخالفت کی مگر حق تک رسائی پانے میں ناکام ہو گئے اور انہوں نے یہ قول اختیار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ موجود تو ہے لیکن اسی طرح کہ وہ تمام کائنات کی موجودات کے لئے علت اور سبب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے وجود نے۔ موجودات میں سے ہر ہر شئی کے وجود کو ایک کے بعد ایک کو تقاضا کیا ہے ایک خاص ترتیب کے ساتھ جس کا وہ ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ معلول جب علت سے جدا نہیں ہوتا تو پھر لازم ہے کہ اس عالم کا مادہ بھی ازل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو یعنی دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی قدیم ہے اور مادہ بھی قدیم ہے آپس میں علت و معلول کا تعلق ہے جیسے وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے یہ بھی جدا

من قبل الكلمة التي عرضتها على عمي فهي له نجاة.

جو شخص اس کلمہ کو قبول کرے جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا بس وہی اس کے لئے نجات ہے۔

کلمہ توحید کا اقرار نجات کی ضمانت ہے:

۹۳:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد خاتم دوری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن اسماعیل نے۔ پھر انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ سابقہ حدیث کی مثل ذکر کیا ہے علاوہ ازیں آخر میں یہ کہا ہے۔

من قبل الكلمة التي عرضتها على عمي فردها فهي له نجاة.

جو شخص وہ کلمہ قبول کرلے جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا اور اس نے اسے رد کر دیا تھا بس کلمہ اس بندے کے لئے نجات ہے۔

۹۴:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ابو عبداللہ الصفار اصبہانی نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی احمد بن مہدی بن رستم نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کی ابو عاصم نبیل نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی عبدالحمید بن جعفر نے وہ کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا صالح بن ابو عریب نے کثیر بن مرہ سے انہوں نے معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۹۵:... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قلابہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالصمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے خالد حذاء سے انہوں نے ولید بن ابی بشر سے انہوں نے حمران بن ابان سے کہ انہوں نے سنا تھا عثمان بن عفان سے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا:

من مات يعلم انه لا اله الا الله دخل الجنة.

جو شخص مر گیا اور وہ یقین رکھتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۹۶:... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے احمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے باپ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی علیہ نے خالد سے پھر اس مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے علاوہ ازیں کہا ہے:

(۹۲) اخرجه احمد (۱/۱) عن ابي اليمان عن شعيب عن الزهري عن رجل من الأنصار من أهل الفقه عن عثمان بن عفان به

وقال الهيثمي في مجمع الزوائد (۱/۱۴): رواه احمد والطبراني باختصار وأبو يعلى في المسند بتمامه والبزار بنحوه وفيه رجل لم يسم ولكن الزهري وثقه وأبهمه (۹۴) ابو عاصم النبيل (ت ۲۱۲)

اخرجه ابو داود (۳۱۱۶) والحاكم (۱/۳۵۱) واحمد (۵/۲۳۳) من طريق صالح بن ابي عريب به

وقال الحاكم صحيح الإسناد ووافقه الذهبي وحسنه الألباني في الإرواء (۳/۱۵۰)

(۹۵) محمد بن الحسن بن محمد المحمد آبادي ابو طاهر (ت ۳۳۶) (سير ۱۵/۳۰۳ و ۳۰۴) وأبو قلابة هو: عبد الملك بن محمد (ت ۲۷۶) وغيره وعبد الصمد هو ابن عبد الوارث بن سعيد العنبري ابو سهل البصري (ت ۲۰۷)

اخرجه احمد (۱/۶۵) عن محمد بن جعفر عن شعبة به

وقال العلامة شاكر رحمه الله. إسناده صحيح

(۹۶) احمد بن جعفر هو ابو بكر القطيعي (ت ۳۶۸) (سير ۱۶/۲۱۰)

اخرجه مسلم (ص ۵۵) واحمد (۱/۶۹) والمصنف في الأسماء والصفات (ص ۹۹)

کیونکہ جو بھی پیدا ہوتا وہ مرتا بھی ہے اور جو مرتا ہے اس کی جگہ کوئی اور بھی آتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نہ ہی مرے گا نہ ہے اس کی جگہ کوئی لے گا۔ نہ ہی کوئی اس کے برابر ہے نہ ہی کوئی اس کے مشابہ ہے۔ نہ ہی برابر ہے۔ کوئی شئی اس کی مثل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام:

۱۰۲:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو منصور احمد بن علی دامغانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر اسماعیلی نے اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبدالرحمن سلمی نے محمد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا اسماعیل بن نجید نے اور ابو عمرو بن مطر نے اور علی بن بندار صیرفی نے اور ابو عمرو بن حمدان نے اور ابو بکر بن قریش نے وغیرہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے صفوان بن صالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن مسلم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب بن ابی حمزہ نے ابو زناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تسعة وتسعین اسماً مائة الا واحدة. انه وتر یحب الوتر. من احصاها دخل الجنة.

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک سو سے ایک کم۔ (اللہ تعالیٰ طاق عدد ہے اور وہ طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔)
جو شخص ان کو یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔

هو الله. الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم. الملک القدوس. السلام المؤمن. المهیمن. العزیز. الجبار. المتکبر. الخالق. الباری. المصور الغفار. القهار. الوهاب. الرزاق. الفتاح. العلیم. القابض. الباسط. الخافض. الرافع. المعز. المذل. السمیع. البصیر. الحکم. العدل. اللطیف. الخبیر. الحلیم. العظیم. الغفور. الشکور. علی الکبیر. الحفیظ. المقیت. الحسیب، الجلیل. الکریم. الرقیب. المجیب. الواسع الحکیم. الودود. المجید. الباعث. الشهید. الحق. الوکیل. القوی المتین. الولی. الحمید. المحصی. المبدیٔ. المعید. المحی الممیت الحی. القیوم. الماجد. الواجد. الواحد. الاحد. الصمد. القادر المقتدر. المقدم. المؤخر. الاول. الاخر. الظاهر. الباطن. البر. التواب المنتقم العفو. الرؤف. مالک الملک ذو الجلال والاکرام الوالی. المتعالی المقسط الجامع. الغنی المغنی. الرافع. الضار. النافع. النور. الهادی البدیع. الباقی. الوارث. الرشید. الصبور. الذی لیس کمثله شئ وهو السمیع البصیر

"ابو ہریرہ کے سوا اوروں نے۔ الرافع کے بدلے میں المانع کہا ہے۔
اور الباطن کے بعد الوالی المتعالی کہا ہے۔

---

(۱۰۲)۔۔۔ أبو بکر الإسماعیلی هو أحمد بن إبراهیم بن إسماعیل بن العباس (ت ۳۷۱) (سیر ۲۹۲/۱۶)، إسماعیل بن نجید (ت ۳۶۹) طبقات الصوفیة للسلمی (ص ۴۵۳)، علی بن بندار الصیرفی هو أبو الحسن (ت ۳۵۹) (طبقات الصوفیة للسلمی ص ۵۰۱)، وأبو عمرو بن حمدان هو محمد بن أحمد بن حمدان طبقات الصوفیة للسلمی (ص ۰)، میزان الاعتدال (۴۲۵/۳)، وصفوان بن صالح هو أبو عبدالملک الدمشقی (التقریب) ولینظر من هو أحمد بن علی الدامغانی، وأبو بکر بن قریش.

أخرجه الترمذی (۳۵۰۷) وابن حبان ۲۳۸۴ والحاکم ۱۶/۱، والمصنف فی الأسماء والصفات (ص ۵) وفی سنة الکبری (۲۷/۱۰) من طریق صفوان بن صالح عن الولید بن مسلم به وقال الترمذی.

هذا حدیث غریب حدثنا به غیر واحد عن صفوان بن صالح ولا نعرفه إلا من حدیث صفوان بن صالح وهو ثقة عند أهل الحدیث.

قد روی هذا الحدیث من غیر وجه عن أبی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم ولا نعلم فی کثیر شیء من الروایات ذکر الأسماء إلا فی هذا الحدیث

"الحمید"

حمد و ثنا کا مستحق، خوبیوں والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- ..... تمام تعریف و حمد کے مفہوم صرف اسی کے لئے ہیں۔
- ..... تمام صفات مدح اسی کے لئے ہیں۔
- ..... تمام صفات کمال اسی کے لئے ہیں۔

"المجید"

مجد والا، بزرگی والا، بڑے مرتبے والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- جس کے اوصاف مدح میں اس کا مساوی کوئی نہیں۔
- ..... وہ ذات جو اپنے جلال، اپنی کبریائی، اپنی عزت میں منفرد ہے۔
- ..... وہ ذات کہ اس کے ماسوا کے سارے مدح کے اوصاف صرف اسی کی حمد و ثنا کے مرہون منت ہیں۔

"الحق"

اللہ، سچ، مجسم عدل و انصاف

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- ..... جس کا عدم ممکن نہ ہو۔
- ..... جس کا فنا ممکن نہ ہو اور تغیر بھی نہ ہو۔
- ..... وہ ہستی جسے ایسی قدرت سے موصوف نہ کیا جا سکے جس پر اس کی بدل ہو سکے۔
- ..... وہ ذات کہ جس کی مخلوق کا کوئی کام بھی ہو جو جس کی امر کے تابع نہ ہو وہ قابل تعریف نہ ہو سکے۔
- وہ ذات جس نے مذہب کھول کر بیان کر دیا ہے اپنی مخلوق کے لئے جو کہ ان سے ادا کروانا چاہتے ہیں۔

"المبین"

ظاہر کرنے والا، جدا کرنے والا، واضح روشن

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- عقل رکھنے والوں کے لئے اس نے بیان کر دیا ہے۔
- فضل اسی کے ذریعے ہوتا ہے۔

- تمیز و تیز اسی کی طرف سے ہے۔
- ... ہدایت اسی کے ذریعے سے ہے۔

"الواحد"

ایک

اس کے بھی کئی معنی ہیں

- ... اس کے حصے اور اجزا نہیں ہیں۔
- اس پر تشبیہ درست نہیں ہے۔
- ... اس کے ملک اور بادشاہی سے نکلنا ممکن نہیں ہے۔
- ... اس کی حکومت و بادشاہت کی کوئی حد نہیں ہے۔

"الماجد"

بزرگی والا، عزت والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں۔

- انتہائی درجے کا اعلیٰ اور ارفع۔
- .. حسب مشیت کسی کو قریب کرتا ہے۔
- بادشاہ ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے۔
- .. بادشاہت و بڑائی اسی کے ساتھ خاص ہے۔

"الصمد"

بلند مرتبہ، سب سے بے نیاز، ہمیشہ رہنے والا، بڑے بڑے عظیم کاموں میں جس کی طرف رجوع کیا جائے

اس کے کئی معنی ہیں:

- وہم و گمان میں بھی جس کے اجزاء و حصے تفریق سے منسوب نہ ہوسکیں۔
- وجود و ہستی اور تمام احوال و کیفیات اسی سے طلب کئے جاتے ہیں۔

"الاول"

پہلا، سب سے پہلے والا

اس کے کئی معنی ہیں

- .. وہی ہمیشہ سے ہے۔

"النور"

روشنی، روشن کرنے والا

- وہ اپنے اولیاء پر دلیل کے ساتھ مخفی نہیں ہے۔ جب کہ آنکھوں کے ساتھ اس کا ادراک درست نہیں اور ممکن نہیں ہے اور ہر عقلمند کے لیے عقل کے ساتھ ظاہر ہے۔

"ذوالجلال"

بزرگی والا، بڑی شان والا، صاحب جلال

- ذوالجلال کا معنی ہے وہ ذات جو مذکورہ تمام صفات (جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں) کے ساتھ متصف ہے۔
- بعض احادیث میں ہے کہ ذوالجلال کا معنی ہے سید (سردار)

قول بیہقی:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث کی سند میں نے کتاب (الاسماء والصفات) میں ذکر کر دی ہے۔

اور اس کے علاوہ جو دیگر احادیث اس بارے میں وارد ہوئی ہیں ان کی اسناد بھی۔

امام بیہقی کے استاذ کا قول:

(حضرت) استاذ نے فرمایا کہ ذوالجلال کا معنی ہے کہ وہی تمام مخلوق کا مالک ہے۔ وہی بزرگی کو جو عطا کرنے میں منفرد ہوا کرتا ہے۔

"المولیٰ"

مالک، دوست، مددگار

اس کا معنی ہے وہی تمہارا رب ہے جو کچھ چاہے اور جیسے چاہے۔

"الاحد"

ایک

اس کے بھی کئی معنی ہیں

- احد کا معنی ہے وہ ذات جس کے لیے انفصال ممکن نہیں۔ ایک دوسرے سے جوڑنا درست نہیں۔
- جس پر نقصان اور کمی اور زیادتی درست اور ممکن نہیں۔

"الفرد"

اکیلا

اس کا معنی ہے کہ اس کے لیے بیوی اور بیٹا درست نہیں۔

"الوتر"

"طاق"

اس کا معنی ہے کہ وہ ذات جو حق کے اعتبار سے معدودات میں شمار نہیں ہوتی۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ وہ کسی ایک صفت سے موصوف نہیں ہوتا جس کے ساتھ مخلوق کا کوئی فرد متصف ہو سکے سوائے اس کی ذات سے موصوف ہونے کے ساتھ خاص ہو اور غیر سے مباین ہو۔

ذات مقدس کے صفاتی نام

ذات مقدس کے صفاتی نام جن کا تعلق قدرت سے ہے۔

"القاہر"

غالب

اس کا معنی ہے "غالب"۔

"القہار"

دباؤ والا، غالب بڑا

اس کا معنی کئی معنی ہیں۔

- جس کا ارادہ کیا جا سکے۔
- جو مطلوب نہ کیا جا سکے۔

"القوی"

طاقتور

اس کا معنی ہے ہر مقصد میں اور ہر مراد میں پوری پوری قدرت رکھنے والا۔

"المقتدر"

قادر مطلق، قدرت رکھنے والا

اس کا معنی ہے کہ وہ مستحق ہے جس کو اس کے مقصود و مراد سے کوئی شے روک نہ سکے۔

"القادر"

قدرت رکھنے والا

اس کا معنی ہے قدرت کا اثبات۔

"ذوالقوۃ المتین"

اس کا معنی ہے قدرت کے انتہا کی نفی ۔ (یعنی انتہائی قدرت کا اثبات) یعنی عام اور جامع قدرت کا اثبات۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بعض آثار میں مروی ہے "الغلاب" اس کا مطلب ہے جو ارادہ کرتا ہے اس پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور اس کے ارادے کے خلاف اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

ذات مقدس کے صفاتی نام

جن کا تعلق علم سے ہے اور ان کے معانی

"العلیم"

علم رکھنے والا، جاننے والا

اس کا معنی ہے معلومات کی تعمیم۔ یعنی سب کچھ جاننا۔

"الخبیر"

خبردار، خبر رکھنے والا، ہر شے سے واقف

اس ذات کی یہ خصوصیت ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اس کے ہونے سے قبل وہ اس کو جانتا ہے۔

"الحکیم"

حکمت والا، دانائی والا

اس کی خصوصیت ہے کہ وہ اوصاف کی باریکیاں تک جانتا ہے۔

"الشہید"

اس کی خصوصیت ہے کہ وہ موجود اور غیر موجود کو جاننے والا ہوتا ہے مطلب ہے کہ اس سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ (گواہ) (جاننے والا) (حاضر ناظر)۔

"الحافظ"

حفاظت کرنے والا

اس نام کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حافظ بھی ہے وہ جو کچھ جانتا ہے اس کو بھولتا نہیں ہے۔

المحصی

ہر شے کا احاطہ کرنے والا، ہر شے کے علم و معلومات کا احاطہ کرنے والا

اس صفت کی خصوصیت یہ ہے کہ معلومات کی کثرت اس کو بعض دوسری چیز کی معلومات سے مشغول یا غافل نہیں کر سکتی۔ مثال کے طور پر دن کی

پس منظر کو ذرا غور سے دیکھیں کہ وہ کبھی پانی کی بوند تھا۔ کبھی وہ خون کی پھٹکی تھا۔ کبھی وہ گوشت کا لوتھڑا بنا ہوا تھا پھر وہ ہڈیاں اور گوشت پوست اور خون کا مجموعہ بن گیا پھر وہ چلتا پھرتا کھاتا پیتا بچہ گرتا پڑتا اپنی ضرورتوں کا محتاج کرتا ہے شعور و شعور ہوتا ہوا انسان بن گیا

تو ہم نے اس پورے منظر اور پس منظر میں انسان کو جب دیکھا تو یقین آ گیا ہے کہ یہ انسان تمام حالات میں ایک حالت سے دوسری کی طرف بذات خود منتقل نہیں ہو گیا اس لئے کہ ہم اس کو اس وقت دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کا مالک بن چکا ہے پوری عقل رکھتا ہے کے باوجود وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے لئے قوت سماعت پیدا کرے اور قوت بینائی خود بنا لے اور نہ وہ اس پر قادر ہے کہ اپنے لئے اعضاء بنائے تو یہ بات دلیل ہے اس امر کی کہ اپنے مکمل ہونے سے قبل اپنی طاقت حاصل کرنے سے قبل آج کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ عاجز ہوگا۔ پھر ہم نے انسان کو بچپن بھی دیکھا۔ پھر جوان دیکھا پھر بوڑھا دیکھا پھر ضعیف دیکھا تو ہم نے سمجھ لیا کہ ان تمام حالات اور تمام مراحل کی طرف وہ خود منتقل نہیں ہوتا رہا۔ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ ضرور کوئی ذات ہے جو اس کو ان تمام مراحل کی طرف ایک کے بعد ایک کر کے منتقل کرتی رہی اور ہر مرحلے پر اس کی تدبیر و اصلاح کرتی رہی وہ تو ذات اللہ ہے جو کہ اس سارے تصرفات میں اکیلا ہے۔

روئی سے کپڑا بنانے کا مٹی اور پانی سے عمارت بنانے کی دو مثالوں سے استدلال

اس امر کو جو بات واضح کرتی ہے اس کی ایک تمثیل یہ ہے کہ کپاس کو دیکھئے ناممکن ہے کہ وہ خود حرکت کا تانا بانا صورت بن جائے پھر خود بخود وہ بنا ہوا کپڑا بن جائے بغیر کسی بنانے والے اور تدبیر و اصلاح کرنے والے کے اور اسی طرح ناممکن ہے کہ پانی اور گارا مل کر خود بخود مضبوط عمارت بن جائے بغیر کسی مستری اور بغیر کسی انجینئر کے۔ جیسے کوئی صانع صانع نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کی کوئی صنعت نہ ہو مصنوع نہ ہو جیسے کوئی مصنوع چیز صانع کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح یہ کائنات بھی بغیر صانع کے مصنوع نہیں ہوئی بغیر موجد کے ایجاد نہیں ہوئی بغیر خالق کے مخلوق نہیں ہوگی بلکہ اس کا صانع موجد و خالق ہے وہ اکیلا اللہ ہے۔ حق تعالیٰ نے کئی متعدد مقامات پر اپنی کتاب عزیز میں ان امور کے بارے میں جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے تنبیہ اور آگاہی فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قرآن مجید کے آفاقی دلائل سے وجود قدرت اور توحید باری تعالیٰ پر استدلال

انسانوں کی مٹی سے تخلیق کرنا اور دھرتی پر پھیلانا

(۱) ومن ایٰتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون۔

اور اس کی (قدرت اور وجود) کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان ہو کر ہر جگہ پھیل رہے ہو۔

انسانوں کی ہم جنس بیویاں پیدا کر کے ان میں محبت و شفقت پیدا کرنے میں غور و فکر کا سامان

(۲) ومن ایٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم
مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لایات لقوم یتفکرون۔

اس کے (وجود قدرت تصرف) کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ تم ان کی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

تخلیق ارض وسماء میں اور اختلاف رنگ وزبان میں اہل علم کے لئے دلائل قدرت ہیں

(۳) ومن آیاته خلق السماوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذلک لآیات للعالمین

اور اسی کے (وجود قدرت وتصرف) کے دلائل میں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور اختلاف تمہاری زبانوں اور رنگوں کا
بے شک اس میں نشانیاں ہیں علم والوں کے لئے

رات کو آرام کے لئے دن کو تلاش فضل کے لئے بنانے میں اہل سمع کے لئے دلائل ہیں

(۴) ومن آیاته منامکم باللیل والنهار وابتغاؤکم من فضله ان فی ذلک لآیات لقوم یسمعون.

اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات کا سونا اور دن کو تمہارا تلاش کرنا اس کے فضل کو
بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں۔

بجلی کی چمک بارش کے نزول دھرتی کی آبادی کی تفصیلات میں اہل عقل کے لئے دلائل ہیں

(۵) ومن آیاته یریکم البرق خوفا وطمعا وینزل من السماء ماء فیحیی به الارض بعد موتها ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون

اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں دکھاتا ہے بجلی ڈر اور امید کے لئے اور وہی نازل کرتا ہے آسمان سے پانی پھر وہ زندہ کرتا ہے اس کے ذریعے زمین کو اس کے ویران ہونے کے بعد بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

ارض وسماء کا قیام اللہ کے حکم سے ہے زمین میں مدفون انسان اللہ کے بلانے پر نکل کھڑے ہوں گے

(۶) ومن آیاته ان تقوم السماء والارض بامره ثم اذا دعاکم دعوة من الارض اذا انتم تخرجون

اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان وزمین قائم ہیں اس کے حکم سے پھر جس وقت بلائے گا تمہیں پکار کر
زمین میں سے تو اسی وقت تم نکل کھڑے ہو گے۔

(الروم ۲۲-۲۵)

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ تمہیں یہ کس نے بتایا ہے کہ ارض وسماء میں آثار صناعت موجود ہیں؟
حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اسے کہا جائے گا کہ آسمان (بلندی) محدود اور متناہی جسم ہے (یعنی ختم ہو جانے والی چیز۔) محدود اور متناہی شی کا قدیم ہونا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ قدیم وہ موجودات ہے جس کے وجود کا کوئی سبب نہیں ہے۔ اور جس کے وجود کا سبب نہیں اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی انتہاء ہو۔ اس لئے کہ اس کا وجود اس انتہاء سے ماوراء نہیں ہوگا اس کے بعد غیر ضروری نہیں ہوگا۔

اور اس لئے بھی کہ متناہی خالی اور چونکہ نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ اپنی حد اور انتہا تک تو موجود ہوتا ہے پھر اپنی انتہا سے بعد معدوم ہو جاتا ہے۔ جب کہ قدیم کبھی معدوم نہیں ہوتا لہذا یہ بات درست ہوئی کہ متناہی یعنی انتہاء رکھنے والے کے لئے ممکن نہیں کہ وہ قدیم ہو۔ جب کہ آسمان متناہی ہے جب متناہی ہے اس کی حد بھی ہے اور انتہا بھی تو ثابت ہو گیا کہ وہ قدیم نہیں ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ آسمان متناہی ہے اور اس کی انتہا ہے؟

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد'':

۱۰۷ ـــــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو جعفر محمد بن صالح بن ہانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے سری بن خزیمہ نے وہ کہتے ہمیں بیان کیا ہے ابو نعیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے سفیان نے اعمش سے منہال بن عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں۔

ولقد خلقنا کم ثم صورنا کم (اعراف ۱۱)

البتہ تحقیق ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری ہم نے شکل وصورت بنائی۔

حضرت ابن عباس نے تفسیر بتائی۔

خلقوا فی اصلاب الرجال ثم صوروا فی ارحام النساء

اس سے مراد ہے کہ پہلے مردوں کی پیٹھ میں پیدا کئے گئے پھر عورتوں کی رحموں میں ان کی شکلیں بنائی گئیں۔

انسان کے ظاہر وباطن کی اصلاح اور آخرت میں اس کی فلاح کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ترین ارشاد

۱۰۸ ـــــ ہمیں بیان کیا امام ابو النصیر سہیل بن محمد بن سلیمان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن علی بن زیاد دقیقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عبداللہ بن محمد عبدالرحمن مدینی نے انہوں نے کہا ہمیں بتایا ہے اسحق بن ابراہیم حنظلی نے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی بقیہ بن ولید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا بحیر بن سعید نے خالد بن معدان سے وہ کہتے ہیں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قد افلح من اخلص اللہ قلبہ للایمان وجعل قلبہ سلیما ولسانہ صادقا ونفسہ مطمئنۃ وخلیقتہ مستقیمۃ وجعل اذنہ مستمعۃ وعینہ ناظرۃ فاما الاذن فقمع واما العین فمقرۃ لما یوعی القلب وقد افلح من جعل اللہ قلبہ واعیاً۔

کامیاب ہو گیا وہ شخص جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے خالص کر لیا۔ اور اس کی دل کو حق شناس بنا دیا۔ اس کی زبان کو سچا۔ اور اس کے نفس کو مطمئن بنا دیا۔ اس کی فطرت کو درست بنا دیا۔ اس کے کان کو حق سننے والا۔ آنکھ کو حق دیکھنے والا بنا دیا۔ بہر حال کان تو قیف ہیں (بات اندر پہنچانے کے لئے) اور آنکھ دل کی محفوظ کردہ چیز کا پیالہ ہیں۔ تحقیق کامیاب ہو گیا وہ شخص اللہ نے جس کے دل کو ایمان کو محفوظ کرنے والا بنا دیا۔

(۱۰۷) ـــــ اخرجہ الحاکم فی المستدرک (۳۱۹/۲) عن ابی جعفر محمد بن صالح بن ھانی، بہ

وعزاہ السیوطی فی الدر (۷۲/۳) لعبد الرزاق، وعبد بن حمید، وابن جریر، وابن المنذر، وابن ابی حاتم، وابو الشیخ، والحاکم وصححہ والمصنف فی شعب الایمان عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

(۱۰۸) ـــــ سہیل بن محمد بن سلیمان ابو الطیب طبقات الشافعیۃ (۳۹۳/۳)، عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن المدینی (بیاض خطأ ۱۷۵)

خالد بن معدان الکلاعی، ابو عبداللہ ثقۃ تقریب

اخرجہ احمد ۱۴۷/۵ عن ابراھیم بن ابی العباس، والاصبھانی فی الترغیب (۱۰۱) من طریق الولید بن عتبۃ کلاھما عن بقیۃ بہ

وعزاہ السیوطی فی اللآلی (۱۷۹/۱) لابن السنی فی الطب، قلت ومن طریقہ اخرجہ الاصبھانی فی الترغیب

بہر حال غیر اللہ یعنی اللہ کے ماسوا کے لیے ممکن نہیں کہ ہر شئی کے علم کے ساتھ عالم ہو۔ ہر شئی کے بارے اس کو علم ہونا ممکن بھی نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہر معلوم کا عالم ہونا لازم ہے۔ اسی طرح لازم ہے کہ اس کا علم ہر اس چیز کا علم ہو جس کا معلوم ہونا ممکن ہو۔

اللہ تعالیٰ کی تمام ذاتی صفات میں وہی کلام ہے جو اس کے علم کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات میں سے کسی صفت کے بارے میں یہ جائز نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ اس کی بعض ہیں کیونکہ بعضیت تقاضا کرتی ہے ایک دوسرے سے جدا ہونے اور مس کرنے کو یا متقارب ہونے کو مکان و جگہ کے اعتبار سے جب سب کچھ اجسام کی صفت ہے اور اجسام حوادث کا محل ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ صفات اس میں حلول ہوئی ہیں اس لئے کہ حلول مجاورت کو تقاضا کرتا ہے جب کہ مجاورت کے باطل ہونے پر دلیل قائم ہو چکی ہے۔ اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ اس کی صفات اس کی مخالف ہیں، وہ اس کے مفارق اور جدا ہیں اس لئے کہ مخالفت و مفارقت فروع ہیں غیریت کی۔ جب کہ اللہ اور اس کی صفات کے درمیان تغایر محال ہے اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ وہ اس کی ملکیت ہیں اس لئے کہ جو چیز ملک ہوتی ہے اس میں تصرف وغیرہ ممکن ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ وہ اپنی ذات میں مختلف ہیں نہ ہی یہ کہا جائے کہ متفق ہیں اس لئے کہ وہ ایک دوسری سے متغایر نہیں ہیں۔

اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ وہ صفات اللہ کے ساتھ ہیں یا اللہ کے اندر ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ صفات اس کی ذات کے ساتھ مختص ہیں یا اسی کے ساتھ قائم ہیں۔ وہ ہمیشہ سے ان کے ساتھ موصوف تھا اور ہمیشہ ان کے ساتھ موصوف رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات خبری ہیں بعض ان میں سے (ذ جـــہ) چہرہ (وایدان) ہاتھ ہے ان کے اثبات کا طریقہ ان کے بارے میں خبر صادق کا وارد ہونا ہے ہم انہیں ثابت تو کریں گے لیکن ان کی کیفیت بیان نہیں کریں گے۔

بہر حال صفات فعل مثلاً خلق، رزق۔

یہ اختیاری ہیں اور یہ سب لاحق ہیں بعد والی ہیں ان کے ساتھ ازل میں اللہ کو موصوف کرنا درست نہیں۔

ہمارے اصحاب میں سے محققین نے یہ کہنے سے انکار کیا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ ازل سے خالق اور رازق تھا مگر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خالق ازلی ہے ہمارا رازق ازل سے ہے کہ خلق اور رزق پر قادر تھا اس لئے کہ اس نے ازل میں پیدا نہیں کیا تھا پھر پیدا کیا۔ جب خالق کا نام وجود خلق کے بعد دیا گیا تو لازم نہیں آتا تغیر کو اس کی ذات میں ہمارے اصحاب میں سے وہ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ قول کرنا جائز ہے۔ کہ وہ ازل سے خالق تھا رازق تھا اس معنی میں کہ عنقریب پیدا کرے گا اور عنقریب رزق دے گا۔

۱۲۳: ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابو اسحاق نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو الحسن طرائفی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے انہوں نے علی بن طلحہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں۔

هل تعلم له سميا (مریم ۶۵)

کیا تم جانتے ہو اس کے لئے نام۔

---

(۱۲۳)... معاوية بن صالح الحضرمي هو أبو عمرو (ت ۱۵۸) تقريب

علي بن أبي طلحة، أرسل عن ابن عباس ولم يره (تقريب)

أخرجه ابن جرير في التفسير (۱۶/۷۰۲) عن علي بن عبدالله عن معاوية

وعزاه السيوطي في الدر المنثور (۴/۲۷۸) لابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما

باب نمبر۲

ایمان کا دوسرا شعبہ

اللہ کے تمام رسولوں صلوات اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایمان

دل سے اعتقاد اور زبان کے اقرار سمیت تمام رسولوں کے ساتھ ایمان لانا (ایمان بالرسل ہے) اگر ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا دیگر تمام رسولوں کے ساتھ ایمان یوں ہوگا کہ سارے اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں ان لوگوں کی طرف جن کے تذکرے میں یہ بیان ہوا ہے کہ فلاں فلاں رسول فلاں فلاں قوم کی طرف بھیجے گئے تھے وہ اپنی نبوت و رسالت میں سچے تھے اور حق پر تھے۔

جب کہ ہمارے نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان اس بات کی تصدیق کرنا ہوگا کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول تھے ان سب لوگوں کی طرف جن کی طرف آپ بھیجے گئے تھے اور وہ سب کی طرف ہیں ان لوگوں کے بعد بھی جو ہوں۔ تا قیامت تمام ہونے والے جنوں میں سے اور انسانوں میں سے (سب کی طرف آپ کی رسالت عام ہے۔)

قرآن مجید میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسل کی تعلیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) آمنوا باللہ و رسولہ (الحدید ۷)

ایمان لاؤ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔

تشریح: ......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ ایمان لانے کے حکم کو اپنے ساتھ ایمان لانے کے حکم کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

(۲) ...والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ۔ (البقرہ ۲۸۵)

سب مومن بھی ایمان لائے ہیں ہر ایک ایمان لایا اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ،
ہم فرق نہیں ڈالتے کسی ایک کے درمیان اس کے رسولوں میں سے۔

(۳) ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض
ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا (النساء ۱۵۰)

بلاشبہ جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور فرق کرنا چاہتے ہیں (ایمان کے حوالے سے) درمیان اللہ کے اور اس کے رسولوں کے اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں بعض پر اور انکار کرتے ہیں بعض کا اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اختیار کر لیں
اس کے بیچ میں کوئی دوسرا راستہ۔

اولئک ھم الکفرون حقا

وہ لوگ اصلی کافر ہیں

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض رسولوں کے ساتھ کفر کرنے کو تمام رسولوں کے ساتھ کفر کرنا قرار دیا ہے بلکہ تمام رسولوں کے ساتھ کفر کرنے کو اپنی ذات کے ساتھ کفر کرنا قرار دیا ہے۔

بن ہشام نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل پالان پر آپ کے پیچھے سوار تھے آپ نے فرمایا اے معاذ۔ انہوں نے جواب دیا لبیک یا سعدیک یعنی حاضر ہوں یا رسول اللہ اور سعادت حاصل کر رہا ہوں آپ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و رسالت کی بھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ کیا میں اس بات کی لوگوں کو اطلاع کر دوں تا کہ لوگ خوش ہو جائیں گے۔ آپ نے جواب دیا۔ ایسا کرنے سے لوگ اسی کا آسرا کر لیں گے (عمل کرنے سے سستی کریں گے) حضرت معاذ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت بتادی تھی تاکہ حدیث چھپانے اور کتمان حق کرنے کے گنہگار نہ ہو جائیں۔

۱۲۷۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عمرو عثمان بن احمد بن سماک نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن روح مدائنی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر بن فارس نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے قتادہ سے انہوں نے کہا میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ بیان کرتے تھے حضرت معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من شهد ان لا اله الا الله مخلصا من قلبه و ان محمداً رسول الله دخل الجنة

جو شخص اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں سچے دل سے

اور یہ شہادت کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۱۲۸۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر احمد بن کامل بن خلف قاضی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالملک بن محمد نے یعنی ابو قلابہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے قریش بن انس نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حبیب بن شہید نے حمید بن ہلال سے انہوں نے حصان بن کاہل سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ سے انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

من مات يشهد ان لا اله الا الله و انى رسول الله يرجع ذالك الى قلب موقن دخل الجنة

جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں یہ بات یقین کرنے والے دل سے ہو۔ وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

۱۲۹۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں

---

(۱۲۶)۔۔۔ علی بن محمد بن سختویه ابو الحسن (ت ۳۴۸) (شذرات ۲/۳۴۸)، و إسحاق بن منصور هو: أبو يعقوب التميمي (ت ۲۵۱)

ومعاذ بن هشام هو: ابن ابی عبدالله الدستوائي (ت ۲۰۰) (التقريب)

أخرجه مسلم (ص ۶۱)

(۱۲۷)۔۔۔ علی بن عبدالله بن إبراهيم الهاشمي أبو الحسن (سير ۱۷/۳۲۱)، وعثمان بن احمد بن السماك أبو عمرو (ت ۳۴۴) (سير ۱۵/۴۴۴)، وعبدالله بن روح المدائني (ت ۲۷۷) (سير ۱۳/۵)، وعثمان بن عمر بن فارس (ت ۱۹۹) (التقريب)

والحديث سبق برقم (۷)

(۱۲۸)۔۔۔ أحمد بن كامل بن خلف أبو بكر القاضي (ت ۳۵۰) خط ۴/۳۵۷ تحفة الأشراف (۸/۴۰۵)

أخرجه النسائي في اليوم والليلة، وابن ماجة (۳۷۹۶) كلاهما من طريق يونس عن حميد بن هلال به، وأخرجه النسائي في اليوم والليلة من طريق ابن ابی عدی عن حبيب بن الشهيد به.

بہت سے رسول بھیجے ہم نے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ نہ رہ جائے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت رسولوں کے بعد ۔

ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا ○

فنتبع آیاتک من قبل ان نذل ونخزیٰ (طہ ۱۳۴)

اگر ہم ان لوگوں کو رسول کے آنے سے قبل عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیتے تو وہ قیامت میں یہ کہتے اے ہمارے رب ہماری طرف آپ نے کوئی رسول کیوں نہ بھیجا (اگر آپ رسول بھیجتے) تو ہم تیری آیات کی اتباع کرتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل و رسوا ہوتے ۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اس نے رسولوں کو اپنے بندوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے بھیجا اور ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر الزام ختم کرنے کے لئے ۔

کہا گیا کہ اس میں کئی وجوہات ہیں ۔

پہلی وجہ

(یہ سلسلہ رسل جاری فرما کر) اللہ تعالیٰ نے جس الزام اور جس حجت کو کاٹ دیا اور ختم کر دیا وہ یہ ہو سکتی تھی کہ لوگ قیامت میں یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا تھا تاکہ ہم اس کی عبادت کریں تو چاہئے تھا کہ ہمارے لئے اس بات کو بھی بیان کر دیا جاتا جو ہم سے مطلوب تھی اور جس عبادت کو ہمارے لئے پسند کیا تھا ۔ یہ بیان کیا جاتا کہ وہ عبادت کیا ہے؟ اور کیسی ہے؟

اگرچہ ہماری عقلوں میں اس سے فائدے کا حاصل کرنا اور اس کا شکر کرنا ان نعمتوں پر جن کا ہمارے اوپر اس نے انعام فرمایا ہے تو تھا لیکن یہ ہماری عقلوں میں نہیں آتا تھا کہ اظہار عجز و ذلت اس کے آگے کیسے کریں؟ اور اظہار عبودیت ہماری طرف سے کس طرح ہونا چاہئے اور کس طرح یہ مناسب ہے کہ اس کا اظہار ہو لہذا ایسی ہی حجت اور ان کا یہ اعتراض اس طرح ختم کر دیا گیا کہ انہیں علم دے دیے گئے ۔ انہیں نبی دیے گئے اور ان کے لئے احکامات جاری کئے گئے ۔ ان کے لئے راستے اور مناہج متعین کئے گئے لہذا وہ اس طرح جان گئے کہ ان سے کیا چیز مطلوب ہے اور ان کے سارے شبہات دور ہو گئے ۔

دوسری وجہ

بے شک وہ حجت جو کاٹ دی گئی یہ تھی کہ لوگ یہ کہتے ہم لوگ شہوت و غفلت سے مرکب بنائے گئے تھے ۔ ہمارے اندر ہوس اور سرکشی تھی ۔ ہمارے اندر شہوات و لذات رکھی گئی تھیں ۔ اگر ہماری ترکیب ایسی ہوتی کہ ہم بھول چوک اور بدبختی کا شکار ہوتے تو ہمیں تنبیہ کی جاتی اور جب ہمیں یہ ہوتا وہ اس طرف مائل کرتی تو وہ ہمیں سیدھا چلاتے کیونکہ ہم سے مطلوب تو صرف اطاعت ہی تھی ۔ لیکن ہمارے ساتھ ایسا نہ کیا گیا بلکہ ہمارے درمیان اور ہمارے نفسوں کے درمیان تخلیہ چھوڑ دیا گیا ۔ اور ہمیں مہمل اور اپنے نفس کے حوالے کر دیا گیا خصوصاً اس وقت جب ہماری کیفیات وہ تھیں جو ہم نے بتائی ہیں تو بالکل ہمارے اوپر ہماری خواہشات غالب آ گئیں اور ہم ان پر عبور کرنے پر قادر نہ ہوتے تھے لہذا اسی واسطے ہم سے نافرمانیاں اور معاصی ہو گئے تھے ۔

تیسری وجہ

رسولوں کو بھیج کر جو الزام ختم کر دیا گیا اور جو حجت کاٹ دی گئی یہ تھی کہ لوگ یہ کہتے کہ ہمارے عقلوں میں جو احسان کی اچھائی ۔ حیائی اور انصاف محسن کا شکر کرنے کی اچھائی تو آتی تھی ۔ جبکہ فخر، ظلم و زیادتی کی قباحت و برائی بھی ہماری عقلوں میں آتی تھی لیکن ہماری عقلوں میں خود یہ بات نہیں آتی تھی کہ جو شخص پہچان لینے کے بعد برائی کی طرف چلا جائے حسن کو چھوڑ کر قبیح کا ارتکاب کرے اس کے لئے عذاب میں ڈال دیا

لئے معجزہ ہو۔ عقل نہیں مان سکتی اور کسی بھی اعتبار سے ممکن بھی نہیں کہ وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم کوئی ایک سورۃ اس جیسی لے آؤ جو میں تمہارے پاس
لے کر آیا ہوں یعنی قرآن اور تم ہرگز اس جیسی نہیں لا سکو گے۔ وہ اگر تم اس کو لے آؤ گے تو میں اپنے اس دعوے میں کاذب ہوں گا کہ میں اس کو اللہ کی
طرف سے لے کر آیا ہوں، یہ میرا بنایا کلام نہیں ہے نہ ہی افتراء کیا گیا ہے جیسے کسی اور بندے کا ہے۔

خصوصاً اس صورت میں تو آپ کبھی یہ چیلنج نہیں کر سکتے تھے جب اپنے دل میں یہ جانتے ہوئے کہ یہ قرآن ان پر نہیں اترا (اگر واقعۃً نہ
اترا ہوتا تو وہ کبھی یہ چیلنج نہ کرتے) جب کہ انہیں یہ بھی خطرہ تھا کہ ان کی قوم میں فصیحوں اور ادیبوں کی کمی نہیں ہے کوئی ایک بھی میری قوم
میں سے میرے مقابلے کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ اگر آپ کا دعویٰ باطل ہوتا تو آپ کبھی یہ چیلنج نہ کرتے۔ جب آپ نے یہ چیلنج کیا تو یہ قطعی
دلیل ہے اس بات کی کہ آپ نے پورے عرب والوں سے نہیں کہا تھا کہ اس کی مثل پیش کرو اگر کر سکتے ہو تو بلکہ میں کہتا ہوں تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو
گے۔ آپ اسے نہیں کہہ سکتے تھے مگر اس وقت جب آپ کو یقین تھا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے اور بالکل نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ
آپ نے محض اپنے اندازے سے یہ یقین بنا لیا ہو جب تک کہ یہ یقین ان کو ان کے رب کی طرف سے نہ دلایا گیا ہو جن کی طرف سے آپ کے
پاس وحی آ رہی تھی لہٰذا آپ نے اس رب کی خبر پر یقین کرتے ہوئے اتنا بڑا چیلنج انتہائی وثوق و اعتماد کے ساتھ کر دیا تو یہ فطری اور عقلی اور حسی مکمل
بیان ہے اس بات کی کہ قرآن اللہ کا بے مثل کلام ہے کسی بندے کی افتراء و ایجاد نہیں ہے۔

چیلنج کے پس منظر سے پیش منظر میں قرآن کی سچائی کی بڑی دلیل ہے

پس منظر سے پیش منظر کی طرف آئیے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیلنج دے دیا کہ اگر تم لوگ میری مخالفت اور قرآن کی مخالفت میں
سچے ہو یہ کہتے ہیں اگر سچے ہو کہ یہ اللہ کا نازل کردہ کلام نہیں بلکہ کسی بندے کی افتراء ہے اور بناوٹ ہے تم بھی بندے ہو صاحب زبان ہو ادیب ہو
تمہارے اندر بھی فصحاء کی کمی نہیں ہے زبان کا ماہر یہ کام مشکل نہیں ہے اس پورے قرآن کا مقابلہ نہ کرو صرف ایک سورت اس جیسی بنا کر لے
آؤ اگر تم سچے ہو۔ دنیا گواہ ہے تاریخ شاہد ہے۔ جبکہ لمبی مدت بھی ان کو ملی اس بارے میں ان کو پوری پوری مدت مہلت اور لمبی دی گئی یہاں تک
کہ اس چیلنج کے بعد مسلسل حوادث و مصائب پیش آتے رہے اس چیلنج کرنے والے عظیم انسان کے چیلنج کے ہوتے ہوئے دونوں کے درمیان
جنگیں ہوتی رہیں۔ اہل عرب نے بربادی برداشت کی مقتول ہوتے رہے۔ ان کی اولادیں قید ہوتی رہیں، عورتیں لونڈیاں بنتی رہیں۔ ان کے مال
لٹتے رہے مگر چشم فلک نے کبھی یہ منظر نہ دیکھا کہ ان مصائب سے دو چار ہونے والی قوم میں سے کوئی ماں کا لال یہ جرأت نہ کر سکا کہ محمد
کے اس قرآن کا مقابلہ کرتا ہوں اور پورے عرب کو اس مصیبت سے نجات دلاتا ہوں۔ عقل پکار پکار کر کہتی ہے کہ اگر وہ ایسا کر سکتے ہوتے تو وہ
ضرور اس کے ساتھ اپنے نفسوں کا فدیہ دیتے اپنی اولادوں کو بچاتے اپنے مالوں کو بچاتے اپنی عورتوں کو بچاتے تو معاملہ اس طرح ان پر آسان
ہو جاتا خصوصاً جب کہ وہ اہل زبان تھے اہل فصاحت تھے شعر و خطابت کے ماہر تھے۔ جب وہ قرآن کی ایک بھی سورۃ کی مثال بنا کر نہ لا سکے تو
وہ اس بات کا اعتراف کر سکتے تھے یہ حقیقت مسلم ہو گئی کہ وہ اس بات سے عاجز تھے اور ان کے عجز کے ظاہر ہونے میں اس بات کا بیان بھی ہے کہ خود
آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کلام سے عاجز ہونے میں انہیں کی مثل تھے اس لئے کہ آپ بھی انہیں کی مثل بشر تھے۔ ان کی زبان انہیں کی زبان تھی۔ ان
کی عادت انہیں والی عادت تھی۔ ان کی طبیعت انہی والی طبیعت تھی۔ ان کا زمانہ انہیں والا زمانہ تھا جب یہ سب باتیں ویسی ہی تھیں مگر اس کے
باوجود قرآن مجید جیسی بے مثل اور بے معارضہ کتاب آ گئی تو پھر واجب ہے کہ یہ یقین کر لیا جائے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف سے نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا کلام قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکا تھا

اگر مسیلمہ کے بعض کلام کا ذکر کریں تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا سارا کلام اس سے تجاوز نہیں کرتا اس کا کچھ حصہ ایک دوسرے کی حکایت کرتی ہے بطور سرقہ یعنی چرایا ہوا کلام ہے۔ کچھ حصہ کاہنوں کے تبع میں اور عرب کے کہتے ہیں۔ اس سے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام حسن ہوتا تھا اختصار سے اور معنوی اعتبار سے زیادہ درست تھا۔ اور فائدہ کے اعتبار سے زیادہ واضح تھا۔ پھر اس کے باوجود اہل عرب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ الزام نہیں دیا اور ان پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ آپ جس چیز قرآن کی مثل لے آنے کا چیلنج کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام انسان اور تمام جن مل کر اگر قرآن کی مثل لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے نہیں ہے بلکہ آپ کا اپنا کلام ہے۔ یہ آپ کا قول تھا۔

کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب۔

میں نبی ہوں۔ جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا۔

قسم بخدا اگر اللہ پاک نہ ہوتے ہمیں ہدایت نہ ملتی نہ ہم صدقہ کرتے نہ ہم نماز پڑھتے۔

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان العیش عیش الآخرۃ فارحم الانصار والمھاجرۃ۔

بے شک اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اے اللہ مہاجرین و انصار پر رحم فرما۔

کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تعس عبد الدینار والدرھم۔ وعبد الخمیصۃ ان اعطی منھا رضی وان لم یعط سخط

تعس وانتکس واذا شیک فلا انتقش

درہم و دینار کا بندہ ہلاک ہو جائے کپڑے لتے کا بندہ اگر اس میں سے کچھ مل جائے خوش ہو جائے اگر نہ ملے تو ناراض ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام اور اس جیسا اور بہت سارا کلام جو الفاظ کی دنیا میں حسین ترین کلام ہے اور معنی اور مطلب کی جہت میں سب سے زیادہ فصیح اور درست ہے تکلف تصنع سے پاک ہے۔

عرب میں سے کسی ایک نے بھی اس بات کا دعویٰ نہ کیا کہ اس کے کلام میں سے کوئی شے قرآن کے مشابہ ہے۔

حکایت استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ

استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف ہمارے بعض اصحاب کی طرف سے لکھا کہ انہوں نے کہا۔ یہ ممکن ہے کہ یہ نظم بھی اہل عرب کے درمیان زیر بحث آئی ہو اور چیلنج کے وقت وہ اس سے بھی عاجز ہو گئے ہوں لہٰذا یہ بھی معجزہ بن گیا ہو اس لئے کہ جو چیز عادت میں شمار ہوتی ہو اس کو عادت سے نکال دینا عادت کو توڑ دینا ہوتا ہو بالکل اسی طرح جیسے اس چیز کو عادت میں داخل کرنا جو عادت میں نہیں ہے عادت کو توڑ

ولید نے کہا۔ وہ جادوگر بھی نہیں ہے۔ ہم نے بڑے بڑے جادوگر دیکھے ہیں اور ان کا جادو بھی دیکھا ہے نہ ہی یہ کلام جادوگر کی پھونک اور چھو کار ہے نہ ہی جادوگر کا گنڈا اور گرہ ہے قریش نے کہا۔ اے عبد شمس پھر ہم اس کو کیا کہیں؟

ولید نے کہا۔ اللہ کی قسم بیشک اس کی بات میں بڑی حلاوت اور مٹھاس ہے۔ اس کا کلام (ایسا درخت ہے) جس جڑ میں سے آب شیریں کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ اور جس کی ٹہنی میوے اور پھل سے لدی ہوئی ہے۔ تم اس میں کسی شئی کو ماننے والا نہیں ہو مگر یہ کہ سب غلط اور باطل ہے۔ (تمہاری عقلوں کے) قریب قریب بات یہ ہے کہ وہ ایسا جادوگر ہے جو آدمی کے اور باپ درمیان فاصلہ پیدا کر دیتا ہے آدمی کے اور اس کے بھائی کے درمیان۔ آدمی کے اور اس کی بیوی کے درمیان۔ آدمی کے اور اس کے قبیلے وخاندان کے درمیان۔ اسی گفتگو کے ساتھ قریش ولید سے اٹھ کر چلے گئے اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

ذرنی ومن خلقت وحیداً. وجعلت له مالا ممدوداً. وبنین شهوداً ومهدت له تمهیداً. ثم یطمع ان ازید کلا انه کان لآیاتنا عنیدا سارهقه صعوداً. انه فکر وقدر فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستکبر. فقال ان هذا الا سحر یؤثر ان هذا الا قول البشر. سأصلیه سقر. (المدثر۔۲۶)

چھوڑ دیجئے مجھے اور اس کو جس کو میں نے پیدا کیا تھا۔ اور بنایا میں نے اس کے لئے بہت سارا مال۔ اور ہر وقت حاضر رہنے والے بیٹے۔ اور تیار کر دیا میں نے اس کے لئے ہر طرح کا سامان تیار کر دیا۔ پھر وہ یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ اس کو دوں۔ ہرگز نہیں۔ بلاشبہ وہ ہماری آیات کا سخت مخالف ہے۔ عنقریب چڑھاؤں گا میں اس کو اونچی گھاٹی پر۔ بلاشبہ اس نے سوچا اور اندازہ لگایا۔ پھر اسے خدا کی مار اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر اس نے نگاہ کی۔ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور برا منہ بنایا۔ پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر کہنے لگا یہ قرآن تو کچھ نہیں مگر جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے۔ یہ اور کچھ نہیں ہے مگر بندے کا قول ہے عنقریب میں اس کو دوزخ میں ڈالوں گا۔

۱۴۵......ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن عبد الجبار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی محمد نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے رضی اللہ عنہما کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کا ایک وفد اکٹھے ہوئے پھر آگے مذکورہ عبارت ذکر کی ہے۔

ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ کی آٹھویں جلد میں مذکورہ روایت کو ذکر کیا ہے اور دیگر ان تمام روایات کو بھی ذکر کیا ہے۔ جو نضر بن حارث سے۔ عتبہ بن ربیعہ وغیرہ سے وارد ہوئی ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کے سماع کے وقت کیا کچھ کہا اور انہوں نے جو اس بات کا اعتراف کیا کہ انہوں نے اس کی مثل کبھی نہیں سنا۔

قرآن مجید میں اعجاز کی دو وجوہات

پہلی وجہ: وہ ہے جس میں غیب کی خبر ہے۔ اس کا بیان اس ارشاد باری میں ہے۔

قرآن میں دین اسلام کی غلبے کی بشارات

لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون. (توبہ ۳۳، الفتح ۹)

(۱۴۵)...... محمد بن ابی محمد هو : مولی زید بن ثابت

اخرجه المصنف فی دلائل النبوة (۲/۱۹۹، ۲۰۱) عن ابی عبدالله الحافظ به

اس کی خلافت پر اور شفقت پر اپنی مخلوق کے لئے خاص طور پر ایسا، جس کا وہ مستحق ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کاہنوں اور بات چرانے والوں کے بارے میں کئی فصل ذکر کئے ہیں ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے۔ ان اخبار کو جو اس بارے میں وارد ہوئے ہیں جو کاہنوں اور جنوں کے بارے میں پائے گئے ہیں۔

ہمارے نبی کریم کی تصدیق کی بابت اور ان کے اشارت کی بابت ان کے انسانی دوستوں کے بارے میں آپ کے ساتھ ایمان کے بارے میں۔ مومن جنوں کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو اللہ پر جھوٹ بولنے پر آمادہ کریں۔ یا اس کی تابعداری پر آمادہ کریں۔ جو اللہ پر جھوٹ بولے اور کافر جنوں کے لئے ممکن ہے کہ وہ اپنے اولیاء کو حکم کریں ایمان کا اس انسان کے ساتھ جو اللہ کے ساتھ کفر کرے۔ تو یہ بات دلالت کرتی ہے۔ اس پر کہ اس کا حکم جو ان میں سے اللہ رسول پر ایمان لایا سو وہ معرفت کی وجہ سے ہے جو اس کے لئے واقع ہو حق ہے اسبب اس کے تصدیق کرنے کے اس شخص کی جو اللہ رسول کے ساتھ ایمان لا چکا انسانوں میں سے۔

۱۳۹ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحیی نے وہ ابن بکیر سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے عقیل سے ابن شہاب سے کہ انہوں نے کہا کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے تھے۔

بعثت بجوامع الكلم. ونصرت بالرعب وبينا انا اوتيت بمفاتيح خزائن الارض فوضعت في يدي.

میں جامع ترین کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میں رعب و ہیبت کے ساتھ امداد دیا گیا ہوں اور یکایک میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں پس وہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے اور تم اسے حاصل کر رہے ہو ابن شہاب نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جوامع الکلم یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ کے لئے امور کثیرہ جمع کر رہے ہیں جو آپ سے پہلے کتابوں میں لکھے جاتے تھے ایک امر میں اور دو امروں میں یا اس کی مثل اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں ابن بکیر سے روایت کیا ہے۔

اور ہم نے اس کو یونس کی حدیث سے ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔

۱۴۰ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر عمر بن حفص سدوسی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے جویریہ بن بشیر ہجیمی نے انہوں نے کہا میں نے سنا حسن سے انہوں نے ایک دن یہ آیت پڑھی۔

ان الله يامر بالعدل والاحسان الى اخره . (نحل ۹۰)

بے شک اللہ تعالی حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا ۔۔۔ آخر تک۔

آیت پڑھنے کے بعد رک گئے اور فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے تمہارے لئے ساری خیر کو جمع کر دیا ہے اور سارے شر کو بھی جمع کر دیا اس ایک آیت میں۔ پس اللہ کی قسم اس نے نہیں چھوڑا عدل کو اور احسان کو اللہ کی اطاعت میں سے کسی شئی کو مگر اس کو جمع کر دیا ہے۔ اور نہیں چھوڑا بے حیائی اور برائی کو اور سرکشی کو یعنی اللہ کی معصیت میں سے کسی شے کو مگر اس کو جمع کر دیا ہے۔

---

(۱۳۹) ۔۔۔ اخرجه البخاري (۱۲۸/۹) فتح مسلم (ص ۳۷۱)

(۱۴۰) ۔۔۔ عمر بن حفص السدوسي ابو بكر (ت ۲۳۹) تاريخ بغداد (۱۹/۱۱ ۲) وعاصم بن علي بن عاصم الواسطي هو ابو الحسين عزاه السيوطي في الدر المنثور (۱۲۸/۴) للمصنف في الشعب فقط

انسان ریاں یا ٹھیکری کی مانند بجنے والی مٹی سے۔ اور جنوں کو پیدا کیا آگ کے مارج اور جو ہر سے۔

اگر فرشتے کوئی تیسری قسم ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کو اشرف مخلوقات میں نہ پکارتے اور اس کی تخلیق کرنے پر اپنی قدرت کی مدح و تعریف نہ کرتے۔

مذکورہ توجیہ کے مخالفین کا قول

جس نے اس مذکورہ قول کی مخالفت کی اس نے کہا کہ دھرتی کے رہنے والے ذوالعقول دو قسم ہیں۔ انسان۔ اور جن اور جو اس تعریف سے نکل گیا اس کو انسان کا نام لاحق نہیں ہوتا اگرچہ چھپا ہوا نہ ہو بلکہ نظر آنے والا ہو اور یہی جن کا نام لوگ ہو سکتا ہے اگرچہ نظر نہ آنے والا ہو۔

وہ دلیل جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ملائکہ جنوں سے الگ شئی ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے جب فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ تو انہوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے ابلیس کی ملائکہ سے مفارقت کے سبب کے بارے میں۔ ارشاد ہوا

الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه۔ (کہف ۵۰)

مگر ابلیس نے (سجدہ نہ کیا) جنوں میں سے تھا اور اپنے رب کی نافرمانی کی تھی۔

اگر سب کے سب مامورین ہوتے تو امتناع از سجود میں سب مشترک ہوتے۔ ابلیس کے جنوں میں سے ہونے میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو اس کو عدم سجدہ پر آمادہ کرتی۔ اس آیت میں وہ دلالت بھی موجود ہے جو یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ملائکہ غیر ہیں۔ اور جن بھی غیر ہیں۔ اور وہ دو مختلف گروہ ہیں (ایک گروہ نہیں ہیں) باقی ابلیس اس حکم میں داخل تھا جس کے ساتھ فرشتے مخاطب کئے گئے تھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دی تھی فرشتوں کی ہم نشینی کی اور ہم سلوکی کی بسبب اس کی حسن عبادت کے اور حسب عبادت میں اس کی سخت جدوجہد کے لہٰذا فرشتوں کی گنتی میں اور جماعت میں شمار ہونے لگا۔

لہٰذا جب ملائکہ آدم علیہ السلام کو سجدے کا حکم دیئے گئے تو وہ بھی اور تمام اصلی ملائکہ اور لاحق بہ ملائکہ فی الجملہ حکم میں داخل ہو گئے۔ سوا اس کے کہ ملائکہ سے اس کی اصل جبلت کی مفارقت اور الگ ہونے نے اس کو اطاعت میں بھی ان سے مفارقت پر آمادہ کر دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه۔ (کہف ۵۰)

سوائے ابلیس کے کہ وہ جنوں میں سے تھا لہٰذا اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کر لی۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وجعلوا بینه وبین الجنة نسباً۔ (الصافات ۱۵۸)

کہ مشرکوں نے اللہ کے جنوں کے درمیان رشتہ داری بنادی۔

(اس آیت سے استدلال کرنا کہ ملائکہ بھی جن میں سے ہے یہ صحیح نہیں اس لئے کہ) یہ آیت اس بات کی احتمال رکھتی ہے کہ مشرکین اصنام کو اور بتوں کو الٰہ کہتے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں جو کہ ان لوگوں کو ان کی عبادت کرنے پر اللہ کے قریب کر دیتی ہیں۔ یہ اس وقت ہوتا تھا جب شیطان جن ان بتوں کے پیٹوں میں گھس جاتے اور پجاریوں سے ہم کلام ہوتے بتوں کے اندر سے لہٰذا یہ لوگ اس کلام کو اللہ عزوجل کی طرف منسوب کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حدیث بیان کی ہے سری بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔

عثمان بن زفر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب قمی نے جعفر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے۔

کان من الجن　　(کہف ۵۰)

کہ ابلیس جنوں میں سے تھا۔

فرمایا کہ ان جنوں میں سے تھا جو جنت میں کام کرتے تھے۔

شیخ حلیمی کی تحقیق:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ملائکہ روحانیین نام رکھے گئے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جبرائیل کا نام بھی روح الامین۔ اور روح القدس رکھا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یوم یقوم الروح و الملائکۃ صفا　(النباء ۳۸)

جس دن روح اور فرشتے بحالت صف کھڑے ہوں گے۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جبرائیل ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ جبرائیل نہیں بلکہ وہ کوئی اور بڑا فرشتہ ہے وہ اکیلا بحالت صف کھڑا ہوگا۔ اور دیگر ملائکہ الگ صف میں جنہوں نے یہ بات کہی ہے وہ کہتے ہیں وہ روح جو ہر ہے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کئی کئی روحوں کو مرکب کر کے ان کو ایک جسم بنادے اور ایک عاقل اور عاقل مخلوق بنادے۔ اور ممکن ہے کہ ملائکہ اجسام ہوں جس حالت پر آج ایجاد شدہ ہیں جب عیسیٰ علیہ السلام۔ اور صالح علیہ السلام کی اونٹنی اختراع کئے گئے تھے۔

اور بعض لوگوں نے کہا کہ ملائکہ روحانیین ہیں (را کی زبر کے ساتھ) یا یہ معنی کہ وہ مکانوں اور سایوں میں محصور میں ہیں بلکہ فضا اور فراخی میں ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رحمت والے فرشتے روحانی ہیں اور عذاب والے فرشتے کروبی ہیں یہ کرب سے بنا ہے اور وہ روح سے بنا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہب بن منبہ نے ذکر کیا ہے کہ کروبی ساتویں آسمان پر رہنے والے ہیں روتے ہیں اور نوحہ اور بین کرتے رہتے ہیں۔ (یعنی اللہ کے خوف سے) ہم نے اپنی کتاب الاسماء والصفات کے تیرہ نمبر پر وہ تمام روایات ذکر کی ہیں جو روح اور ملک کے تفسیر کے بارے میں جنہیں روح کہا جاتا ہے وارد ہوئی ہیں۔

نئے اور پرانے زمانے سے لوگوں نے فرشتوں کے اور انسانوں کے مابین فضیلت کے بارے میں کلام کیا ہے کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں۔ انسانوں میں سے جو رسول ہیں وہ ان رسولوں سے افضل جو فرشتوں میں سے ہیں اور انسانوں میں سے جو اولیاء ہیں وہ ان اولیاء سے افضل ہیں جو فرشتوں میں سے اولیاء ہیں اور کچھ دوسرے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ملاء اعلیٰ جملہ اہل زمین سے افضل ہیں اور سب کے پاس اپنے اپنے قول کی دلیل موجود ہے۔

۱۳۹ ...... اور تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو حامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زرعہ رازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن عمار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد ربہ بن صالح قرشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عروہ بن رویم نے انصاری سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔

---

(۱۳۸) ...... یعقوب هو : ابن سفیان القمی

اخرجه المصنف فی الأسماء والصفات ص (۳۱۶ و ۳۱۷) بنفس الإسناد، ومن حدیث جابر بن عبدالله الأنصاری رضی الله عنهما.

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اس کی اولاد کو بھی تو فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب آپ نے انہیں پیدا فرمایا ہے وہ کھائیں گے اور پئیں گے شادی بیاہ کریں گے سواری کریں گے لہٰذا آپ دنیا کو ان کے لئے خاص کر دیں اور آخرت کو ہمارے لئے مخصوص کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا ان کے لئے جن کو میں اپنے (بے مثال) ہاتھ سے پیدا کیا اور جس میں میں نے اپنی (بے مثال) روح پھونک دی۔ (ان جیسا نہیں کروں گا) جن کو میں نے کن کہا اور وہ ہو گئے۔ (یعنی انسانوں کو تمہارے برابر نہیں کروں گا۔)

امام بیہقی نے فرمایا۔ ابو طاہر اور ابو حامد کے علاوہ دیگر لوگوں نے ہشام بن عمار سے اس کی اسناد کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے (ہی کچھ) کہا ہے مگر اس کے ثبوت میں نظر ہے۔

جنہوں نے ملائکہ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ دو قسم ہیں انہوں نے زیادہ وہ بہتر بات کی ہے اس میں سے جو اس بارے میں کی جاسکتی ہے۔ اور انہوں نے اس قسم سے جس میں سے ابلیس ہے ان سے کمتر مراد لی ہے جو ملاء الاعلیٰ میں ہیں کیونکہ وہ زیادہ شرف اور عزت والے ہیں۔ اور ہم نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

بے شک اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے نزدیک ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بشر کہتے ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ ان کے اوپر رحم فرمائے فرشتے کہاں گئے؟ یعنی ان کا مرتبہ کہاں گیا؟ تو عبداللہ بن سلام نے میری طرف غور سے دیکھا اور ہنس پڑے اور فرمانے لگے اے بھتیجے کیا تم جانتے ہو کہ فرشتے کیا چیز ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فرشتے ایک مخلوق ہیں جیسے زمین مخلوق ہے آسمان مخلوق ہے جیسے بادل مخلوق ہیں پہاڑ مخلوق ہیں ہوائیں مخلوق ہیں اور جیسے دیگر تمام مخلوقات ہیں سب سے زیادہ عزت والی مخلوق اللہ کے نزدیک ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور عبداللہ بن سلام نے اوپر والی حدیث ذکر فرمائی۔

۱۵۰:...... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن مقری نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماء نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے مہدی بن میمون نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن ابو یعقوب نے بشر بن شغاف نے حضرت عبداللہ بن سلام سے اور مذکورہ بات ذکر کی ہے۔

۱۵۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار سکری نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن عبداللہ ترقفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حفص بن عمر نے حکم سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے کہا میں نے سنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل آسمان پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور تمام انبیاء پر بھی فضیلت عطا فرمائی ہے لوگوں نے سوال کیا اے ابن عباس اہل آسمان پر آپ کی فضیلت کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل آسمان کے بارے میں فرمایا:

ومن یقل منهم انی اله من دونه فذالک نجزیه جهنم کذالک نجزی الظالمین. (انبیاء ۲۹)

جو بھی کہے ان میں سے کہ بے شک میں معبود ہوں اللہ کا سوا تو ایسے کو ہم جہنم کی سزا دیں گے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

---

(۱۴۹) ــــ الأنصاری قیل هو جابر بن عبدالله الأنصاری کما فی تهذیب الکمال (ص ۹۲۷)

(۱۵۰) ــــ مهدی بن میمون هو الأزدی أبو یحیی، ومحمد بن عبدالله بن ابی یعقوب هو التمیمی، وبشر بن شغاف، وابن سلام هو عبدالله بن سلام کلهم من رجال (التقریب)

أخرجه المصنف فی دلائل النبوة (۵/۴۸۵) بنفس الإسناد.

ایماندار انسان اللہ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابوالمحزم نے ابوہریرہ سے بطور موقوف روایت اور ابوالمحزم متروک ہے۔

۱۵۳..... ہمیں خبر دی ہے۔ استاذ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر نے اپنی اصل (کتاب یا سند) سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد العمروی نے بطور املاء کے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن محمد بن حمویہ بن عباد سراج نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالغفار بن عبداللہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن تمام سلمی نے خالد حذاء سے انہوں نے بشر شغاف سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن شئی اکرم علی اللہ من ابن ادم قال قیل یارسول اللہ ولا الملائکۃ؟
قال الملائکۃ مجبورون بمنزلۃ الشمس والقمر۔

کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن آدم سے زیادہ عزت والی نہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا؟ فرشتے بھی نہیں آپ نے فرمایا فرشتے تو مجبور محض ہیں چاند اور سورج کی طرح۔

اس روایت میں عبیداللہ بن تمام متفرد ہیں۔

امام بخاری نے کہا ابن تمام کے نزدیک کئی عجیب وغریب روایات ہیں اس کے علاوہ خالد حذاء سے جو موقوف میں عبداللہ بن عمرو پر وہی صحیح ہے۔

۱۵۴..... ہمیں اسی کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی قماش نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وھب بن بقیہ نے خالد حذاء سے انہوں نے بشر بن شغاف سے اس نے اپنے باپ سے اس نے کہا میں نے سنا عبداللہ بن عمرو سے وہ کہتے تھے۔

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن آدم سے بڑھ کر کوئی شئی زیادہ عزت والی نہیں ہے۔ میں نے کہا کیا فرشتے بھی نہیں انہوں نے فرمایا وہ چاند سورج کے منزلے میں وہ تو مجبور محض ہیں۔

۱۵۵..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے کہ خبر دی ہے ابو اسحاق ابراہیم بن محمد دیبلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن زید صائغ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن منصور نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن عبید ایادی نے ابو عمران جونی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ میں اس کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اچانک جبرائیل علیہ السلام آئے اور میرے دونوں کندھوں کے درمیان چوکا مارا اور میں اٹھ کر ایک درخت کی طرف چلا گیا اس میں پیچھے پرندے

(۱۵۳) ..... عبدالقادر بن طاهر أبو منصور (سير ۱۷/۵۷۲)، واحمد بن محمد بن احمد هو العمرزي أبو العباس، ومحمد بن حيويه بن عباد هو أبوبكر السراج، وعبيدالله بن تمام السلمي قال في الجرح روى أحاديث منكرة.

أخرجه الطبراني كما في ابن كثير (۹۵/۵)، الخطيب البغدادي في تاريخ بغداد (۵/۳۰۳) من طريق عبيد الله بن تمام به

وقال ابن كثير : وهذا حديث غريب جداً

وانظر الكاف الشاف رقم (۷۹۰) بتحقيقي، والديلمي (۱۳۳۱) بتحقيقي

وعزاه الهيثمي في مجمع الزوائد (۸۲/۱) للطبراني في الكبير وقال الهيثمي فيه عبيد الله بن تمام.

(۱۵۴) ..... وهب بن بقية هو الواسطي أبو محمد (ت ۱۹۹)

کے دو آشیانے کی طرح تھے ایک میں میں بیٹھ گیا اور دوسرے میں جبرائیل میں نے بسم اللہ پڑھی اور میں بلند ہو گیا اوپر کو چلا گیا۔ یہاں تک کہ جب آسمان کے دونوں کنارے بھر گئے اور میں نے اپنا پہلو بدلا۔ میں اگر چاہتا تو آسمان کو چھو سکتا تھا میں نے توجہ کی تو جبرائیل علیہ السلام لیٹے ہوئے ٹاٹ کی مانند تھے لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں جبرائیل کے علم کی فضیلت کو پہچان لیا۔

حماد بن سلمہ نے اس کو ابو عمران جونی سے انہوں نے محمد بن عمیر بن عطارد سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی کریم نے فرمایا کہ جبرائیل گر کر بے ہوش ہو گیا گویا کہ وہ ٹاٹ ہے لہٰذا میں نے اپنی خدا خوفی پر اس کی خدا خوفی کی فضیلت و برتری کو جان لیا پھر میری طرف وحی کی گئی بادشاہ نبی یا بندہ و غلام نبی؟ یا جنت کی طرف؟

جبرائیل نے مجھے اشارہ کیا کہ عاجزی کرو۔ حالانکہ وہ لیٹے ہوئے تھے میں نے جواب میں کہا نہیں بادشاہ نبی نہیں بلکہ عبد و بندہ نبی یعنی میں اللہ کی بندگی میں رہنا پسند کرتا ہوں۔

۱۵۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبداللہ بن عبد اللہ زاہد اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو السری موسیٰ بن حسن بن عباد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حبیش بن مبشر فقیہ نے انہوں نے کہا ہم یزید بن ہارون کے پاس تھے انہوں نے قصہ ذکر کیا پھر یزید بن ہارون نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عمران جونی نے محمد بن عمر بن عطارد بن حاجب تمیمی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مجھے معراج کرائی گئی۔ میں ایک درخت میں تھا اور جبرائیل دوسرے درخت میں تھا پھر ہمیں چھپا لیا اللہ کے امر میں سے بعض چیز نے جو کچھ چھپاتا تھا۔ اور جبرائیل اس وقت گر کے بیہوش ہو گئے مگر میں (الحمد للہ) اپنی حالت پر ثابت رہا اور میں نے جبرائیل کے ایمان کی اپنے ایمان پر فضیلت پہچان لی۔

۱۵۷:...... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسامہ عبداللہ بن اسامہ کلبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی لیلیٰ نے حکم سے انہوں نے مقسم سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ جبرائیل سرگوشی کر رہے تھے۔ اچانک آسمان کا کنارا پھٹا اور جبرائیل علیہ السلام متعجب ہوئے کمزور ہوتے سکڑنے لگے اور بعض ان کا بعض میں داخل ہونے لگا اور

---

(۱۵۵) ـــــ عبداللہ بن یوسف الأصبهانی أبو محمد (ت ۴۰۹) (تذکرة الحفاظ ۳/۱۰۴۹)، محمد بن علی بن زید الصائغ أبو عبدالله (ت ۲۸۷) (سیر ۱۳/۴۲۸)، أبو عمران الجونی هو عبدالملک.

أخرجه البزار، کشف الأستار ۱/۴۷ (۵۸) أبو نعیم فی الحلیة (۲/۳۱۶) من طریق سعید بن منصور به.

وقال البزار:

وهذا لانعلم رواه إلا أنس ولا رواه عن أبی عمران إلا الحارث، وکان بصریاً مشهوراً.

والحدیث فی مجمع الزوائد (۱/۷۵) وقال الهیثمی رواه البزار والطبرانی فی الأوسط ورجاله رجال الصحیح.

وقول المصنف: "ورواه حماد بن سلمة عن أبی عمران الجونی ..... " الخ.

أخرجه البغوی فی شرح السنة (۱۳/۲۴۷) من طریق حماد بن سلمة به.

وقال البغوی هذا مرسل اهـ.

ومحمد بن عمیر بن عطارد ذکره ابن أبی حاتم فی الجرح والتعدیل ولم یذکر فیه جرحاً ولا تعدیلاً.

(۱۵۶) ـــــ موسی بن الحسن بن عباد أبو السری (ت ۲۸۷) (سیر ۱۳/۳۸۷)، وحبیش بن مبشر (ت ۲۵۸)، ویزید بن هارون (ت ۲۰۲)

أخرجه ابن عساکر عن محمد بن عمیر بن عطارد بن حاجب التمیمی عن أبیه کما فی الکنز ۱۲/۴۱۴ (۳۵۴۴۸)

زمین کے قریب ہو گئے۔ اتنے میں ایک فرشتہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا۔ اے محمد ﷺ آپ کا رب آپ پر سلام کہتا ہے اور آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ بادشاہ نبی بنیں یا عبد (غلام) نبی بنیں۔ رسول اللہ نے فرمایا جبرائیل نے ہاتھ سے مجھے اشارہ کیا کہ عاجزی کیجئے میں سمجھ گیا کہ وہ خیر خواہ ہیں میں نے جواب دیا بندہ نبی بننا پسند کروں گا چنانچہ وہ فرشتہ آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ میں نے کہا اے جبرائیل میں نے تم سے پوچھنے کا ارادہ کیا تھا آپ کے بارے میں۔ مگر میں نے جب تیرا حال دیکھا تو اس نے مجھے مشغول کر دیا سوال کرنے سے۔ اے جبرائیل بتایئے یہ کون تھے؟ جبرائیل نے کہا یہ اسرافیل علیہ السلام تھے اللہ نے جب اس کو پیدا کیا تھا اپنے سامنے۔ دونوں قدم برابر رکھے ہوا کھڑا تھا اپنی نگاہ نہیں اٹھاتا تھا اس کے درمیان اور اس کے رب کے درمیان نور کے ستر پردے تھے ہر نور ایسا تھا کہ اگر اس کے قریب ہو تو وہ جلا دے۔ اس کے آگے لوح محفوظ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے آسمان سے یا زمین میں یہ لوح اٹھ جاتی ہے اپنی جبین کو پوچھتا ہے پھر اس میں دیکھتے اگر اس میں میرا کوئی کام ہوتا مجھے اس کا حکم دیتا ہے اگر وہ حکم میکائیل کے کام کے متعلق ہوتا ہے تو اسے اس کا حکم دیتا ہے میں نے کہا اے جبرائیل آپ کس چیز پر مقرر ہیں۔ فرمایا ہواؤں پر اور لشکروں پر۔ میں نے پوچھا میکائیل کس چیز پر مقرر ہے بتایا کہ نباتات پر یعنی اگانے پر۔ میں نے پوچھا ملک الموت کس چیز پر مقرر ہے جواب دیا کہ جانوں کے قبض کرنے پر نہیں گمان کرتا میں کہ وہ اتریں گے مگر قیامت قائم ہونے کے ساتھ نہیں ہے یہ کیفیت میرے ساتھ جو آپ نے دیکھی مگر بوجہ خوف قائم ہونے قیامت کے۔

نوٹ:...... یہ قول کہ اس کے اور رب کے درمیان ستر نور کے پردے تھے۔ احتمال رکھتا ہے کہ اس سے یہ ارادہ کیا ہو اس کے درمیان اور رب کے عرش کے درمیان۔

دنیاوی امور کا انتظام چار لوگ کرتے ہیں:

۱۵۸...... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو حفص عمر بن محمد جمحی نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عبدالعزیز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے عمر بن مرہ سے انہوں نے عبدالرحمن بن سابط سے انہوں نے کہا۔

دنیا کے امور کا انتظام چار لوگ کرتے ہیں۔ جبرائیل۔ میکائیل اور ملک الموت۔ اور اسرافیل بہر حال جبرائیل ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہے۔ اور میکائیل بارش اور نباتات پر مقرر ہے اور ملک الموت قبض ارواح پر مقرر ہے اور اسرافیل وہ لوگوں پر اللہ کے عذاب کے امر کو نازل کرتے ہیں۔

۱۵۹...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن حسن نے کہ خبر دی ہے حاجب بن احمد نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حماد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے مسلم بن صبیح سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا عبداللہ نے کہا۔

ان من السموات لسماً ما فیها موضع شبر الا وعلیها جبهة ملک او قدماه لم قرأ، وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون (صافات ۱۶۵-۱۶۶)

---

(۱۵۷)...... عبداللہ بن اسامة الکلبی ابو اسامة (الجرح ۵/۱۰)، ومحمد بن عمران بن ابی لیلی، وابن ابی لیلی هو عبدالرحمن بن ابی لیلی، والحکم هو ابن عتیبة ابو محمد الکندی، ومقسم هو ابن بجرة ویقال ابن نجدة ابو القاسم، الاربعة من رجال (التقریب)

اخرجه الطبرانی، وابو الشیخ فی العظمة، والمصنف فی الشعب بسند حسن کما فی الدر المنثور (۱/۹۱ و ۹۲)

(۱۵۹)...... حاجب بن احمد هو: ابن یرحم بن سفیان بن نصر بن عبداللہ ابو محمد الطوسی، ابو معاویة هو: محمد بن حازم الضریر

اخرجه الطبری فی التفسیر (۲۳/۱۷) من طریق الاعمش به.

وعزاه السیوطی فی الدر المنثور (۵/۲۹۳) لعبد الرزاق، والفریابی، وسعید بن منصور، وعبد بن حمید، وابن جریر، وابن المنذر، وابن ابی حاتم، والطبرانی، والمصنف فی الشعب

عباس بن محمد دوری اور ابراہیم بن حارث بغدادی نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہیر بن محمد نے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے نافع سے جو کہ مولیٰ ہیں عبداللہ بن عمر کے عبداللہ بن عمر سے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین کی طرف اتارا تو فرشتوں نے کہا اے رب کیا آپ زمین پر ایسا کو رکھیں گے جو اس پر فساد کرے گا۔ اس پر خون بہائے گا۔ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور تیری تقدیس و پاکیزگی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں جانتا ہوں جو کچھ کہ تم نہیں جانتے۔ فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب ہم تیرے لئے سب سے زیادہ اطاعت گذار ہیں آدم زادوں سے بھی زیادہ۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ فرشتوں میں سے دو فرشتے لاؤ جنہیں ہم زمین پر اتاریں گے ہم دیکھیں گے تم کیسے عمل کرتے ہو؟

فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب ہم ہاروت اور ماروت کو بھیجتے ہیں۔ چنانچہ وہ زمین پر اتار دیے گئے۔ اور ان دونوں کے لئے زہرہ عورت کی شکل بنا دی گئی اور انسانوں میں سے خوبصورت ترین بنا کر۔ وہ ان دونوں کے پاس آئی۔ اور انہوں نے اس عورت سے اس کا نفس مانگا اس عورت نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک تمہاری بات نہیں مانوں گی جب تک کہ تم دونوں یہ مشرکانہ کلمہ نہیں بولو گے ان دونوں نے کہا نہیں نہیں اللہ کی قسم ہم اللہ کے ساتھ کبھی بھی شریک نہیں بنائیں گے چنانچہ وہ ان سے چلی گئی۔ پھر وہ ایک چھوٹے بچے کو لے کر ان کے پاس آئی جسے وہ اٹھائی ہوئی تھی، ان دونوں نے پھر اس سے اس کے نفس پر قدرت مانگی، اس نے منع کیا یہاں تک کہ تم دونوں پہلے اس بچے کو قتل کرو وہ دونوں بولے نہیں اللہ کی قسم ہم اس کو قتل نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ پھر ان دونوں سے واپس چلی گئی پھر وہ شراب کا پیالہ لے کر آئی۔ ان دونوں نے پھر اس کے ساتھ برائی کی اجازت چاہی اس عورت نے منع کیا یہاں تک کہ تم دونوں یہ شراب پی لو دونوں نے وہ شراب پی لی اور وہ نشہ میں آ گئے اور اس عورت پر

(۱۶۲) ــــ موسى بن جبير هو الأنصاري مولى بني سلمة، وسعيد بن سلمة هو ابن أبي الحسام

أخرجه أحمد ۱۳۴/۲ عن يحيى بن أبي بكير به.

وقال ابن كثير في التفسير ۱۹۸/۱ بعد أن ساقه بإسناد أحمد:

وهكذا رواه أبو حاتم بن حبان في صحيحه عن الحسن بن سفيان عن أبي بكر بن أبي شيبة عن يحيى بن أبي بكير به

وهذا حديث غريب من هذا الوجه ورجاله كلهم ثقات من رجال الصحيحين إلا موسى بن جبير هذا وهو الأنصاري السلمي مولاهم المديني الحذاء روى عن ابن عباس وأبي أمامة بن سهل بن حنيف ونافع وعبد الله بن كعب بن مالك روى عنه ابنه عبد السلام وبكر بن مضر وزهير بن محمد وسعيد بن سلمة وعبد الله بن لهيعة وعمرو بن الحارث ويحيى بن أيوب روى له أبو داود وابن ماجة وذكره ابن أبي حاتم في كتاب الجرح والتعديل ولم يحك فيه شيئاً من هذا ولا هذا فهو مستور الحال وقد تفرد به عن نافع مولى ابن عمر عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم

وروى له متابع من وجه آخر عن نافع كما قال ابن مردويه حدثنا دعلج بن أحمد حدثنا هشام حدثنا عبد الله بن رجاء حدثنا سعيد بن سلمة عن موسى بن سرجس عن نافع عن ابن عمر سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول فذكره بطوله.

قلت: قال شاكر رحمه الله في تحقيق مسند أحمد (۳۱/۹) عن هذه المتابعة إنها ضعيفة فإن عبد الله بن رجاء الغداني ثقة صدوق من شيوخ البخاري لكنه كان كثير الغلط والتصحيف.

وسعيد بن سلمة بن أبي الحسام ضعفه النسائي وقال أبو حاتم سألت ابن معين عنه فلم يعرفه حق معرفته.

وموسى بن سرجس لم يعرف حاله

والحديث ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ۹۸/۵، ۳۱۳/۶ و ۳۱۴ وقال في الموضع الأول

رواه أحمد والبزار ورجاله رجال الصحيح خلا موسى بن جبير وهو ثقة وكذلك قال في الموضع الثاني إلا أنه لم ينسبه فيه للبزار.

پڑ گئے۔ اور لڑکے کو بھی قتل کر دیا جب وہ ہوش میں آئے تو وہ عورت بولی کہ اللہ کی قسم تم نے وہ کچھ بھی نہیں چھوڑا جس کا تم میرے ساتھ انکار کرتے رہے وہ سب کچھ تم نے نشے کی حالت میں کر ڈالا ہے۔ (لہذا اللہ کی طرف سے) دنیا اور آخرت کے عذاب کی بابت اختیار دیے گئے ان دونوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

اسی طرح اس کو زہیر بن محمد نے روایت کیا ہے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے نافع سے اور اس کو سعید بن سلمہ نے روایت کیا ہے موسیٰ بن جبیر سے۔

۱۶۳ ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر احمد بن اسحق بن ایوب نے کہ خبر دی ہے محمد بن یونس بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن رجاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن سلمہ نے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ملائکہ نے دنیا میں جھانک کر دیکھا۔ تو کیا دیکھا کہ اولاد آدم گناہ کر رہے ہیں۔

تو وہ بولے اے ہمارے رب۔ کتنی بڑے جاہل ہیں یہ لوگ۔ کتنی کم معرفت ہیں یہ لوگ تیری عظمت کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم بھی ان کی جگہ ہوتے تو میری نافرمانی کرتے۔ فرشتے بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم تو تیری تسبیح کرتے تیری حمد کے ساتھ اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تم اپنے آپ میں سے دو فرشتوں کو منتخب کرو چنانچہ انہوں نے ہاروت اور ماروت کو منتخب کیا۔ پھر وہ دنیا میں اتار دیے گئے۔ اور ان کے ساتھ اولاد آدم کی شہوتیں جوڑ دی گئیں۔ اور ان کے لئے ایک عورت المثل کرتی مقرر کر دی گئی لہذا وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور گناہ میں پڑ گئے۔ اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا۔ اب تو تم اپنے لئے دنیا یا آخرت کا عذاب چن لو۔ چنانچہ انہوں نے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دوسرے نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ دنیا کا عذاب تو ختم ہو جائے گا اور آخرت کا عذاب ختم نہیں ہوگا۔ لہذا انہوں نے دنیا کے عذاب کو پسند کر لیا۔ چنانچہ یہی دونوں ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت. (بقرہ۱۰۲)

ہم نے اس کو ایک دوسرے طریق سے بھی روایت کیا ہے حضرت مجاہد سے حضرت ابن عمر سے بطور موقوف روایت ابن عمر پر۔ اور وہ صحیح ہے اور حضرت ابن عمر نے اس کو حضرت کعب سے لیا ہے۔

قصہ ہاروت ماروت مذکور کے بارے میں مذکورہ روایات پر تبصرہ (منجانب مترجم)

روایت ۱۶۲ اور ۱۶۳ پر ہم ایک فٹ نوٹ لکھ رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ مصنف کتاب ہذا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۴۵۸ھ ہے اور تفسیر ابن کثیر کے مصنف ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر قرشی دمشقی رحمۃ اللہ کی وفات ۷۷۴ھ میں ہے اس لحاظ سے دونوں ہم عصر ہیں تفسیر ابن کثیر پانچویں صدی سے لے کر اب تک دنیائے علم میں مقبول چلی آرہی ہے ہر طبقے کے علماء اور مفسرین اس کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی وجہ اس کتاب کی بہت سی خوبیوں کے ساتھ ایک خوبی یہ ہے کہ علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے علم تفسیر میں روایات کے حوالے سے بڑی حد تک تطہیر کا کام کیا تھا۔ اس سے قبل مفسرین کرام نے تفسیر قرآن میں روایات کے اندراج میں جو تساہل برتا تھا اور ہر طرح کی روایات ان کی اسنادی حیثیت بیان کئے بغیر درج کر دی تھیں وہ ان تمام روایات کو سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد ان کی اسناد کے بارے عادلانہ جرح و تنقید

(۱۶۳) ــــ محمد بن یونس بن موسی أبو العباس البصری (ت ۲۸۶)، وموسی بن عقبة هو ابن أبی عیاش القرشی أبومحمد المدنی (ت ۱۴۱) تفرد المصنف بإخراجه فی الشعب کما فی الدر المنثور (۱/۹۸)

کرتے میں پھر آخر میں بطور خلاصہ تبصرہ کرتے ہیں جس سے تمام روایات کے علم میں آجانے کے بعد ایک طرف تو ان کی اسنادی حیثیت واضح ہو جاتی ہے دوسری طرف ایک تحقیقی اور صاف ستھرا موقف سامنے آجاتا ہے۔

ہاروت ماروت کے قصے کے بارے میں بھی روایات کی دنیا میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے علامہ ابن کثیر نے ان تمام روایات کو وہ مشق ہوں یا کاٹا ہوں نقل کر کے ان کی اسنادی حیثیت واضح کی ہے اس کے بعد ان کو رد کیا ہے۔ انہیں روایات کو ان الفاظ کے ساتھ پکارا ہے۔ انتہائی غریب۔ انتہائی منکر اس میں انتہائی درجہ کی غرابت ہے۔ اس میں کافی زیادت ہے۔ اغراب ہے۔ نکارۃ ہے مذکورہ روایت کے راوی موسیٰ بن جبیر کے بارے میں کہا کہ وہ مستور الحال ہے۔

ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ روایت میں بہت غلطی کرتا تھا۔ ابن قطان نے کہا ہے کہ اس کا حال غیر معروف ہے بحوالہ تہذیب التہذیب۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ روایات ابن عمر کی در اصل کعب الاحبار سے مروی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ اور فرمایا کہ مذکورہ حدیث کعب الاحبار نے کتب بنی اسرائیل سے نقل کیں۔ ابن کثیر نے اس واقعہ پر جامع تبصرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ۔ ہاروت ماروت کا قصہ تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے، مثلاً مجاہد، سدی، حسن بصری، قتادہ، ابو العالیہ، زہری، ربیع بن انس، مقاتل ابن حبان وغیرہ اور اس کو مفسرین متقدمین ومتاخرین میں سے خلق کثیر نے نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اخبار بنی اسرائیل کی طرف راجع ہے۔ اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع متصل الاسناد نہیں ہے۔ جو صادق مصدوق سے ثابت ہو۔ وہاں قرآن مجید تو ظاہر سیاق قرآن میں اجمال ہے بغیر کسی زیادہ وتفصیل کے ہم اسی کے ساتھ ایمان لائیں گے جو کچھ قرآن میں وارد ہوا ہے۔

ملخص من تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحات ص ۱۳۸۔ ص ۱۳۹۔ ص ۱۴۰۔ ص ۱۴۱۔ ص ۱۴۲۔

مطبوعہ۔ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع لبنان بیروت۔

۱۹۴ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف نے انہوں نے کہا ذکر کیا ہے سفیان نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے کعب سے۔ انہوں نے کہا۔ کہ فرشتوں نے بنی آدم کا اور ان کے گناہوں کا جو وہ کرتے ہیں تذکرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ اپنے آپ سے دو فرشتوں کو منتخب کرو۔ انہوں نے ہاروت ماروت کو منتخب کیا۔ ان دونوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں لوگوں کے پاس ایسے اپنا رسول بھیجوں گا میرے اور تمہارے درمیان رسول نہیں ہوں گے۔ تم اتر جاؤ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا۔ چوری نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔

عبد اللہ کہتے ہیں۔ کعب نے کہا جب وہ دن پورا ہوا جس دن وہ اترے تھے اسی دن انہوں نے اس کا ارتکاب کر لیا جو کچھ ان پر حرام کیا گیا

(۱۹۳) ۔۔۔ محمد بن یونس بن موسی أبو العباس البصری (ت ۲۸۶) وموسی بن عقبة هو ابن أبي عياش القرشي أبو محمد المدني (ت ۱۴۱) تفرد المصنف بإخراجه في الشعب كما في الدر المنثور (۱/ ۹۷)

(۱۹۴) ۔۔۔ أخرجه عبد الرزاق في تفسيره عن الثوري به كما في تفسير ابن كثير (۱/ ۱۴۹) وقال ابن كثير: ورواه ابن جرير من طريقين عن عبد الرزاق به ورواه ابن أبي حاتم عن أحمد بن عصام عن مؤمل عن سفيان الثوري به.

ورواه ابن جرير أيضاً حدثني المثنى حدثنا المعلى وهو ابن أسد حدثنا عبد العزيز بن المختار عن موسى بن عقبة حدثني سالم أنه سمع عبد الله يحدث عن كعب الأحبار فذكره. فهذا أصح وأثبت إلى عبد الله بن عمر من الإسنادين المتقدمين وسالم أثبت في أبيه من مولاه نافع فدار الحديث ورجع إلى نقل كعب الأحبار عن كتب بني إسرائيل والله أعلم

تھا۔ یہ زیادہ مناسب ہے یہ کہ محفوظ ہو۔ اور اس بارے میں علی بن ابی طالب سے بھی مروی ہے۔

اور یہ بات یہ جاری تھی کہ فرشتے افضل ہیں یا انسان اس سلسلہ میں مصنف نے دو موقف بیان کئے تھے

❶ ۔۔۔ کہ انسانی رسول ملائکہ رسولوں سے افضل ہیں۔

❷ ۔۔۔ کہ تمام مومن انسان ملائکہ سے افضل ہیں (مترجم) اب مصنف فرماتے ہیں کہ جس نے آخری قول کیا ہے اس کے لئے بہتر تھا کہ یوں کہتا خصوصا اس وقت جب کہ اطاعت کی توفیق اور معصیت سے بچنے کی طاقت اللہ عزوجل کی طرف سے ہوتی ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ افضل وہی ہونا چاہئے جس کو توفیق زیادہ حاصل ہو۔ اور جس کی گناہوں سے حفاظت وعصمت زیادہ ہو۔ (لہذا حقیقت ظاہرہ کچھ یوں نظر آتی ہے کہ) ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ اطاعت جس کا وجود محض اللہ کے توفیق عطا کرنے سے ہوتا ہے اور گناہوں سے بچنا اور عصمت بھی دونوں چیزیں فرشتوں میں زیادہ ہیں تو واجب ہے کہ وہی افضل ہوں۔

شیخ حلیمی کا موقف:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے توقف کر دونوں اقوال کی توجیہ ذکر فرمائی ہے مگر میں اسے نقل نہیں کرتا۔

انہوں نے ملائکہ کی افضلیت کو اختیار کیا ہے۔ جب کہ ہمارے اکثر اصحاب نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے اور یہ امر آسان بھی ہے۔ مگر اس میں کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ ہاں صرف اسی شی کی معرفت کہ وہ خود جس نظریہ پر ہے۔

۱۶۵ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے اسماعیل بن رجاء سے اور عمر سے مولیٰ ابن عباس سے اس نے ابن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا کہ لفظ جبرائیل و میکائیل ایسے ہیں جیسے عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔

۱۶۶ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسین عبد الصمد بن علی بن مکرم بزاز نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن ابی عثمان طیالسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ اسحٰق بن محمد فروی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الملک بن قدامہ نے عبد الرحمٰن بن عبداللہ بن دینار سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

---

(۱۶۵) ۔۔۔ أخرجه ابن أبي حاتم من طريق سفيان عن الأعمش به كما في تفسير ابن كثير (۱/۱۹۰)

(۱۶۶) ۔۔۔ عبد الصمد بن علي بن (محمد بن) مكرم البزار أبو الحسين (خط ۱۱/۴۱)، وإسحاق بن محمد الفروي (ت ۲۲۶)، عبد الملك بن قدامة الجمحي (ضعيف) (تقريب)

أخرجه الحاكم في المستدرك (۳/۸۷ و ۸۸)، وابن نصر المروزي في تعظيم قدر الصلاة رقم (۲۵۵) كلاهما من طريق إسحاق بن محمد الفروي به.

وقال الحاكم صحيح على شرط البخاري ولم يخرجه وقال الذهبي منكر غريب وما هو على شرط البخاري، عبد الملك ضعيف تفرد به

وقال ابن كثير في التفسير (۸/۲۹۸):

هذا حديث غريب جداً بل منكر نكارة شديدة وإسحاق الفروي روى عنه البخاري وذكره ابن حبان في الثقات وضعفه أبو داود والنسائي والعقيلي والدارقطني وقال أبو حاتم الرازي "كان صدوقاً إلا أنه ذهب بصره فربما لقن وكتبه صحيحة وقال مرة هو مضطرب وشيخه عبد الملك بن قدامة أبو قتادة الجمحي تكلم فيه أيضاً والعجب من الإمام محمد بن نصر كيف رواه ولم يتكلم عليه ولا عرف بحاله ولا تعرض لضعف بعض رجاله؟!

غير أنه رواه من وجه آخر عن سعيد بن جبير مرسلاً بنحوه ومن طريق آخر عن الحسن البصري مرسلاً قريباً منه.

کہ حضرت عمر تشریف لائے جب نماز قائم ہو رہی تھی۔ انہوں نے ابو جحش لیثی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز سے رک جانے کا قصہ بیان کیا اور اس میں یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھیے تاکہ میں تجھے ابو جحش کی نماز سے اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی بیان کروں بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے آسمان میں کچھ ایسے فرشتے ہیں جو بطور عبادت ہر وقت اپنے سروں کو عاجزی سے جھکائے ہوئے ہیں وہ سر نہیں اٹھائیں گے جب تک کہ قیامت قائم نہ ہو جائے۔ جب قیامت قائم ہوگی وہ اپنے سروں کو اٹھائیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے دوسرے آسمان میں ایسے فرشتے ہیں جن کے سر سجدے میں ہیں وہ اپنے سر سجدے سے نہیں اٹھائیں گے جب تک کہ قیامت قائم نہ ہو جائے۔ جب قیامت قائم ہوگی وہ سجدے سے اپنا سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

(فائدہ) ــــ ظاہر و ما لک الملک ہے جو وہ ملائکہ ہے وہ غنی ہے اس کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں اور عبادت کرنے والوں کی کمی نہیں، جس کو وہ اپنے آگے جھکنے کی توفیق عطا کردے وہی کامیاب ہے۔

اللھم اجعلنا منھم

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس روایت کو پوری تفصیل کے ساتھ حضرت عمر کے مناقب میں نقل کیا ہے۔

۱۶۷ ــ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی مریم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن فروخ نے کہ مجھے خبر دی ہے اسامہ بن زید نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابان بن صالح نے مجاہد سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے فرمایا۔

بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے فرشتے ہیں سوائے محافظ فرشتوں کے وہ لکھتے ہیں ہر درخت کے ہر اس پتے کو بھی جو جھڑتا ہے جب تم میں سے کسی انسان کو کسی میدان یا جنگل میں کوئی مجبوری یا پریشانی لاحق ہو تو اسے چاہیے کہ آواز دے اور پکارے اللہ کے بندو میری مدد کرو تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

باب نمبر ۴

ایمان کا چوتھا شعبہ

"ایمان بالقرآن"

جو کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے

اور ان تمام کتابوں کے ساتھ ایمان جو دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یاایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ
والکتاب الذی انزل من قبل (النساء ۱۳۶)

اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے نازل کی اپنے رسول پر
اور اس کتاب پر جو نازل کی اس سے پہلے۔

اور ارشاد فرمایا

والمومنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ (البقرۃ ۲۸۵)

اور سب مومن بھی۔ ہر ایک ایمان لایا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔

اور ارشاد ہے:

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (البقرۃ ۴)

اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ پر اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے (یعنی دیگر کتب)

علاوہ ازیں دیگر بہت سی آیات بھی اسی مفہوم میں آئی ہیں۔

اور ہم ابن عمر کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں روایت کر چکے ہیں۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا

ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ

یہ کہ ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ۔

فائدہ ... یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایمان بالقرآن اور ایمان بالکتب السماویہ ایمان کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ (مترجم)

ایمان بالقرآن کے شعبے اور حصے

ایمان بالقرآن کے کئی حصے اور کئی شعبے ہیں۔

ایمان بالقرآن کا پہلا شعبہ:

اس بات پر ایمان رکھنا کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وضع کردہ (تیار کردہ گھڑا ہوا) نہیں ہے اور نہ ہی جبرائیل کا

وضع کردہ ہے۔

دوسرا شعبہ:

اس بات کا اقرار کرنا کہ وہ معجز نظم ہے اگر سارے جن اور انسان اس بات سے متفق ہو جائیں کہ وہ اس کی مثل بنا کر لے آئیں تو اس پر وہ قادر نہیں ہوں گے۔

تیسرا شعبہ:

اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ پورا قرآن مجید جس کو چھوڑ کر نبی علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے تھے وہ یہی ہے جو مسلمانوں کے مصاحف میں (قرآنوں) میں ہے اس سے کوئی شئی فوت نہیں ہوئی (کوئی چیز رہ نہیں گئی) اور نہ ہی کسی بھولنے والے کے بھولنے سے کچھ ضائع ہوا ہے اور نہ ہی کسی صحیفے کے گم ہو جانے سے، نہ ہی کسی قاری کی موت سے نہ ہی کسی چھپانے والے کے چھپانے سے کچھ نقصان ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس میں سے کسی شئی میں کوئی تحریف وتبدیلی کی گئی ہے نہ ہی اس میں کوئی حرف زیادہ کیا گیا ہے۔ نہ ہی کوئی حرف اس سے کم کیا گیا ہے۔ اس بات کی پہلی دلیل اور پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلافا کثیرا. (النساء ۸۲)

پس کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں۔ اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں پاتے بہت اختلاف۔

دوسرا ارشاد ہے:

وھذا کتاب انزلناہ مبارک فاتبعو . (انعام ۱۵۵)

اور یہ قرآن ایک کتاب ہے جو نازل کی ہے ہم نے، بڑی برکت والی ہے پس اسی کی پیروی کرو۔

تیسرا ارشاد ہے:

لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ والملائکۃ یشھدون و کفی باللہ شھیدا (النساء ۱۶۶)

لیکن اللہ گواہی دیتا ہے اس کو جو نازل کیا آپ کی طرف، کہ اس کو نازل کیا ہے اپنے علم سے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ گواہ۔

چوتھا ارشاد ہے:

وانہ لتنزیل رب العلمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین. (الشعراء ۱۹۲۔۱۹۳)

بے شک وہ قرآن اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کا۔ اترا اس کو لے کر روح الامین (جبرائیل) آپ کے دل پر تاکہ آپ ہوں ڈرانے والے۔

پانچواں ارشاد ہے:

انا انزلنا قرانا عربیا لعلکم تعقلون. (یوسف ۲)

بے شک اتارا ہے ہم نے قرآن عربی تاکہ تم سمجھو۔

مذکورہ آیات میں ہے کہ یہ کتاب ہم نے اتاری ہے بابرکت کتاب ہے اس کی اتباع کرو۔ تیسری آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اپنے علم کے ساتھ نازل کیا ہے۔ پہلی آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کسی غیر کی طرف نہیں ہے۔

دوسری آیت میں یہ حکم اس بات کی گواہی اللہ بھی دیتا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

چوتھی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن کو ساتھ لے کر جبرائیل امین اترے ہیں جنہوں نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اتارا ہے تو گویا حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن کو اس کے مقام معلوم سے دھرتی پر اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے اور حوالے کرنے والے ہیں پانچویں آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم اس کو سمجھو مطلب ہے کہ ہم نے رسول اور نمائندہ بھیجا ہے جو قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کرنے والا ہے تو وہ نمائندہ بلندی سے پستی کی طرف کلام کو منتقل کرنے والا ہے جس کی اس نے حفاظت بھی کی ہے۔

الا له الخلق والامر (اعراف ۵۴)

خبردار مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اور اپنے امر کو الگ اور فاصلہ کر کے بیان فرمایا (واو عاطفہ کے ساتھ عطف مغایرت کو تقاضا کرتا ہے جس کا مطلب ہے کہ الخلق یعنی مخلوق الگ چیز ہے اور امر الگ چیز اگر امر بھی مخلوق ہوتا تو پھر واو کے ساتھ فاصلہ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

لولا كلمة سبقت من ربك (طہ ۱۲۹)

اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے گذر چکی تھی۔ رب کی طرف سے مطلق سبقت اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز پر سابق ہونے کو تقاضا کرتی ہے۔

اور ارشاد ہوا:

انما قولنا لشىء اذا اردناه ان نقول له كن فيكون (النحل ۴۰)

ہمارا قول کسی بھی شے کے لئے۔ جس وقت ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں کہ ہم اس کو یہ کہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا قول مخلوق ہوتا تو دوسرے قول سے متعلق ہوتا اور یہ حکم اس قول کا ہوتا حتی کہ یہ سلسلہ لا متناہی ہوتا جو کہ محال ہے۔

اگر مولانا کا لفظ مخلوق ہوتا۔ تو ایک اور قول کے ساتھ تعلق رکھتا۔ اور یہ حکم اس قول کا ہوتا۔ یہاں تک کہ تعلق پڑتا اس سلسلے کے ساتھ جو ختم نہیں ہوتا اور یہ محال ہے استاذ ابوبکر محمد بن حسن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ممکنہ اعتراض کے بارے فرمایا کہ کلام در حقیقت اللہ تعالیٰ سے دلیل کے ساتھ ثابت ہے۔ اور اللہ قول "کن" امر تکوینی ہے غیر موجود کو وجود بخشنے کے لئے ہے۔ امر تکلیف کے لئے نہیں ہے یعنی بندوں اس قول کے نہیں جیسے اللہ نے مشرکین سے فرمایا کہ پتھر بن جاؤ یا لوہا۔ یا جیسے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ۔ تم بندر بن جاؤ یہ دونوں امر تکلیف کے لئے یعنی مکلف بنانے کے لئے تھے۔

اور "کن فیکون" میں کن کے امر کے تعلق خاص اس وقت سے ہوگا جس کے بارے میں اللہ کے علم میں ہے کہ فلاں کام فلاں وقت میں ہوگا وہ وقت اس لئے ہوگا جیسے کہ اس کے نفس نے آواز کو آواز کے موجود ہونے کے وقت سنا ہے۔

اگرچہ اس سے وجود سے پہلے بھی سننے والا تھا مگر وہ سماع صوت سے متعلق ہوا ہے اس کے موجود ہو جانے کے وقت اس اعتبار سے کہ اس نے اس کو اسی وقت سنا ہے اس سے قبل نہیں۔۔

اور "فیکون" کی فا تعقیب کو تقاضا نہیں کرتی۔ اپنے متعلق میں۔ اس لئے کہ یہ فیکون والا جملہ انما کا جواب ہے۔

گویا کہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا قول کن جس چیز کے متعلق ہوتا ہے نہیں ہوگا مگر اس حال میں ہوگا کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ اس وقت میں ہوگا۔ اور یہ قول کن مستقبل کے لئے بھی لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کا ما بعد بمنزلہ مصدر کے ہے جیسے اس آیت میں:

وان تصوموا خير لكم

یہ قول:

ربوبیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ذات کی وحدانیت کی دعوت دی ہے۔ جب کہ یہ کفر ہے۔ اور اگر وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس غیر نے اللہ کی طرف دعوت دی ہے تو پھر اس کا یہ قول جھوٹا ہوگیا۔ انی انا ربک کہ میں تیرا رب ہوں اور انسی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے لہٰذا میری عبادت کیجئے۔

جب کہ ایسی صورت میں اس غیر کو یہ کہنا چاہیے تھا۔

ربی وربک فاعبدہ

میرا اور تیرا وہی رب ہے اس کی عبادت کیجئے۔

اور وہ اس بات پر دلالت کرتا کہ اس نے اس قول کو اس ذات سے سنا ہے جس کے لئے ربوبیت ہے اور وحدانیت ہے۔ اور اس لئے کہ امت تمام اہل ملل کے ساتھ اس بات پر متفق ہو چکی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی کا شرف وفضیلت خاص طور پر حاصل ہے۔ اگر مذکورہ قول کو موسیٰ علیہ السلام نے مخلوق سے سنا ہوتا تو یہ اس کی خصوصیت نہ ہوتی اور نہ ہی کوئی شرف وفضیلت اور نہ ہی اس ذات سے کوئی مشابہت جس نے اس کو جبرائیل سے سنا کوئی زیادہ خصوصیت بوجہ جبرائیل کی فضیلت زیادہ ہونے کے اس آواز پر جسے اللہ تعالیٰ نے فی الوقت موسیٰ علیہ السلام کے لئے پیدا کیا تھا۔

اور ہم عمر بن خطاب کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام کے مناظرے کا قصہ روایت کر چکے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں تیرے ساتھ اللہ نے پردے کے پیچھے کلام کیا تھا اور اللہ نے تیرے اور اپنے درمیان اپنی مخلوق میں سے کسی کو نمائندہ مقرر نہیں کیا تھا۔

۱۹۸۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روزباری نے کہ خبر دی ہے ابوبکر بن داسہ نے ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن کثیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے عثمان بن مغیرہ سے انہوں نے سالم سے یعنی ابن ابوجعد سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں اپنے آپ کو لوگوں پر پیش فرماتے تھے کہ کیا ہے کوئی آدمی؟ جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے چلے۔ اس لئے کہ قریش نے مجھے منع کردیا ہے کہ میں اپنے رب کا کلام لے جاؤں (یہاں بھی رب کا کلام کہا۔) (ایسے ہی) ہم نے حضرت ابوبکر صدیق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جب مکہ کے مشرکوں کے سامنے سورۃ روم پڑھی تو انہوں نے کہا یہ وہی ہے جو تیرا دوست (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے تو صدیق نے جواب دیا کہ لا قسمت کلام اللہ عزوجل نہیں بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ فرمایا)۔

اور ایک دوسری روایت میں ایسے الفاظ ہیں۔ کہ یہ نہ تو میرا کلام ہے اور نہ ہی میرے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہے بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے (یہاں بھی صدیق نے کلام اللہ فرمایا)۔

اور ہم نے عامر بن شہر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ میں شاہ حبشہ نجاشی کے پاس بیٹھا تھا اس کے ایک بیٹے نے انجیل کی کوئی آیت پڑھ ڈالی اور پھر تھوڑی ہنس پڑا تو نجاشی نے کہا کیا تم کلام اللہ پر ہنستے ہو۔ (نجاشی نے بھی کلام اللہ کہا)

---

(۱۹۸)۔۔۔ أخرجه أبوداود (۴۷۳۴) عن محمد بن كثير عن إسرائيل، والترمذي (۲۹۲۵) عن محمد بن إسماعيل عن محمد بن كثير عن إسرائيل كلاهما عن عثمان بن المغيرة به وقال الترمذي: حسن صحيح

وأخرجه ابن ماجة (۲۰۱) والحاكم في المستدرك (۲/۶۱۲) من طريق إسرائيل. به.

وقال الحاكم صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبي.

اسی طرح ہم نے حضرت خباب بن ارت سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ جس قدر استطاعت رکھتے ہو اللہ کا قرب حاصل کرو اور یقین کرو تم ہرگز اللہ کے قریب نہیں ہو سکتے کسی بھی چیز کے ذریعے جو اللہ کو اس کے کلام سے زیادہ محبوب ہو۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ فرمایا) اور ہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اصدق الحدیث کلام اللہ کی سچی بات اللہ کا کلام ہے۔ (انہوں نے بھی اللہ کا کلام فرمایا)۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا القرآن کلام اللہ۔ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لو ان قلوبنا طهرت لما شبعنا من كلام الله

اگر ہمارے دل پاک ہوں تو ہم اللہ کے کلام سے بھی سیر نہیں ہوں گے۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ کہا)

اور حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ماحكمت مخلوقاً انما حكمت القران.

کہ میں نے کسی مخلوق کو فیصل نہیں بنایا بلکہ میں نے تو قرآن کو فیصل بنایا ہے۔

(قرآن کہا جب کہ قرآن یہ وہ چیز ہے جو کلام اللہ ہونے کے یقین کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ (وہی کلام اللہ فرمایا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی اور دعا میں ایک آدمی نے یوں کہا:

اللهم رب القران العظيم اغفر له فقال له ابن عباس لثكلتك امك ان القران منه ان القران منه.

اے اللہ اے عظیم قرآن کے رب اس بندے کو معاف فرمادے تو حضرت عبداللہ بن عباس نے اس شخص کو کہا کہ

بے شک قرآن اسی سے ہے بے شک قرآن اسی سے ہے (یعنی اس کا کلام ہے اس کی صفت ہے)۔

ان مذکورہ آثار کی اسناد ہم نے کتاب الصفات میں بیان کر دی ہیں اور اس بارے میں جو کچھ نبی کریم سے اور ان کے صحابہ و تابعین سے اور تبع تابعین سے مروی ہے وہ بھی ذکر کر دیا ہے۔

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے

۱۶۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے "التاریخ" میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسحق ابراہیم بن عبداللہ اصفہانی نے۔ انہوں نے خبر دی ہے ابو احمد محمد بن سلیمان بن فارس سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا ہے حکم بن محمد ابو مروان طبری نے کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے کہ ابن عیینہ نے وہ کہتے ہیں میں نے ستر سال سے اپنے مشائخ کو ایسا پایا ہے کہ جن میں عمرو بن دینار بھی ہیں وہ سب یہ کہتے تھے کہ:

القران كلام الله ليس بمخلوق

قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

بخاری حکم سے ایسے ہی روایت فرمایا ہے۔

اس کو روایت کیا ہے سلمہ بن شبیب نے حکم بن محمد سے کہ انہوں نے فرمایا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ستر سال سے کہ وہ کہتے تھے۔ پھر اسی مذکورہ حکایت کا مفہوم ذکر فرمایا۔

۱۷۰- ہمیں خبر دی ہے ابو منصور فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو احمد حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عروبہ حرانی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے سلمہ بن شبیب نے۔ پھر مذکورہ قول کو نقل کیا۔ اور اس کو حکم بن محمد نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عمرو بن دینار کے مشائخ صحابہ کرام کی ایک جماعت ہیں۔ ان میں سے

1. عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔
2. عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔
3. جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔
4. عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں اور اکابر تابعین ہیں۔

ہم نے یہی قول علی بن حسین سے اور جعفر بن محمد صادق سے اور مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، حماد بن زید، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمن بن مہدی، محمد بن ادریس شافعی، یحییٰ بن یحییٰ، احمد بن حنبل ابو عبید محمد بن اسماعیل بخاری اور ان کے سوا جلیل القدر مشائخ سے یہی قول نقل کیا ہے جب کہ (قرآن کے مخلوق ہونے والی) بدعت کو جعد بن درہم نے ایجاد کیا تھا اور اس سے جہم نے نقل کیا تو اس کو خالد بن عبداللہ نے قسری نے عید قربانی کے دن ذبح کر دیا تھا۔

استاذ ابو بکر بن فورک کا ارشاد:

استاذ ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کلام حادث ہوتا پیدا ہوتا اس کے لئے اور پہلی بار وجود میں آنے سے قبل اللہ تعالیٰ عدم کلام یعنی متکلم نہ ہونے کی صفت کے ساتھ موصوف ہوتا۔ جیسے کہ اگر اللہ تعالیٰ غیر عالم ہوتا تو جہل و نادانی سے اور علم سے مانع آفت سے موصوف ہوتا۔ اگر بالفرض والمحال ایسے ہوتا تو ضرور ایسا وقت بھی اس پر گذرا ہوتا کہ وہ اس حال میں متکلم نہ ہوتا۔ جیسے اگر وہ شروع سے ہی نہ جانتا ہوتا تو ایک ایسا وقت بھی اس پر گذرا ہوتا کہ وہ اس وقت علم سے موصوف نہ ہوتا (تو یہ تمام صفات و کیفیات نقص ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ ہمہ قسم کے نقائص سے پاک ہے) لہٰذا واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ ازل سے متکلم تھا اس لئے کہ اس کو کلام کی منافی صفات مثلاً سکوت گونگا پن۔ یہ چیزیں لاحق نہیں ہوتیں۔

اگر آپ چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ کلام اللہ اگر مخلوق ہوتا تو ضروری ہوتا کہ اس کے پیدا کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ اس کی ضد اور مخالف صفت سے بھی موصوف ہوتے۔ اس لئے کہ یہ محال ہے کہ کوئی شی اور زندہ صفت کلام سے بھی خالی ہو اور اس کے عدم سے بھی خالی ہو۔ اور اگر عدم کلام اللہ تعالیٰ کے لئے قدیم ہوتا تو اس کا عدم یعنی متکلم ہونا ممکن نہ ہوتا اور یہ مفروضہ یہاں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام ان صفات کا محال ہونا لازم آتا ہے۔ جیسے امر ہوا، نہی ہوئی، خبر ہوئی اور یہ سب دین کے خلاف ہے۔

اس لئے کہ اللہ کا کلام اگر مخلوق ہوتا تو تین حال سے خالی نہ ہوتا یا تو اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات میں پیدا کیا ہوتا۔ یا اپنے ماسوا اور غیر میں۔ یا بالکل لاشی میں۔ جب کہ یہ تیسری صورت عقلاً محال ہے یعنی کلام کو پیدا کرنا لاشی میں۔ اس لئے کہ یہ عرض ہے اور عرض قائم بذاتہ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی محال ہے کہ اس کو اپنی ذات میں پیدا کرتا اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اندر تغیر و تصرف کر رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی تغیر و حوادث کا محل نہیں ہے (بلکہ اس سے پاک ہے) اور یہ بھی محال ہے کہ وہ کلام کو اپنے سوا اور غیر میں پیدا کرتا۔ کیونکہ کلام اگر اللہ کے ماسوا

(۱۶۹ و ۱۷۰) ..... اخرجه البخاری فی خلق افعال العباد رقم (۱) عن قتیبة عن الحکم بن محمد الطبری به

اور غیر میں پیدا ہوتا تو اس کی نسبت اور اضافت بھی اسی غیر کی طرف ہوتی اسی کے خاص اوصاف کے طور پر تمام اعراض کی طرح جیسے علم ہو قدرت ہو کوئی حیات ہو کوئی تو جب ان کو غیر اللہ اور ماسوا اللہ میں پیدا کرتا تو وہ کلام اللہ نہ ہوتا۔ (بلکہ کلام غیر اور کلام فلاں ہوتا اور اس صورت میں کوئی امر اللہ کا امر نہ ہوتا اور کوئی نہی اللہ کی ہی نہ ہوتی۔ تو مطلب یہ برآمد ہوا کہ اللہ کا کلام اللہ کی صفت ہے اور قدیم ہے حادث نہیں ہے مخلوق نہیں ہے اس کا مخلوق ہونا محال ہے (مترجم)

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ کا کلام ماسوا اللہ میں از راہ تفضل و عنایت ہو سکتا تھا جیسے اس کا فعل بطور تفضل و عنایت اسی کا ہو سکتا ہے اگرچہ وہ غیر میں ہو۔

تو اس کا یہ جواب دیا جائے گا کہ تفضل اسم ہے کئی کئی جنسوں کو شامل ہے۔ اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے خصوصی اوصاف کے طور پر۔ پس اگر ایک قوت ہو جو منسوب کی گئی ہو اسی مخلوق کی طرف جس میں وہ پیدا کی گئی ہے اگرچہ سمع یا بصر ہو۔ تو بھی اسی طرح ہوگا۔ تو کہہ دو کہ۔ بایں طور کہ امر اور نہی کے نام کے ساتھ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا کہ یہ فلاں کا قول ہے یا فلاں کا کلام ہے پس اگر یہ منسوب کریں اس کو نہ خصوصی طور نہ عمومی طور پر۔ نہ جملہ کی طرف اور نہ ہی کل وجگہ کی طرف تو دونوں میں معاملہ جدا ہو جائے گا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر اللہ کا کلام مخلوق نہ ہوتا تو ہمیشہ مخبر ہوتا۔

انا ارسلنا نوحا (نوح:۱)

ہم نے نوح علیہ السلام کو بھیجا۔

ہمیشہ بھیجتا جب کہ یہ جھوٹ ہے جواب میں کہا جائے گا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا؟

وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق　　(ابراہیم ۲۲)

شیطان کہے گا اس وقت جب فیصلہ ہو چکے گا بیشک اللہ نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تمہیں جھوٹا وعدہ دیا تھا۔

اور یہ نہیں کہا کہ بعد میں کیا وہ جھوٹ ہے؟ اگر معترض کہے اس کا معنی ہے عنقریب کہے گا۔ تو جواب دیا جائے گا کہ یہی جواب ہے انا ارسلنا نوحا کا بھی ہے کہ اس کے ازل میں خبر تھی اس بارے میں کہ عنقریب ہم نوح ... کو بھیجیں گے۔ یہ خبر نوح کو بھیجنے کے بارے پہلے تھی۔

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ متکلم ہوتا تو اس کا مطلب ہوگا کہ وہ ہمیشہ امر کرنے والا ہوتا حالانکہ اس طرح مخلوق کو امر کرنا لازم آتا ہے جو کہ موجود ہی نہیں کیونکہ ازل میں مخلوق موجود نہیں تھی لہذا اس کو امر کرنا جو موجود ہی نہ ہو محال ہے۔

جواب یہ دیا جائے گا کہ ہمارے اصحاب میں سے جس نے یہ کہا ہے کہ ہمیشہ امر کرنے والا تھا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امر اس کیفیت سے تھا کہ (اے مامور) جب تو پیدا ہوگا اور پھر تو بالغ ہوگا اور تیری عقل مکمل ہو جائے گی تو یہ امر (تجھ پر لاگو ہو جائے گا پھر) تم اس وقت ایسے ایسے کرنا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ امر ہیں جو بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے ہیں۔

اور ہمارے اصحاب میں سے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ازل میں غیر امر تھا یعنی امر کرنے والا نہیں تھا تو یہ مطلب ہوگا کہ اس کا کلام امر ہوگا معنی اور مفہوم کے حدوث وجود کے لئے۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ لازم نہیں ہے کہ جب ازل میں متکلم ہو تو ازل میں ہمیشہ امر کرنے والا بھی ہو اس لئے کہ کلام کی حقیقت امر کی حقیقت کی غیر ہے اور مختلف ہے۔

اس سے دلیل پکڑنا کہ چونکہ اللہ نے بنایا ہے تو مطلب یہی ہوا کہ وہ مخلوق ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ بنانے سے مراد تخلیق کرنا۔ ازسر نو بنانا نہیں بلکہ اس سے مراد ہے سمیناہ کہ ہم نے اس کا یہی نام رکھا ہے جیسے اس آیت میں جعل سے مراد بنانا نہیں بلکہ نام رکھنا مراد ہے۔

وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عباد الرحمن اناثا

کہ مشرکوں نے ملائکہ جو کہ رحمن کے بندے ہیں مشرکوں نے ان کا مؤنث کر دیا ہے اور بنا دیا ہے۔

اس سے مراد بنانا یا تخلیق کرنا نہیں جب کہ مراد ہے کہ انہوں نے ملائکہ کو مؤنث ہونے کے ساتھ منسوب و موصوف کر دیا ہے۔

شیخ حلیمی کا قول:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

انہ لقول رسول کریم (الحاقہ ۴۰)

بے شک قرآن قول ہے عزت والے قاصد کا۔

ولا بقول کاھن (الحاقہ ۴۲)

نہیں ہے قول کسی کاہن کا۔

انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین (التکویر ۱۹۔۲۱)

بے شک قرآن قول ہے عزت والے قاصد کا طاقت ور ہے عرش والے کے پاس قرار پکڑنے والا۔ وہاں اطاعت کیا ہوا۔

ان تینوں آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید عزت والے قاصد کا قول ہے یعنی جبرائیل نے اس کو بول کر اور پڑھ کر رسول اللہ کو سنایا ہے اور کسی کاہن کا قول نہیں ہے یعنی ایسے کسی ناپاک کے منہ اور زبان کے الفاظ نہیں ہیں۔

بلکہ مقدس فرشتے نے اللہ سے حاصل کر کے سب سے پہلے اس کا نطق کیا ہے۔ (مترجم)

شیخ حلیمی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ وہ عزت والے قاصد کا بولا ہوا اور نطق کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ نے قرآن کو عزت والے رسول سے اور قاصد سے حاصل کیا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ایسا قول جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عزت والے قاصد اور نمائندے سے سنا ہے جب وہ عزت والا رسول اور نمائندہ قرآن کو لے کر حضور پر اترا ہے اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ

اور اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک بھی آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دیجیے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔

شیخ حلیمی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ثابت فرما دیا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ اللہ کا کلام جبرائیل کا کلام بھی ہو ایک ساتھ یعنی خالق کا کلام بعینہٖ مخلوق کا کلام ہو ایسا ہونا ممکن نہیں لہذا ثابت ہوا کہ وہی معنی ہوگا جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ آیات سے مقصود مشرکین کی تکذیب ہے ان کے اس گمان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کو از خود وضع کر لیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ قرآن وحی ہے حضرت جبرائیل امین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر اتارا ہے اور جبرائیل نے اس کو اللہ کی طرف سے اتارا ہے۔

قرآن مجید جمع کرنے والی حدیث کا تذکرہ

جمع کرنے کی بابت پس منظر سے پیش منظر تک

١٨١ ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہمیں ابوالحسن علی بن محمد بن عقبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن موسیٰ اشیب نے ابراہیم بن سعد زہری سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو نصر محمد بن محمد بن علی بن مقاتل ہاشمی قزوینی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو خلیفہ فضل بن حباب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید طیالسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے عبید بن سباق سے انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ

میرے پاس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کی شہادت کے موقع پر بلاوا بھیجا۔ میں حاضر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت عمر تشریف لائے ہیں کہ یمامہ کی جنگ قتل قراء کے ساتھ بڑی شدید ہوئی ہے (کیونکہ اس جنگ میں قرآن مجید کے ستر قاری شہید ہو گئے تھے) جس سے مجھے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر اسی طرح دیگر جنگوں میں بھی قراء قتل ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بہت سارا حصہ ضائع ہو سکتا ہے (اس لئے کہ اس وقت تک قرآن مجید باضابطہ تحریر میں ایک کتاب کی صورت میں نہیں تھا بلکہ قراء کے سینوں میں جمع تھا یا الگ سورتوں کی صورت میں لکھا ہوا تھا) عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔ مگر میں نے عمر سے جواباً کہا ہے کہ میں اس کام کو کیسے کروں؟ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر نے جواب دیا ہے کہ یہ کام اللہ کی قسم خیر ہے (بہتر ہے) لہٰذا وہ بار بار میرے ساتھ اس بات پر حضرت عمر بات چیت اور بحث و تمحیص کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دیا لہٰذا اب اس بارے میں میری رائے بھی وہی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ حضرت زید فرماتے ہیں ابوبکر صدیق نے فرمایا (اے زید) بے شک آپ جوان آدمی ہو عقلمند ہو، ہم لوگ آپ کو تہمت بھی نہیں لگاتے (یعنی آپ ہمارے نزدیک بدنام نہیں ہیں بلکہ پاکباز ہیں) اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے لئے وحی کی کتابت بھی کیا کرتے تھے۔ لہٰذا آپ قرآن میں ڈھونڈ بھال کریں اور اسے جمع کریں۔ حضرت زید فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر یہ لوگ مجھے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانے کی تکلیف اور ذمہ داری دیتے تو مجھ پر کوئی زیادہ بھاری نہ ہوتی اس ذمہ داری سے جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا یعنی قرآن مجید جمع کرنے کی ذمہ داری ہے۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے کہا آپ لوگ وہ کام کیونکر کرتے ہو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام خیر ہے (یعنی بہتر ہے) چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار میرے سے مسلسل بات چیت اور بحث و تمحیص کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا اس کام کے لئے جس کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے تتبع و ڈھونڈ بھال اور تلاش قرآن شروع کر دی۔ میں اسے کاغذ کے ٹکڑوں سے اور کھجور کے پتوں سے اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا۔ حتیٰ کہ سورۂ توبہ کا آخر میں نے حضرت ابو خزیمہ کے پاس پالیا۔ اور ابوالولید کی ایک روایت میں ہے کہ۔ حضرت خزیمہ کے ساتھ یا ابو خزیمہ انصاری کے پاس۔ کہ نہیں پایا تھا میں نے اس کو کسی ایک کے پاس ان کے سوا یعنی یہ آیت

لقد جاءکم رسول من انفسکم۔ یعنی خاتمہ سورۂ توبہ۔

حضرت زید فرماتے ہیں کہ صحیفے (قرآن مجید مرتب و مدون شدہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس محفوظ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس محفوظ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر ان کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ حدیث اشیب پوری ہوئی۔

ابو الولید نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ابراہیم بن سعد نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ ارمینیا اور آذربیجان کی فتح میں اہل عراق کے ساتھ مل کر اہل شام کے خلاف جنگ کرتے تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قراءۃ میں ان کے اختلاف نے خوف زدہ کر دیا تھا لہٰذا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ اس امت کو بچا لیجئے اس سے پہلے کہ وہ کتاب اللہ میں اختلاف کریں جیسے یہود و نصاریٰ نے اختلاف کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس نمائندہ بھیجا (اور گذارش کی کہ) آپ مصحف (صدیق و فاروق والا قرآنی نسخہ) میرے پاس بھیجیں یا یہ کہا کہ صحیفے بھیجیے۔ ہم انہیں مصاحف (قرآنوں) میں لکھ لیں گے پھر وہ (اصل نسخہ) آپ کے پاس واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ ام المومنین سیدہ حفصہ نے وہ مصحف حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو بلایا اور انہیں حکم دیا اور عبداللہ بن زبیر کو اور سعید بن عاص کو (یہاں تک کا اضافہ ابو الولید کی روایت کا تھا) اور ابو الولید کے ماسوا نے اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے کہا ہے۔ کہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) ان لوگوں کو حکم دیا کہ (مختلف) صحیفوں کو مصاحف (قرآنی نسخوں) میں نقل کریں اور ان سے کہا کہ جس چیز میں تم لوگ اور زید بن ثابت اختلاف کرو تو اس کو قریش کی لغت کے ساتھ لکھو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن انہیں کی زبان کے ساتھ نازل ہوا ہے لہٰذا اہتمام کیجئے۔ مصاحف میں لکھ لئے گئے پھر حضرت عثمان نے (مملکت اسلامی) کے ہر کونے میں ایک ایک مصحف بھیج دیا۔ اور باقی ماندہ مصحف یا صحیفوں اور قرآنی اوراق کے لئے یہ حکم دیا کہ یا تو ان کو مٹا دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ (اور راکھ پہاڑوں میں دفن کروا دی گئی۔)

ابن شہاب نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے خارجہ بن زید نے کہ اس نے زید بن ثابت سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت گم پائی جب صحیفے لکھے جا رہے تھے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے آپ اس آیت کو پڑھتے رہتے تھے۔ میں نے اسے تلاش کیا تو میں نے اسے خزیمہ بن ثابت انصاری کے ساتھ پالیا۔ وہ یہ آیت تھی۔

من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه. (الاحزاب ۲۳)

لہٰذا میں نے اس کو قرآن میں اسی سورۃ کے ساتھ الحاق کر دیا۔

قرآن مجید کی جمع و ترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی

ابن شہاب نے کہا کہ اس دن لفظ تابوت کے بارے میں اختلاف ہوا حضرت زید بن ثابت نے فرمایا لفظ ہے "التابوہ" اور ابن زبیر اور سعید بن عاص نے "التابوت" کہا ان کا اختلاف حضرت عثمان کی خدمت میں لے جایا گیا آپ نے فرمایا اس کو التابوت لکھو اس کو بخاری نے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے انہوں نے ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ہے۔

سوائے قول ابن شہاب کے۔

(۱۷)۔۔۔۔ اخرجه البخاری (۸/۳۴۴ فتح) والترمذی (۳۱۰۳) من طریق الزهری. به

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تالیف وترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی اور ہم نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

كنا عند رسول الله (صلى الله عليه وسلم) نؤلف القرآن من الرقاع.

ہم رسول اللہ کے پاس قرآن مجید کو (کاغذ یا چمڑے) کے ٹکڑوں سے جمع کرتے اور ترتیب دیتے تھے۔

سوائے اس کے نہیں کہ زید بن ثابت کی مراد ہے۔ جمع وترتیب متفرق آیات کی جو نازل ہو چکی تھیں ان کی سورتوں میں اور ان کو جمع کرنا سورتوں میں نبی علیہ السلام کے اشارے سے تھا۔ اس کے بعد پھر سینوں میں محفوظ تھا (کاغذ اور چمڑے کے) ٹکڑوں میں اور سفید پتھروں اور کھجور کے پتوں میں لکھا ہوا تھا۔ تو ان تمام چیزوں سے صحیفوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے سواء مہاجرین وانصار کے اشارے سے صحیفوں میں جمع کیا گیا۔ پھر جو کچھ صحیفوں میں لکھا گیا تھا اس کو مصاحف میں جمع کیا گیا تھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اشارے سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان کے مطابق۔

اور ہم نے روایت کیا ہے سوید بن غفلہ سے کہ انہوں نے کہا علی بن ابی طالب نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اگر میں ہوتا تو میں بھی مصاحف میں وہی کچھ کرتا جو کچھ حضرت عثمان نے کیا۔

تحقیق ہم ذکر کر چکے ہیں کتاب۔ المدخل میں اور کتاب۔ دلائل النبوۃ کے آخر میں (وہ مواد) جو اس اجماع کو تقویت دیتا ہے۔ اور اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس بات پر اللہ کے بندوں نے اللہ کی کتاب کی حفاظت کی اور اس نے پوری امت کو واضح راستے پر چھوڑا۔ اور ہمیں سنت کی متابعت کی توفیق عطا فرمائی اور بدعت سے اجتناب کی توفیق دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قرآن چھوڑا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن حنفیہ کا ارشاد

۱۷۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوبکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے کہ خبر دی ہے فضل بن محمد بن مسیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قعنبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عبد العزیز بن رفیع سے کہ انہوں نے کہا کہ میں شداد بن معقل کے ساتھ حضرت ابن عباس کے پاس گیا۔ اور ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سوا کوئی اور شے بھی چھوڑی ہے؟

انہوں نے فرمایا:

ماترک سوی ما بين هذين اللوحين.

کہ نہیں بس جو کچھ ان دو تختیوں کے درمیان ہے اس کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔

پھر ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور ہم نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی اسی کی مثل جواب دیا۔

اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں قتیبہ سے انہوں نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

کس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے؟

۱۷۳:..... ہمیں خبر دی ہے سید ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حامد احمد بن حسن حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی نے اور ابو حاتم رازی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یزید بن سنان رہاوی نے کہ ہمیں حدیث بیان

(۱۷۲)..... اخرجه البخاري (۹/ ۶۲ فتح) عن قتيبة بن سعيد عن سفيان. به

کی ہے یزید بن سنان نے یعنی اس کے باپ نے عطاء سے انہوں نے کہا میں نے سنا تھا ابوالحجاج مجاہد بن جبر سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا صہیب سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا

ما امن بالقران من استحل محارمہ

جو شخص قرآن کے حرام کردہ امور وحلال سمجھے اس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔

۱۴۱۔۔۔۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابواحمد بن ابوالحسن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحق بن خزیمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سعید دارمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے صدقہ بن صادق نے جو مولی ہے بنی ہاشم کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مفضل بن فضل نے مجاہد سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے کہا میں نے صہیب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔

ما امن بالقران من استحل حرامہ

جو شخص قرآن کے حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔

مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں "محارمہ"۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام کتابوں کے ساتھ قرآن سمیت ایمان لانا ایسا ہے جیسے تمام رسولوں کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت ایمان لانا ہے اور کلام اللہ کے بارے میں ہمارے اوپر جس چیز کی معرفت لازم ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں اور جانیں کہ اللہ کا کلام اس کی صفت ہے۔ اس کی صفات ذاتیہ میں سے ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس کا کلام پڑھا ہوا ہے فی الحقیقت ہماری قرأت کے ساتھ محفوظ ہے ہمارے قلوب میں۔ لکھا ہوا ہے ہمارے مصاحف میں۔ ان میں حلول ودخول کیا ہوا نہیں ہے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فی الحقیقت مذکور ہے ہماری زبانوں کے ساتھ معلوم ہمارے قلوب میں۔ معبود ہے ہمارے سجدوں میں اور مساجد میں ان میں حلول ودخول کیا ہوا نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے مختلف ہونے کی کوئی حد نہیں اور نہ ہی کوئی تعداد ہے نہ ہی کوئی حصر ہے۔ اور نہ ہی قلیل یا کثیر ہے بلکہ وہ کلام جب عربی میں پڑھا جاتا ہے تو قرآن نام رکھا جاتا ہے۔ اور جب سریانی میں پڑھا جائے تو انجیل نام رکھا جاتا ہے۔ اور جب وہ عبرانی میں پڑھا جائے تو تورات نام رکھا جاتا ہے۔ اور ہماری اس شریعت میں قرأت کا نام اسی کا رکھا جاتا جس کا نام قرآن رکھا جاتا ہے۔ تورات وانجیل کا نام قرأت نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اہل کتاب کی تکذیب فرمائی ہے۔ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھے۔

---

(۴۳۱)۔۔۔۔ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر (۸/ ۳۶ رقم ۷۲۹۵) من طریق محمد بن یزید بن سنان الرھاوی۔ بہ

وقال الھیثمی فی الزوائد (۱/ ۱۷۱) فیہ محمد بن یزید الرھاوی ضعفہ البخاری وغیرہ وذکرہ ابن حبان من الثقات وابوہ یزید ضعفہ ابوداود وغیرہ وقال البخاری مقارب الحدیث۔

(۴۴۱)۔۔۔۔ اخرجہ الترمذی (۵/ ۲۹۱۸) من طریق وکیع عن ابی فروۃ یزید بن سنان عن ابی المبارک عن صھیب مرفوعاً

وقال ابوعیسی: ھذا حدیث لیس اسنادہ بالقوی وقد خولف وکیع فی روایتہ وقال محمد: ابوفروۃ یزید بن سنان الرھاوی لیس بحدیثہ باس الا روایۃ ابنہ محمد عنہ فانہ یروی عنہ مناکیر

قال ابوعیسی وقد روی محمد بن یزید بن سنان عن ابیہ ھذا فزاد فی ھذا الاسناد عن مجاھد عن سعید بن المسیب عن صھیب، ولا یتابع محمد بن یزید علی روایتہ وھو ضعیف وابوالمبارک رجل مجھول

اور کتاب اللہ میں ان کی خیانت کی خبر دی ہے۔ اور کلام اللہ کو اپنے موقف اور اپنے مقام سے بدلنے اور تحریف کرنے کی خبر دی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں۔ (تحریف کرنے کے باوجود کہ) یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کی طرف سے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ جھوٹ کہہ رہے ہیں) اس لئے کسی مسلمان کے پاس کوئی ضمانت نہیں ہے۔ کہ جب ان کی کتابوں سے کوئی شئی پڑھے تو وہی یہود و نصاریٰ کی وضع کردہ گھڑی ہوئی ہو۔

قرآن مجید کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نصیحت

۱۷۵ ـــ تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے۔ احمد بن عبید صفار نے عبداللہ بن بن صقر بن نصر سکری سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مروان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے زھری سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا۔

تم لوگ کسی چیز کے بارے میں اہل کتاب سے کیوں پوچھتے ہو؟ حالانکہ تمہاری وہ کتاب جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے تمام چیزوں سے (اللہ کی طرف سے آنے والی) جدید ترین خبر ہے تم اسے خود پڑھتے ہو وہ کتاب بوڑھی نہیں ہوئی (پرانی نہیں ہوئی) پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اللہ کی کتاب کو بدل دیا تھا اور اس میں تبدیلی کر ڈالی تھی۔ اور وہ اس کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے تھے پھر کہتے تھے کہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے حقیر سا معاوضہ خرید سکیں اور حاصل کر سکیں۔ کیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کر دیا ایسے علم سے جو تمہارے پاس ان سے پوچھنے سے آئے۔ اللہ کی قسم ہم نے ان میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کبھی بھی جو تمہاری طرف نازل ہونے والی کتاب قرآن میں سے کچھ مسئلہ پوچھتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۱۷۶ ـــ ہمیں خبر دی ہے علی نے احمد بن عبید سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن بشر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے کہ ہمیں بیان کیا ہے لیث نے۔ یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

اے مسلمانوں کی جماعت تم کسی شئی کے بارے میں اہل کتاب سے کیسے سوال کرتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جسے اللہ نے تمہارے نبی پر نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جدید ترین خبر ہے جسے تم خود پڑھتے ہو۔ پھر آگے مذکورہ روایت کی مثل نقل کیا ہے۔

اس کو بخاری نے یحییٰ بن بکیر سے اور موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کیا ہے انہوں نے ابراہیم بن سعد سے اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے مجالد شعبی سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا۔

کہ بے شک ہم یہودیوں سے باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی اچھی لگتی ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس بارے میں کہ ان میں سے کچھ کو ہم لکھ لیا کریں۔ آپ نے جواب دیا۔

کیا تم لوگ (اپنے دین کے بارے میں) ایسے حیران و پریشان ہو جیسے یہود و نصاریٰ حیران و پریشان تھے؟ حالانکہ میں تمہارے پاس اسے

---

(۱۷۵) ... أخرجه البخاري (۱۳/۳۳۳ و ۳۳۳ فتح) من طريق إبراهيم بن سعد. به، (۱۳/۴۹۶ فتح) من طريق شعيب عن الزهري. به

(۱۷۶) ... أخرجه البخاري (۵/۲۹۱) عن يحيى بن بكير. به

عبدالرحمن مقری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہمس بن حسن نے عبداللہ بن بریدہ سے یحییٰ بن یعمر سے انہوں نے کہا کہ پہلا شخص جس نے تقدیر کے بارے میں بات کی تھی یا بحث کی تھی وہ معبد جہنی تھا بصرہ میں۔ یحییٰ کہتے ہیں ہم لوگ حج کرنے کے لیے نکلے ہیں۔ اور حمید بن عبدالرحمن حمیری جب ہم مدینے میں آئے تو ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور وہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے میں نے ان سے عرض کی اے ابو عبدالرحمن ہماری طرف کچھ لوگ ہیں جو قرآن بھی پڑھتے ہیں اور علم کی تلاش اور جستجو بھی رکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی شئی نہیں ہے۔ معاملہ از سر نو ہے۔ (یعنی نیا معاملہ ہے۔ یعنی پہلے سے کوئی تقدیر و اندازہ مقرر نہیں ہے) حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں سے ملو تو انہیں خبر دی دو کہ بے شک میں ان سے بری ہوں۔ اور وہ مجھ سے بری ہیں یعنی ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں نہ ہی ان کا ہم سے کوئی تعلق ہے۔ "قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ عبداللہ بن عمر قسم کھاتا ہے اگر ان کے کسی ایک کے لئے احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دے اللہ اس سے قبول نہیں کرے گا حتی کہ وہ پوری تقدیر کے ساتھ ایمان لائے اس کی اچھی کے ساتھ بھی اور بری کے ساتھ بھی۔

تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کا شعبہ ہے

مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے اچانک ہمارے سامنے ایک انتہائی سفید کپڑوں اور انتہائی سیاہ بالوں والا آدمی ظاہر ہوا۔ جس پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے لیکن ہم میں سے کوئی آدمی اسے جانتا پہچانتا بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیں پھر کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ اور تقدیر کے ساتھ وہ اچھی ہو یا بری ہو اس آدمی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آگے حدیث حضرت عمر نے بیان فرمائی۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریقے سے کہمس سے۔

اور اس کو روایت کیا ہے یزید بن زریع نے کہمس سے اور اسے حدیث میں یہ کہا ہے کہ تو ایمان لے آ اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور اچھی یا بری تقدیر کے ساتھ میٹھی ہو یا کڑوی ہو اور مرنے کے بعد جی کر اٹھنے کے ساتھ۔ اس آدمی نے کہا آپ نے سچ کہا۔

۱۸۱ ..... اور ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن اسحق نے کہ ہمیں خبر دی ہے کشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن منہال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہمس نے پھر اس کو ذکر کیا ہے۔

اور تحقیق ہم نے روایت کی ہے ابوہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصے میں یہ الفاظ ہیں وتؤمن بالقدر کله ۔ کہ تو پوری پوری تقدیر کے ساتھ ایمان لے آ۔

اور ہم نے ایمان بالقدر کے بارے میں علی بن ابی طالب سے اور عبداللہ بن عمر سے اور انس بن مالک سے اور عدی بن حاتم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

---

(۱۸۰) ..... مسلم رقم (۱۴۳)

آیات وآحادیث کا خلاصہ

یہ تمام آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں کہ ہر چیز اور ہر شر ہر معصیت اور ہر راحت کے علاوہ بھی ہر شئی اللہ کے علم میں تھی جو اس نے اپنے علم کے مطابق ہر چیز کی تقدیر مقرر کر رکھی ہے ہر کام ہر امر اس کی تقدیر کے تابع اور مطابق ہوتا ہے اس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا اس تقدیر کے ساتھ ایمان لانا لازم ہے اور ایمان کا شعبہ ہے اس کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ (از مترجم)

ہم نے روایت کیا ہے عمران بن حصین سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا:

كان الله ولم يكن شئى غيره وكتب فى الذكر كل شئى ثم خلق السموات والارض.

اللہ تعالیٰ ازل میں تھا جب کہ کوئی شئی نہیں تھی اس کے سوا اور اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کو لوح محفوظ میں لکھا پھر اس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا۔

اور ہم نے اس مفہوم کی بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ اس نہج پر جس پر اس کا علم تھا ان کے بارے میں۔ اور اس انداز ے پر جو پہلے کہ اس نے ان پر اندازہ قائم فرمایا تھا۔ ارشاد باری ہے:

انا كل شئى خلقنه بقدر (القمر ۴۹)

بے شک ہم نے ہر ہر چیز کو پیدا کیا ایک خاص انداز ے کے ساتھ۔

یعنی جو ہم نے اندازہ مقرر کیا تھا اس کی تخلیق سے قبل اسی کے مطابق پیدا کیا لہٰذا تخلیق کا عمل جاری ہوا اس کے علم کے مطابق اور اس کی تحریر کے مطابق۔ (اور آیت مذکورہ کا شان نزول آگے ملاحظہ فرمائیں۔)

مذکورہ آیت کا شان نزول

۱۸۳۔۔۔۔۔ جو ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے کہ خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نحوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یعقوب بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے۔ کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اسحٰق نے کہ خبر دی ہے ابو المثنیٰ نے کہ انہوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ محمد بن کثیر نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے زیاد بن اسماعیل سے محمد بن عباد مخزومی سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ مشرکین قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تقدیر کے بارے میں آپ کی مخالفت کر رہے تھے۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی:

ان المجرمين فى ضلل وسعر ـــ يوم يسحبون فى النار على وجوههم ذوقوا مس سقر

انا كل شيئ خلقناه بقدر (۵۴:۴۹)۔

بے شک مجرم لوگ گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہیں۔ اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں اب آگ کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر کے پیدا کی ہے۔

مذکورہ حدیث کو مسلم نے صحیح میں سفیان کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

آدم علیہ السلام کی تقدیر ان کی تخلیق سے پہلے مقرر ہو چکی تھی

۱۸۴۔۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف نے اصبہانی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو سے انہوں نے طاؤس سے

---

(۱۸۳) ۔۔۔۔ أخرجه مسلم (۴/۲۰۴۶) والترمذی (۲۱۵۷) وابن ماجة (۸۳) من طريق سفيان. به

کہ انہوں نے سنا۔ حضرت ابوہریرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے (غالباً عالم بالا پر میں) مناظرہ یا جھگڑا کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے آدم آپ ہمارے باپ ہیں آپ نے ہمیں رسوا کر دیا ہے۔ اور ہمیں جنت سے نکال دیا ہے۔ (یعنی اللہ کی نافرمانی کر کے) آدم علیہ السلام نے ان سے کہا اے موسیٰ اللہ نے تجھے اپنی ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا اور تیرے لئے تورات لکھی کیا تو مجھے ایسے معاملہ پر ملامت کرتا ہے جس کی تقدیر و اندازہ اللہ نے میرے اوپر مجھے پیدا کرنے سے بھی پہلے مقرر کر دیا تھا۔ لہٰذا آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے دلیل و حجت میں غالب آ گئے۔ غالب آ گئے۔

اس کو بخاری و مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

تبصرہ:

اس حدیث مذکورہ میں دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ کا علم بندوں کے افعال پر اور ان کے صدور و ظہور پر مقدم ہے جو اللہ کی تقدیر سے صادر ہوتے ہیں اور ظاہر ہوتے ہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں میں سے کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی ایک کو بھی ایسے کام پر ملامت کرے جو مقررہ تقدیر پر ہو جس کو کوئی روک نہیں سکتا مگر صرف گناہ میں وقوع سے بچنے کی جہت سے بطور تنبیہ کے جب کہ موسیٰ علیہ السلام کا قول آدم علیہ السلام کے دنیا سے خروج کے بعد کسی ایسے وقت میں نہیں تھا جس میں تجدید وانتباہ کا اور گناہ سے بچنے کا کوئی مفہوم و مطلب ہو لہٰذا آدم علیہ السلام نے جو اس کا معارضہ کیا اس میں آدم علیہ السلام کی حجت اور دلیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق ہو گئی۔

تقدیر کے سہارے پر عمل ترک کرنا منع ہے، اہل سعادت کے لئے ان کے اور اہل شقاوت کے لئے ان کے اعمال آسان ہو جاتے ہیں

۱۸۵۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن اسحق نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد نے زیاد سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الاحوص نے منصور سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے ابو عبدالرحمن سلمی سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا۔

ہم لوگ ایک جنازے میں شریک تھے جب ہم بقیع غرقد کے قبرستان پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ نے ایک لکڑی لی اور اس کے ساتھ زمین پر ہلکی ہلکی ٹھوکریں لگانے لگے۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ کوئی سانس لینے والا نفس نہیں ہے مگر اس کا ٹھکانہ جنت یا جہنم میں متعین ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ بد بخت ہے یا نیک بخت حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ کیا ہم عمل چھوڑ کر اپنی قسمت کے لکھے یعنی مقدر پر آسرا نہ کر لیں ہم میں سے اہل سعادت سے ہوگا وہ سعادت کی طرف ہو جائے گا اور جو اہل شقاوت سے ہوگا وہ بد نصیبوں کی طرف ہو جائے گا حضرت علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عمل کرو ہر ایک کے لئے عمل آسان ہوں گے۔ جو اہل شقاوت سے اور بد نصیبوں میں سے ہوگا اس کے لئے اس کے اعمال آسان ہوں گے اور اہل سعادت سے ہوگا اس کے لئے اس کے اعمال آسان کر دیے جائیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فاما من اعطیٰ واتقیٰ وصدق بالحسنیٰ فسنیسرہ للیسریٰ واما من بخل واستغنیٰ
وکذب بالحسنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ (اللیل ۵-۱۰)

---

(۱۸۴)۔۔۔۔ اخرجہ البخاری (۱۱/۵۰۵ فتح) ومسلم (۴/۲۰۴۲) من طریق سفیان بن عیینۃ بہ. عمرو هو: ابن دینار

(۱۸۵)۔۔۔۔ اخرجہ مسلم (۴/۲۰۳۹)

بہر حال جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور پرہیزگار رہا۔ اور تصدیق کی نیک بات کی۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے چلنا آسان راستے پر اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ رہا اور جھٹلایا نیک بات۔ سو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے چلنا مشکل راستے پر۔

اس کو امام مسلم نے ابوبکر بن شیبہ سے روایت کیا اور اس کو جریر بن عبدالحمید کی حدیث سے منصور سے اور اعمش کی حدیث سے سعد سے نقل کیا ہے۔

۱۸۶۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قلابہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر نے کہ خبر دی ہے عزرہ بن ثابت نے یحییٰ بن عقیل سے انہوں نے یحییٰ بن یعمر سے انہوں نے ابو الاسود دؤلی سے وہ کہتے ہیں مجھے عمران بن حصین نے کہا۔

آپ بتائیے کہ لوگ جو کام کرتے ہیں اور اس میں تکلیف اٹھاتے ہیں، کیا یہ ایسی چیز ہوتی ہے جس کا ان کے اوپر پہلے سے تقدیر کی طرف سے فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے؟ یا اس کے ساتھ مستقبل کا انتظار کرتے ہیں اس قبیل سے کہ ان کے پاس ان کا نبی آتا ہے اور ان پر اس کے بارے میں حجت ثابت ہوتی ہے؟ ابو الاسود دؤلی نے کہا نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جس کا ان پر فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے پھر اس نے پوچھا کیا یہ ظلم ہے؟ ابو الاسود نے کہا کہ میں اس سوال سے سخت گھبرا گیا اور میں نے کہا کوئی بھی شے نہیں ہے مگر ہر شے اللہ کی مخلوق ہے اور اسی کی ملکیت ہے۔ اس سے کچھ بھی نہیں پوچھا جائے گا وہ جو کچھ بھی کرے اور لوگ جو کچھ کریں گے ان سے سوال ہوگا۔ اس نے مجھے کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے اللہ کی قسم میں تم سے اس لئے سوال کر رہا تھا تاکہ میں تیری عقل کا اندازہ کروں۔ بے شک دو آدمی یا کہا کہ ایک آدمی قبیلہ مزینہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے عرض کیا آپ یہ بتائیں کہ لوگ جو عمل کرتے ہیں اور تکلیف اٹھاتے ہیں آج کیا یہ ان کے خلاف تقدیر کا فیصلہ کیا جا چکا ہوتا ہے اور پہلے سے ان کے خلاف تقدیر گزر چکی ہوتی ہے یا مستقبل میں جب ان کا نبی ان کے پاس جو خبر لاتا اس سے ان پر حجت قائم ہوتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہوتی ہے جس کا ان کے اوپر فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اور ان پر گزر چکا ہوتا ہے۔ اس آدمی نے سوال کیا کہ پھر ہم کس چیز میں اس وقت عمل کریں؟ (یعنی کیوں کریں) فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دو مقاموں میں سے کسی ایک کے لئے پیدا کیا ہے اس کو اس کے لئے آسان کر دیتا ہے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے۔

ونفس وما سواها فالهمها فجورها وتقواها. (الشمس ۷-۸)

قسم ہے انسان کی اور اس کی جس نے اس کے اعضاء کو درست کیا۔ پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں اسحق بن ابراہیم سے انہوں نے عثمان بن عمر سے روایت کیا۔

اس حدیث میں اور اس سے پہلے والی حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بندہ جس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہی عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ آسان کر دینے کا عمل اس بادشاہ کے حق کے ساتھ وابستہ ہے کہ وہ جو کچھ کرے اس سے پوچھ گچھ نہیں ہو سکتی اور اگر جو کچھ کریں ان سے سوال ہوگا۔ لہٰذا لوگ اس حیثیت کی عبادت کریں کہ ان کے باطن میں اس ذات کا خوف ہو جو ان سے غائب ہے اور وہ اپنے ظاہری اعمال پر آسرا بھی نہ کریں اور نہ ہی اپنی ظاہری امید میں بھروسہ کریں جو انہوں نے وابستہ کی ہوتی ہے۔ بلکہ اپنے حسن احوال سے امید کریں اور اللہ کی رحمت سے اور اس کے عذاب سے خوف کریں یعنی امید و بیم کی کیفیت رکھیں اسی کے ساتھ ایمان کی صفت کی تکمیل کریں۔ اور اسی معنی میں ہے حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۱۸۶)۔۔۔ أخرجه مسلم (۴/ ۲۰۴۱) عن إسحاق بن إبراهيم الحنظلي عن عثمان بن عمر. به. وأبو الأسود الدئلي هو: ظالم بن عمرو.

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل

۱۸۷۔۔ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعدان بن منصور نے کہ خبر دی ہے ابو معاویہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے زید بن وہب سے انہوں نے عبداللہ سے اس نے ہمیں حدیث بیان کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ صادق اور مصدوق ہیں کہ تم میں سے ہر ایک (اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ) چالیس دن تک اپنی ماں کے پیٹ میں محفوظ رہتا ہے (یعنی نطفہ) اس کے بعد چالیس دن تک خون کی پھٹکی رہتا ہے۔ اس کے بعد چالیس دن تک بوٹی رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو کہ اس میں روح پھونکتا ہے۔ اس کے بعد چار چیزوں کا اس پر فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کا رزق۔ اس کا عمل۔ اور اس کی موت۔ اور یہ کہ وہ بدنصیب ہے یا خوش نصیب ہے یہ سب لکھ دیا جاتا ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تم میں سے ایک انسان (بعض دفعہ) اہل جہنم والے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے مگر اس پر تقدیر کا لکھا سبقت کر جاتا ہے لہذا اس کا خاتمہ اہل جنت کے عمل پر کر دیا جاتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اور بسا اوقات) ایک آدمی اہل جنت کے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے مگر اس کی تقدیر کا لکھا اس پر سبقت کر جاتا ہے لہذا اس کا خاتمہ اہل جہنم کے عمل کے ساتھ کر دیا جاتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ سے ابو معاویہ سے روایت کیا ہے اور بخاری نے دوسرے طریقے سے اعمش سے روایت کیا ہے۔

عبداللہ اسفاطی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

۱۸۸۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن فورک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر بن احمد اصبہانی نے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے باپ نے کہ میں حدیث بیان کی ہے عمرو بن علی ابو حفص نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ اسفاطی نے انہوں نے کہا کہ:

میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے پاس آپ سے حدیث اعمش پہنچی ہے زید بن وہب سے عبداللہ بن مسعود سے تقدیر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے وہ کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعمش پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ زید بن وہب پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ عبداللہ بن مسعود پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ ہر اس بندے پر رحم کرے جس نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

محمد بن یزید اعور کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

۱۸۹۔ ہمیں خبر دی ہے ابو علی روذباری نے کہ خبر دی ہے ابو عبداللہ محمد بن احمد بن یعقوب متوثی نے بصرہ میں بطور املاء کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد سجستانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یزید اعور نے اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا بیٹھے ہوئے حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ اور علی بن ابی طالب کے ساتھ میں نے کہا یا رسول اللہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث کہ صادق و مصدوق کی حدیث ہے؟ میں ارادہ کر رہا تھا تقدیر والی حدیث کا حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ابن مسعود وہ حدیث

---

(۱۸۷)۔۔ أخرجه مسلم (۴/۲۰۳۶) عن أبي بكر بن أبي شيبة عن أبي معاوية ووكيع. وعن محمد بن عبدالله بن نمير الهمداني عن أبيه عن أبي معاوية ووكيع قالوا حدثنا الأعمش به.

وأخرجه البخاري (۱۱/۴۷۷ فتح) من طريق شعبة عن الأعمش به.

میں نے بیان کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کا تین بار اعادہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اعمش کی مغفرت فرمائے۔ جیسے اس نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مغفرت کرے جس نے وہ حدیث اعمش سے پہلے بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی بھی مغفرت کرے جس نے اعمش کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ اس حالت کا اعتبار ہوتا ہے جس پر انسان کے عمل کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ اس کا کہ اس کا عمل اس چیز کی طرف سبقت کرتا ہے۔ اور اس سب کچھ میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور اس کے بندوں کے اعمال اسی کے پیدا شدہ ہیں اور اسی کی مخلوق ہیں اور بندوں کے وہ کسب کردہ ہیں اور اس بات کی دلیل ہے کہ بندوں کے اعمال اللہ کی مخلوق ہیں۔ یہ آیت ہے

والله خلقكم وما تعملون　　　(الصافات ۹۶)

اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اس کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔

ابن آدم جو کچھ عمل کرتا ہے وہ صنم نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس کی حرکات ہیں اور اس کے فعل اور کسب میں یعنی بندہ ان افعال کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جو کچھ ہم عمل کرتے ہیں اس کو بھی پیدا کیا ہے ہمارا کلام یہ ہے کہ وہ ہماری حرکات ہیں اور ہمارے اکتسابات ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الله خالق كل شيء　　　(الزمر ۶۲)

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔

اعمال بھی شے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کا بھی خالق ہے۔ (مترجم)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

خلق السموات والارض وما بينهما　　　(الفرقان ۵۹)

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا فرمایا ہے۔

بندوں کی طرح ان کے اعمال بھی ارض و سماء کے مابین ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ ان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی صفات ذات میں سے کسی شے کو شامل نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذات اس کے غیر نہیں ہیں لہٰذا آیت ان کو شامل نہیں ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کو شامل نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے:

هل من خالق غير الله　　　(فاطر ۳)

کیا اللہ کے سوا اور کوئی خالق ہے۔

اور جیسے یہ ارشاد ہے:

من اله غير الله　　　(القصص ۷۱، ۷۲)

کون ہے؟ معبود اللہ کے سوا۔

جیسے اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ویسے ہی اس کے سوا کوئی خالق بھی نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے:

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً

کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یؤمنون۔ (انعام ۱۲۵)

تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے کہ گمراہ کرے تو اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے۔ گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے عذاب بھیجتا ہے۔

یہ مذکورہ آیت جس طرح ہدایت اور ضلالت کے بارے میں حجت ہے اسی طرح ہدایت اور ضلالت کی تخلیق کے بارے میں بھی حجت ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یشرح سینہ کھولتا ہے۔ یجعل بنا دیتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ یہ الفاظ فعل کو اور تخلیق کو بھی پیدا کرنے کا الزام کرتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ اس مفہوم میں آیات قرآنیہ کثیر ہیں۔ اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ

عمل کرو ہر انسان کے لئے وہ اعمال آسان کر دیئے جاتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

اور حذیفہ بن یمان کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا:

ان اللہ خالق کل صانع وصنعتہ

اللہ تعالیٰ ہر صانع کا خالق ہے اور اس کی صنعت کا بھی۔

خیر و شر دونوں پیدا شدہ ہیں

۱۹۰۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن محمد بن ابی المعروف نے کہ خبر دی ابو سہل اسفرائنی نے کہ خبر دی ہے ابو جعفر حذاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن مدینی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مروان بن معاویہ فزاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مالک نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حضرت حذیفہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اور اس کی صنعت کا خالق ہے۔ اور ہم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ خیر اور شر دونوں مخلوق ہیں یہ دونوں مخلوقیں ہیں لوگوں کے لئے قائم کی جائیں گی قیامت کے دن ہم نے اس بات میں بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور وہ "کتاب القدر" میں مذکور ہیں۔ جو شخص ان پر مطلع ہونا چاہے وہاں رجوع کرے۔

ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگرچہ انسان کا کسی چیز کو از سر نو بنانا اور وجود میں لانا درست ہے۔ جس چیز کو وجود میں لانا اس کے اختیار میں ہو تاہم بعض وہ چیز جو کو از سر نو بنا سکتا ہے ان میں سے بعض کو بنانا درست نہیں ہوگا اسی طرح کہ اس شئی کو از سر نو بنانے والا بعض سے زیادہ بہتر ہو جیسے اللہ تعالیٰ اس چیز کے لئے جس کا از سر نو بنانا درست ہے۔ جس چیز کا از سر نو بنانا درست ہے اس کا بعض نہیں ہوگا بایں صورت کہ اس سے اس کا از سر نو بنانا بعض سے بہتر ہو۔

---

(۱۹۰) اخرجہ البخاری فی خلق افعال العباد (۹۰)

عن علی بن المدینی بہ

وعلی بن المدینی ھو: علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح السعدی مولاھم ابو الحسن بن المدینی البصری۔

خلق افعال اور توحید پر مختلف ممکنہ عقلی اعتراضات اور ان کے جوابات

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے کسب کا بھی خالق ہے تو یہ بات تسلیم کریں گے کہ یہ فعل دو فاعلوں سے صادر ہوا ہے یا اس کے دو فاعل ہیں۔

تو جواب دیا جائے گا کہ فاعل حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے جیسے خالق صرف وہی ہے۔

اور انسان فی الحقیقت کسب کرنے والا ہے مگر وہ ذات فعل کو عدم سے پیدا کرنے والا نہیں ہے۔

شیخ ابو الطیب کا قول:

شیخ ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان فرماتے تھے کہ ایسے قادر کا فعل جو قدیم ہو خلق اور مخلوق ہوتا ہے۔ اور ایسے قادر کا فعل جو قدیم نہ ہو بلکہ پیدا شدہ اور محدث ہو وہ کسب ہوتا ہے لہذا اللہ قدیم ذات کسب سے ماوراء ہے۔ پیدا شدہ یعنی مخلوق پیدا کرنے سے عاجز ہے اور وہ محل ہے اور بس ہے۔

اعتراض دوم:

اور شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بندے کا کسب وہ قدرت رکھنے والے دو قادروں کی قدرت میں ہے اور وہ دو قادروں کا مقدور ہے۔

تو جواب دیا جائے گا کہ کسی اس طرح ہی ہے مگر ایک قادر ہے اپنی تخلیق کے اعتبار سے جو اس کو اختراع کرتا ہے اور ایجاد کرتا ہے اور اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالتا ہے وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے۔

اور دوسرا اس کو کسب کرتا ہے اور پیدا نہیں کرتا وہ بندہ ہے اور پیدا کرنا وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ازلی قدرت پیدا کرنے والی قدرت تعلق قائم کرتی ہے اور کسب وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ قدرت حادثہ از سر نو تعلق پکڑتی ہے تو قدرت ازلیہ مؤثر ہوتی ہے ایجاد اختراع میں اور قدرت حادثہ مؤثر ہوتی ہے اکتساب میں۔

اعتراض سوم:

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بندے کے تمام افعال کو پیدا کیا ہے تو وہ اس کے افعال ہوئے لہذا اللہ تعالیٰ اس پر بندے کو کیونکر ثواب دے گا اور کیونکر عذاب دے گا۔

تو جواب دیا جائے گا کہ اللہ عز وجل کی طرف سے ثواب تو محض اس پر اللہ کی مہربانی اور عنایت سے ہے۔ بہر حال رہا عذاب تو وہ اگر اس کو عذاب میں مبتلا کر دے تو اس کا اس کو حق ہے اور اختیار بھی ہے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ بندہ اس کی ملکیت ہے اور اس کے قبضہ میں ہے۔

ورنہ تو کفر عذاب کی علامت اور سبب ہے اور ایسے ہی ایمان ثواب کی علامت ہے کفر و ایمان دو علامتیں ہیں جو عذاب و ثواب کے لئے بطور علامت مقرر ہیں۔

کہا جائے گا کہ اگر آپ کافر ہیں تو آخرت میں آپ کو عذاب ہوگا اور اگر آپ مومن ہیں تو آپ کو عافیت اور ثواب دیا جائے گا۔ حسب کرنے سے کچھ ثواب ہو یا عذاب۔ کفر ہو یا ایمان اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اور اسی کی ایجاد ہے یہ کسی علت و سبب کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ خود مطلق خالق کل ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

اعتراض چہارم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب دے گا جس کو اس نے خود پیدا کیا ہے؟ تو وہ اس پر ظلم کرنے والا ہوگا۔

جواب دیا جائے گا کہ آپ نے یہ کیسے کہہ دیا؟ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ظلم کی حقیقت حد سے تجاوز کرنا اور حد سے بڑھ جانا ہے۔ اور اس نشان سے آگے بڑھ جانا ہے جو نشان ایسا حکم کرنے والی ذات لگاوے جس سے اوپر کوئی حکم کرنے والا نہیں۔ لہذا ایسی ذات سے ظلم صادر ہونے کا کوئی معنی و مطلب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کے تمام کام اسی کے قاعدہ میں بغیر کسی تحویل اور تحکم کے ایسی چیز میں جو اس کی ملکیت میں نہ ہو۔ لہذا اس کی ذات عالی صفات کے لئے ظالم کا اطلاق کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اور وہ اعتراض جو آپ نے کیا ہے اگر درست ہو تو اس قول میں اور اس شخص کے قول میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جو یہ کہتا ہے کہ جب اس نے بندے کو کفر کی قدرت دی ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ کفر ہی کرے گا تو اللہ کا اس بندے کو سزا دینا اور عذاب دینا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ اس طرح تو اللہ تعالیٰ (معوذ باللہ) ظالم ٹھہرے گا۔

اور اسی طرح یہ صورت بھی کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کے لئے گناہ کرنے کی حالات پیدا کرے اور تندرستی دے قدرت دے اور گناہوں کی شہوت پیدا کرے یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کے ہوتے ہوئے ان کے ساتھ کفر کرے گا (اور گناہ کرے گا) تو گویا کہ اس نے اس طرح کر کے اس انسان کو خود ہلاکت اور تباہی میں واقع کر دیا۔ اس طرح تو وہ ظالم ٹھہرے گا۔

اسی طرح وہ معصوم بچوں کو اور دیوانوں کو اور چار پایوں کو تکلیف پہنچا کر بھی ظالم ٹھہرے گا اور اس تکلیف کے عوض اجر مقرر کرنے کا بھی کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کسی غلط اور قبیح فعل پر اجر بھی درست نہیں مگر اس کی رضا کے ساتھ۔ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلم نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ مالک حقیقی ہے وہ اپنے ملک میں جو بھی تصرف کرے وہ حد سے تجاوز کرنے والا نہیں ہوگا۔ یہ ہے ہمارا جواب مگر معترض کے اعتراض اور سابقہ مذکورہ قول کے قائل میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اعتراض پنجم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جو کفر کو تخلیق کرے وہ کافر تھا اور جس نے ظلم کو تخلیق کیا وہ ظالم ہوتا۔ پھر اسے جواب دیا جائے گا کہ اگر یہ مفروضہ کو درست مان لیا جائے تو پھر اس شخص کے قول کا بھی انکار نہیں کیا جا سکے گا جو یہ کہے کہ جس نے نیند کو پیدا کیا وہ خود نیند کرنے والا تھا اور جس نے خوف کو پیدا کیا وہ خود خوف زدہ تھا اور جس نے بیماری کو پیدا کیا وہ خود بیمار تھا اور جس نے موت کو پیدا کیا تو وہ بھی میت تھا۔

جب کہ یہ بدیہی بات ہے کہ یہ سب چیزیں ان اشیاء میں لازم نہیں آتا تو جب ان امور میں مذکورہ بالا منطقی تسلسل لازم نہیں آتا تو کفر اور ظلم میں بھی لازم نہیں آتا!

اعتراض ششم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تم لوگ کیا کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کفر کو اور ظلم کو بھی چاہتا ہے؟

تو اسے یہ جواب دیا جائے گا کہ اگر چاہنے سے آپ کی مراد ہے طلب کی نفی۔ اور مغز کی نفی اور جبر اکراہ کی نفی اس پر جو کچھ وجود ہے۔ تو ہاں وہ چاہتا ہے کہ وہ جو کچھ ارادہ کرے وہ ہو جائے۔

ہاں اس اعتراض کا ایک دوسرا جواب بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ وہ چیز موجود ہو جائے جس کے موجود ہونے کو وہ ازل سے جانتا ہے جانتا ہے اس کے علم کے خلاف نہ ہونے پائے۔ اور کفر بھی اسی قبیل سے ہے جس کو وہ ازل سے جانتا تھا کہ وہ موجود ہوگا کیا آپ قرآن مجید میں دیکھتے نہیں ارشاد ہوتا ہے۔

یرید اللہ الا یجعل لھم حظاً فی الاخرۃ. (آل عمران ۱۷۶)

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ دے۔

اور اس اعتراض کا ایک اور جواب بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کفر کافر سے ہو بر خلاف ایمان کے مومن سے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ موسیٰ اور ہارون علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کو گمراہ کرنے اور ان کے دلوں پر سد اور رکاوٹ پیدا کرنے کی دعا کی تھی حتیٰ کہ وہ ایمان نہ لائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قال قد اجیبت دعوتکما فاستقیما. (یونس ۸۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہو گئی سو تم دونوں ٹکے رہنا۔

(تو یہ اجابت دعا دلالت کرتی ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے گمراہ کرنے کو چاہا تھا اور ان کے دلوں پر رکاوٹ کو چنانچہ وہ ایمان نہیں لائے تھے اس لئے کہ اللہ نے دونوں نبیوں کی دعا قبول کر لی تھی۔

اس میں ایک اور جواب بھی ہے وہ یہ ہے کہ۔ وہ چاہتا ہے کہ کفر قبیح ہو۔ گمراہی ہو۔ اندھا پن ہو۔ خسارہ اور نقصان ہو۔ تورت ہو۔ ہدایت نہ ہو۔ حق نہ ہو۔ بیان فصاحت نہ ہو۔ اگر ارادہ کریں کہ یہ کہیں کہ کفر کو چاہتا ہے یعنی اس کا حکم کرتا ہے تو یہ مت کہئے۔ یعنی یہ کہنا درست نہیں ہے۔

اعتراض ہفتم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا حکیم وہی ہے۔ جو یہ ارادہ کرے کہ اس کو گالی دی جائے اور برائی کے ساتھ اس کو یاد کیا جائے؟

اسے جواب میں کہا جائے گا کہ حکیم وہ ہے۔ جو گالی کو سننے والے اور سر سام بر سام (دماغی مرض) والے کی زبان پر جاری کر دے اور ان دونوں کا یہ فعل بھی نہ ہو۔ حکیم وہ ہے جو بندے کو پیدا کرتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کو گالی دے گا اور اس کے وجود کا انکار کرے گا پھر بھی ہر لحہ اس کے لئے نئی سے نئی قدرت عطا کرتا ہے۔

یا یہ جواب دیا جائے گا کہ۔ گالی جس کی شان میں کی کرے وہ حکیم نہیں ہے اور جس کی شان نہ گھٹے وہ حکیم ہے کیونکہ جو نہیں ہوتا اس کو وہ چاہتا ہے۔ اور اس لئے کہ جو یہ ارادہ کرتا ہے کہ گالی دینے والے کی گالی اس کے لئے مدح کرنے والے کی مدح کے خلاف ہو بس وہی حکیم ہے۔

اور جو ارادہ کرتا ہے کہ گالی دینے والی کی گالی اس کے لئے۔ معصیت ہو کافر سے نہ کہ طاعت وہی حکیم ہے۔ اس لئے کہ جو ارادہ کرتا ہے شئی کا جس کا خلاف نہ ہو سکے وہی حکیم ہے اور جو ارادہ کرتا ہے کہ گالی اس وقت میں موجود ہو۔ جس کو وہ ازل میں جانتا تھا کہ وہ فلاں وقت میں موجود ہوگی۔ بس وہی حکیم ہے۔ اس لئے کہ اس نے ایک شئی کا ارادہ کیا اس وقت میں جس میں وہ ہوتا تھا۔ اور وہ جس نے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ وہ مغلوب نہ ہو مظلوم نہ ہو مجبور نہ ہو اس کام کے کرنے پر جس کا وہ ارادہ نہیں کرتا بس وہی حکیم ہے۔ اس سلسلہ میں بہت لمبا کلام ہے۔

اعتراض ہشتم:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ۔ تم لوگ بندے کی استطاعت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

جواباً یہ کہا جائے گا کہ۔ ہم کہیں گے یہ اس کی قدرت ہے۔ اور یہ قدرت اور بندے کا فعل مل کر دونوں چیزیں یہ اللہ کی طرف سے توفیق ہیں اطاعت کے لئے۔ اور رسوائی ہیں اس کی طرف سے گناہ میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فضلوا فلا یستطیعون سبیلاً. (الفرقان ۹)

بس وہ گمراہ ہو گئے ہیں بس وہ نہیں استطاعت رکھتے راستے کی (حق کے راستے کی)۔

جب کہ وہ باطل کے راستے کی استطاعت رکھتے ہیں تو آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ نے ان سے حق کی استطاعت کی نفی کی ہے اس لئے کہ وہ اس کے قابل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے کہا تھا۔

انک لن تستطیع معی صبرا۔ (کہف ۶۷)

بے شک تو ہرگز نہیں کی طاقت رکھنے کا صبر کرنے کی میرے ساتھ۔

تو موسیٰ علیہ السلام سے صبر کی استطاعت کی نفی کی ہے جب اس نے صبر کی نفی کا ارادہ کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

کل میسر لما خلق له.

ہر انسان کے لئے وہی عمل آسان کر دیئے جاتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

ایک اور حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بندہ جب کسی فعل کا کسب کرتا ہے تو کسب کرنے کے وقت وہ کسب اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہوتا ہے اور یہی اس کے لئے آسان ہونا یہاں اس کی قدرت ہے۔ اور اسی لئے بھی کہ مسلمان یہ کہتے ہیں۔ کہ کوئی شخص خیر کی استطاعت نہیں رکھتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اور وہ اپنے وجود سے پہلے خیر نہیں تھی۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ ان کی استطاعت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ استطاعت فعل کا سبب ہے اس کے وجود سے وجود میں آتا ہے اور اسی کے عدم سے عدم رہتا ہے۔

لہٰذا استطاعت کسب کے ساتھ چلتی ہے جیسے علت معلول کے ساتھ چلتی ہے۔ اور علت کا معلول پر مقدم ہونا صحیح نہیں ہوتا لہٰذا استطاعت کا کسب پر مقدم ہونا بھی صحیح نہیں (بلکہ ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔)

۱۹۱:... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یحییٰ حلوانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن حکیم اودی نے کہ خبر دی ہے شریک نے یحییٰ بن سعید سے اور عاصم نے قاسم سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں نہ پایا تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چل گئی چنانچہ آپ قبرستان جا پہنچے اور جا کر کہا تم پر سلامتی ہو اہل ایمان کے گھر والو تم ہم سب کے لئے پیش رو ہو۔ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "او ہو" اگر کی استطاعت رکھتی تو یہ کام نہ کرتی۔

یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جو ہم نے استطاعت کے بارے میں کہا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ سے استطاعت کی نفی کی تھی گھر سے باہر نکلنے کے لئے پیچھے چلنے سے نہیں۔

اعتراض جہم:

اگر یہ کہا جائے کہ کہتے ہیں بے شک اللہ نے بندے کو اس چیز کی تکلیف دی ہے جس کی طاقت وہ اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں رکھتا۔ مسلمانوں کے اس قول کا مطلب یہی ہے۔ لاحول ولاقوة الا بالله. کہ گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ یہ کہیں:

ایاک نعبد و ایاک نستعین:

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

ہمارے کل عبادت بھی رب کی معاونت کے بغیر نہیں ہوتی۔

---

(۱۹۱)... اخرجه ابن السنی (۵۸۶) من طریق عاصم بن عبید الله عن عبدالله بن عامر عن عائشة مرفوعاً بلفظ "السلام علیکم دار قوم مؤمنین انتم لنا فرط وانا بکم لاحقون اللهم لا تحرمنا اجرهم ولا تفتنا بعدهم ولیس له "ویحها لو استطاعت ما فعلت"

اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا　　(بقرہ ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

اس کا مطلب ہے کہ اس چیز کی تکلیف دیتا ہے جو اس کے لئے حلال ہو۔ یا جس کے اس کے وقت وغیرہ پر کرنے سے وہ عاجز نہ ہو۔ یا یہ ارادہ کیا ہے کہ ایمان والے نفس کو نہیں تکلیف دیتا مگر اس کی طاقت کے مطابق اس لئے کہ یہ آیت مواخذہ سے عفو و درگذر کے تحت نازل ہوئی ہے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے جو ہم چاہتے ہیں اس کے بارے میں فرمایا ہے:

ربنا و لا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ.

اے ہمارے رب ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہمیں کوئی طاقت نہیں ہے۔

اگر اس کا جواز ہوتا تو ہم اس سوال و دعا کو نہ جانتے جب اس چیز کی تکلیف جائز ہے جو چیز معلوم ہے کہ وہ نہیں ہوگی تو اس چیز کی تکلیف بھی جائز ہے جس کی توفیق نہیں دی گئی اور اس پر معاونت بھی نہیں کی گئی۔

اعتراض و ہم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا تم لوگ یہ کہتے ہو کہ اللہ کی قدرت میں ایسا لطف اور مہربانی بھی ہے کہ اگر اسے وہ کافر کے ساتھ کرے تو وہ مسلمان ہو جائے؟

جواب یہ کہا جائے گا کہ جی ہاں وہ لطف وہی قدرت ہے۔ جس کے ساتھ اطاعت انجام پاتی ہے۔ اور وہ مقابل ہے اور ضد ہے اس کی جس کو کافر کے ساتھ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولو شئنا لا تینا کل نفس ھداھا.　(السجدہ ۱۳)

اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے۔

اور ارشاد فرمایا:

ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن یضل من یشاء ویھدی من یشاء ولتسئلن عما کنتم تعملون. (النحل ۹۳)

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اور جو عمل تم کرتے ہو (اس دن) ان کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

اور ارشاد ہے:

ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا.　(النساء ۸۳)

اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیروکار ہو جاتے۔

اس مفہوم کی آیات بہت ہیں۔ اسی طرح اس مفہوم کی احادیث بھی بہت ہیں۔

یہ لطف یہ مہربانی یہ ہدایت عطا کرنا یہ رحمت کرنا اور اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے اس فعل میں متفضل اور عنایت و مہربانی کرنے

(۱۹۱) ۔۔۔ اخرجہ ابن السنی (۵۸۳) من طریق عاصم بن عبیداللہ عن عبداللہ بن عامر عن عائشۃ مرفوعا بلفظ "السلام علیکم دار قوم مؤمنین انتم لنا فرط وانا بکم لاحقون اللھم لاتحرمنا اجرھم ولا تضلنا بعدھم ولیس فیہ "ویحھا لو استطاعت مافعلت"

والا ہے اگر چاہے تو کرے اور نہ چاہے تو ترک کر دے۔ اور جس شخص نے یہ خیال کیا ہے کہ اس نے برابری کی ہے مومن اور کافر کے مابین اور نظر میں وہ باطل ہے جس کا قول دو شخصوں کی مثال کے ساتھ۔ کہ دونوں میں سے ایک کو اس نے وفات دی تھی بالغ ہونے سے پہلے اور دوسرے کو وفات دی تھی اس حال میں کہ وہ بالغ تھا اور کافر تھا باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اگر وہ بالغ ہوگا تو کافر ہوگا۔

اور ان شخصوں کی مثال کے ساتھ جس کا قول باطل ہے جن میں سے ایک کو اس حال میں موت دی کہ وہ مومن تھا اور دوسرے کو ایک مدت تک مزید مہلت دی یہاں تک کہ وہ کافر ہو گیا باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ وہ کافر ہو جائے گا اور اس سلسلے میں کلام کثیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملنے اور توفیق سے محرومی کی تین تین علامات

ذوالنون مصریؒ کا ارشاد

۱۹۶: ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے انہوں نے کہا میں نے سنا ابوعثمان خیاط سے کہتے ہیں میں نے سنا ذوالنون (مصری) سے کہتے ہیں کہ توفیق ملنے کی تین علامات ہیں۔

- نیک اعمال میں پڑنا بغیر اس کی استعداد کے۔
- گناہوں سے سلامت رہنا ان کی طرف میلان کے باوجود اور ان سے بچنے کی کم قدرت کے باوجود۔
- دعا کرنا اور دعا میں اللہ کے آگے عاجزی اور انکساری کرنا۔

اور تین علامات ہیں توفیق سے محروم کرنے کی۔

- گناہوں سے دور بھاگنے کے باوجود ان میں واقع ہونا۔
- خیر کی استعداد کے باوجود خیر سے رکنا اور باز رہنا۔
- دعا کرنے اور اللہ کے آگے گڑگڑانے کا دروازہ بند ہونا۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے کتاب القدر میں وہ اخبار و آثار روایت کئے ہیں جو ان مسائل کے بارے میں آئی ہیں۔ اور ہم نے ان آیات و اخبار کے بارے میں جواب دیئے ہیں جن سے استدلال کرتے ہیں۔ اور اس کتاب میں ہم نے اختصار سے کام لیتے ہوئے اسی پر اکتفا کیا ہے جس کو ہم نے نقل کیا ہے۔

اس باب میں جس چیز کی معرفت لازم ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صنعت اور فعل کے لئے کوئی علت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے کیوں کیا؟ اس لئے کہ اگر اس کے کسی فعل کی علت ہو تو وہ علت دو حال سے خالی نہ ہوگی یا تو وہ قدیم ہوگی یا حادث ہوگی۔ اگر علت قدیم ہو تو وہ اس بات کا تقاضا کرے گی کہ پھر اس کا معلول بھی قدیم ہو اور یہ محال ہے۔ اور اگر علت حادث ہو تو پھر اس کی کوئی اور علت ہوگی پھر اس اور کی بھی کوئی علت ہوگی یہاں تک کہ یہ علت در علت کا لامتناہی سلسلہ کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہ بھی محال ہے۔

اور اگر علت دوسری علت سے مستغنی ہو تو حوادث کا علت سے مستغنی ہونا لازم آئے گا اور یہ بھی محال ہے۔ تو یہ ساری تقریر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہمارا رب جل جلالہ فعال لما یرید ہے جو چاہتا کر گذرتا ہے۔ اس کے کسی فعل کی کوئی علت نہیں ہے۔ اس کے فیصلہ کو کوئی باز

پیدا کرنے والا نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ازل میں ان حوادث کو جانتا تھا جو اس کی مخلوق کے ساتھ پیش آئیں گے۔ پھر اس نے اس کی تقدیر مقرر کی جس چیز کو وہ ازل میں جانتا تھا پھر اس نے اپنی مخلوق کو اسی انداز سے پیدا کیا جو مقدر کیا تھا۔ لہٰذا اس کے حکم کے لئے کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اور اس کے فیصلے کو ٹالنے والا کوئی نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ ایمان لانے میں واجب ہے بیزار ہونا (غیر اللہ سے) گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت مانگنے سے بجز رب کے۔ اور واجب ہے دل وزبان سے تسلیم کرنا اس کی قضا اور تقدیر کو۔

بہرحال قضا وقدر آگے گردن جھکا دینا دل کے ساتھ بایں صورت ہوگا کہ تقدیر جن کاموں میں انسان کی موافقت میں جاری ہو جائے خوش ہو کر اس میں غور وفکر نہ کرے۔ اور قضا وقدر کے ناموافق فیصلوں سے نہ ہی افسردہ ہو نہ ہی غمگین ہو۔

اور زبان کے ساتھ قضا وقدر کے تابع ہونا یہ ہے کہ جو چیز اسے اچھی لگے اس کے ساتھ اس پر فخر نہ کرے جو اسے اچھی نہ لگے۔ اور پسندیدہ چیز کو کسی ایسے سبب کی طرف منسوب نہ کرے جس کا تعلق انسان کی ذات سے ہو اور تقدیر کا جو فیصلہ اس کو اچھا نہ لگے اس پر زیادہ غمگین نہ ہو۔ اور اس کا کسی ایسے سے شکوہ نہ کرے۔ اور یہ بھی نہ کہے کہ یہ اس پر تقدیر کا ظلم ہے بلکہ دونوں امور کی نسبت اللہ کی طرف کرے اور اس کے فضل کی طرف اور اس کی تقدیر کی طرف کرے اور یقین لائے۔ اور قضا وقدر کے آگے مطیع ہو جائے اور گردن جھکائے اس چیز میں بھی جو اسے مکروہ یا ناپسند ہو یا جو اسے مجبور کر دے۔ اور اللہ کی طرف سے اس کو آسان کرنے پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہم قضا وقدر کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی ترغیب کی بابت اور نیکی اور بدی کرنے کی ذات طاقت سے اظہار برأت کی بابت کئی احادیث اور کئی حکایات نقل کی ہیں۔

جنت کا خزانہ

۱۹۳ ۔۔۔ جس کی خبر ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے دی ہے۔ ہمیں خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن ہمدانی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے وہ کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سلیم نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عمرو بن میمون سے وہ حدیث بیان کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ کیا میں تجھے سکھا نہ دوں یا فرمایا تھا دلالت نہ کروں ایسے کلمہ پر جو اللہ کے عرش کے نیچے جنت کے خزانے میں سے ہے۔ اور وہ ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہ گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنی کی طاقت محض اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے بندے نے مان لیا ہے اور سر تسلیم خم کر لیا ہے۔

طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور سے بہتر ہے

۱۹۴ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو بکر بن عبد اللہ نے کہ خبر دی ہے حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ادریس نے ربیعہ بن عثمان سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے

(۱۹۳) ۔۔۔ أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة (۱۳) عن إبراهيم بن الحسن عن حجاج بن شعبة به. وقال النسائي خالفه محمد بن السائب: رواه عن عمرو بن ميمون عن أبي ذر.

(۱۹۴) ۔۔۔ أخرجه مسلم (۴/۲۰۵۲) عن أبي بكر بن أبي شيبة وابن نمير عن عبد الله بن إدريس. به

انہوں نے اعرج سے اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

کہ طاقتور مومن اللہ نزدیک کمزور اور ضعیف مومن سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور تو (اے مخاطب) ہر خیر میں جو تجھے فائدہ دے حریص بن۔ اور اللہ سے مدد مانگ اور عاجز و بے بس نہ بن۔ اگر تجھے نقصان و برائی پہنچے تو یوں نہ کہے کہ اگر میں ایسے کرتا تو یہ ہوتا۔ بلکہ یوں کہو اللہ کی تقدیر و فیصلہ یہی تھا۔ اس نے جو چاہا وہی کیا۔" بے شک "اگر میں ایسا کرتا تو۔ یہ قول شیطان کے عمل کو کھول دیتا ہے۔ اس کو مسلم نے صحیح مسلم میں ابن نمیر سے روایت کیا ہے۔ اور ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ:

میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے آپ نے کبھی مجھے کسی ضروری کام سے بھیجا اور وہ نہیں ہو سکا تو آپ نے فرمایا اگر اللہ کا فیصلہ ہوتا تو ہو جاتا اگر اللہ تعالیٰ مقدر کرتا تو ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا نفع اور نقصان کا مالک کوئی نہیں

۱۹۵......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن اسحٰق فقیہ نے کہ خبر دی ہے محمد بن محمد بن حیان انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الولید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے قیس بن حجاج نے حنش صنعانی سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے سوار تھا۔ آپ نے اس وقت فرمایا۔

اے لڑکے یا بچے نے فرمایا۔ اللہ کو یاد کرو وہی تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو یاد کرو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ اور جب تو کچھ مانگے تو اللہ سے مانگنا۔ اور جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگنا۔ اور تو یقین کرے کہ ساری امت اگر اس بات پر متفق ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع دیں جو اللہ نے تیرے لئے تقدیر میں نہ لکھا ہو وہ اس فائدہ دینے پر قادر نہیں ہوں گے اور اگر ساری امت اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ تجھے کچھ نقصان پہنچائیں جو اللہ نے تیرے اوپر نہ لکھا ہو وہ اس پر قادر نہیں ہوں گے۔ فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ (فیصلے لکھنے والے) قلم سوکھ چکے ہیں (جس پر فیصلے لکھے گئے وہ) صحیفے لپیٹے جا چکے ہیں۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں روایت کیا ہے۔

اللهم ان اسئلك الصحة والعفة والامانة وحسن الخلق والرضى با لقدر.

اے اللہ میں تجھ سے صحت مانگتا ہوں۔ پاک دامنی اور امانت داری حسن خلق اور تقدیر پر راضی رہنا مانگتا ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

اسئلك الرضى بعد القضاء.

میں تجھ سے قضاء کے بعد راضی رہنا مانگتا ہوں۔

۱۹۶......ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمٰن سلمی نے کہ انہوں نے سنا عبداللہ رازی سے وہ کہتے تھے ابو عثمان سے نبی کریمؐ کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا۔

---

(۱۹۵)...... اخرجه المصنف في الأسماء والصفات (۷۵) والترمذي (۲۵۱۶) والآجري في الشريعة (۱۹۸) من طريق حنش عن ابن عباس وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح

واخرجه الحاكم (۳/ ۵۴۱) من طريق عبدالملك بن عمير عن ابن عباس

تنبيه: في المخطوطة والمطبوعة كثير الصنعاني بدلاً من حنش الصنعاني والصحيح حنش الصنعاني ليس هناك من اسمه كثير حدث عن ابن عباس أوروى عنه من اسمه قيس بن الحجاج

اسئلک الرضآء بعد القضاء فقال الرضاء قبل القضاء عزم علی الرضاء والرضاء بعد القضاء هو الرضآء.

کہ میں (اے اللہ) تجھ سے قضاء کے بعد رضا کا سوال کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ قضاء سے پہلے رضا۔

رضا پر عزم ہے قضاء کے جاری ہونے کے بعد رضا۔ اصل وہی رضا ہے۔

۱۹۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے کہ خبر دی ہے علی بن حسن البصری نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا ابوعثمان سعید بن عثمان مصری سے وہ کہتے تھے میں نے سنا تھا ابوسعید خراز سے وہ کہتے تھے۔

کہ قضاء سے قبل رضا (درحقیقت) خود پر تفویض کرنا اور سونپ دینا ہے اور قضاء کے بعد رضا (درحقیقت) امر سے تسلیم خم کرنا ہے۔

۱۹۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی ہے میرے دادا یحییٰ بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے ابن حاد سے انہوں نے محمد بن حارث سے انہوں نے عامر بن سعد سے انہوں نے عباس بن عبدالمطلب سے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے:

ذاق طعم الایمان من رضی با للہ ربا و با لاسلام دینا و بمحمد نبیا.

اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔

۱۹۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابونصر فقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابی اسامہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معلی بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن محمد نے یزید بن ہاد سے یہی مذکورہ حدیث اور اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے عبدالعزیز سے۔

۲۰۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسن بن علی وراق نے مقام مرو میں انہوں نے حدیث کو میرے لئے اپنی تحریر میں لکھا (اور کہا کہ) ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن یزداد جرجانی نے جب ان کی عمر ایک سو چھبیس سال ہو چکی تھی انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عصام بن لیث لیثی سدوسی سے جو کہ ہومراوہ میں سے تھے اور دیہات میں رہتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

من لم یرض بقضائی و قدری فلیلتمس ربا غیری.

جو شخص میرے فیصلے پر راضی نہیں ہے اور میری تقدیر پر تو اسے چاہئے کہ وہ میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرے۔

۲۰۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم زید بن ابی ہاشم علوی نے اور عبدالواحد بن محمد بن اسحٰق مقری نے کوفہ میں ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن دحیم نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن اسحٰق قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قبیصہ نے سفیان سے انہوں نے علاء سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے کہا۔

اللہ نے تجھ پر جو فرض کیا ہے اسے ادا کرتا رہ تو لوگوں میں سے عابدترین ہوگا۔

(۱۹۸ و ۱۹۹) ...... اخرجہ مسلم (۱/ ۴۲) عن محمد بن یحیی بن ابی عمر المکی و عبدالواحد بن عبدالعزیز الدراوردی عن یزید بن الهاد. بہ.

(۲۰۰) ...... عزاہ الألبانی فی الضعیفة (۵۰۳) لابن عساکر من طریق الحاکم عن البیهقی. بہ.

وقال الألبانی وهذا إسناد ضعیف جداً علی بن یزداد الجرجانی قال الذهبی فی ترجمة شیخه عصام بن اللیث لا یعرفان وساق له فی اللسان هذا الحدیث من طریق الحاکم ثم قال اخرجه ابوسعد بن السمعانی فی الأنساب وقال: "هذا إسناد مظلم لا أصل له"

وقال الذهبی أیضاً فی ترجمة علی بن یزداد الجرجانی شیخ لابن عدی متهم روی عن الثقات أوابدا واقره فی اللسان

قال الألبانی فالإسناد ضعیف جداً

اور جو اس نے تجھ پر حرام کردیا ہے اس سے بچا رہا تو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا۔ اور اللہ نے جو تیرے لئے تقسیم کیا ہے اس کے ساتھ راضی رہا تو سب سے زیادہ غنی ہوگا۔

ایمان کی چوٹی

۲۰۲:... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عتبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بقیہ نے بحیر بن سعید سے انہوں نے خالد بن معدان سے انہوں نے یزید بن مرثد سے انہوں نے ابو الدرداء سے انہوں نے فرمایا ایمان کی چوٹی چار چیزیں ہیں۔ اللہ کے فیصلہ پر صابر رہنا۔ اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا اللہ پر توکل میں اخلاص پیدا کرنا۔ رب عزوجل کے لئے تابع فرمان ہو کر سر تسلیم خم کرنا۔

ابن آدم کی خوش نصیبی اور بدنصیبی

۲۰۳: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے یحییٰ بن منصور قاضی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن قاسم شاہ بانی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحق بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ابن ابی فدیک نے انہوں نے کہا کہ ابن ابی حمید رضی اللہ عنہ۔

اور ہمیں خبر دی ہے شیخ ابو عبدالرحمن سلمی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن صبیح نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحق بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عامر عقدی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی حمید نے اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے باپ سے اپنے دادا سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔

اولاد آدم کی خوش نصیبی اور سعادت مندی یہی ہے کہ اللہ سے خیر مانگنا (استخارہ کرنا) ہے۔ اور ان پر اللہ نے جو فیصلہ فرمایا اس پر راضی رہنا ہے۔ اور اولاد آدم کی بدبختی و بدنصیبی اللہ سے خیر طلب کرنے کو چھوڑ دینا اور اللہ کے فیصلے پر ناراض ہونا ہے۔

اس کو روایت کیا ہے عمر بن علی مقدمی نے محمد بن ابی حمید سے اور عبدالرحمن بن ابی بکر بن عبید اللہ سے انہوں نے اسماعیل سے۔

خیر کے فیصلے کی دعا

۲۰۴:... ہمیں خبر دی ہے ابو علی بن شاذان بغدادی نے اس کے ساتھ انہوں نے کہا خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عمر حاتم بن سالم قزاز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

---

(۲۰۳) اخرجه الترمذي (۲۱۵۱) من طريق ابي عامر العقدي وقال غريب لانعرفه الا من حديث محمد بن ابي حميد وليس بالقوي عند اهل الحديث.

(۲۰۴) اخرجه الترمذي (۳۵۱۶) وابن السني في عمل اليوم والليلة (۵۹۹) والبغوي في شرح السنة (۲/۱۵۵) من طريق زمل بن عبدالله به وقال الترمذي

هذا حديث غريب لانعرفه الا من حديث زمل وهو ضعيف عند اهل الحديث ويقال له زنفل العرفي وكان سكن عرفات وتفرد بهذا الحديث ولا يتابع عليه

والحديث ضعفه ابن حجر في فتح الباري (۱۱/۱۸۴)

زنجل عرنی نے جس کی کنیت ابوعبداللہ ہے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کرنے کا ارادہ فرماتے تو ہمیشہ یہ دعا کرتے۔

اللھم خرلی واخترلی۔

اے اللہ میرے لئے خیر کا فیصلہ فرما۔ اور میرے لئے اچھائی کا انتخاب فرما۔

۲۰۵۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے محمد بن موسیٰ نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی الدنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق بن اسماعیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے لیث سے انہوں نے ابووائل سے انہوں نے کہا کہ عبداللہ نے کہا۔

تم لوگوں میں سے کوئی ایک بندہ اللہ سے خیر مانگتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ میرے لئے خیر مقدر فرما بہٖ اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر مقدر کرتا ہے مگر بندہ اس سے خوش نہیں ہوتا۔ لیکن یوں دعا کرنا چاہئے:

اللھم خرلی برحمتک

اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے ساتھ خیر کا فیصلہ فرما اور اپنی عافیت کے ساتھ۔

اور بندہ یوں کہتا ہے۔

اللھم اقض لی با لحسنیٰ

اے اللہ میرے لئے اچھائی کا فیصلہ فرما۔

حالانکہ اچھائی کا فیصلہ تو کبھی ہاتھ پیر کاٹ دینا بھی ہوتا ہے۔ اور مال برباد ہو جانا۔ اور اولاد ہلاک ہو جانا بھی۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ یوں دعا کرے۔

اللھم اقض لی با لحسنیٰ فی یسر منک وعافیۃ

اے اللہ میرے لئے اچھائی کا فیصلہ اپنی طرف سے آسانی اور عافیت میں فرما۔

دعائے استخارہ

۲۰۶۔ ہمیں خبر دی ہے محمد بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی الدنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوخیثمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک نے محمد بن عمر بن عطاء سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا تھا فرماتے تھے۔

جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا کرے:

اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کان کذا وکذا للامر الذی یرید خیراً لی فی دینی ومعیشتی وعاقبۃ امری والا فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ ثم اقدر لی الخیر این کان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(۲۰۶)۔۔۔ قال الهیثمی فی مجمع الزوائد (۲/۲۸۱) رواہ ابویعلی ورجالہ موثقون ورواہ الطبرانی فی الأوسط بنحوہ قلت والحدیث رواہ ایضاً من غیر طریق ابی سعید

البخاری (۲/۷۰)، وابوداود (۱۵۳۳)، والترمذی (۴۸۰) وابن ماجۃ (۱۳۸۳) واحمد ۳/۳۴۴

اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعے اپنے لئے خیر مانگتا ہوں۔ اور تیری قدرت کے ذریعے اپنے لئے قدرت مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔ بے شک تو ہی قادر ہے میں قادر نہیں ہوں۔ اور تو ہی جانتا ہے میں نہیں جانتا ہوں۔ اور تو ہی تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ بات ہے؟ (یعنی اگر اس کام میں بھلائی اور خیر ہے) اس کام کے لئے کہے جس کا ارادہ کیا ہے یعنی اگر یہ میرے واسطے اس کام میں میرے دین میں اور دنیا میں۔ انجام کار میں اچھائی ہے تو اس کام کو پورا کر دے۔ اور اگر اس میں خیر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو بھی اس کام سے ہٹا دے میرے لئے خیر کو مقدر فرما دے وہ جہاں بھی ہو۔ گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۲۰۷: ہمیں خبر دی ہے ابو اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم امام نے ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے خبر دی۔ ہے علی بن راجان عسکری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی۔ ہے علی بن محمد بن مروان سدی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اور کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن قیس ملائی نے اور خبر دی ہے ہمیں ابو عبد الرحمن سلمی نے کہ خبر دی ہے محمد بن یزید نے کہ خبر دی ہے محمد بن خلف وکیع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن شعیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرحمن سدی نے عمرو بن قیس ملائی سے انہوں نے عطیہ عوفی سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یہ بات یقین کی کمزوری میں شمار ہوتی ہے کہ تو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرے۔ اور تو اللہ کے رزق دینے کے باوجود شکریہ لوگوں کا ادا کرے۔ اور اللہ نے جو چیز تجھے نہیں دی اس پر تو ان سے جا کر برائی کرے یا لوگوں کی برائی کرے۔ بے شک حریص کا حرص اللہ کے رزق کو کھینچ کر نہیں لاتا اور ناپسند کرنے والے کی ناپسندی رزق کو دور نہیں کر سکتی۔ بیشک اللہ نے اپنے علم اور جلال کے ساتھ خوشی اور راحت کو رضا اور یقین میں رکھا ہے اور غم اور فکر کو شک اور ناراضگی میں رکھا ہے

محمد بن مروان ضعیف ہے۔

اور یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کے قول سے ایک بار اور دوسری بار مرفوع مروی ہے۔

خوشی اور راحت اللہ کی رضا اور یقین میں اور فکر و غم اس کی ناراضگی اور شک میں ہے

۲۰۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن شعیب شاشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حجر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قرہ نے سفیان بن سعید سے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے خیثمہ سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے فرمایا۔

کہ اللہ کو ناراض کر کے ہرگز کسی کو راضی نہ کرنا۔ اور اللہ کے فضل پر کسی دوسرے کا شکریہ ادا نہ کرنا۔ جو چیز اللہ کی مرضی سے تجھے نہ ملے اس پر کسی کی برائی نہ کرنا کسی حریص کا حرص کرنا اللہ کے رزق کو تیرے پاس کھینچ کر نہیں لائے گا۔ اور کسی بدخواہ کی بدخواہی اس کو تجھ سے ہٹا نہیں دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل و انصاف کے ساتھ خوشی کو راحت اور اللہ کی رضا اور یقین میں رکھا ہے اور فکر و غم کو ناراضگی اور شک میں رکھا ہے۔

---

(۲۰۷)... اخرجه ابو نعيم في الحلية (۱۰/۱۰۶) من طريق عمرو بن قيس به.

(۲۰۸)... اخرجه الطبراني في الكبير (۱۰/۲۱۶ رقم ۱۰۵۱۴) وابو نعيم في الحلية (۴/۱۲۱ و ۷/۱۳۰) من طريق الاعمش عن خيثمة به وضعفه المنذري في الترغيب (۲/۵۴۵)

۲۰۹:۔۔۔۔ پس ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن صفوان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن ابی دنیا نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن صباح نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے ابوہارون مدنی سے وہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

رضا یہ ہے کہ تو اللہ کی ناراضگی کے ساتھ لوگوں کو راضی نہ کر۔ اور اللہ کے رزق دینے پر شکر کسی اور کا ادا نہ کر۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ تجھے نہ دے اس پر کسی کو ملامت نہ کر۔ رزق کو کسی حریص کا حرص نہیں چلا سکتا نہیں کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی سے رزق واپس یا رد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور اپنے انصاف کے ساتھ خوشی اور راحت کو یقین اور رضا میں کر دیا ہے اور فکر و غم کو شک اور ناراضگی میں کر دیا ہے۔

۲۱۰:۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوسعید عبدالرحمن بن محمد بن سبانہ ہمدانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن قاضی نے کہ خبر دی ہے محمد بن حسن بن سماعہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابونعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے ابواسحٰق سے انہوں نے ابو الاحوص سے انہوں نے عبداللہ سے کہ انہوں نے کہا جب تم میں سے کوئی آدمی کوئی حاجت طلب کرے تو ہلکی پھلکی طلب کرے۔ اس لئے کہ اس کو وہی کچھ ملے گا جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے اور ایسا بھی کرو کہ کسی کے پاس جا کر اس کی تعریف کر کے اس کی کمر توڑ دو۔

۲۱۱:۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن نمیر نے اعمش سے انہوں نے معرور بن سوید سے کہتے کہ کہا ہے عبداللہ نے اور وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں انسان کے اپنے مسلمان بھائی سے سوال کرنے میں فتنہ ہے اگر وہ اسے دے دے تو یہ تعریف اور شکریہ کسی اور کا کرتا ہے اگر منع کر دے تو دوسرے کے آگے برائی کرتا ہے۔

۲۱۲:۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید ہشام بن ابراہیم مخزومی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ موسیٰ بن جعفر بن ابوکثیر نے اپنے چچا سے انہوں نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

واما الجدار فكان لغلامين يتيمين في المدينة و كان تحته كنز لهما

بہرحال دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی شہر میں۔ اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا۔ ۔۔۔ سو وہ خزانہ کیا تھا؟
سونے کی ایک تختی تھی اس میں یہ لکھا تھا۔

حیرانی ہے اس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے وہ کیسے خوش رہتا ہے۔
حیرانی ہے اس شخص پر جو حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے ہنستا ہے۔
حیرانی اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے غم کرتا ہے۔
حیرانی ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے زوال کو دیکھتا ہے پھر اس کو اس کی اہل پھیر قبول کر لیتا ہے وہ کیسے اس پر اطمینان کرتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۱۳:۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ اور محمد بن موسیٰ نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے ہمیں

---

(۲۰۹)۔۔۔۔ أخرجه ابن أبي الدنيا في اليقين (۳۲) عن الحسن بن الصباح. به.
وعند ابن أبي الدنيا أوله بدلاً من (الرضى)
(۲۱۱)۔۔۔۔ المعرور بن سويد هو الأسدي الكوفي.

تدبیر کرنے اور پسند کے پیچھے پڑنے کو چھوڑ دو۔ زندگی میں خوش رہو گے۔ اس لئے کہ تدبیر اور تنگی دوڑ اور پسند کے درپے رہنا لوگوں پر ان کی زندگی کو مکدر کر دیتا ہے اور مشکل بنا دیتا ہے۔

حضرت عطاء نے فرمایا کہ ابو العباس سے سوال کیا گیا۔

کہ وہ کون سا مقام ہے کہ بندہ جب اس مقام پر کھڑا ہو تو عبدیت کے مرتبہ پر کھڑا ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ ترک تدبیر۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العباس سے سنا وہ فرما رہے تھے۔

صادقی اس وقت تک نہیں آتی جب تک کہ تم تدبیر کے معاملہ میں اہل قبور جیسے نہ ہو جاؤ۔

ابو عطاء فرماتے ہیں میں نے ابو العباس کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا۔

ہمارے لئے سرور و خوشی اللہ کی تدبیر میں ہے اور محرومی ہماری اپنی تدبیر میں ہے۔

فائدہ: ۔۔ اس لئے کہ بندے کی تدبیر ناقص ہوتی ہے اس لئے ناکامی کا امکان زیادہ اور کامیابی کا بہت کم ہوتا ہے جب کہ اللہ کی تدبیر مضبوط اور کامیاب ہوتی ہے اس لئے توکل کا اعلیٰ مقام یہی ہے بندہ عمل اپنے آپ کو اللہ کی تدبیر کے حوالے کر دے اور وہ سستی و کاہلی نہیں بلکہ بطور توکل علی اللہ ہے۔ (مترجم)

بعض علماء کی نصیحت

۲۲۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عمر زاہد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن علی انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے انہوں نے کہا میں نے سنا سفیان بن عیینہ سے کہتے تھے کہ علماء فرماتے تھے۔
جو شخص اللہ کی تقدیر پر قناعت نہیں کرتا وہ اپنے نفس کی تدبیر پر بھی قناعت نہیں کر سکتا۔

۲۲۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمٰن سلمی نے اس نے سنا عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن رازی سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے سنا ابو العباس احمد بن محمد بن مسروق طوسی سے وہ فرماتے تھے۔

جو شخص تدبیر (کا سہارا کرنا) چھوڑ دے (بلکہ اللہ کا سہارا کرے) وہ راحت و سکون کی زندگی گزارتا ہے۔ ●

مسروق کہتے ہیں میں نے سنا ابو العباس سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابو الحسین فارسی سے کہتے تھے کہ میں نے سنا عباس بن عصام سے وہ کہتے تھے میں نے سنا سہل سے وہ کہتے تھے۔

آزمائش اور پریشانی اللہ کی طرف سے دو طرح کی ہوتی ہے یا تو بطور رحمت کے یا بطور سزا کے۔ بطور رحمت وہ ہوتی ہے جو انسان کو ترک تدبیر پر دلالت کی۔ یعنی فقر و فاقہ کے اظہار پر ابھارتی ہے اور بطور سزا وہ ہوتی ہے جو انسان کو اپنی پسند اپنی مرضی کرنے اور اپنی تدبیر کرنے پر اکساتی ہے۔

جب فقر مقدر ہو تو غنا نہیں آتا

۲۲۳: ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے ابو سعید بن الاعرابی نے انہوں نے کہا

● وفي الأصل والمطبوعة على (اظهار قدرة) وهو خطأ والصحيح على اظهار فقره وفاقته كما في الحلية

(۲۲۲) أخرجه أبو نعيم في الحلية ۱۰/۲۰۰ قال أبو نعيم سمعت أبي يقول سمعت أبا بكر يقول سمعت سهل بن عبدالله يقول [illegible]

(۲۲۳) شيخه هو أبو علي الملطي

کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے سوا کوئی خواہش نہیں ہوئی۔

۲۲۹: ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ان کو خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے عباس بن محمد نے کہ ہمیں بات بتائی ہے یحییٰ بن معین نے کہ ہمیں بات بتائی ہے حبان نے شعبہ سے اس نے کہا کہ مجھے یونس بن عبید نے کہا تھا۔

''میں نے کبھی کسی چیز کی تمنا اور آرزو نہیں کی۔''

حضرت فضیل بن عیاضؒ کا ارشاد

۲۳۰: ہمیں خبر دی ہے ابوحازم حافظ نے ان کو خبر دی ہے ہمیں محمد بن احمد بن حنان نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے جعفر بن خلف نے کہ ہمیں بات بتائی ہے محمد بن علی بن حسن نے وہ کہتے ہیں میں نے ابراہیم اشعث سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ کہتے تھے اپنے مرتبے اور مقام سے اوپر راضی ہونے والا اللہ پر راضی ہونا کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا ارشاد:

۲۳۱: ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بتائی ہے حسین بن محمد بن اسحاق نے انہوں نے کہا میں نے سنا ابوعثمان خیاط سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ذوالنون مصری سے وہ کہتے تھے۔

- تسلیم و رضا کی (یعنی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے اللہ کے فیصلے پر راضی ہونے) کی تین علامات ہیں
قضاء کے مقابلے میں رضا، آزمائش پر صبر کرنا، خوشحالی پر شکر کرنا۔
- ... اور تفویض کرنے اور اللہ کے سپرد کرنے کی تین علامات ہیں۔

ترک کرنا اللہ کے فیصلوں میں اور اس کے ارادوں میں ایک وقت سے دوسرے وقت کی طرف۔ اور اپنے ارادے کو اللہ کے ارادے کے لیے معطل کرنا نوافل میں اور دنیا کے اسباب میں۔ اور اس بات پر نظر رکھنا کہ اس بارے میں اللہ کی تدبیر کیا واقع ہوتی ہے۔

- دل روشن یا روشن ضمیر ہونے کی علامات تین ہیں۔

ہر چیز کو اللہ کی طرف سے دیکھنا۔ ہر شئی کو اسی سے حاصل کرنا۔ ہر شے کی نسبت اسی کی طرف کرنا۔

ابوعبداللہ نباجیؒ کا ارشاد:

۲۳۲: ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابواحمد حافظ سے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوعثمان سعید بن عبدالعزیز حلبی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی۔ احمد بن ابی حواری نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابوعبداللہ نباجی سے وہ کہتے تھے۔

''عظیم ترین عبادت میرے نزدیک تین ہیں:

- کہ آپ اللہ کے احکام میں سے کسی حکم کو رد نہ کیجئے۔
- اللہ کے سوا کسی اور سے کوئی حاجت نہ رکھئے۔
- اس سے کوئی چیز ذخیرہ نہ کیجئے۔

محمد بن احمد بن شمعونؒ کا ارشاد:

۲۳۳: ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمن سلمی نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا تھا محمد بن احمد بن شمعون سے جب کہ ان سے رضا کے بارے

---

(۲۳۱) اخرجه ابونعیم فی الحلیة (۹/ ۳۶۲ و ۳۶۳) من طریق سعید بن عثمان الخیاط عن ذی النون فالثلاثة الاولی فقط فانه حدیث طویل

افرءیتم النار التی تورون ءانتم انشاتم شجرتها ام نحن المنشئون۔ (الواقعۃ ۷۱،۷۲)

بھلا تم لوگ بتلاؤ کہ یہ جسے تم سلگاتے ہو کیا اس کا درخت تم نے بنایا ہے یا کہ ہم بنانے والے ہیں۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ یا رب تو ہی ہے۔ تین بار یہی کہا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب پر مغز اور جامع دعا

۲۳۰ ... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن علی صنعانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحق بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے جعفر بن برقان سے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام یہ فرماتے تھے۔ اے اللہ میں تو ایسا ہوں یہ جو چیز میں ناپسند کرتا ہوں اس کو بھی ہٹا نہیں سکتا۔ اور جس چیز کی میں آرزو کرتا ہوں اس کے نفع کو حاصل کرنے کا بھی میں مالک نہیں ہوں۔ میرا معاملہ میرے سوا کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں خود بھی اپنے عمل کا رہن ہوں۔ مجھ سے بڑا فقیر کوئی نہیں۔ اے اللہ میرے دشمن کو میرے معاملہ میں خوش نہ فرما۔ اور میرے دوست کو میرے معاملے میں دکھ نہ پہنچا۔ اور میری مصیبت کو میرے دین میں واقع نہ فرما اور اس شخص کو مجھ پر مسلط نہ فرما جو مجھ پر رحم نہ کرے۔

بعض اہل نظر کا قول:

۲۳۱۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمن سلمی نے اس چیز کے بارے میں جو ان کے سامنے پڑھا گیا بعض حضرات سے بطور حکایت کے کہ انہوں نے کہا تھا کہ دین کا کمال نیکی کی طاقت اور بدی سے رکنے کی طاقت سے بیزار ہونے اور سب چیز میں ہر چیز کے خالق مالک کی طرف رجوع ہونے میں ہے۔

حضرت سہل کا قول:

عبدالرحمن سلمی نے کہا کہ حضرت سہل نے فرمایا:
جس شخص نے (از راہ خود پسندی) اپنے نفس کی طرف نظر کی وہ کامیاب نہیں ہوا۔
اور جس نے اپنے نفس کے لئے کسی حال کا دعویٰ کیا اس کا وہ دعویٰ پورا نہیں ہوا۔
مخلوق میں سے خوش نصیب و سعادت مند وہ ہے جس نے اپنے افعال و اقوال سے نظر ہٹالی۔
اس شخص کے لئے فضل حاصل کرنے اور دوسروں کو فضل پہنچانے کا اور تمام افعال میں اللہ کے احسان کی رؤیت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔
اور مخلوق میں سے شقی اور بدنصیب وہ ہے جس کے اپنے افعال و اقوال اس کی اپنی نظر میں اچھے لگیں اور وہ ان پر فخر کرے اور اپنے لئے ان کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ اس کو ایک دن تباہ کر دے گا۔
اگرچہ فی الوقت وہ تباہی سے بچ رہا ہو کیا آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قارون کے بارے کیسے واقعہ بیان فرمایا ہے۔ (خصوصی طور پر یہ فقرہ قابل غور ہے)

انما اوتیتہ علی علم عندی۔ (القصص ۷۸)

کہ یہ مال مجھ کو میرے ساتھ اس علم کی بدولت ہے جو میرے پاس ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے فضل کو یکسر بھول گیا تھا۔ اس نے اپنی ذات کے لئے فضیلت اور خوبی کا دعویٰ کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ اس کو اسی کی پیدائش سمیت اس مال و علم سمیت زمین میں دھنسادیا۔ اور کتنے ایسے شہریوں کو اللہ نے (قارون کی طرح) زمین میں دھنسایا اس حال میں کہ وہ

آپ کے اوپر کوئی ملامت نہیں ہے ملامت تو مجھ پر ہے اس لئے کہ میں نے اپنی حاجات غیر خالق و مالک کے سامنے پیش کر دی ہیں۔

محمود وراق کا ارشاد:

۲۳۳ ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو محمد حسن بن احمد بن یعقوب صوفی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا محمود سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے شعر کہتے تھے:

واذا سمعت بان مجدودا حوى. عودا فاثمر في يديه فصدق

جب آپ یہ بات سنیں کہ کسی خوش نصیب نے کوئی لکڑی لی اس کے ہاتھوں میں پھل آ گیا ہے تو اس بات کی تصدیق کرے۔

واذا سمعت بان محروما اتى. ماء ليشربه فغاض فحقق

اور جب آپ یہ سنیں کہ کوئی نامراد پیاسا انسان پانی کے پاس آیا ہے پینے کے لئے اور وہ نیچے ہو گیا اور خشک ہو گیا تو مان لے۔

ومن الدليل على القضاء وكونه. بؤس اللبيب وطيب عيش الاحمق.

یہ بات قضاء کے ہونے اور وجود کے دلائل میں سے ہے کہ عقلمند بیکار رہتا ہے اور بے وقوف عیش کرتا ہے۔

عبداللہ بن شبیب کا ارشاد:

۲۳۴ ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ابو الحسن احمد بن فضل کاتب نے ہمدان میں کہ ہمیں شعر سنائے تھے احمد بن یحییٰ ثعلب نے انہوں نے کہا ہمیں شعر بیان کئے عبداللہ بن شبیب نے۔

ليس احتيال ولا عقل ولا ادب يجدي عليك اذا لم يسعد القدر.

جب تقدیر معاونت نہ کرے تو حیلہ بازی کا فائدہ نہ ادب کا نہ عقل کا۔

ما يقضه الله لا يعييك مطلبه. والسعي في نيل ما لم يقضه عسر

اور جس چیز کا اللہ فیصلہ کر دے اس کی تلاش تجھے نہیں تھکائے گی۔ اور جس چیز کا اس نے فیصلہ نہ کیا ہو اس کے حصول کی کوشش بھی کٹھن ہوتی ہے۔

كم مانع نفسه لذاتها حذرا. للفقر ليس له من ماله ذخر.

بہت سے لوگ اپنے نفس کو فقر کے خوف سے اس کی خواہشات پوری کرنے سے باز رکھتے ہیں مگر پھر بھی ان کے پاس مال جمع نہیں ہوتا۔

ان كان امسك للفقر يحذره فقد تعجل فقرا قبل يفتقر

احمد بن عبیداللہ داری کا ارشاد:

۲۳۵ ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں شعر سناتے تھے ابو عمرو محمد بن احمد بن اسحاق نحوی نے کہتے ہیں ہمیں شعر سنائے تھے احمد بن عبیداللہ داری نے اشعار کہتے ہیں۔ یہ کلام میں سے۔

يا لائم الدهر على ما نابه. لا تلم الدهر على غدره.

ہمارے ساتھ جو کچھ ہوتی ہے اس پر زمانے کو ملامت کرنے والے! زمانے کو اس کی بے وفائی اور دھوکے پر ملامت نہ کر۔

فالدهر مامور له آمر. ينصرف الدهر الى امره.

اس لئے کہ زمانہ کو حکم ملا ہوا ہے (وہ مجبور ہے) اس کے حکم دینے والا موجود ہے زمانہ کو اپنے حکم کی طرف پھیرتا ہے۔

كم كافر باالله امواله. تزداد اضعافا على كفره.

باب نمبر ۷

ایمان کا ساتواں شعبہ
موت کے بعد دوبارہ اٹھنے زمین سے نکل پڑنے پر ایمان

دوبارہ اٹھنے کے بارے میں قرآنی آیات بکثرت ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قرآن سے استدلال

(۱) زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا. (التغابن ۷)

یہ لوگ کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔

(۲) قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم. (الجاثیہ ۲۶)

کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں جان بخشتا ہے پھر وہی تم کو موت دیتا ہے۔

(۳) ... افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون. (المؤمنون ۱۱۵)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

حدیث سے استدلال

ہم نے مطر الوراق سے روایت کیا ہے جس نے عبداللہ بن بریدہ سے اس نے یحییٰ بن یعمر سے اس نے حضرت ابن عمر سے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ایمان کے بارے میں حضرت عمر کہتے ہیں کہ سائل نے کہا یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لا اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں۔ اس کے رسولوں کے ساتھ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اور پوری تقدیر کے ساتھ۔

۲۵۶: ... ہمیں خبر دی ہے ابوبکر احمد بن محمد اشنانی نے کہ خبر دی ہے ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے مطر سے پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

اور وہ مسلم شریف میں منقول ہے۔

مر کر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کے عقیدے کی تشریح

دوبارہ اٹھنے پر ایمان لانا یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ اور ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ مردہ اجسام کے چورے کو اور ذرات کو دوبارہ زندہ کر کے لوٹائے گا۔ اور ان کے وہ ذرات جو دریاؤں اور سمندروں میں بکھر گئے تھے، جو درندوں وغیرہ کے پیٹوں میں چلے گئے تھے جمع کرے گا۔ حتیٰ کہ وہ انسان اپنی پہلی شکل وصورت پر کھڑا ہو جائے گا۔ پھر تمام انسانوں کو زندہ کر کے جمع کرے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ تمام لوگ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑے ہوں گے چھوٹے بھی بڑے بھی۔ یہاں تک کہ وہ بچے ضائع ہونے والے حمل بھی جن کی خلقت مکمل ہو چکی تھی اور روح پڑ چکی تھی۔ اور وہ بھی جن کی خلقت مکمل نہیں ہوئی تھی۔ یا روح نہیں پڑی تھی بالکل بھی وہ بھی اور تمام مردے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک جیسے ہیں۔

---

(۲۵۶) ... أخرجه مسلم (۱/۳۶) من طريق عبدالله بن بريدة عن يحيى بن يعمر به

کہتا ہے کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہے۔ آپ فرما دیجئے وہی ان کو زندہ کرے گا

جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلی تخلیق کو دوسری تخلیق کے لئے دلیل بنایا ہے کیونکہ یہ بالکل اسی جیسی ہے۔

پھر مزید ارشاد فرمایا

سرسبز درخت سے آگ کی تخلیق سے قدرت پر احیاء اموات پر استدلال۔

الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا فاذا انتم منہ توقدون (یٰس ۸۰)

اور وہی ذات عالی ہے جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ پیدا فرمائی ہے اور تم اسی سے آگ جلاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس درخت سے آگ کے ظہور کو آگ کی حرارت اور خشکی کے باوجود اور درخت کے سرسبز ہونے اور تر و تازہ ہونے کے باوجود۔ پیدا کرنے کو دلیل بنایا ہے پرانی اور بوسیدہ ہڈیوں میں نئی حیات پیدا کرنے کی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی کئی کئی آیات کے اندر مردوں کو زندہ کرنے پر زمین کی مثال دے کر ہم لوگوں کو متنبہ فرمایا ہے۔

کہ زمین زندہ ہوتی ہے اور پودے اور کھیتی کی نشوونما کرتی ہے اور پھل دار کرتی ہے پھر وہ مر جاتی ہے اور خشک ہو جاتی ہے کہ اب وہ بالکل کچھ نہیں اگائے گی اسی طرح ایک مدت تک لوگوں کے قدموں تلے روندی جاتی رہتی ہے پھر اس پر جب پانی پڑتا ہے تو پھولتی اور حرکت کرتی ہے اور پھر زندہ اور شاداب ہو جاتی ہے اور ہر طرح سب چیز کو اگاتی اور اس کی نشوونما کرتی ہے۔ حالانکہ اس سارے عمل میں اس کی موت و حیات پھر دوبارہ حیات کا فاعل حقیقی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ جب وہ اس عمل پر قادر ہے تو اس کو کون سی چیز عاجز کر سکتی کہ وہ انسان کو مارے اور زندگی کے تمام آثار ختم ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ اس کو زندہ کردے اور پھر ویسا ہی بنادے جیسا کہ وہ پہلے تھا۔ اور اسی خالق و مالک نے ہمیں متنبہ فرمایا ہے نطفہ کے زندہ کرنے پر جو کہ بے جان تھا پھر اسی نے اس سے زندہ اور چلتا پھرتا انسان بنا دیا۔ چنانچہ اسی طرح وہ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اور ارشاد فرمایا:

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم۔ (البقرہ ۲۸)

تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے سو اسی نے تمہیں جان بخش دی۔

یعنی باپ کی پشتوں اور ماں کے رحموں میں نطفے تھے اس سے تمہیں اس نے پہلے پھر آگے کا مراحل کر کے انسان بنا دیا۔ اور ارشاد فرمایا:

الم نخلقکم من ماء مہین. فجعلناہ فی قرار مکین الی قدر معلوم. فقدرنا فنعم القادرون (المرسلات ۲۰-۲۳)

کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر سے پانی سے نہیں بنایا؟ ہم نے اس پانی کو ایک محفوظ جگہ میں ایک خاص وقت تک ٹھہرایا سو ہم نے (اس کے تمام مراحل) کا ایک خاص اندازہ مقرر فرمایا اور ہم ہی بہتر اندازے اور قدرت کے مالک ہیں۔

اس نے انسانوں کو آگاہ کر فرمایا کہ جب وہ باپ کی پشت سے نطفے کو نکالتا ہے تو وہ بے جان ہوتا ہے مردہ ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کو رحم مادر میں زندہ کرتا ہے۔ جس کو پیدا کرنا چاہتا ہے اس سے پیدا کرتا ہے اور اس میں حیات کی ترکیب کرتا ہے یہ مردہ اور بے جان کو زندہ کرنا زمین مردہ کے احیاء کے مشابہ ہے۔ جو ذات اس زندگی عطا کرنے پر قادر ہے وہ اس بات سے عاجز نہیں ہے کہ وہ اس کو موت دے دے پھر وہ اس کو دوبارہ زندہ کردے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو ایک دوسری آیت میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور ارشاد ہوا۔

باب نمبر ۸

ایمان کا آٹھواں شعبہ

"ایمان بالحشر"

قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد لوگوں کا دھرتی کے اس مقام پر جمع ہونا جو ان کے لئے مقرر ہے (اس کے ساتھ ایمان)

جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا لوگ میدان حشر میں کھڑے رہیں گے۔ جب وہ وقت آ جائے گا جب اللہ تعالیٰ ان سے حساب لینے کا ارادہ فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ حکم دیں گے اور تمام اعمال نامے لائے جائیں گے جو کراماً کاتبین نے لکھے تھے لوگوں کے اعمال کے بارے میں اور وہ لوگوں کو اس طرح دیئے جائیں گے کہ بعض کو سیدھے ہاتھ میں اور بعض کو الٹے ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے جن کو سیدھے ہاتھ میں اعمال نامے ملیں گے وہ سعید اور خوش نصیب ہوں گے۔ اور جن جن کو بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ کے پیچھے سے ملیں گے وہ شقی اور بدنصیب ہوں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الا یظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم. یوم یقوم الناس لرب العلمین. (المطففین ۴۔۶)

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے یعنی ایک بڑے سخت دن میں جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہوں گے اور واضح فرمایا کہ اس دن قیام کے علاوہ ان کی اور کوئی حالت نہ ہوگی۔

قیامت میں لوگوں کا پسینے میں ڈوبنا

۲۵۷: ... ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن علوی نے خبر دی ہے ہمیں ابو حامد نے اور وہ ابن شرقی ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ ذہلی نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ میرے والد نے صالح بن کیسان سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ نافع نے یہ کہ عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

یقوم الناس یوم القیمة لرب العالمین حتی یغیب احدھم فی رشحه الی انصاف اذنیه

قیامت کے دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان اپنے کانوں کے نصف تک اپنے پسینے میں ڈوب جائے گا۔

امام مسلم نے صحیح میں حدیث یعقوب سے اس کو روایت کیا ہے۔

قیامت میں سورج کا قریب ہو جانا

۲۵۸: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی۔ ہے ابو بکر بن عبداللہ نے کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے۔ ہمیں حدیث بیان کی حکم بن موسیٰ نے ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن حمزہ نے عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے سلیم بن عامر

(۲۵۷) اخرجه مسلم (۲۱۹۶/۴) من طریق یعقوب به.

نے، انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی مقداد بن اسود نے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ان کے قریب ہوگا جیسے ایک تہائی فرسنگ یا جیسے سرمہ کی سلائی۔ سلیم بن عامر نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ نے میل سے کیا چیز مراد لی ہے کیا زمین کی مسافت یا سرمہ کی سلائی جس سے آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے فرمایا کہ لوگ اپنے پسینے میں اپنے اپنے اعمال کے حساب سے غرق ہوں گے۔ بعض ان میں سے اپنے ٹخنوں تک بعض گھٹنوں تک بعض اپنی کمر تک اور بعض لگام لگائے جائیں گے پسینے کی یعنی منہ تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ مقداد نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ تک پہنچنے کا اشارہ کیا۔ اس کو مسلم نے صحیح میں حکم بن موسیٰ سے روایت کیا ہے۔

اور ہم نے اس سلسلے میں تمام احادیث کتاب البعث میں ذکر کر دی ہیں۔

اعمال نامہ سب کے گلے میں لٹکا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وکل انسان الزمنه طائره فی عنقه ونخرج له یوم القیمة کتابا یلقه منشورا اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا (سورۃ اسرائیل: ۱۳۔۱۴)

ہر انسان کے اعمال کا پرچہ (بصورت کتاب) ہم نے اس کی گردن میں لٹکا دیا ہے۔ ہم اس کے لئے قیامت کے دن ایک تحریر (وہ کتاب) نکالیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔ کہا جائے گا پڑھ لے اپنی کتاب تیرے نفس کے سوا آج تیرا حساب کرنے والا کافی ہے۔

اعمال لکھنے کے لئے فرشتے مقرر ہیں

ایک اور ارشاد ہے:

ان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون (الانفطار: ۱۰)

بے شک تمہارے اوپر نگہبان مقرر ہیں جو عزت والے لکھنے والے ہیں۔ وہ جانتے ہیں تم جو کچھ کر رہے ہو۔

ہر بات کو فرشتے لکھتے ہیں

اور ارشاد ہے:

عن الیمین وعن الشمال قعید ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید (ق: ۱۷۔۱۸)

دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ہیں لکھ رہے ہیں۔ انسان کسی بھی بات کا تلفظ کرتا ہے تو اس کے پاس نگران تیار بیٹھا ہے۔

اعمال نامے میں ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا ہے

اور ارشاد ہے:

ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون (الجاثیہ: ۲۹)

یہ (کتاب) ہماری تحریر ہے جو تمہارے اوپر سچ سچ بولتی ہے۔ بے شک ہم لکھوایا کرتے تھے جو کچھ تم عمل کرتے تھے۔

---

(۲۵۸)-- سلیم بن عامر هو: أبو یحیی الخبائری

أخرجه مسلم (۲۱۹۶/۴) والترمذی (۲۴۲۱) من طریق عبد الرحمن بن یزید بن جابر. به وقال الترمذی صحیح.

بھی نظر نہیں آئے گا سوائے اس عمل کے جو آگے بھیجا تھا۔ آگے دیکھے گا تو آگ ہی آگ نظر آئے گی۔ لوگو آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ ہی سہی۔ اس کو بخاری نے صحیح میں۔ یوسف بن ابی موسیٰ بن ابی اسامہ نے نقل کیا ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مکلفین کا حساب خود لے گا اور سب کو ایک ساتھ مخاطب کرے گا۔ ایک کے بعد ایک اور باری باری خطاب نہیں کرے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ہاں اہل رحمت کے ساتھ اس کی ہمکلامی ان کی بشارت و کرامت میں اضافہ کرے گا اور اہل عذاب کے ساتھ ہمکلامی ان کی حسرت اور ان کے خسارے میں اضافہ کرے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الم اعهد اليكم يابنى ادم الاتعبدوا الشيطان انه لكم عدو مبين (یٰس ۶۰)

اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔

علاوہ اس کے جتنے کتاب وسنت میں ارشادات آئے ہیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخلوق کے محاسبہ کرنے کا حکم دیں گے وہ اللہ کے حکم کے ساتھ حساب لیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل ایمان کے حساب کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لیں گے اور کفار کا حساب فرشتوں کے ذمے لگائیں گے۔ اور ظاہر کتاب وسنت جس چیز پر دلالت کرتے ہیں وہ وہی ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس بارے میں تمام اقوام میں سے صحیح ترین قول کی طرف اشارہ کر چکے ہیں۔

جب حساب وکتاب مکمل ہو جائے گا تو پھر اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اس لئے کہ وزن جزا عطا کرنے کے لئے ہے۔

ابو یوسف زاہد کا قول:

۲۶۰ ..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ سے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عبداللہ سعد بن ابراہیم عبدوی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ابراہیم بن ابی طالب سے وہ کہتے تھے میں نے سنا اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا اپنے والد سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ابو سفیان زاہد سے:

وہ کہتے تھے میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ ہمارے حساب کی ذمہ داری غیر اللہ کے ذمہ ہے۔ اس لئے کہ کریم ذات ہی درگذر کرے گی۔

فرشتے کیا معاف کر سکتے ہیں؟

۲۶۱ ..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے کہ ہمیں خبر دی حسین بن صفوان نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے، اس نے کہا مجھے حدیث بتائی ہے حسین بن عمرو نے یحییٰ بن دمان سے، انہوں نے کہا سفیان ثوری نے کہا:

میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ میرا حساب میرے والد کے سپرد ہو، اس لئے کہ میرا رب میرے لئے میرے والد سے بہتر ہے۔

"امام بیہقی کا قول":

امام بیہقی فرماتے ہیں:

مذکورہ مفہوم ایک مسند حدیث میں مروی ہے۔ لیکن قوی خیال ہے کہ وہ موضوع روایت ہے۔ میں نے اس کے نقل کرنے کی جسارت نہیں کی تھی۔ پھر میں نے اسے مذکورہ حضرات کے ہاں شہرت کی بنا پر نقل کیا ہے۔ میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

---

(۲۵۹) ..... اخرجه البخاری (۹/۱۹۲) عن یوسف بن موسیٰ. به

(۲۶۱) ..... اخرجه البیهقی فی الشعب (۲/۱۹ ب) من طریق ابن ابی الدنیا ایضاً

تم لوگوں نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟

اور رسولوں سے پوچھا جائے گا کہ:

ماذا اجبتم؟

تمہیں امتیوں سے کیا جواب ملا تھا۔

اللہ کے رسول جواب دیں گے:

لا علم لنا انک انت علام الغیوب (المائدہ ۱۰۹)

ہمیں کوئی علم نہیں، بے شک تو ہی غیب کو جاننے والا ہے۔

(اس آیت کا مطلب ہے کہ) گویا کہ انبیاء ورسول بھول چکے ہوں گے کہ لوگوں نے ان کو کیا کیا جواب دیئے تھے اور ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت بیٹھ چکی ہوگی۔ لہذا اسی ساعت میں وہ جواب بھول جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو مضبوط اور ثابت قدم بنائیں گے اور ان کے لئے یادداشت بیان فرمائیں گے لہذا پھر وہ اس بات کی شہادت دیں گے جو ان کی امتوں نے ان کو جواب دیئے تھے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں:

بے شک بعض امت اپنے رسول کو جھٹلا دے گی اور کہے گی ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

امت محمدیہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تائید

۲۹۴ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے محمد بن عبدالوہاب فراء نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے جعفر بن عون نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن بلائے جائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ نے اللہ کا پیغام لوگوں کے پاس پہنچا دیا تھا۔ وہ عرض کریں گے، جی ہاں، میں نے پہنچا دیا تھا۔ لہذا آپ کی امت کو طلب کیا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہمارے پاس نہ ہی کوئی ڈرانے والا آیا تھا اور نہ ہی کوئی ہمارے پاس آیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ آپ کے گواہ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام جواب دیں گے کہ میرے گواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کی امت ہے۔ پھر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ تم لوگوں کو (اے امت محمدیہ) لایا جائے گا اور تم لوگ یہ گواہی دو گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچایا تھا۔ یہی بات مذکور ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے اندر:

وکذالک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً (البقرہ ۱۴۳)

اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا ہے تا آنکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو جائے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے، جعفر بن عون سے۔ اور اسی مفہوم کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے ابو اسامہ نے اعمش سے اور روایت کیا ہے اس کو ابو معاویہ نے اعمش سے۔ انہوں نے حدیث میں فرمایا:

نیز ارشاد باری ہے:

۲:۔۔۔ وما کنتم تستترون ان یشهد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم
ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم کثیرا مما تعملون (فصلت ۲۲)

اور تم اس بات کے خوف سے تو پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے تمہارے خلاف شہادت دیں گے، بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر نہیں ہے۔

۳:۔۔۔ وقالوا لجلودهم لم شهدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء (فصلت ۲۱)

وہ اپنے چمڑوں (یعنی اپنے اعضاء) سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی ہے؟ وہ کہیں گے کہ جس اللہ نے سب چیزوں کو گویائی بخشی اسی نے ہم کو بھی گویائی دی (اور گواہی دینے کا حکم دیا)۔

۴:۔۔۔ الیوم نختم علی افواههم وتکلمنا ایدیهم وتشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون (یٰس ۶۵)

آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا کر بند کر دیں گے اور ہم ان کے ہاتھوں کو بلوائیں گے اور ان کے پیر گواہی دیں گے اس کی جو کچھ وہ عمل کرتے تھے۔

ہم نے حضرت ثابت کی روایت میں حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ہنس پڑے۔ پھر خود فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ میں کیوں ہنسا؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ بندے کے اپنے رب سے مخاطب ہونے سے، بندہ کہے گا کہ اے میرے رب کیا آپ مجھے ظلم سے پناہ دیں گے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جی ہاں ضرور۔ بندہ کہے گا میں اپنے نفس پر بخشش نہیں کرتا مگر گواہ کے ساتھ جو مجھ سے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

کفی بنفسک الیوم علیک شهیدا وبالکرام الکاتبین شهودا

تو آج اپنا آپ ہی کافی ہے گواہ اور کراماً کاتبین فرشتے گواہ ہیں۔

پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ تم بولو، سو وہ اس کے اعمال کے بارے میں بولیں گے۔ پھر بندے اور کلام کے مابین تخلیہ کر دیا جائے گا۔ پھر بندہ کہے گا دوری ہو، دوری ہو، میں تمہاری ہی تو دفاع کرتا تھا۔

۲۶۹:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحق صنعانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابو نضر نے اشجعی سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے عبید بن مکتب سے، انہوں نے فضیل بن عمرو سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے انس بن مالک سے، پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔ امام مسلم نے اس کو صحیح مسلم میں ابو بکر بن نضر سے روایت کیا ہے۔

ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث رؤیت میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ بندے سے ملیں گے اور فرمائیں گے کہ اے فلاں بن فلاں، کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی؟ اور تجھے سرداری دی، تجھے جوڑا بنایا، تیرے اونٹ اور گھوڑے تابع فرمان کر دیئے، جن کی گردن جھکا کر تم ان پر سوار ہوتے ہو اور اس سے اپنی حفاظت کا سامان کرتے ہو۔ بندہ جواب دے گا، جی ہاں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرا کیا یہ یقین تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ بندہ عرض

(۲۶۹)۔۔۔ اخرجه مسلم (۴/۲۲۸۰) عن ابی بکر بن النضر بن ابی النضر به.

کرے گا کہ نہیں میرا یہ خیال نہیں تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج میں تجھے اس طرح بھلا دیتا ہوں جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر دوسرے بندے سے ملیں گے۔ اس سے بھی پہلے جیسے سوال و جواب کریں گے۔ وہ بھی اسی طرح جواب دے گا۔ پھر تیسری شخص سے ملاقات کریں گے اور اس کے ساتھ بھی پہلے دو کی طرح سوال و جواب کریں گے مگر وہ جواب میں یہ کہے گا کہ اے اللہ میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیری کتاب کے ساتھ اور تیرے رسول کے ساتھ اور میں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقہ کئے۔ اس سے کہا جائے گا کہ اب ہم تجھ سے اپنا گواہ اٹھائیں گے۔ وہ انسان دل ہی دل میں سوچے گا کہ کون میرے اوپر گواہی دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا تو بول۔ لہذا اس کی ران بولے گی اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈی اس کے عمل کے بارے میں کہ اس نے کیا کیا۔ یہ اس لئے کہ وہ اپنے نفس سے مجبور ہو جائے اور یہ ہی منافق ہوگا اور یہ وہی شخص ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔

۲۴۲: ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موسیٰ نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذکورہ حدیث۔ اور یہی حدیث مسلم میں بھی ہے۔

اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ قیامت میں بعض لوگوں کے خلاف ان کی زبانیں شہادت دیں گی (اور بعض لوگ اپنے عمل و ایمان سے) انکار کریں گے تو ان کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور ان کے خلاف ان کے اعضاء و جوارح گواہی دیں گے۔

عین ممکن ہے کہ یہ انکار منافقین کی طرف سے ہو اور جیسے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ منافقوں کی طرف سے ہو اور تمام کافروں کی طرف سے ہو جن کے بارے میں اللہ چاہے گا کہ جب وہ دیکھیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہوں کو معاف فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی گناہ بڑا نہیں ہے جس کو وہ نہ بخشیں سوائے شرک کے تو یہ لوگ آپس میں کہیں گے کہ ہمارا رب گناہوں کو معاف فرما رہا ہے لیکن شرک معاف نہیں کر رہا البتہ اب آ جاؤ ہم مل کر کہیں گے کہ ہم لوگ گنہگار تھے لیکن مشرک نہیں تھے۔ جب وہ شرک کو چھپائیں گے تو اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ ان کے منہ پر مہر کر دو البتہ ان کے متصل مہر کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پیر شہادت دیں گے کہ وہ شرک کرتے تھے اور وہ یہاں عمل کرتے تھے۔ اب مشرک سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی۔ یہی ارشاد باری ہے اس آیت میں

یومئذ یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو تسوی بہم الارض ولا یکتمون اللہ حدیثا (النساء ۴۲)

قیامت کے دن کافر اور رسول کے نافرمان چاہیں گے کہ کاش کہ ان پر زمین برابر کر دی جاتی اور وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔

اور یہی مفہوم ہے اس حدیث کا جسے ہم نے روایت کیا ہے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے کہ وہ اس بارے میں سوال کئے گئے تھے تو انہوں نے یہی ذکر فرمایا۔

---

(۲۴۲) أخرجه مسلم (۴/ ۲۲۷۹ ، ۲۲۸۰) عن محمد بن أبي عمر عن سفيان به.

وقوله (أي فل) قال النووي معناه أي فلان وهو ترخيم على خلاف القياس وقيل هي لغة بمعنى فلان حكاها القاضي

گناہگاروں کے گناہ کے بارے میں زمین گواہی دے گی

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ زلزلت میں ارشاد فرمایا کہ:

یومئذ تحدث اخبارھا (زلزلۃ:۴)

قیامت کے دن زمین اپنی خبریں بیان کر دے گی۔

ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کر چکے ہیں کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہر مرد اور عورت کے بارے میں زمین اس عمل کی شہادت دے گی جو اس کی پیٹھ پر کیا تھا لہذا وہ اس طرح کہے گی کہ اس انسان نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا یہی ہیں اس کی خبریں جن کے بیان کرنے کی خبر قرآن نے دی ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث ایسی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اہل ایمان کی کثیر تعداد جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہوں گے اور کثیر تعداد جزا آسان حساب لئے جائیں گے اور کثیر تعداد سخت حساب لئے جائیں گے۔

وہ ستر ہزار خوش نصیب جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے

۲۶۸:... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو جعفر بن علی بن وحیم شیبانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فضیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حصین نے کہ میں نے سنا تھا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا تھا:

کہ میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ گھر میں چلے گئے اور ان کے بارے میں کوئی وضاحت نہ فرمائی۔ لوگوں نے اپنی اپنی قیاس آرائیاں کیں اور بولے کہ ہم لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں، ہم نے اللہ کے رسول کی اتباع کی ہے وہ لوگ ہم میں ہوں گے یا ہماری وہ اولادیں ہوں گی جو اسلام میں پیدا ہوئیں، ہم تو جاہلیت کے دور میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہوں گے جنہوں نے کبھی داغ نہیں لگوائیں ہوں گے جنہوں نے کبھی جادو منتر نہیں کرواتے ہوں گے، جنہوں نے کبھی بدشگونی و بدفالی نہیں پکڑی ہوگی بلکہ محض اپنے رب پر توکل کئے ہوں گے۔ (یہ سن کر) حضرت عکاشہ بن محصن نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان میں سے ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو ان میں سے ہوگا۔ پھر ایک اور آدمی نے کہا کیا میں بھی ان میں سے ہوں گا یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ تم سے اس اعزاز کے ساتھ سبقت لے گئے ہیں۔

مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

اور بخاری نے اس حدیث کو عمران بن میسرہ سے انہوں نے ابن الفضیل سے روایت کیا ہے۔

---

(۲۶۸) اخرجہ مسلم (۱/۲۰۰) عن ابن ابی شیبۃ. بہ.

واخرجہ البخاری (۱۰/۱۵۵) فتح عن عمران بن میسرۃ عن ابن الفضیل. بہ.

نے کہ خبر دی ہے احمد بن جعفر قطیعی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن احمد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالواحد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر نے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اپنی بعض نماز میں دعا کرتے تھے:

اللهم حاسبنی حسابا یسیرا

اے اللہ میرا آسان حساب کیجیو۔

فلما انصرف قلت یارسول اللہ ماالحساب الیسیر؟

آپ جب نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ آسان حساب کیا ہوتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی انسان کے نامہ اعمال کو دیکھ کر اس سے درگذر کر لیا جائے گا اور جس کے حساب میں کیوں؟ پوچھ لیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ہاں ہر وہ تکلیف جو کسی مومن کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس انسان کے لئے کفارہ بنا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ کانٹا جو اس کو چبھتا ہے وہ بھی کفارہ بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ سرگوشی اور معافی

۱۷۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے کہ خبر دی ہے ابوبکر اسماعیلی نے کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ھدبہ بن خالد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمام بن یحییٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتادہ نے صفوان بن محرز سے انہوں نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا آپ نے کیا سنا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نجویٰ اور سرگوشی کے بارے میں کیا فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے کو اپنے قریب کریں گے۔ یہاں تک کہ اس پر اپنا سایہ کریں گے اور اس کو دیگر لوگوں سے چھپا دیں گے۔ پھر فرمائیں گے اے میرے بندے، کیا تم اپنا فلاں فلاں گناہ جانتے ہو؟ بندہ عرض کرے گا جی ہاں اے اللہ یہاں تک کہ جب اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرالیں گے اور وہ دل ہی دل میں سوچے گا کہ آج وہ نہیں بچے گا۔ بس آج تو وہ تباہ ہو گیا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بندے میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا تھا اور آج میں ان گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں تیرے واسطے۔ اس کے بعد اس کو اپنے حساب کی کتاب دیا جائے گا۔ جہاں تک کافر اور منافق کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں تو گواہ یہ کہیں گے یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھتے تھے۔ خبردار اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے، انہوں نے ہمام سے اور بخاری ومسلم نے اس کو دوسرے طریقے سے حضرت قتادہ سے بھی روایت کیا ہے۔

(۲۷۰)..... أخرجه عبدالله بن أحمد (۲۸/۹)، الحاكم (۱/۲۵۵) من طريق.

أحمد بن حنبل بن إسماعيل. به وصححه الحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبي

(۲۷۱)..... أخرجه البخاري (۹۶/۵ فتح) عن موسى بن إسماعيل عن همام. به

وأخرجه البخاري (۳۵۳/۸) من طريق سعيد وهشام قال حدثنا قتادة. به

وأخرجه مسلم (۲۱۲۰/۴) من طريق هشام الدستوائي عن قتادة. به

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ
مومن کو اللہ قریب کرے گا کا مطلب ہے اپنی خاص عنایت سے اور اپنے خاص کرم سے بندے کو مقرب بنا لے گا اور اس پر اپنا سایہ رکھے گا۔ مطلب ہے اپنا میلان اپنی شفقت اور اپنی رعایت مراد ہے۔

حضرت ابن عطیہ کا ارشاد:

۷۲۳: ... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید ابن ابی عمرو نے کہ خبر دی ہے ابو عبداللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابو دنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن صالح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے اشعث سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شمر بن عطیہ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں۔

ان ربنا لغفور شکور (فاطر ۳۴)

بے شک ہمارا رب البتہ معاف کرنے والا قبول کرنے والا ہے۔

دراصل یہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا مقولہ بیان فرمایا ہے کہ وہ جنت میں داخلے کے بعد یہ کہیں گے۔ ابن عطیہ نے فرمایا کہ آیت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ عمل جو انہوں نے گناہ کئے تھے معاف کر دیئے ہیں اور ان کی وہ خیر قبول کر لی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی تھی اور انہوں نے اس پر عمل کئے تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے عمل کا ثواب دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۷۲۴: ... اور ہمیں خبر دی ہے ابو سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی دنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے طاؤس سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے تھے:

کل ابن ادم خطاء الا من رحم اللہ

آدم کی ساری اولاد گنہگار ہے مگر جس پر اللہ نے رحم کیا۔
یعنی اللہ کی رحمت سے کوئی بچ گیا تو بچ گیا ورنہ سب گنہگار ہیں۔ (مترجم)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

۷۲۵: ... فرمایا کہ خبر دی ہے ابن ابی دنیا نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے ... نے ابن مبارک بن فضالہ سے انہوں نے حسن سے وہ کہتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے گناہوں کی جزا نہیں دیتے مگر اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہر گز کسی بندے کو خیر اور شر کی جزا اور بدلہ نہیں دیا مگر وہ ہلاک ہو گیا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کی نیکیاں دوگنی کر دیتے ہیں اور اس کی غلطیاں اس سے ساقط

---

(۷۲۳) عزاہ السیوطی فی الدر المنثور (۵/۲۵۳) لسعید بن منصور وعبد بن حمید وابن ابی الدنیا وابن ابی حاتم والمصنف عن شمر بن عطیۃ۔

کر دیتے ہیں۔

شیخ حلیمی کا ارشاد:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل ایمان میں سے جو شخص اللہ کی رحمت سے قریب تر ہوگا اس کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور ممکن یہ بھی ہے کہ کفار میں سے بھی کوئی شخص اللہ کی ناراضگی کے قریب تر ہو لہذا اس کو بھی بغیر حساب کے جہنم میں داخل کر دیں۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا یسئل عن ذنوبهم المجرمون (القصص ۷۸)

کہ مجرم اپنے گناہوں کی بابت نہیں پوچھے جائیں گے۔ (یعنی ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا)۔

اور دوسری آیت میں ارشاد ہے

۱: فاذا انشقت السماء فکانت وردة کالدهان (الرحمٰن ۳۷)

جب آسمان پھٹ پڑے گا اور رنگے ہوئے چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا۔

۲: فیومئذ لا یسئل عن ذنبه انس ولا جان (الرحمٰن ۳۹)

اس دن کوئی انسان اور کوئی جن سے اس کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

۳: ... یعرف المجرمون بسیماهم فیؤخذ بالنواصی والاقدام (الرحمٰن ۴۱)

مجرم اپنی اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے پھر انہیں پیشانیوں اور قدموں سے پکڑ کے (اور گھسیٹے جائیں گے)

ان مذکورہ تینوں آیات کا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ قیامت میں گناہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال و جواب نہیں کیا جائے گا۔ یعنی حساب و کتاب نہیں ہوگا بلکہ ان کی پیشانیوں سے پہچان کر ان کو پیشانیوں اور قدموں سے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جبکہ آنے والی چند آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کا حساب ہوگا اور پوچھ گچھ ہوگی۔ (مترجم)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱: ... احشروا الذین ظلموا وازواجهم وما کانوا یعبدون من دون الله فاهدوهم الی صراط الجحیم وقفوهم انهم مسئولون (صافات ۲۲-۲۴)

جمع کر دو ظالموں (گناہگاروں) کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور (اللہ کے سوا) جن کی وہ عبادت کرتے تھے پھر ان کو جہنم کے راستے پر روانہ کر دو۔ اور ہاں روک لو ان کو بے شک ان سے سوال و جواب ہوگا۔

۲: ... فوربک لنسئلنهم اجمعین عما کانوا یعملون (الحجر ۹۲-۹۳)

پس قسم ہے تیرے رب کی ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے ان کے بارے میں جو کچھ وہ عمل کرتے تھے۔

ان آیات میں واضح طور پر موجود ہے کہ گناہگاروں سے ضرور پوچھا جائے گا بلکہ کلام میں زور لانے کے لیے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر قسم بھی کھائی ہے کہ ضرور سوال ہوگا۔ سورۃ قصص اور سورۃ رحمٰن کی مذکورہ آیات سے سوال و جواب کی نفی ثابت ہو رہی ہے اور صافات اور حجر کی آیات سے اثبات ہو رہا ہے۔ بظاہر آیات کے مفہوم میں تضاد اور اختلاف ہے، جبکہ قرآن نے واضح طور پر اس بات کو ختم کر دیا ہے۔ سورۃ نساء میں کہ:

ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا

اگر قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ہوتا۔ یعنی اس میں کوئی اختلاف واقع نہیں ہے۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیات نقل کرنے کے بعد ان میں تطبیق یعنی باہم مطابق ہونا بیان فرمایا ہے اور ظاہری تضاد کو رفع فرمایا ہے۔ (مترجم)

فرماتے ہیں کہ

ان آیات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان آیات کے مفہوم میں جمع و تطبیق کی صورت وہ ہے جو ہم نے روایت نقل کی ہے علی بن ابی طلحہ سے۔ انہوں نے ابن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ (جس آیت میں سوال نہ کیا جانا مذکور ہے اس سے مراد یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں یہ نہیں پوچھے گا کہ تم نے کیا کیا تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی تفصیل ان سے بھی زیادہ جانتا ہے بلکہ ان سے پوچھنے کی بجائے ان سے کہے گا کہ تم نے ایسا ایسا گناہ کئے تھے (لہٰذا تمہیں پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت:

ہم نے کلبی سے ابی صالح سے حضرت ابن عباس کی روایت اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں نقل کی ہے

ولا يسئل عن ذنوبهم المجرمون (القصص ۷۸)

کہ مجرم اپنے جرائم کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں سے ان کے گناہ کے بارے میں سوال نہیں ہوگا بلکہ ہر کافر اپنی خاص علامات سے پہچانا ہوا ہوگا اور معروف ہوگا کہ یہ کافر ہے اس پہچان کی بنا پر اس کے لئے جہنم میں داخل ہوگا۔ جرم کی تفصیل پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ (مترجم)

یعنی اس روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بقول یہ آیت کافروں پر محمول ہے۔

اور سورۃ الرحمن کی آیت

فيومئذ لا يسئل عن ذنبه انس ولا جان ۔ (الرحمن ۳۹)

کہ اپنے گناہ کے بارے میں کسی جن وانس سے سوال نہیں ہوگا۔

یعنی جس دن آسمان پھٹ جائے گا اور لپیٹ دیا جائے گا اس دن کسی جن وانس سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور یہ تنگی حساب وکتاب سے فارغ ہو جانے کے بعد ہوگا۔ مراد اس سے یہ ہے کہ ہر ایک معروف بھی ہوگا۔ لہٰذا مجرم اپنی اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ کافر اپنے چہرے کی سیاہی سے اور آنکھوں کے نیلگوں ہونے سے اور مومن وضو کے اثر سے ہاتھوں اور چہرے کے روشن ہونے سے۔

[illegible]... ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمن سلمی نے کہ خبر دی ہے حسین بن محمد بن ہارون نے ان کو خبر دی ہے [illegible] نے ان کو ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال نے ان کو ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کلبی سے، پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

مذکورہ آیت کے بارے میں شیخ حلیمی کا قول:

شیخ حلیمی نے فرمایا کہ مجرم اپنے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھے جائیں گے اور اس دن اپنے گناہ کے بارے میں کسی جن اور انسان سے سوال نہیں ہوگا کا مطلب یہ ہے کہ مومن اور کافر کی تمیز کرنے کا اور فرق کرنے اور واضح کرنے کا سوال نہیں ہوگا۔ یعنی فرشتوں کو اس بات کی ضرورت اور احتیاج نہیں ہوگی کہ وہ قیامت کے دن کسی کے بارے میں سوال کریں اور کہیں کہ تم نے کیا گناہ کیا تھا؟ اور تو دنیا میں کیا کرتا تھا؟ بلکہ ہر

فصل: اعمال کا وزن کرنا

جب حساب و کتاب کا مرحلہ گزر چکے گا تو اس کے بعد اعمال وزن کیے جائیں گے اور نیک عمل ترازو میں تولے جائیں گے۔ یہ وزن اجر اور جزا دینے کے لیے ضروری ہے اس لیے مناسب بھی ہے کہ یہ وزن کا معاملہ محاسبہ کے بعد ہو کیونکہ حساب تو اعمال ثابت کرنے کے لیے ہے اور وزن ان کی مقداریں متعین کرنے کے لیے ہے تاکہ اجر و ثواب اسی عمل کے اور مقدار کے مطابق دیا جائے۔

وزن اعمال کا اثبات قرآن مجید سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

(۱) ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا (الانبیاء ۴۷)

ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے تو کسی نفس پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

(۲) والوزن یومئذ الحق (الاعراف ۸)

قیامت کے دن اعمال کا تولنا حق ہے اور سچ ہے

جس کے اعمال کا پلڑا بھاری ہوا وہ کامیاب ہو گیا

(۳) فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون (الاعراف ۸)

جن اشخاص کے اعمال والے پلڑے بھاری ہو گئے بس وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

جن لوگوں کے پلڑے ہلکے پڑ گئے وہ لوگ خسارے میں ہوں گے

(۴) ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم بما کانوا بآیاتنا یظلمون (الاعراف ۹)

جن لوگوں کے پلڑے عمل ترازو ہلکے ہو گئے بس وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا تھا اس وجہ سے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

قیامت کا سائرن بجتے ہی لوگ تمام رشتے ناتے خوف کے مارے ختم کر بیٹھیں گے

ارشاد باری ہے

(۵) فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون (المؤمنون ۱۰۱)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان رشتے ناطے نہیں رہیں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

جن کے پلڑے اعمال کے بھاری ہوئے وہ کامیاب ہوں گے

(۶) فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون (المؤمنون ۱۰۲)

جس کے (نیکیوں) کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے۔

جن کے ترازو ہلکے ہوں گے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے

(۷) ۔ ومن خفت موازینه فاولئک الذین خسروا انفسهم فی جهنم خلدون (المومنون ۱۰۳)

جن کے (نیکیوں کے) پلڑے ہلکے ہو گئے وہی لوگ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا تھا وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

ہلکے پلڑے والے جہنم میں جھلس جائیں گے

(۸) تلفح وجوههم النار وهم فیها کالحون (المومنون ۱۰۴)

ان کے چہروں کو آگ جھلس رہی ہوگی اور وہ اس میں بدشکل بنے ہوں گے۔

اور ارشاد باری ہے:

(۹) ۔ فاما من ثقلت موازینه فهو فی عیشة راضیة (القارعہ ۶-۷) الی آخره

جس کے اعمال کے وزن بھاری نکلیں گے وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا۔

(۱۰) ۔ واما من خفت موازینه فامه هاویة (۹) وما ادراک ما هیه (۱۰)

اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے۔

(۱۱) نار حامیة (۱۱)

وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

وزن اعمال کا اثبات حدیث سے

میزان کا ذکر حدیث ایمان میں وارد ہوا ہے۔ لہذا اعمال کے وزن کے ساتھ ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے اور لازم ہے جس طرح دوبارہ اٹھائے جانے کے ساتھ اور جنت اور جہنم کے ساتھ ضروری اور لازم ہے۔

میزان کے ساتھ ایمان کو دیگر تمام ایمان والی چیزوں میں ذکر فرمایا

۲۷۸: ...ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ منادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ سے انہوں نے یحیی بن یعمر سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور تو ایمان لا جنت کے ساتھ اور جہنم کے ساتھ اور میزان کے ساتھ اور تو ایمان لا موت کے بعد اٹھنے پر اور تو ایمان لا تقدیر کے ساتھ اچھی ہو یا بری ہو۔ اس کے بعد اس نے کہا یعنی سائل نے کہ جب میں یہ کام کروں گا تو کیا میں مومن ہوں گا۔ (آپ نے فرمایا جی ہاں۔ (سائل نے) کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

معلوم ہوا کہ ایمان بالمیزان دیگر تمام ان چیزوں کی طرح ہے جن کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ (مترجم)

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

جو آیت ہم نے درج کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے اعمال بھی وزن کئے جائیں گے اس لئے کہ دوسری آیت میں یہ الفاظ ہیں:

بما کانوا بآیاتنا یظلمون (اعراف ۹)

وہ لوگ خسارے میں اس لئے ہوں گے کہ وہ ہماری آیت کے ساتھ ظلم یا ناانصافی کرتے تھے۔

اور اللہ کی آیات کے ساتھ ظلم ان کے ساتھ استہزاء کرنا ہے اور ان کا یقین نہ کرنا ہے۔

اور ایک آیت میں یہ بھی کہ:

فی جہنم خالدون (مومنون ۱۰۳)

کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور اسی تسلسل میں یہ بھی ہے کہ

الم تکن آیاتی تتلی علیکم فکنتم بہا تکذبون (مومنون ۱۰۵)

کیا تم لوگوں پر میری آیات پڑھی نہیں جاتی تھیں کہ تم ان کی تکذیب کرتے تھے۔

(اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اعمال کا وزن ہوگا) اور ایک آیت میں یہ بھی ہے کہ

فامہ ہاویۃ وما ادراک ماہیہ نار حامیۃ (القارعۃ ۹-۱۱)

جس کے وزن اعمال ہلکے ہوں۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے تم کیسے جانو کہ وہ کیا ہے وہ آگ ہے دہکتی ہوئی

یہ وعید اور دھمکی مطلقاً کفار کے لئے ہی ہے۔ جب اس آیت کو آنے والی آیت کے مفہوم کو ملا کر غور کیا جائے۔ یعنی

وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا (انبیاء ۴۷)

اگرچہ کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو تو ہم اس کو بھی لائیں گے۔

دونوں آیت کے مفہوم کو ملا کر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار سے ہر اس بات کا سوال ہوگا جس میں انہوں نے دین کے اصول یا فروع میں سے حق کی مخالفت کی تھی۔ کیونکہ اگر وہ نہ پوچھے جاتے ان باتوں کے بارے میں جن میں انہوں نے موافقت کی تھی اپنی اصل دین داری میں مثلاً قتل نفس جو کہ حرام ہو یا ایمان کا اور اس کا حساب بھی نہ کئے جاتے تو وزن میں اس کا شمار بھی نہ ہوگا۔ جس وقت وہ اعمال وزن کے وقت تولے گئے تو یہ بات دلالت کرتی ہے کہ وہ ان تمام چیزوں اور تمام چیزوں کے بارے میں بھی پوچھے جائیں گے۔ حساب کے موقف میں یہ تحقیق اور یہ فیصلہ اس شخص کے قول پر ہے جو یہ کہتا ہے کہ کفار بھی شرائع کے مخاطب ہیں اور مکلف ہیں اور وہ صحیح ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وویل للمشرکین الذین لا یؤتون الزکوٰۃ (فصلت ۶-۷)

ہلاکت ہے مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کو زکوٰۃ نہ دینے پر دھمکی دی ہے (اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ احکام شریعت کے مکلف ہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجرموں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ قیامت میں ان سے سوال ہوگا:

ما سلککم فی سقر؟ قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین وکنا نکذب بیوم الدین حتی اتانا الیقین (المدثر ۴۲-۴۷)

بن ابی بکر مقدمی نے ابو الولید سے کہ خبر دی ہے عبداللہ بن محمد نے انہوں نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدالملک بن ابی شوارب نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عوانہ نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے انہوں نے عباس بن عبدالمطلب سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ابو طالب [چچا] کو کچھ فائدہ دیا وہ آپ کی حفاظت کیا کرتا تھا اور آپ کے لئے لوگوں سے ناراض بھی ہوا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں وہ جہنم میں ٹخنوں ٹخنوں تک ہوگا۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے حصے میں ہوتا۔ اس کو بخاری نے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے ابو عوانہ سے روایت کیا ہے اور اس کو مسلم نے محمد بن ابی بکر اور ابن شوارب سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

یہ لوگ اس طرح کے ہیں کہ کافر کی اچھائیاں اس لئے ختم نہیں کی جائیں گی تاکہ وہ ان کے ساتھ عذاب میں تخفیف کی صورت میں تو اس کا اجر دیا جائے بلکہ ان کی بھلائی ختم کرنے کے لئے تولی جائیں گی یہاں تک کہ تول لئے جانے کے بعد جب ان کے ساتھ ان کو تولا جائے گا تو وہ ان پر بھاری ہو کر ان کو ہلکا کر دے گا۔ یہ سرے سے بالکل تولی ہی نہیں جائیں گی۔ بلکہ اس کا کفر اور اس کی دیگر تمام حسنات ایک ہی پلڑے میں رکھ دی جائیں گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ کیا تیرے پاس کوئی ایسی طاعت یعنی اللہ کی فرمانبرداری بھی ہے جسے ہم دوسرے پلڑے میں رکھیں۔ چنانچہ وہ اس کے پاس نہیں ہوگی۔ لہٰذا ترازو کا یہی پلڑا بھاری ہو جائے گا اور خالی پلڑا اٹھ جائے گا اور بھرا ہوا پلڑا اپنی جگہ باقی رہے گا۔ یہی ہوگا اس کا پلڑا بھاری ہونا۔ لہٰذا اس کی بھلائیاں دو کفر کے ہوتے ہوئے کچھ بھی شمار نہیں کی جائیں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا (الفرقان ۲۳)

ہم توجہ کریں گے ان کے اعمال کی طرف جو کہ کریں گے ہم ان کو اڑتا ہوا غبار۔

یعنی کفر کے ہوتے ہوئے کوئی اچھے عمل بھی قابل قبول نہیں ہوں گے۔ (مترجم)

ابن جدعان کو کچھ نہ ملا

امام مسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص ابن جدعان تھا۔ جاہلیت کے دور میں وہ صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکین کو کھانا دیتا تھا کیا یہ عمل اس کو فائدہ دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کوئی فائدہ نہیں دیں گے اس لئے کہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا تھا:

رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین

اے میرے رب قیامت میں میری خطا معاف کر دینا۔

حاتم کو کچھ نہ ملتا

امام احمد نے عدی بن حاتم سے روایت کی۔ جبکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد حاتم کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تھا کہ:

ان اباک طلب امراً فادرکہ

---

(۲۶۹) اخرجہ البخاری (۱۰/۶ ۵۹۲ فتح) عن موسی بن اسماعیل ومسلم (۱۹۴/۱) عن محمد بن ابی بکر المقدمی

بے شک تیرے سے اللہ نے جو کچھ طلب کیا تھا اس نے اس کو پالیا تھا۔
اس سے آپ تذکرہ اور شہرت مراد لے رہے تھے۔ یعنی وہ چاہتا تھا کہ میرا نام ہو میرا چرچا ہو شہرت ہو کہ بڑا سخی ہے۔ وہ اس نے پالیا ہے۔ اب آخرت میں اس کو کیا ملتا ہے۔ (مترجم)

مومن کو دنیا آخرت میں جبکہ کافر کو صرف دنیا میں اجر ملتا ہے

ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بے شک اللہ تعالیٰ کسی مومن پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اس کی ایک نیکی پر اسے دنیا میں بھی ثواب دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس پر جزا دے گا بہر حال۔ رہا کافر تو وہ اپنی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں وصول پا جاتا ہے۔ جب وہ آخرت کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی۔ جس پر اس کو کوئی خیر عطا کی جائے۔

۲۸۰ ... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے خبر دی ہے احمد بن محمد بن زیاد ابو سہل قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن حسن حربی نے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمام نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل ..... پھر مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔
اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ہمام کی روایت سے۔

امام بیہقی کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
جو لوگ جبلی توبہ کے قائل ہوئے ہیں انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ بات اور احادیث کی مراد و مطلب یہ ہے کہ کافر کی نیکیاں اس کو جہنم سے بچانے اور جنت میں داخل کرانے کے لئے کوئی کام نہیں آتیں۔ ہاں کبھی یہ جائز ہوتا ہے کہ اس کی سیئات کی وجہ سے اس کے لئے جو عذاب واجب ہو چکا تھا ہلکا ہو جاتا ہے اس کی نیکیوں کی وجہ سے۔
اور یہ ایک مرفوع حدیث میں آ چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی

۲۸۱ ..... ہمیں حدیث بیان کی ہے امام ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یزید جوزی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زکریا بن یحییٰ بزاز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جذیر بن حازم مصالی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عامر بن مدرک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عتبہ بن یقظان نے قیس بن مسلم سے انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

ما احسن من محسن كافر او مسلم الا اثابه الله عزوجل

کوئی بھی نیکی کرنے والا جو نیکی کرتا ہے مسلم ہو یا کافر ہو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے۔
ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کافر کو ثواب دیتا کیسا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ صلہ رحمی کرتا تھا یا صدقہ

(۲۸۰) اخرجه مسلم (۲۱۶۲/۳) عن ابی بكر بن ابی شيبة وزهير بن حرب قالا حدثنا يزيد بن هارون عن همام بن يحيى به.

کرتا تھا یا کوئی نیک عمل کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے اور اس کو مخصوص ثواب یہ ہے کہ اس کو اس کا بدلہ ملتا ہے جو اولاد ہوتا ہے یا صحت دیتا ہے اور اس کی مثل کچھ اور بھی۔ ہم نے عرض کی کہ کافر کو آخرت میں ثواب کیسے دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا والے عذاب کے مقابلے میں کم عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

ادخلوا آل فرعون اشد العذاب [غافر: ۴۶]

فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کفار کو کم عذاب اور کچھ کو سخت ترین عذاب بھی دیا جائے گا۔ (مترجم)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بیہقی تبصرہ کرتے ہیں کہ اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو اس میں حجت و دلیل ہے۔ اگر ثابت نہ ہو تو پھر دلیل بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی اسناد میں وہ راوی بھی ہے جس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی۔

اور ابو طالب کے واقعہ والی حدیث صحیح ہے۔ باقی شیخ حلیمی کے اس حدیث کا انکار کرنے کا کچھ مطلب نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کی صحت ان سے کیونکر مجہول رہی ہے۔ وہ تو کئی وجوہ سے مروی ہے۔ عبدالملک بن عمیر سے اور ایک دوسرے طریقے سے حضرت ابو سعید خدری سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کے مفہوم میں مروی ہے۔

اور اس روایت کو صاحب صحیح نے بھی نقل کیا ہے اور ان دونوں کے علاوہ کئی ائمہ نے اپنی صحاح کتب میں نقل کی ہے۔

جو شخص کافر کی نیکیوں کی بابت مذہب ثانی کی طرف گیا ہے اس کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وہ یہ کہے کہ حدیث ابو طالب خاص ہے صرف اسی کے عذاب کی تخفیف کے لئے۔ اس نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلوک کیا تھا اسی کی وجہ سے اس تخفیف کے ساتھ ابو طالب مختص کیا گیا۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف قلب کے لئے اور آپ کی نصرت و ثواب دینے کے لئے، ابو طالب کے لئے نہیں اس لئے کہ ابو طالب کی نیکیاں اس کے کفر کی وجہ سے اس کی مغفرت پر از خود ضائع ہو گئی تھیں۔

رحمۃ للعالمین کی وجہ سے ابولہب کو پانی کا گھونٹ ملنا

اسی حدیث ابو طالب کی مثل ہے حدیث مروی از عروہ بن زبیر جس میں ابولہب کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کرنے اور ثویبہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانا ذکر ہے۔ جب ابولہب کا انتقال ہو گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی ایک کو وہ خواب میں دکھایا گیا۔ بڑی بری حالت میں اور ناکامی میں تھا۔ اس نے اس سے پوچھا تیرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ ابولہب نے کہا کہ میں نے تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت نہیں دیکھی، امید کی کہیں کوئی صورت نہیں تھی۔ ہاں ثویبہ کو آزاد کرنے کے بدلے میں مجھے اتنا سا گھونٹ پلایا گیا ہے (یعنی تھوڑا سا) اس نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان جو فاصلہ یا سوراخ بنتا ہے اس کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔

یہ بات بھی ایسی ہی ہے اس لئے کہ اس وقت میں بھی احسان کا مرجع نبی کی ذات رسالت ہے لہٰذا وہ بھی ضائع نہ کی گئی۔

بہر حال اہل ایمان کا حساب لیا جائے گا اور ان کے اعمال کا وزن کیا جائے گا اور وہ دو گروہ ہوں گے۔

پہلا گروہ:

مومن متقی جو کبیرہ گناہوں سے بچتے رہتے تھے۔ ان کی نیکیاں روشنی کے پلڑے میں رکھی جائیں گی اور ان کے صغیرہ گناہ اگر ہوئے تو وہ

(۱۸۴م)..... اخرجه الحاكم في المستدرك (۲/۴۵۳) من طريق زيد بن اخزم الطائي. به وقال الحاكم صحيح الاسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبي في التلخيص: صحيح.

دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ اللہ پاک ان صغیرہ گناہوں کا کوئی وزن نہیں بنائیں گے۔ لہذا روشنی والا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور دوسرا پلڑا اٹھ جائے گا۔ جیسے فارغ اور خالی اٹھ جاتا ہے۔ پھر ان کے لئے جنت کا حکم ہو جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کو اس کی حسنات اور طاعت کے بقدر ثواب دیا جائے گا۔ جیسے ہم ونضع الموازین والی آیت بیان کر چکے ہیں۔

دوسرا گروہ:

مومن خطاکاروں کا ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو قیامت میں کبیرہ گناہوں اور فواحش اور بے حیائیوں کی سزا دیے جائیں گے۔ مگر وہ شرک نہیں کرتے ہوں گے۔ ان کی نیکیاں بھی روشنی کے پلڑے میں رکھی جائیں گی اور ان کے گناہ اور سیئات تاریک پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ آج ان کے ان کبیرہ گناہوں کا جو وہ لائے ہوں گے بھی بوجھ ہوگا اور ان کی نیکیوں کا بھی بوجھ ہوگا۔ مگر نیکیاں ہر حال میں بھاری ہوں گی۔ اس لئے کہ ان کے ساتھ اصل ایمان بھی ہوگا۔ جبکہ سیئات اور گناہوں میں کفر نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ایک ہی شخص میں ایمان بھی ہو اور کفر بھی یہ محال ہے۔

اور دوسری یہ وجہ بھی ہے کہ حسنات اور نیکیوں کا مقصد اور منشاء صرف اللہ کی رضا تھا۔ جبکہ اس کے مقابلے میں گناہوں کا مقصد اللہ کی مخالفت کرنا یا اللہ سے بغض نہیں تھا بلکہ وہ محض نفسانی خواہشات کی بناء پر تھا۔ جس کے ساتھ ساتھ اللہ کا خوف، اللہ کے غضب سے ڈرنا بھی ساتھ تھا۔ لہذا یہ محال ہوگا کہ سیئات بھی برابر ہو جائیں، اگرچہ زیادہ بھی ہوں۔ تاہم نیکیوں کے برابر نہیں ہوں گی۔ لہذا لامحالہ گناہوں کا بوجھ تو ہوگا اور ان کے ساتھ ترازو بھی جھکے گا۔ یہاں تک کہ بعض سیئات کا بوجھ بعض حسنات کے بوجھ کی طرح ہوگا۔ سو اس وقت وہی معاملہ ہوگا جو قرآن میں مذکور ہو۔ آیت ونضع الموازین القسط میں مذکور ہے کہ کوئی نفس ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی دلالت کرتی ہے اس کی تفصیلات کے بارے میں۔

اور اس کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا (الزمر ۵۳)

بے شک اللہ تعالیٰ سارے کے سارے گناہ بخش دے گا۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (النساء ۴۸)

جس کے لئے چاہے گا شرک کے علاوہ گناہ معاف کر دے گا۔

جس کو چاہے گا اپنے فضل سے بخش دے گا اور جس کے لئے چاہے گا اپنی اجازت کے ساتھ شفاعت کرا کے قبول کرے گا اور جس کو چاہے گا اس کے گناہ کی مقدار عذاب دے گا۔ پھر اس کو جہنم سے اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔ جیسے کہ اس بارے میں خبر صادق وارد ہوئی ہے۔

اور کتاب اللہ دلالت کرتی ہے مومنوں کے ملے جلے اعمال کے وزن ہونے پر اور وہ یہی ارشاد ہے:

ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین (الانبیاء ۴۷)

ہم انصاف کے ترازو قائم کریں گے قیامت کے روز لہذا کوئی نفس ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ کسی کی کوئی نیکی رائی کے دانے

کے برابر ہو گی تو ہم اس کو بھی حاضر کر دیں گے اور ہم حساب کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس آیت میں مراد یہ ہے کہ کسی انسان کی کوئی نیکی چھوڑی نہیں جائے گی۔ جب وہ تولی جائے گی۔ یہ معاملہ ہوگا اس مومن کا جس کے ملے جلے اعمال ہوں گے۔ کیونکہ اگر اس کی کوئی نیکی چھوڑی جائے اور اس کا وزن رہ جائے تو اس کی بجائے اس کے گناہ کا وزن زیادہ ہو جائے گا اور یہ زیادتی اس کے لئے عذاب کو واجب کر سکتی ہے۔

وزن اعمال کی کیفیت

بہرحال وزن اعمال کیسے ہوگا؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

یہ ہے کہ نیکیوں کے صحیفے ایک روشن پلڑے میں رکھے جائیں گے اور گناہوں کے صحیفے تاریک پلڑے میں کیونکہ اعمال ایک ہی صحیفے میں نہیں لکھے جاتے اور ان کا لکھنے والا بھی ایک نہیں ہے۔ جو فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے وہ نیکیوں کو لکھتا ہے اور جو بائیں طرف ہوتا ہے وہ برائیوں اور گناہوں کو لکھتا ہے۔ لہذا دونوں اپنے اپنے صحیفے لکھنے میں الگ الگ ہوتے ہیں۔ جب وزن کرنے کا وقت آئے گا تو وہی صحیفے میزان اور ترازو میں رکھے جائیں گے۔ سو جس کو بھاری کرنے کا حق ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو بھاری کر دیں گے اور جس کو ہلکا کرنے کا حق ہوگا اس کو ہلکا کر دیں گے۔

دوسری صورت:

یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ مخصوص اجسام پیدا فرما دیں جو حسنات اور سیئات کی تعداد کے مطابق ہوں اور وہ سب ایک دوسرے سے ذاتی صفات کے ساتھ ممتاز اور نمایاں ہوں جن کے ذریعے وہ پہچانے جا سکیں۔ پھر وہی اجسام وزن کئے جائیں۔ جیسے دنیا میں بعض اجسام بعض کے ساتھ وزن کئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اور وزن اعمال میں اعتبار اس بات کا ہوگا کہ اللہ کی رضا اور اللہ کی ناراضگی جس جگہ واقع ہو۔

اہل تفسیر ان میزانوں اور پلڑوں وغیرہ کو ثابت کرنے کی طرف گئے ہیں اور احادیث میں بھی اس پر دلالت آئی ہے اور کلبی نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

میزان ایسی ہوگی کہ اس کی ایک زبان ہوگی اور اس کی دو ہتھیلیاں یا دو پلڑے ہوں گے۔ ان میں نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی۔ نیکیاں خوبصورت شکل میں لائی جائیں گی اور میزان کے پلڑے میں رکھ دی جائیں گی اور وہ گناہوں اور غلطیوں کا بھاری ہو جائیں گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ اٹھا کر جنت میں ان کے ٹھکانوں کے پاس رکھ دی جائیں گی۔ پھر مومن سے کہا جائے گا۔ آپ اپنے عمل کے ساتھ لاحق ہو جائیے۔ فرمایا کہ پھر وہ جنت کی طرف چلے گا اور اپنے اپنے ٹھکانے کو اپنے اپنے عمل سے پہچان لے گا۔

اور انہوں نے فرمایا کہ برائیاں بدترین صورت میں لائی جائیں گی اور میزان کے پلڑے میں رکھ دی جائیں گی اور وہ ہلکی پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ باطل ہلکا ہوا ہی کرتا ہے۔ پھر وہ اٹھا کر جہنم میں ان کے ٹھکانے پر رکھ دی جائیں گی۔ پھر اس بندے سے کہا جائے گا کہ آپ اپنے عمل کے ساتھ جہنم میں لاحق ہو جائیے۔ فرمایا کہ پھر وہ دوزخ جہنم کی طرف آئے گا اور اپنے عمل کے ذریعے اپنا ٹھکانہ پہچان لے گا اور اس کو بھی جو عذاب نے اس کے لئے مختلف اور رنگ برنگ اور جہنم نے عذاب تیار کر رکھے ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سب لوگ اپنے اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے اپنے منازل کو اور مقامات کو سب سے زیادہ پہچاننے والے ہوں گے وہ جمع ہونے کے دن جائیں گے۔ اپنے اپنے

مقامات کی طرف رجوع کرنے والے ہوں گے۔

۲۸۲:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمٰن سلمان کی فیروزی نے حسین بن محمد ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نصر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کلبی سے۔ پھر اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۲۸۳:... ہمیں بیان کیا ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے عبداللہ بن حسین قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابی اسامہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عامر بن یحییٰ نے انہوں نے ابو عبد الرحمٰن معافری حبلی سے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تھا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بے شک اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے سامنے قیامت کے دن ایک انسان کے ساتھ خصوصی بات چیت کریں گے اور اس کے آگے ننانوے رجسٹر کھول کر رکھ دیں گے۔ رجسٹر تا حد نظر تک لمبا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کیا تو اس تحریر کی کسی ایک شے سے انکار کر سکتا ہے؟ کیا میرے محافظ کاتبوں نے تجھ پر ظلم و زیادتی کی ہے؟ وہ بندہ کہے گا نہیں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کیا تیرے پاس اس کے برعکس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا نہیں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں ہمارے پاس تیری ایک نیکی بھی ہے اور آج تیرے اوپر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایک پرچہ نکالا جائے گا۔ اس میں لکھا ہوگا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب یہ چھوٹا سا پرچہ اتنے بڑے طوماروں کے مقابلے میں کیا ہے؟ یعنی یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس سے کہہ دیا جائے گا کہ تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شہادتین والا پرچہ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور وہ رجسٹر یا طومار دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ لہٰذا وہ دفتر ہلکے پڑ جائیں گے اور وہ شہادتین والا پرچہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی۔ اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن صالح نے لیث سے اسی اسناد کے ساتھ اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک بندے کو بلایا جائے گا تمام لوگوں کے سامنے اس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے۔ پھر آگے حدیث ذکر کی ہے۔

فصل: بڑے بڑے گناہ اور چھوٹے چھوٹے گناہ اور بے حیائیاں

گناہوں میں حد سے بڑھ جانا فحش اور فواحش کہلاتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن (الاعراف۔ ۳۳)

فرما دیجئے اے پیغمبر میرے رب نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ در باطن ہوں اور ارشاد فرمایا۔

ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم (النساء۔ ۳۱)

اور تم کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔ مٹا دیں گے ہم تم سے تمہاری غلطیاں۔

اور ارشاد ہے:

---

(۲۸۳)۔ اخرجه الحاكم (۶/۱) بنفس الاسناد وصححه على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

واخرجه الترمذي (۲۶۳۹) من طريق الليث. به.

وقال حسن غريب

والذین یجتنبون کبٰئر الاثم والفواحش الا اللمم (النجم ۳۲)

جو لوگ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور بے حیائیوں سے سوائے چھوٹی چھوٹی باتوں کے اور کبائر کی تعداد کی بابت ارشادات نبی صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہوئے ہیں۔

سات ہلاکت خیز جرائم

۲۸۳: ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابو اسحاق مزکی نے کہ خبر دی ہے ابو الحسین احمد بن عثمان الوی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسماعیل ترمذی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اویسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن بلال نے ثور بن زید سے انہوں نے ابو الغیث سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تھا:

اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ وما ھن قال الشرک باللہ والسحر وقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق واکل الربا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سات چیزیں کون سی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

(۲) جادو کرنا۔

(۳) ناحق کسی نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

(۴) سود کھانا۔

(۵) یتیم کا مال کھانا۔

(۶) میدان جہاد سے فرار ہونا۔

(۷) پاکدامن مومنہ عورتوں پر جو بے خبر ہوتی ہیں ناحق تہمت لگانا۔

اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے سلیمان سے روایت کیا ہے۔

امام محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں کی تعداد میں مقید کرنے کا مطلب سات میں بند کرنا نہیں اور سات سے زیادہ کو منع کرنا مقصود نہیں ہے صرف ان میں ان سے بچنے کی تاکید مقصود ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ان کے علاوہ کو بھی ان میں شامل کیا تھا

اور ہم نے عبید بن عمیر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ الکبائر تسع۔ کبیرہ گناہ نو ہیں۔ پھر سات مذکورہ اور دو مزید کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ یہ ہیں:

---

(۲۸۳) أخرجه البخاري (۴/۱۲) عن عبد العزيز بن عبد الله الأويسي به.

وأخرجه مسلم (۱/۹۲) من طريق ابن وهب عن سليمان بن بلال به.

عقوق الوالدین، وراستحلال البیت الحرام

(۱) یعنی والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۲) بیت الحرام کی بے حرمتی کرنا۔

اور حضرت ثابت کی روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشرک باللہ، وقتل النفس، وعقوق الوالدین وقال الا انبئکم باکبر الکبائر.

قول الزور او قال شہادۃ الزور وقال القول الزور

(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا

(۲) کسی نفس کو قتل کرنا

(۳) والدین کی نافرمانی کرنا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب کبیروں سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتاؤں۔ وہ ہے جھوٹی بات کرنا یا فرمایا تھا جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی بات کی جگہ کہا تھا۔

اور حدیث ثابت میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹی قسم کھانا۔

کسی کے والدین کو برا کہنا ایسے ہے جیسے اپنے والدین کو گالی دینا

اور ثابت کی روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کوئی انسان اپنے والدین کو گالیاں دے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماں باپ کو بھی کوئی بھلا گالیاں دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں دیتا ہے کہ یہ کسی کے باپ کو گالیاں دیتا ہے اور وہ بھی اس کے باپ کو، یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

تین کبیرہ گناہ

اور اسی طرح ثابت کی روایت میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بیٹے کو اس لئے قتل کرے وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا بڑا گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

بیعت کرنا یعنی پکا عہد کرنا برے کاموں سے بچنے کے لئے سنت ہے

اور ثابت کی روایت میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد آپ کے صحابہ کی جماعت تھی کہ تم لوگ میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور چوری نہیں کرو گے اور زنا یعنی بدکاری نہیں کرو گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے۔ کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور اچھے کام میں نافرمانی نہیں کرو گے۔

فائدہ:...... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سات کبیرہ گناہ، عبید بن عمیر کی روایت میں نو کبیرہ گناہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں پانچ کبیرہ گناہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین کبیرہ گناہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں اپنے والدین کو اور دوسرے کے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ، عبداللہ بن مسعود کی روایت میں تین کبیرہ گناہ، عبادہ بن صامت کی روایت میں چھ کبیرہ گناہ مذکور ہیں۔ (مترجم)

قرآن مجید میں وارد ہونے والی محرمات

کتاب اللہ میں مندرجہ ذیل کی تحریم وارد ہوئی ہے۔

(۱) ...مری ہوئی چیز کی حرمت۔

(۲) ...خون کی حرمت۔

(۳) ...خنزیر کے گوشت کی حرمت اور ان کے ساتھ مذکورہ تمام چیزوں کی حرمت ان میں یہ بھی مذکور ہیں:

(۴) ...شراب کی حرمت۔

(۵) ...جوئے کی حرمت اور اس میں یہ بھی وارد ہوئی ہے۔

(۶) ...یتیم کا ناحق مال کھانے کی حرمت۔

(۷) ...باطل طریقہ سے لوگوں کے مال کھانے کی حرمت۔

(۸) ...ناحق قتل نفس کی حرمت۔

(۹) ...زنا کی حرمت۔

(۱۰) ...چوری کی حرمت وغیرہ۔

یہ تمام امور اپنی اپنی جگہ مذکور ہیں۔

صحیح سنت میں حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:

لیس بین العبد وبین الشرک الا ترک الصلاۃ

بندے اور شرک کے مابین فرق نماز نہ پڑھنا ہے۔

اس سے شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد صلوٰۃ کی تخصیص ہے یہ وجوب قتل کے لئے اس کی ترک کے ساتھ۔

قول شیخ حلیمی:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ نے بھی اس سلسلے میں وہی امور ذکر کئے ہیں جنہیں ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کتاب وسنت میں جب غور کی جائے

تو محرمات کثیر ہیں۔ ہم نے یہ امور اس لئے ذکر کئے ہیں۔ تاکہ ہم صغائر اور کبائر کا جامع بیان کریں۔ ہم اس بارے میں اللہ کے حکم سے تمام ضروری چیزوں کو ذکر کریں گے۔

(۱) ۔۔۔ ہم کہتے ہیں کہ ناحق کسی شخص کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر مقتول باپ ہو یا بیٹا یا قی الجملہ وہ قریبی رشتہ دار ہو یا بالکل غیر ہو لیکن صاحب حرمت ہو یا محترم بوجہ اشہر حرام ہو۔ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ فاحشہ اور بے حیائی ہے بال نوچنا اور ڈنڈے سے پیٹنا وغیرہ ایک بار یا دو بار یہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۲) ۔۔۔ اور زنا (بدکاری) گناہ کبیرہ ہے۔ اگر وہ پڑوسی کی عزت سے ہو یا کسی اور عزت والی، حرمت والی سے ہو یا ان دونوں سے تو نہ ہو، لیکن اگر یہ فعل بلاد الحرام یعنی مکہ اور مدینہ میں یا ماہ رمضان میں ہو تو پھر یہ فاحشہ اور بے حیائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم (الحج ۲۵)

جو شخص حرم میں بے دینی کا ارادہ کرے ظلم کے ساتھ ہم اس کو درد دینے والا عذاب دکھائیں گے۔

(۳) ۔۔۔ بہر حال زنا موجب للحد کے سوا باقی فعل صغیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگر چہ باپ کی منکوحہ سے ہو یا بیٹے کی بیوہ سے ہو۔ اجنبی یعنی غیر راشدہ بیوہ سے ہو لیکن اگر بالجبر ہوگا تو پھر وہ کبیرہ گناہ ہوگا۔

(۴) ۔۔۔ اور پاکدامن عورت کو جھوٹی زنا کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر تہمت لگنے والی خاتون ماں ہو (تہمت لگانے والے کی) یا بہن ہو یا اس کی بیوہ وغیرہ ایسی ہو تو پھر یہ تہمت فحاشی اور بے حیائی ہوگی۔

(۵) ۔۔۔ نابالغ لڑکی کو تہمت لگانا، لونڈی کو لگانا، آزاد عورت جس کی عزت اتر چکی ہو یہ سب صغائر میں سے ہیں۔

(۶) ۔۔۔ خیانت، جھوٹ اور چوری کی تہمت کا بھی یہی حال ہے۔

(۷) ۔۔۔ میدان جہاد سے فرار کبیرہ گناہ ہے۔ اگر فرار ہونے والا ایک اکیلے کو یا دو کمزوروں کو چھوڑ کر فرار ہوا ہے جبکہ یہ دونوں سے قوی اور طاقتور تھا یا دونوں یا ایک بغیر ہتھیار کے رہے اور فرار ہونے والا مسلح تھا اور اسلحہ سمیت بھاگا تو یہ فحش کام بھی ہوگا۔

(۸) ۔۔۔ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ اگر نافرمانی کے ساتھ ساتھ گالی گلوچ کیا ہے یا مار پٹائی کی ہے تو یہ فحاشی اور بے حیائی بھی ہے۔ اگر نافرمانی بوجہ بھاری سمجھنے کے ہے ان کے حکم کو یا دونوں کی تنگی کو یا دونوں کے چہروں پر تیوری چڑھنے کے سبب سے ہے یا دونوں سے الگ تھلگ رہنے کے لئے ہے مگر ساتھ ساتھ اطاعت کرتا ہے اور خاموشی کو لازم رکھنے کے لئے ہے تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔

اگر اس کا سارا عمل ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس سے کھنچ جائیں اور اس کو کوئی امر یا نہی نہ کریں اور ان کو اس سے صدمہ یا نقصان پہنچتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

(۹) ۔۔۔ چوری کبیرہ گناہ ہے۔ لیکن چوری کے ساتھ ساتھ ڈاکہ ڈالنا فاحشہ ہے۔ اس لئے چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور ڈاکو کا ہاتھ اور پیر مخالف سمت سے کاٹا جاتا ہے۔

(۱۰) ۔۔۔ اور ڈاکہ کے ساتھ بندے کو قتل کرنا فاحشہ ہے۔ اس لئے والی کو اس کا معاف کرنا بھی عمل نہیں کرتا۔ جب وہ توبہ سے قبل اس پر قادر ہو۔

(۱۱) ۔۔۔ بے کار اور حقیر چیز کی چوری صغیرہ گناہ ہے۔ جس شخص کی چوری ہوئی ہے اگر وہ مسکین ہو اور وہ مسروقہ چیز اس کی ضرورت ہو بلکہ اس

کی مجبوری ہو تو اس صورت میں بھی کبیرہ گناہ ہوگی اگرچہ اس چیز کی چوری سے چور پر حد واجب نہیں ہوگی۔

(۱۲) لوگوں کا مال ناحق لے لینا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر لیا ہوا مال مالک کی ضرورت اور مجبوری ہو یا مال لینے والے کا باپ ہو یا اس کی ماں ہو یا لینے والا مجبور ہو تو سب سے ... تو یہ فاحشہ ہے اور اسی طرح اگر وہ لینا بطور قمار وصول کرنے کے ہو تو بھی فاحشہ ہے اور اگر مال تھوڑا ہو یا کوئی شے حقیر چیز ہو اور مالک غنی ہو جس کو اس کے لے لینے سے کوئی پریشانی نہ ہو تو یہ صغائر میں سے ہوگا۔

(۱۳) شراب نوشی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگر شراب پینے والا زیادہ پی لے یہاں تک کہ نشہ میں ہو جائے یا اس کی وجہ سے مدہوش ہو جائے تو یہ فواحش میں سے ہے۔ اگر شراب میں برابر وزن پانی ملا دیا ہے اور اس کی شدت اور نشہ ختم ہو گیا ہے اور پیتا ہے تو یہ صغیرہ گناہ ہے۔

(۱۴) نماز ترک کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اگر ترک کرنے کی عادت ہو جائے تو یہ فواحش میں سے ہے۔ اگر نماز تو قائم کرتا ہے مگر اس کا حق نہیں دیتا یعنی خشوع و خضوع سے نہیں پڑھتا اور نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے یا انگلیاں چٹخاتا ہے یا نماز میں لوگوں کی باتوں کی طرف کان لگاتا ہے یا نماز میں کنکریاں سیدھی کرتا ہے یا بلا ضرورت کنکریوں وغیرہ کو بلا عذر چھوتا رہتا ہے تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اگر اس کو عادت بنالیتا ہے تو یہ فواحش میں سے ہے۔

(۱۵)..... اگر جماعت ترک کرتا ہے تو یہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے اور ترک جماعت کی عادت بنالیتا ہے اور اس سے وہ جماعت سے دوری اور جدائی رکھنے کی نیت رکھتا ہے یا ان سے الگ تھلگ رہنے کا قصد و نیت کرتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اگر کوئی بستی والے اس عمل پر اتفاق کر لیں یا کسی شہر والے تو یہ فواحش میں سے ہے۔

(۱۶) زکوۃ روک لینا ادا نہ کرنا اور سائل کو خالی لوٹا دینا یہ صغیرہ گناہ ہے۔ پس اگر زکوۃ کے روک لینے پر لوگ اکٹھے ہو جائیں یا منع کریں ایک آدمی کی طرف سے ہو مگر منع کرنے کے ساتھ ساتھ ملامت زجر اور ترش روئی کا اضافہ بھی کر دے تو یہ بہت کبیرہ گناہ ہے۔

اور اسی طرح سے اگر کوئی حاجت مند کسی ایسے آدمی کو دیکھتا ہے جو عطا دینے کی وسعت رکھتا ہے اور حاجت مند کا دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور وہ اس سے سوال کرتا ہے اور وہ اس کو خالی لوٹا دیتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

شیخ حلیمی نے فرمایا:

اصل اس باب میں یہ ہے کہ ہر حرام کی ہوئی چیز کسی ذاتی مفہوم اور حقیقت کی وجہ سے ممنوع ہوتی ہے۔ بے شک کسی محرم اور ممنوع چیز (یا کام) کا ایسے طریقے پر ارتکاب کرنا جس طریقے سے حرمت کی دو یا زیادہ وجوہ اکٹھی ہو جائیں (وہ کام صرف ممنوع نہیں بلکہ وہ فاحشہ [illegible]) ہے

اور اسی ممنوع اور محرم کام یا چیز کا ارتکاب ایسے طریقے پر جس طریقے سے وہ منصوص کے مرتبہ سے قاصر ہو یا اس کا ارتکاب اس طرح ہو کہ منصوص کے مفہوم کو پورا نہ کر سکے یا منصوص کا ارتکاب جس سے ممانعت ہے اس لئے کہ دوسرے کے لئے ذریعہ نہ ہو اسی لئے یہ (مذکورہ امور) سب کے سب صغائر ہی میں سے ہیں۔

اور صغیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا ایسے طریقے پر جو طریقہ حرمت کی دو وجوہ کی یا زیادہ وجوہ کو جمع کر لے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے اس کی مثال اس تفصیل میں موجود ہے جس کا ذکر ابھی پیچھے گزرا ہے اور اس کا یہاں پر اعادہ بھی (شیخ نے) فرمایا ہے اور جو کچھ ذکر کیا ہے (شیخ نے) اس میں ذریعہ بننے کو زیادہ کیا ہے۔ مثلاً یہ کوئی شخص کسی آدمی کو کسی مطلوب پر دلالت و رہنمائی کرے تاکہ وہ اس کو قتل کرے یا اس کا مال چھین لے یا اس کو مجبور کرے اس قسم کے فعل کا ارتکاب کرنا حرام ہے (اور یہ حرمت اس) ارشاد باری تعالیٰ سے ثابت ہے

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدہ ۲)

عباس بن عطاء کا ارشاد:

۲۸۷:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمن سلمی نے کہ میں نے منصور بن عبداللہ سے سنا کہ وہ اس کو کہتے تھے کہ میں نے سنا عباس بن عطاء سے وہ فرماتے تھے کہ:

پرہیزگاروں کی پرہیزگاری اور متقیوں کا تقویٰ ذرے اور رائی کے دانے سے پیدا ہوتا ہے اور ہمارا رب وہ ہے جو خیال و نظر پر پیٹھ پیچھے غیب لگانے اور سامنے طعنہ پر بھی حساب لے گا اور وہ محاسبہ کرنے میں ہر چیز کو شامل کرنے والا اور احاطہ کرنے والا ہے اور اس سے زیادہ سخت بات یہ ہے کہ وہ ذرے ذرے کی مقداروں اور رائی کے دانوں کے برابر بھی حساب لے گا۔ جس ذات کا حساب ایسا سخت ہو وہ واقعی اس بات کی حقدار ہے کہ اس سے بچا جائے اور تقویٰ اختیار کیا جائے۔

۲۸۸:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زید بن بشر نے کہ خبر دی ہے ابن وہب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن زید نے اور ذکر کیا ہے عمرو نے اور ابا بکر ابن المنکدر کے دو بیٹوں کا انہوں نے فرمایا کہ:

دونوں میں سے ایک پر جب موت آئی تو وہ رو پڑا۔ پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا، ہم تو آپ کے موت اچھا ہونے پر رشک کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں رویا کہ خدانخواستہ میں نے اللہ کی کسی نافرمانی و گناہ کرنے کی جسارت کرلی تھی۔ لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی چیز کو معمولی سمجھ کر کرتا رہا ہوں اور وہ اللہ کے ہاں بہت بڑی ہو (اور اس کا مجھ سے محاسبہ ہوجائے)۔ اور دوسرے بیٹے اپنی موت کے وقت روئے ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے لئے فرماتے ہیں:

وبدا لهم من الله مالم يكونو يحتسبون (الزمر ۴۷)

ان پر اللہ کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے۔

میں وہی کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم سب دیکھ رہے ہو اور اللہ کی قسم میں بالکل نہیں جانتا کہ اللہ کے ہاں میرے سامنے کیا کچھ ظاہر ہوگا؟ اور کیا کچھ سامنے آئے گا؟ اور انہوں نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ محمد ان کا بھائی تھا (محمد بن منکدر عابد تھے) اور عبادت میں ان سے قریب تر تھا اور کونسی چیز تھے محمد اپنے زمانے میں؟

۲۸۹:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن اسحٰق طیبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین ہمدانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابوایاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ضمرۃ بن ربیعہ نے حضرت سفیان ثوری سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء (البقرۃ ۲۸۴)

اللہ تعالیٰ جسے چاہیں گے معاف فرما دیں گے اور جسے چاہیں گے عذاب دیں گے۔

فرمایا کہ جس کو چاہیں گے بڑے سے بڑے گناہ پر معاف کردیں گے اور جس کو چاہیں گے چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر عذاب دیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صغائر اور کبائر میں فرق ہے۔

اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

---

(۲۸۹)۔۔۔ عزاه السيوطي في الدر المنثور (۱/۳۸۶) لابن أبي حاتم عن مجاهد

کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر جہنم یا عذاب یا لعنت کی وعید آئی ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

۲۹۰: ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا ابن ابو اسحاق مزکی نے، کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الحسن طرائفی نے، کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے، انہوں نے علی بن ابو طلحہ سے، انہوں نے ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ (النساء ۳۱)

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جس سے تم منع کیے گئے ہو۔

فرمایا کہ کبیرہ گناہ وہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آگ کے ذکر کے ساتھ ختم کیا ہے یا عذاب یا غضب یا لعنت کے ساتھ ختم کیا ہے۔

اکبر الکبائر شرک ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے

۲۹۱: مذکورہ اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تمام کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ (المائدہ ۷۲)

بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شریک بنائے تحقیق اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی سے مایوسی (کے ذکر کے ساتھ مذکور ہونا بھی کبیرہ گناہ ہونے کی نشانی ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

(۲) لاییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون (یوسف ۸۷)

اللہ کے لطف و کرم سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر۔

اور اللہ کی تدبیر اور گرفت سے نڈر و بے باک ہونا (یہ بھی کبیرہ گناہ ہونے کی علامت ہے)۔

ارشاد باری ہے:

(۳) فلا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون (الاعراف ۹۹)

اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر خسارہ پانے والے لوگ۔

انہیں کبیرہ گناہوں میں سے ہے والدین کا نافرمان ہونا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نافرمان کو جبار و شقی اور عصی قرآن میں بدبخت نافرمان قرار دیا ہے۔

اور انہی میں سے ہے اس شخص کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے بغیر حق کے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۴) فجزاؤہ جہنم (النساء ۹۳)

کہ قاتل کی سزا جہنم ہے۔

اور پاکدامن عورت کو بدکاری کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

---

(۲۹۰) ۔۔ عزاہ السیوطی فی الدر المنثور (۱۴۶/۲) لابن ابی حاتم عن ابن عباس

(۵) لعنوا فی الدنیا والآخرۃ ولہم عذاب عظیم (النور:۲۳)

دنیا و آخرت میں تہمت لگانے والے لعنت کئے گئے ہیں اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

یتیم کا ناحق مال کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۶) ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا وسیصلون سعیرا (النساء:۱۰)

بے شک جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں ناحق وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔

میدان جہاد سے فرار ہونا کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

(۷) ومن یولہم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ (الانفال:۱۶)

جس شخص نے (اس دن جہاد میں) پیٹھ پھیری ان کے سوا جس نے جنگ کی چال چلتے یا دوسری اپنی فوج سے ملنے کے لئے پیٹھ پھیری۔ (جس نے فرار کے لئے پیٹھ پھیری) اس نے اللہ کے غضب کی طرف رجوع کیا۔

کبیرہ گناہوں میں سے سود خوری بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۸) الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس (البقرۃ:۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں قبروں سے نہیں کھڑے ہوں گے مگر مثل اس شخص جو کھڑا ہوتا خبط الحواس شیطان کے چھونے سے

اور کبیرہ گناہ سحر ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۹) ولقد علموا لمن اشتراہ ما لہ فی الآخرۃ من خلاق (البقرۃ:۱۰۲)

البتہ تحقیق وہ جانتے ہیں کہ البتہ جو اس کو خریدتا ہے ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور کبیرہ گناہ زنا (بدکاری) بھی ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۰) ومن یفعل ذلک یلق اثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیمۃ ویخلد فیہ مہانا (الفرقان:۶۹)

جو شخص یہ کام کرے وہ گناہوں کو ملتا ہے اس کے لئے دگنا عذاب ہوگا قیامت کے دن اور اس میں ذلیل ہوگا

اور جھوٹی اور گناہ کی قسم بھی کبیرہ گناہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۱) ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا اولئک لا خلاق لہم فی الآخرۃ (آل عمران:۷۷)

بے شک جو لوگ خرید کرتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں تھوڑی قیمت وہی لوگ ہیں

جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ غلول اور مال غنیمت کی چوری بھی کبیرہ گناہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۲) ومن یغلل یات بما غل یوم القیمۃ (آل عمران:۱۶۱)

جو شخص مال غنیمت میں چوری کرے گا قیامت کے دن چرائی ہوئی چیز لے کر آئے گا۔

فرض زکوۃ کو منع کرنا یعنی نہ دینا یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۳) فتکوی بہا جباہہم (التوبۃ:۳۵)

جو مال دبا کر رکھتے ہیں اور اس کی زکوٰۃ نہیں دیتے قیامت میں ان کی پیشانیاں داغی جائیں گی۔

جھوٹی گواہی دینا اور گواہی چھپانا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(۱۳) ومن یکتمها فانه آثم قلبه (البقرۃ: ۲۸۳)

جو شخص شہادت کو چھپائے گا اس کا دل گناہگار ہے۔

اور شراب پینا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی پوجا کو اس کے برابر کیا ہے اور جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا یا اللہ کی فرض کردہ چیزوں میں سے کوئی چیز ترک کرنا یہ بھی کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ رسول اللہ کا فرمان ہے:

(۱۵) من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد برئت منه ذمة الله ورسوله

جو شخص قصداً نماز ترک کر دے وہ اللہ کے ذمے سے دور ہو گیا۔

عہد شکنی کرنا اور قطع رحمی کرنا بھی کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

لهم اللعنة ولهم سوء الدار

ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے۔ (الرعد: ۲۵)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بہرحال دونوں باتیں فرض کو ترک کرنا یا منع کی چیز میں ہے۔

۲۹۰ ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قتادہ نے کہ خبر دی ہے ابو عمرو بن نجید نے کہ خبر دی ہے ابو مسلم کجی نے کہ خبر دی ہے عبد الرحمن بن حماد شعیثی نے کہ خبر دی ہے ابن عون نے محمد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

کل ما نهی الله عنه کبیرۃ

ہر وہ کام جس سے اللہ نے روکا ہے وہ کبیرہ گناہ ہے۔

اسی طرح فرمایا ابو یحییٰ بن قتیبہ نے اور ہشام نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کہا ہے۔

۲۹۱ ... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ احمد بن منصور نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرزاق نے کہ خبر دی ہے معمر نے ایوب سے، انہوں نے ابن سیرین سے، انہوں نے عبیدہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

کل ما عصی الله به فهو کبیرۃ

ہر وہ کام جس میں اللہ کی نافرمانی کی جائے وہی کبیرہ گناہ ہے۔ اور تحقیق اس چیز کا ذکر کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۶) ... قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم (النور: ۳۰)

مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

۲۹۲ ... اسی اسناد کے ساتھ ہمیں معمر نے حدیث بیان کی ہے ابن طاؤس سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا کہ حضرت ابن

---

(۱۳) ... عزاه السيوطي في الدر المنثور (۳۷۸/۱) لابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم والطبراني وغيرهم موقوفه عن ابن عباس.

(۱۴) ... عزاه السيوطي في الدر المنثور (۳۹/۲) لعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر والطبراني والمصنف من طريق عن ابن عباس.

(۱۵) ... عزاه السيوطي في الدر المنثور (۱۴۴/۲) لعبد الرزاق وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم والمصنف من طريق عن ابن عباس.

عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا ہے کہ کبیرہ گناہ سات ہیں؟ انہوں نے فرمایا قریب قریب ستر ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول احتمال رکھتا ہے کہ یہ انہوں نے اللہ کی حرمتوں کی تعظیم میں اور محرمات کے ارتکاب سے ترہیب اور ڈرانے کے لئے فرمایا ہو۔ بہرحال صغائر اور کبائر کے مابین فرق کرنا دنیا اور آخرت کے احکامات سے لازمی اور ضروری ہے ان نصوص کی بنیاد پر جو کتاب و سنت میں آئی ہیں۔

مسلمان اہل قبلہ بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب لوگ قیامت میں جب بغیر توبہ کے آئیں گے

ہمارے احباب رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ

اصحاب کبائر اہل قبلہ جب قیامت میں بغیر توبہ کئے آئیں گے ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ اگر چاہے گا تو ان کو ابتداء ہی میں معاف کر دے گا۔ اگر چاہے گا تو ان کے حق میں ان کے نبی کی شفاعت قبول کرے گا۔ اگر چاہے گا تو ان کو جہنم میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا۔ پھر وہ ایک خاص مدت تک عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ پھر ان کو جہنم سے جنت کی طرف لانے کا قصد ہوگا یا شفاعت کے ساتھ یا بغیر شفاعت کے۔ اور ہمیشہ جہنم میں تو صرف کفار ہی رکھے جائیں گے۔

ہمارے صاحب نے اس بات پر استدلال اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیا ہے۔

بلیٰ من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ الخ (البقرہ ۸۱)

ہاں جس نے برائی کا کسب کیا اور اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ میں لے لیا۔ وہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ ہمیشہ آگ میں رکھنا اس کے لئے ہے جس کو اس کے گناہوں نے گھیر لیا ہوگا۔ (وہ کافر ہی ہو سکتا ہے) اس لئے کہ مومن ایک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو یا بہت سے کبائر کا اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ نہیں کیا ہوتا، اس لئے کہ تمام گناہوں کا سردار اور بڑا گناہ کفر ہے۔ وہ مومن کے گناہوں میں موجود نہیں ہوتا ہے۔ لہذا یہ صحیح ہوا کہ وہ ہمیشہ آگ میں نہیں رہے گا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس دوسرے قول کے معارض اور مخالف ہے۔ وہ یہ ہے

والذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک اصحب الجنۃ ھم فیھا خالدون (البقرہ ۸۲)

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں وہی لوگ جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دیا ہے اس شخص کو جس نے ایمان کی اصل اور اس کی فروعات (دوسری چیزیں) جمع کر لی ہیں۔ جبکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب یا کبائر کا مرتکب صالحات اور نیک اعمال کا تارک ہوتا ہے۔ تو یہ بات صحیح ہوگی کہ جنت کا وعدہ اس کے لئے نہیں ہے۔

تو معترض کو جواب یہ کہا جائے گا کہ کبیرہ یا کبائر کا مرتکب جب ان سے توبہ کر لے اور قیامت میں ان گناہوں سے تائب ہو کر آئے مگر صالحات اور نیکیوں کا تارک ہو ایمان کے اور اس کی فروعات کے مابین جمع کرنے والا نہ ہو اس کے باوجود وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حالانکہ اس کی توبہ ان نیکیوں کے تمام مقام نہیں ہو سکتی جو اس نے چھوڑی ہیں۔ اس لئے کہ اس کے اوپر شر اور برائی سے ہمیشہ دور رہنا لازم تھا۔ لیکن جب اس نے کچھ وقت شر اور گناہ کا اقدام اور ارتکاب کیا اور پھر کچھ وقت اس سے دور ہو گیا تو گویا ایسا کرنے سے وہ کچھ فرض کو ادا کرنے والا (اور کچھ کا تارک ہوا) اور کچھ فرض ممکن نہیں ہے اور جائز نہیں ہے کہ پورے فرض کا بدلہ بنے گا۔ اور جب یہ بات ممکن ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں سے

تائب ہونے والے پر احسان فرمائے اور اس کی توبہ کے بدلے میں اس کے گناہ مٹادے اور معاف کردے تو یہ کوئی ناممکن نہیں ہوگا اور کیونکر درست نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گناہوں پر اصرار کرنے والے پر بھی احسان فرمائے اور اس کے ایمان کے سبب جو کہ تمام نیکیوں سے افضل اور بہتر نیکی ہے اس کے گناہ معاف فرمادے۔ اور اس کی صلوٰۃ اور دیگر بعض حسنات کے سبب وہ غلطیاں بھی مٹادے جو اس کی سیئات کی مدت میں واقع ہوگئی تھیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

ان الحسنات يذهبن السيأت (ھود/۱۱۴)

بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں۔

اس کو لے لیجئے اور محفوظ اور یاد رکھئے۔ دونوں اس بات میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور جدا ہیں کہ تائب مغفور ہوتا ہے بغیر عذاب دیئے کے اور گناہوں پر اصرار کرنے والا بھی اپنے گناہوں کے سبب کچھ مدت تک عذاب دیا جائے گا پھر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ خبر صادق اس کے بارے میں وارد ہو چکی ہے اور ہمارے اصحاب نے اس پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ استدلال کیا ہے:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشاء (النساء/۴۸، ۱۱۶)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں معاف فرمائے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور معاف فرمائے گا

اس کے ماسوا (گناہ) جس کے لئے چاہے گا۔

اور یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خبر میں اختلاف فرض کرلیا جائے اور اسی کے ساتھ حدیث بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہے۔

۲۹۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوحامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ربیع مکی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے زہری سے، انہوں نے ابوادریس سے، انہوں نے عبادہ بن صامت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا:

میرے ساتھ تم لوگ اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے، بدکاری نہیں کرو گے۔ یعنی پوری آیت بیعت والی باتوں کا ذکر فرمایا۔ (پھر فرمایا کہ) جو شخص تم میں سے ساری باتیں پوری کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور جو شخص ان باتوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھا اور اس کو سزا دے دی گئی وہ سزا اس کے لئے کفارہ ہوگی اور جس نے کسی کام کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا (یعنی اس کا گناہ سامنے نہ آسکا) وہ اللہ عزوجل کے حوالے ہوگا۔ اگر وہ چاہے گا معاف کردے گا اور چاہے گا تو اس کو عذاب دے گا۔

بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اس حدیث کو سفیان بن عیینہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی نے فرمایا:

عبادہ بن صامت کا قول فی بیعۃ النساء سے انہوں نے یہ مراد لی ہے کہ جیسے عورتوں کی بیعت میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

یا ایها النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا یشرکن بالله شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادهن ولا یأتین ببهتان یفترینه بین ایدیهن وارجلهن ولا یعصینک فی معروف الخ (۱۲)

اے نبی جب تیرے پاس ایمان والی عورتیں تیرے ساتھ بیعت ہونے کے لئے آئیں تو (ان شرائط پر ان کی بیعت قبول کر لیجئے) کہ:

---

(۲۹۵)...... اخرجه البخاری (۱۲/ ۸۳ فتح) ومسلم (۳/ ۱۳۳۳) من طریق ابن عیینة به.

(۱)... اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گی۔

(۲)... چوری نہیں کریں گی۔

(۳)... زنا نہیں کریں گی۔

(۴)... اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

(۵)... اور بہتان نہیں باندھیں گی، جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے آگے سے افترا کریں۔

(۶)... اور بھلائی کے کام میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔

(گزشتہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ قول کہ:

ومن اصاب من ذلک شیئا فستره الله علیه

کہ جو شخص ان مذکورہ گناہوں میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے اوپر پردہ ڈال دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے شرک کے ماسوا گناہ ہے۔ جیسے آپ کا یہ قول کہ (المعروف به) کہ جس شخص نے مذکورہ گناہوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی۔ اس سے مراد بھی ماسوائے شرک کے گناہ مراد ہے۔ جبھی تو سزا اور حد کو کفارہ قرار دے دیا۔ اس غلطی کا اور گناہ شرک کے بعد جس کا ارتکاب کیا اور جس گناہ کے ارتکاب کے بعد اس میں حد جاری نہیں کی گئی اس کا فیصلہ اللہ کی مشیت کے سپرد کیا۔ اگر چاہے تو اس کے لئے معافی فرما دے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے۔ پھر عذاب دائمی نہیں ہوگا۔ اس بات کی دلیل شفاعت قبول کر کے جنت میں بھیجنے والی احادیث میں اور وہ آیات ہیں جو کتاب اللہ میں اس معنی میں آئی ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آیت مغفرت میں یہ فقرہ کہ جس کو چاہے بخش دے گا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کے صغیرہ گناہ معاف کر دے گا جو کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہوگا اور اس کے لئے بخشش نہیں کرے گا جو کبائر کا ارتکاب کرنے والا ہوگا جیسے کہ دوسری آیت میں ارشاد ہے:

ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلا کریما (النساء ۳۱)

اگر تم کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو گے جس سے تم منع کئے گئے ہو تو مٹا دیں گے ہم تم سے تمہاری غلطیاں

اور داخل کریں ہم تم کو باعزت مقام میں۔

تو جواب میں کہا جائے گا کہ وہ کبائر جن سے اجتناب کرنے کو مغفرت کے لئے شرط قرار دیا گیا ہے اس سے مراد شرک ہے اور یہ اس آیت میں مطلق ہے اور اس کے ساتھ جنت کی تکفیر کرنا اور مغفرت بھی مطلق ہے اور وہ دونوں اس آیت میں جس کے ساتھ ہم نے حجت پکڑی ہے دونوں جگہ دونوں مقید ہیں۔ لہٰذا دونوں کے مابین جمع کرنا واجب ہے اور مطلق کو مقید پر محمول کرنا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کرنے والوں کو آگ کی اور اس میں ہمیشہ رہنے کی وعید اور دھمکی دی ہے اور ان سے توبہ کرنے والوں کے سوا کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق (تا) الا من تاب (الفرقان ۶۸ تا ۷۰)

اور قتل کرو کسی نفس کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کی بنیاد کے ساتھ۔

(یہاں تک کہ فرمایا) مگر وہ شخص جو توبہ کرے۔ تو جواب میں کہا جائے گا کہ اس وعید اور دھمکی کا تعلق صرف اسی سے نہیں بلکہ تمام ان امور سے اور اشیاء سے ہے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی ابتدا شرک کے ذکر کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

والذین لا یدعون مع الله الها آخر (الفرقان ۶۸)

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور دوسرے الٰہ کو نہیں پکارتے۔ (یعنی شرک کی نفی کی ہے)

لہٰذا آیت میں یہ فقرہ

ومن یفعل ذلک یلق اثاما

جو شخص یہ کام کرے گا وہ سخت آفت یا گناہ سے دو چار ہوگا۔

اور وہ جو لوٹ کر جاتا ہے تمام سابقہ چیزوں کی طرف جو پہلے مذکور ہوئی ہیں۔

جس نے ان کبائر اور ان اشیاء کے اوراس پر جو دلالت کرتی ہے وہ یہ قول ہے۔

یضاعف لہ العذاب

کہ اس کے لئے دوہرا عذاب ہے۔

کے درمیان جمع کیا ہے جس نے بیان کیا ہے۔ وہ شخص جس نے شرک اور اس کے علاوہ کبائر کے مابین جمع کیا ہے۔ اس پر جمع کردیئے ہیں شرک کے عذاب کے ساتھ کبائر کے عذاب لہٰذا اس پر عذاب دوہرا ہوگیا ہے۔ پھر فرمایا۔

الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا

مگر جو شخص ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔

تو ایمان اور عمل صالح کا ذکر کیا ہے اور یہ اس لئے تاکہ اس کا ایمان اس کے کفر کو مٹا کر دے اور ختم کردے اور ایمان میں اس کی اصلاح میں جو جاتا رہا وہ جو پہلے سے کفر میں اس سے خرابی ہوئی جیسے ہم نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا (النساء ۹۳)

جو شخص کسی مومن کو قتل کرے گا اس کی جزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

(جواب میں) کہا جائے گا کہ اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس نے قتل کیا تھا اور مرتد ہو گیا تھا اسلام سے اور ہمارے بعض اصحاب اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت اپنے سبب یا شان نزول پر بند ہے۔

۲۹۲۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن بن محبوب دہان نے ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن محمد بن ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نصر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے کلبی نے ابو صالح سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا مقیس بن صبابہ نے اپنے بھائی ہشام بن صبابہ کو بنی نجار کے محلے میں مقتول پایا جبکہ وہ مسلمان تھا۔ مقیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی خدمت میں اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی فہر کے ایک آدمی کو نمائندہ بنا کر بھیجا اور اس کو فرمایا کہ تم بنی نجار کے پاس جاؤ اور جا کر میرا سلام کہو اور ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اگر تم ہشام کے قاتل کو جانتے ہو تو اس کے بھائی کو ہشام کا قاتل دے دو وہ اس سے (بدلہ) قصاص لے گا۔ اور اگر تم نہیں جانتے تو تم لوگ اس قتل کی دیت اس کے حوالے کرو۔

چنانچہ فہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو یہ پیغام پہنچایا۔ بنی نجار والوں نے کہا سمع اور طاعت ہے اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے۔ (یعنی ہم وہی کچھ کریں گے جو آپ نے فرمایا ہے) اللہ کی قسم ہم تو ہشام کے قاتل کو نہیں جانتے لیکن ہم اس کے بھائی کو دیت دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے مقیس کو سو اونٹ دے دیئے۔ پھر وہ فہری اور مقیس وہاں سے مدینے کی طرف چلے۔

جب مدینے کے قریب پہنچے تو مقیس بن ضبابہ کے پاس شیطان آیا اور اس نے مقیس کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کیا کیا تم نے؟ تم نے اپنے بھائی کی دیت (اس کا خون بہا) قبول کرلیا۔ یہ تیرے اوپر گالی ہوگی۔ ایسا کر کہ تیرے ساتھ جو آدمی ہے اس کو قتل کردے کہ نفس کا بدلہ نفس ہو جائے گا اور دیت بھی اضافی طور پر بچے گی۔ لہذا اس نے پتھر اٹھایا اور فہری کو دے مارا اور اس کا سر کچل دیا۔ پھر وہاں سے اونٹ پر سوار ہوا اور اونٹ ہانک کر مکہ کی طرف کافر ہو کر روانہ ہو گیا اور اپنے شعروں میں یہ کہنے لگا:

میں نے اپنے بھائی کے بدلے فہری کو قتل کر دیا اور میں نے اس کا خون بہا بنو نجار کے ارباب شوریٰ کی پیٹھ پر لاد دیا۔ اور میں نے اپنے بھائی کا قصاص بھی پالیا اور تکیہ لگا کر لیٹ گیا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں جو بتوں کی طرف لوٹ گیا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت اسی واقعہ میں اسی مقیس کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جہنم الخ (النساء ۹۳)

جو شخص کسی کو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی جزا جہنم میں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دوسرا جواب بھی ہے۔ وہ وہ ہے جو ہم نے روایت کیا ہے ابو مجلز لاحق بن حمید سے اور وہ بڑے بڑے تابعین میں سے تھے۔ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس کی جزا ہے۔ اگر اللہ چاہے گا کہ اس کی جزا سے درگذر کرے تو وہ خود کرے گا۔

۴۹۷ ...... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو علی حسین بن محمد روذباری نے کہ خبر دی ہے محمد بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یونس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو شہاب نے سلیمان تیمی سے، انہوں نے ابو مجلز لاحق بن حمید سے، پھر اس نے اس بات کو ذکر کیا ہے اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس کی اسناد ثابت نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے ابو سلیمان خطابی بستی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ:

پورا قرآن مجید بمنزلہ ایک کلمے کے ہے۔ جس کا نزول پہلے ہوا اور جس کا بعد میں ہوا اس پر عمل کے وجوب میں سب برابر ہے جب تک اول اور آخر میں منافات واقع نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر اس قول ویغفر مادون ذالک لمن یشاء میں اور ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا (نساء ۹۳) میں جمع کیا جائے اور اس کے ساتھ لمن یشاء کو لاحق کیا جائے۔ یہ باہم متناقض و مخالف نہیں ہوگا۔ مشیت کی شرط قائم ہے سب کے سب گناہوں میں ماسوائے شرک کے اور اسی طرح ہے یہ بھی فجزاءہ جہنم وہ احتمال رکھتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہو فجزاءہ جہنم اس کی جزا جہنم ہے۔ اگر اللہ اس کو جزا دینے پر آئے اور اس کو معاف نہ کرے تو اس طرح پہلی آیت خبر ہے اس میں کوئی خلاف نہیں ہے اور دوسری آیت وعدہ ہے جس میں عفو و درگذر کی امید ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۹۸ ...... ہمیں خبر دی ہے ابو سعد مالینی نے کہ خبر دی ہے ابو احمد بن عدی حافظ نے، انہوں نے کہا میں نے سنا عمر بن محمد وکیل سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے معاذ بن مثنیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سوار بن عبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اصمعی نے، انہوں نے

(۴۹۶) ...... قال الذهبی فی التجرید (۲/۱۲۰) هشام بن صبابة الكنانی الليثی اخو مقيس. اسلم و وجد قتيلا من بنی النجار وقال ابن اسحاق وغيره قتل فی غزوة المريسيع قتله انصاری وظنه من العدو. والحديث عزاه السيوطی فی الدر المنثور (۲/۱۹۵) للمصنف.

(۴۹۷) ...... اخرجه ابو داود (۴۲۷۶) عن احمد بن يونس. به واخرجه المصنف فی البعث (۳۵)

کہا کہ عمرو بن عبید ابوعمرو بن ابی العلاء کے پاس آئے اور ان سے کہا اے ابوعمرو! کیا اللہ اپنے وعدے کے خلاف کرتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ عمرو نے کہا اللہ نے خود فرمایا۔ انہوں نے پوچھا، کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے وعید کی کوئی آیت ذکر کی جو عمرو کو یاد نہیں رہی تو ابوعمرو نے کہ کوئی عجمیت تو دیا گیا ہے۔ وعدہ ایعاد سے مختلف ہوتا ہے۔ پھر ابوعمرو نے شعر کہا

والی وان او عدته او وعدته ۔ ساخلف ایعادی وانجز موعدی

اور بے شک میں نے اگرچہ دھمکی دی ہے اس کو یا وعدہ دیا ہے۔ بہت جلدی میں اپنی دھمکی کے خلاف کروں گا

اور پورا کروں گا میں اپنا وعدہ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ ناراً خالداً فیھا (النساء ۱۴)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرے

اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل کرے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

(اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مومن گناہگار ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟)

کہا گیا ہے کہ اس طرح ہم کہیں گے۔ الحدود۔ اسم جمع ہے متعدی ہوتا اللہ کی حدود کے لئے۔ جمع بنایا گیا ہے بوجہ ترک ایمان کے اور تارک ایمان ہمیشہ آگ میں رکھا جائے گا۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وان الفجار لفی جحیم یصلونھا یوم الدین وماھم عنھا بغائبین (الانفطار ۱۴۔۱۶)

بے شک گناہگار البتہ جہنم میں ہوں گے۔ قیامت کے دن اس میں داخل ہوں گے اور اس سے وہ غائب نہیں ہوں گے۔

کہا گیا ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

ان الابرار لفی نعیم (الانفطار ۱۳)

بے شک نیکوکار لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے۔

(جواب ہے) کہ ایسا فاسق جو ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ایمان کی بدولت بر یعنی نیک ہوتا ہے۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ وہ مطلق بر اور نیک نہیں ہے۔

جواب میں کہا جائے گا کہ اسی طرح وہ مطلق فاجر بھی نہیں ہے۔

اگر اعتراض کیا جائے کہ اس کے فجور نے اس کے ایمان کو تباہ کر دیا ہے۔

جواب دیا جائے گا کہ اس قول میں اور مرجئہ کے قول میں پھر کوئی فرق نہیں رہے گا جو یہ کہتے ہیں کہ اس کے ایمان نے اس کے فجور اور گناہوں کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فجار سے وہ لوگ مراد لئے ہیں جن کے درمیان اور ابرار کے درمیان تقابل ہے۔ اس لئے کہ تمام نیکیوں کی سردار نیکی ایمان ہے اور تمام فجور کا سردار فجور کفر ہے اور ہمارے موقف کی صحت پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان ہیں:

(۱)...... انا لانضیع اجر من احسن عملاً (الکہف ۳۰)

بے شک ہم اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھا عمل کیا۔

اگر ایسے لوگ اس آیت سے دلیل پکڑیں۔

ولا یشفعون الا لمن ارتضی (انبیاء ۲۸)

(فرشتے) سفارش نہیں کریں گے مگر اس شخص کے لیے جس کے لیے اللہ تعالیٰ پسند کرے گا۔

کہا گیا ہے کہ یہ ہماری دلیل ہے۔ اس لئے کہ فاسق بھی اپنے ایمان کے سبب مرتضیٰ اور پسندیدہ ہوتا ہے۔ (اور یہ بات بھی قرآن مجید کی آیات سے ثابت ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادہ

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔

سورۃ انبیاء کی مذکورہ آیت میں ارتضیٰ فرمایا اور اس آیت یعنی فاطر میں ہے اصطفیٰ فرمایا۔ دونوں زبان کے لغت کے اعتبار سے ایک ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

فمنھم ظالم لنفسہ

تو کچھ ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

یعنی مصطفیٰ اور برگزیدہ لوگوں میں سے بعض اپنے آپ پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اور ظلم سے مراد وہی فسق ہے۔

اسی طرح اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ ان میں ظالم بھی ہیں۔ یعنی فاسق ہیں اور اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا کہ یونس علیہ السلام نے اپنے بارے میں کہا تھا:

انی کنت من الظالمین (الانبیاء ۸۷)

کہ بے شک میں ظالم ہوں (قصور وار ہوں)۔

اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی ہے:

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں سے برگزیدہ کیا۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ وہ سب کے سب جنت میں ہوں گے۔ یہ کتاب البعث والنشور کی ساتویں جز میں اپنے شواہد سمیت مذکور ہیں۔

اور آیت الا من ارتضی کی ایک تفسیر یہ کی گئی ہے کہ الا من ارتضی ان یشفعوا لہ ہے۔ یعنی مگر جس کے لئے اللہ تعالیٰ پسند کرے گا کہ شفاعت کرنے والے اس کے لئے شفاعت کریں۔

اسی طرح کا قول یہ بھی ہے

من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ (البقرہ ۲۵۵)

کون ہے جو اس کے آگے سفارش کر سکے مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔

یعنی جس کے لئے اللہ پسند کرے گا کہ اس کے لئے سفارش کی جائے اللہ خود اجازت دیں گے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت الا من ارتضی (کی یہی مذکورہ تفسیر ہی ہے) اس کے علاوہ دوسری کسی توجیہ کا احتمال نہیں رکھتی۔

اس لئے کہ اللہ کے ہاں برگزیدہ لوگ نہ تو کسی فرشتے کی شفاعت کے محتاج ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی نبی کی شفاعت کے۔ (لہذا یہ بات ثابت ہوئی کہ) جو ہم نے کہا ہے وہی آیت کا معنی صحیح ہے۔

اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتے کہ کسی کبیرہ گناہ کے مرتکب کے لئے سفارش کی جائے۔ اس لئے کہ گناہگار ہی شفاعت کا محتاج ہوتا ہے اور اسی کو ضرورت مند ہوتا ہے۔

تو جس قدر گناہگار کا گناہ بڑا ہوگا اسی قدر وہ شفاعت کا بھی زیادہ محتاج ہوگا۔ پھر یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے اور یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ شفاعت کے لئے اس کی شدت احتیاج اس کے درمیان اور شفاعت کے درمیان حائل ہو جائے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ صاحب کبیرہ کے لئے شفاعت کو پسند نہ کریں اور شفاعت نہ ہو سکے) (پھر سوال ہو سکتا ہے کہ پھر تو کافر کے لئے بھی شفاعت ممکن ہونی چاہئے کیونکہ اس کا گناہ بھی بڑا ہے) تو جواب یہ ہوگا کہ شفاعت کا امتناع تو کافروں کے لئے بھی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے کہ ان کا گناہ بڑا ہے۔ لیکن (کافر کے لئے سفارش اس لئے ممنوع ہے کہ وہ) اس ذات باری کا منکر ہے جس کی بارگاہ میں سفارش کی جائے گی یا اس لئے کہ وہ رسول کا منکر ہے جو اس کے حق میں سفارشی ہے یا اس لئے ممنوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کافر کے حق میں کسی کی سفارش قبول نہیں کرے گا جبکہ یہ سارے معانی اہل قبلہ مرتکب کبیرہ مومن کے حق میں معدوم و مفقود ہیں۔

پھر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں تو یہ بھی آیا ہے:

يوم لا تملك نفس لنفس شيئا　(الانفطار ۱۹)

کہ اس دن کوئی نفس کسی نفس کے لئے کسی چیز کا بھی مالک نہیں ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کے حق میں سفارش نہیں کر سکے گا۔ لہذا اس آیت سے شفاعت کا امتناع ثابت ہوا؟

تو جواب یہ ہے کہ یہ آیت شفاعت کو منع نہیں کرتی۔ اس لئے کہ آیت میں تملک کا لفظ آیا ہے کہ کوئی مالک نہیں ہے۔ ملک سے بنا ہے اور ملک سے مراد ہے قوت و طاقت کے ساتھ روک دینا تو وہاں اللہ تعالیٰ کو قوت و طاقت سے کسی معاملے میں کوئی نہیں روک سکے گا۔ اس آیت کا شفاعت کے مفہوم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ شفاعت، شفاعت کرنے والے کی طرف سے بارگاہ الٰہی میں انتہائی تذلل اور عاجزی پیش کرنے کا نام ہے اور اپنے آپ کو اس انتہائی اظہار عجز کے ذریعہ اس کے قائم مقام کرنا ہوتا ہے جس کے لئے سفارش کر رہا ہے۔ لہذا اس کام کے لئے سب سے زیادہ لائق اور اس کے احوال کے لحاظ سے زیادہ قیامت کے روز سے زیادہ کوئی موقع اور وقت نہیں ہو سکتا۔

تحقیق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے اثبات میں اور اہل توحید کی ایک جماعت کو جہنم سے نکالنے اور ان کو جنت میں داخل کرنے کے بارے میں اخبار صحیحہ وارد ہو چکی ہیں جو اخبار متواترہ کے قریب قریب ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل کبائر کی ایک جماعت کے بارے میں جو اہل شرک نہ ہوں مغفرت کرنا بغیر عذاب کے بلکہ اس کے فضل اور رحمت کے بارے میں احادیث آ چکی ہیں۔ اللہ بڑا وسعت والا ہے کریم ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ احادیث کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دی ہیں اور ہم یہاں ان سے بعض کی طرف اشارہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد فرمایا ہے:

ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا (الاسراء ۷۹)

اور رات تہجد کی نماز ادا کر تو یہ حکم زیادہ اس کے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے پہنچادے مقام محمود پر۔

اور ہم نے حدیث ثابت میں روایت کیا ہے یزید الفقیر سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت شفاعت کے بارے میں ہے۔

اور اسی طرح ہم نے حذیفہ بن یمان سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر سے بھی روایات کی ہیں۔

۲۹۹...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس دوری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد نے اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبدالرحمن سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا ابو عمرو نے کہ خبر دی ہے محمد بن موسیٰ حلوانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع بن جراح نے ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد زعافری نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المقام المحمود الشفاعة

کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

اور ایک روایت میں ہے محمد بن عبید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں:

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچائے گا۔

قال هو المقام الذی یشفع فیه لامته

فرمایا کہ وہ مقام ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

۳۰۰...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن داؤد بن سلیمان نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن احمد اھوازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے ادریس اودی سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

۳۰۱...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو بکر بن داؤد نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عبدان سے وہ کہتے تھے وہ یہ حدیث ہے جس کا لوگوں نے ہمارے اوپر انکار کیا ہے۔

۳۰۲...... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر نے کتاب التفسیر میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے داؤد زعافری سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مقام محمود وہ شفاعت ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا کہ عبدان کی روایت میں لوگوں نے اس لئے انکار کیا کہ اس کا کسی روایت میں تفرد ہے، ورنہ سارے لوگوں نے اس کو روایت کیا ہے وکیع سے اور داؤد سے۔

۳۰۳...... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ

(۲۹۹)...... اخرجه احمد (۲/۴۷۸) عن وکیع به.

(۳۰۲)...... اخرجه احمد (۲/۴۴۴) عن وکیع به.

کہ یحییٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن خالد بن عثمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے زہری سے انہوں نے علی بن حسین سے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک آدمی اصحاب رسول سے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن زمین دراز کی جائے گی رحمن کی عظمت کے لئے کسی کے لئے اس پر جگہ نہیں ہوگی مگر صرف اس کے ایک قدم کی۔ پھر میں پہلا شخص ہوں جو بلایا جائے گا۔ تب جبرئیل کو رحمن کے دائیں طرف کھڑا ہوا پاؤں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس سے پہلے اس نے اللہ کو کبھی نہیں دیکھا تو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب جب جبرئیل میرے پاس آیا تھا اور اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ آپ نے اس کو میرے پاس بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل خاموش کھڑا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس نے سچ کہا تھا میں نے اس کو تیرے پاس بھیجا تھا۔ آپ کوئی اپنی حاجت پیش کریں۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میں تیرے بندوں میں سے کچھ بندوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جنہوں نے تیری عبادت کی ہے اور ٹیلوں کی پھاڑوں میں تیرا ذکر کیا ہے وہ جواب کے منتظر ہیں کہ میں تیرے یہاں سے کیا لے کر جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے خبردار ہوشیار میں ان کے بارے میں تجھے شرمندہ نہیں کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی مقام محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا (اسراء ۷۹)

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچا دے۔

اس کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے ابراہیم بن سعد سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ روایت کی اصل عبارت ان تمام روایات میں وارد ہوئی ہیں جو شفاعت کے سلسلوں میں آئی ہیں۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (الضحیٰ ۵)

اور البتہ عنقریب آپ کو آپ کا رب (اتنا) عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اس آیت میں بھی شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔

اور مسلم نے روایت کی ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی

رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی (ابراہیم ۳۶)

اے میرے رب بے شک ان بتوں نے تو بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے پس جو شخص میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا۔

اس آیت میں بھی شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔

اور عیسیٰ بن مریم نے فرمایا:

ان تعذبھم فانھم عبادک الخ (المائدہ ۱۱۸)

اے اللہ! اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو غالب اور حکمت والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت کی رونے کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اے اللہ میری امت اے اللہ میری امت ... پھر کہتے کہتے رو

(۳۰۳) اخرجہ الحاکم فی المستدرک (۲/۵۰۶) من طریق الزھری بہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے سفارشی ہوں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی سفارش قبول ہوگی

۳۰۷ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یونس نے کہ خبر دی ہے ابو سعید بن اعرابی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زعفرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالواحد بن زیاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مختار بن فلفل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

میں تابعداروں کے اعتبار سے سب نبیوں سے زیادہ ہوں گا قیامت کے دن (یعنی میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں گے) کوئی نبی ایسا بھی آئے گا کہ اس کی تصدیق کرنے والا ایک آدمی کے سوا کوئی نہیں ہوگا اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میں پہلا ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے ایک دوسرے طریق سے مختار سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا مفہوم جابر بن عبداللہ سے اور عبداللہ بن سلمہ سے اور ابی بن کعب سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مخصوص کئے جائیں گے اجتماعی شفاعت کے لئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اجتماعی طور پر سب کو اس جگہ سے چھٹکارا عطا فرمائیں گے جہاں وہ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد دیگر انبیاء اور فرشتے اور صدیقین شفاعت کے عمل میں شریک ہوں گے اور یہ شفاعت انفرادی اور مسلمانوں کے افراد کے لئے ہوگی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخصوص کئے جائیں گے ان سب میں سے اہل توحید میں سے اہل کبائر کی شفاعت کے لئے انبیاء، ملائکہ و صدیقین میں سے۔

شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغریٰ

۳۰۸ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے استاذ ابو بکر بن فورک نے کہ خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انس سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تمام اہل ایمان جمع کئے جائیں گے اور فکر مند ہو جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ کاش کہ ہم اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کروائیں، یہاں تک کہ وہ ہمیں اس جگہ سے اور اس حالت میں سے چھٹکارا دے۔ چنانچہ وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں کہ اے آدم آپ سب لوگوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا تھا اور آپ کے سامنے اپنے فرشتوں کو جھکایا تھا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھلائے تھے، آپ ہمارے لئے ہمارے رب کے آگے سفارش کر دیجئے کہ وہ ہمیں اس حالت سے چھٹکارا دے دے۔ وہ کہیں گے میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں اور لوگوں کے آگے اپنی غلطی کا تذکرہ کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم لوگ جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ پہلے رسول ہیں جن کی اللہ نے بعثت فرمائی تھی۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور اپنی مجبوری بتائیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں اور وہ بھی اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم جاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وہ رحمن کے خلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں وہ بھی اپنی خطا کا ذکر کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے تورات عطا فرمائی تھی اور اسے ہمکلامی کا شرف بخشا تھا۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی کہیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں وہ بھی اپنی غلطی کا ذکر کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم لوگ جاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ اللہ کا بندہ، رسول اور کلمۃ اللہ ہے۔ روح اللہ ہے۔ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ

---

(۳۰۷) ۔۔۔ أخرجه مسلم (۱/ ۱۸۸) من طريق سفيان عن المختار. به

بھی یہی کہیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں۔ لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ایسا بندہ ہے جس کے اللہ نے جس کے پہلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ لہذا اب لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں جاؤں گا اور میں اپنے رب سے کچھ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔ مجھے اس کی اجازت ملے گی۔ جس وقت میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کی ہیبت وعظمت کے پیش نظر سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے (کمال بے پرواہی کے ساتھ) جب تک چاہیں گے چھوڑ دیں گے (میں کمال عجز سے سجدے میں رہوں گا۔ کچھ کہنے کے لئے سر اٹھانے کی جرأت نہیں کروں گا) پھر کمال وعنایت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ اٹھئے اے محمد اور کچھ کہئے آپ کی بات سنی جائے گی اور کچھ مانگئے آپ کی دعا قبول کی جائے گی۔ آپ سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ لہذا میں اپنے رب کی تعریفیں کروں گا جو اللہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا لہذا میرے لئے (قبول ہونے کی) ایک حد مقرر کی جائے گی تو میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ اس کے بعد پھر میں اپنے رب کی طرف رجوع کروں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا (تو اس کے جلال وعظمت کے آگے) سجدے میں گر جاؤں گا۔ لہذا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے اسی حالت میں چھوڑنا چاہے گا چھوڑ دے گا (کمال بے پرواہی کے ساتھ) پھر محض اس کی رحمت وعنایت سے یہ کہا جائے گا کہ اٹھئے اے محمد! کہئے تیری بات سنی جائے گی۔ سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ سفارش کیجئے تیری سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی تعریفیں کروں گا جن کی تعلیم وہ خود مجھے دے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، پھر میرے لئے (تعداد کی) ایک حد مقرر کی جائے گی۔ میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں اپنے رب کی طرف رجوع کروں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گر جاؤں۔ پھر وہ مجھے جب تک چاہے گا جنت میں چھوڑ دے گا (بے نیازی کے ساتھ) پھر کہا جائے گا اٹھئے اے محمد کہئے آپ کی بات سنی جائے گی، سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا، سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی حمد بیان کروں گا جو مجھے سکھلائے گا، پھر میں سفارش کروں گا، پھر میرے لئے (لوگوں کی بخشش) کی حد مقرر کی جائے گی۔ لہذا میں اتنے لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں کہوں گا اے میرے رب:

مابقی فی النار الا من حبسه القرآن (ای وجب علیه الخلود)

جہنم میں صرف وہ باقی رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک رکھا ہے۔ یعنی جس پر جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے۔

ازروئے قرآن یعنی مشرک باقی رہ گئے ہیں۔

اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور مسلم ہشام دستوائی وغیرہ کی روایت سے ابوعوانہ کی حدیث میں قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام پہلوں اور تمام پچھلوں کو ایک ہی میدان میں جمع کریں گے اور ان کو بلانے والا سنوائے گا (یعنی تاحد آواز لوگ جمع ہوں گے) اور گذرے گی ان سب سے نظر (یعنی تاحد نگاہ لوگ ہوں گے) اور قریب آ جائے گا سورج اور لوگ غم اور کرب کے مارے اس کی تاب نہیں رکھیں گے اور برداشت نہیں کر پائیں گے۔

پھر آپ نے بھی مذکورہ قصہ ذکر کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ حدیث جامع ہے مسئلہ اجتماعی شفاعت نبی علیہ السلام کے لئے جس کے نتیجے میں آپ تمام لوگوں کو اس مقام پر اس غم اور کرب سے نجات

(۳۰۸)...... أخرجه البخاری (۹/۱۸۲) ومسلم (۱/۱۸۰) من طریق قتادة به.

دائیں گے سورج کے سامنے طویل قیام کی وجہ سے لوگ جس کی تاب نہ لاسکیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے گناہگاروں کے لئے سفارش کرنا اس کے بعد ہوگا۔

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو طرح کی شفاعت کا اعزاز حاصل ہوگا۔ پہلی اجتماعی شفاعت جس کو شفاعت کبریٰ کہتے ہیں جو کہ تمام لوگوں اور امتوں کے لئے بلا امتیاز ہوگی اور دوسری شفاعت انفرادی جو صرف آپ کی امت کے گناہگاروں کے لئے ہوگی۔ اس کو شفاعت صغریٰ کہتے ہیں۔ (از مترجم)

اہل کبائر کے لئے شفاعت

اور معبد بن ہلال کی روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں وہ بات بھی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ شفاعت صغریٰ آپ کی امت کے اہل کبائر کے لئے ہوگی۔ یعنی جو کبیرہ گناہ کے مرتکب تھے۔ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میں یہ کہوں گا کہ اے میرے رب میری امت ـــ میری امت ـــ لہٰذا مجھے کہا جائے گا کہ آپ جائیے، دیکھئے جہنم میں جو ایسے لوگ ہیں جن کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہو ان کو بھی جہنم سے نکال لیجئے۔ اور دوسری بار یہ فرمایا کہ مجھے کہا جائے گا کہ جائیے جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو ان کو بھی جہنم سے نکال لیجئے اور تیسری بار میں کہا جائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم تر سے کم تر مقدار میں ایمان ہو ان کو بھی نکال لیجئے۔ (ظاہر ہے ایسی لوگ اہل کبائر ہی ہو سکتے ہیں لہٰذا یہ شفاعت اہل کبائر کے لئے ہوگی۔ مترجم)

اہل کبائر کے لئے رحمت عالم کی شفاعت

ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مقری نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے انہوں نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ جہنم سے ہر وہ آدمی نکال لیں گے جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر خیر ہوگی۔ پھر آپ شفاعت کریں گے یہاں تک کہ ہر اس انسان کو جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا۔ اس کے بعد پھر آپ شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ جہنم سے ہر اس انسان کو نکال لیں گے جس کے دل میں رائی کے دانے کے نصف سے بھی کم خیر ہوگی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان تمام مذکورہ روایات میں اس بات پر دلالت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اہل کبائر کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

۳۱۰ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد آبادی نے اور ابوبکر قطان نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبداللہ محمد بن علی بن عبدالحمید صنعانی نے مکہ مکرمہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحق بن ابراہیم عبادی نے کہ خبر دی ہے عبدالرزاق نے کہ خبر دی ہے معمر نے ثابت

---

(۳۱۰) ـــ أخرجه الحاكم (۱/۶۹) عن محمد بن علي بن عبد الحميد. به.
وأخرجه الترمذي (۲۴۳۵) من طريق عبد الرزاق. به وقال حسن صحيح غريب من هذا الوجه وأخرجه أبو داود (۴۷۳۹) من طريق أشعث الحداني عن أنس.

سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت کے لئے اہل کبائر کے لیے ہوگی۔

یہ حدیث اشعث حدانی سے اور مالک بن دینار سے اور ثابت سے اور قتادہ سے اور زیاد نمیری سے یزید رقاشی سے انس بن مالک سے بھی مروی ہے۔

۳۱۱ ـــ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسن علوی نے کہ خبر دی ہے ابو حامد بن شرقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حفص عمرو بن ابی سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن محمد نے جعفر بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے جابر سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت کے اہل کبائر کے لئے ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اس حدیث کو ولید بن مسلم نے زہیر بن محمد سے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کیا تھا:

ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ　　(الانبیاء ۲۸)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

۳۱۲ ـــ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن جعفر بن احمد مزکی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم عبدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن کعب حلبی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن مسلم نے، پھر اسی حدیث کو ذکر کیا ہے۔

۳۱۳ ـــ خبر دی ہے ہمیں ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے ابو عمرو نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو کریب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے اعمش سے ابی صالح سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے ہر نبی نے اپنی دعا میں جلدی کر لی ہے اور میں نے اپنی مقبول دعا اپنی امت کے لئے قیامت میں شفاعت کرنے کے لئے چھپا رکھی ہے۔ انشاء اللہ وہ ملنے والی ہے اس شخص کو جو اس حال میں مر گیا میری امت میں سے کہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتا

---

(۳۱۱) ـــ أخرجه الترمذي (۲۴۳۶) والحاكم (۱/۶۹) من طريق جعفر بن محمد. به.

وقال الترمذي هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه يستغرب من حديث جعفر بن محمد.

(۳۱۲) ـــ أخرجه الحاكم (۲/۳۸۲) عن محمد بن جعفر بن أحمد المزكي. به وصححه الحاكم على شرط الشيخين ووافقه الذهبي ولكن على شرط مسلم.

وأخرجه ابن ماجة (۴۳۱۰) من طريق الوليد. به دون ذكر الآية.

(۳۱۳) ـــ أخرجه مسلم (۱/۱۸۹) عن أبي كريب وابن أبي شيبة عن أبي معاوية. به.

تھا کسی بھی شے کو۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو کریب سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عمرو بن ابی سفیان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اس کے معنی کو روایت کیا ہے ابو ذر اور معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اور عوف بن مالک وغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۳۱۴۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن اسحٰق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عارم بن فضل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے حضرت جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم شفاعت کے سبب سے جہنم سے نکلے گی اور وہ آئیں گے گویا کہ وہ چوڑے ہیں اور بیلیں ہیں (ثعاریر) کا لفظ استعمال فرمایا۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہوتا۔ آپ نے (ضغابیس) کے ساتھ اس کا مفہوم واضح کیا۔ (ضغابیس) جمع ہے ضغبوس کی جو عصفور کے وزن پر ہے۔ کھیرے اور ککڑی کے بیج کو کہتے ہیں۔ یعنی ایسے اگیں گے جیسے کھیرے ککڑی کے بیج سیلاب کے کنارے پر اگتے ہیں۔

حماد نے کہا وہ اس میں ساقط تھا۔ حماد نے کہا کہ میں نے عمرو سے کہا اے ابو محمد میں نے سنا تھا جابر بن عبد اللہ سے فرماتے تھے کہ ایک قوم آگ سے باہر آئے گی شفاعت کی بدولت۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عارم سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو ربیع سے حماد سے اور روایت کیا ہے اس کو عمران بن حصین وغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعض معنی کے ساتھ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال

۳۱۵۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو احمد بکر بن محمد صیرفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن حسن حربی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم فضل بن دکین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عاصم محمد بن ایوب ثقفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید الفقیر نے۔ اس نے کہا کہ مجھے خارجیوں کی آراء میں سے ایک رائے دل کو لگ گئی تھی۔ میں جوان آدمی تھا ہم لوگ ایک گروہ کی صورت میں حج کے ارادے سے نکل گئے۔ پھر ہم لوگوں کی ملاقاتوں کے لئے نکلے۔ جب مدینہ منورہ میں ہمارا گذر ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنا رہے تھے۔ مسجد کے ایک ستون سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے جہنمیوں کا ذکر کیا تو میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی! یہ کیا حدیثیں ہیں جو تم لوگوں کو بیان کرتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے:

انک من تدخل النار فقد اخزیتہ (آل عمران ۱۹۲)

بے شک اے رب آپ نے جس کو جہنم میں ڈال دیا اس کو تو آپ نے رسوا کر دیا۔ اور

وکلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا (السجدہ ۲۰)

جب بھی جہنمی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اس میں لوٹا دیے جائیں گے۔

(یعنی ان آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جہنمی جہنم ہی میں رہیں گے۔ باہر کسی طرح بھی نہیں نکل پائیں گے اور آپ ہیں کہ شفاعت کی

(۳۱۴)۔۔۔ اخرجہ البخاری (۱۴۳/۸) و مسلم (۱۷۸/۱) من طریق حماد بہ۔

(۳۱۵)۔۔۔ اخرجہ مسلم (۱۷۹/۱) عن حجاج بن الشاعر عن الفضل بن دکین بہ۔

باتیں جہنم سے نکلنے اور اس کی مغفرت، پھر جنت میں داخلے کی باتیں کرتے ہیں اور اس کی حدیثیں سناتے ہیں (یہ تم کیا کہہ رہے ہو) یہ کیا ہے جو آپ لوگوں کو کہہ رہے ہو؟

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے کیا تم قرآن مجید پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محمود کا سنا ہے جس پر اللہ تعالیٰ آپ کو بھیجیں گے یعنی پہنچائیں گے؟ میں نے جواب دیا، جی ہاں سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ جہنم سے جس کو نکالنا چاہیں گے نکالیں گے۔ انہوں نے کہا پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پل کو نصب کرنے کا ذکر کیا اور لوگوں کا اس پر گزرنے کا ذکر کیا۔ مجھے اس بات کا خوف ہونے لگا کہ میں ان باتوں کو یاد بھی نہیں رکھ سکوں گا۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ کچھ لوگ جہنم سے نکلیں گے جہنم میں رہنے کے بعد اور تلوں کے پودوں کی (کالی) لکڑیوں کی طرح ہوں گے پھر وہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں ڈالے جائیں گے وہ اس میں غسل کریں گے۔ انہوں نے فرمایا، پھر وہ غسل کے بعد نکلیں گے تو ایسے ہوں گے جیسے سفید کاغذ ہوتا ہے۔ یزید الفقیر راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ہم واپس لوٹ گئے۔ پھر ہم نے آپس میں کہا تمہاری ہلاکت ہو کیا خیال ہے تمہارا کہ یہ شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول رہا ہے؟ ہم واپس لوٹے تو اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی شخص خارجی نہ رہا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں حجاج بن شاعر سے انہوں نے فضل بن دکین سے۔

۳۱۶ ..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے احمد بن سلمان فقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن غالب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن اسماعیل نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے وہب بن خالد نے عمرو بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے ابوسعید سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر خیر ہو اس کو جہنم سے نکال لو۔ لہٰذا نکالے جائیں گے جبکہ وہ خوب جل چکے ہوں گے اور کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر وہ ایک نہر میں ڈالیں جائیں جس کو نہر حیات کہا جاتا ہے۔ پھر وہ وہاں سے ایسے نکلیں گے جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم دیکھتے نہیں ہو وہ اگتا ہے تو مڑا ہوا لپٹا ہوا اور پیلا ہوتا ہے۔

بخاری نے اس کو صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو دوسرے طریق سے وہب سے روایت کیا ہے۔

۳۱۷ ..... ہمیں خبر دی ہے امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ نے یعنی ابن اسحٰق انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے، اس نے کہا قتادہ نے کہا تھا کہ میں نے سنا ہے ابونضر سے وہ حدیث بیان کر رہے تھے سمرہ بن جندب سے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں آگ نے ٹخنوں تک پکڑ رکھا ہوگا اور بعض کو کمر تک اور بعض کو ہنسلیوں تک پکڑ رکھا ہوگا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ سے اور سعید کی ایک روایت میں قتادہ سے ہے کہ ان میں سے بعض لوگ وہ ہوں گے جنہیں آگ نے گھٹنوں تک

---

(۳۱۶) ..... أخرجه مسلم (۱/ ۱۷۲) من طريق عفان عن وهيب. به

(۳۱۷) ..... أخرجه مسلم (۴/ ۲۱۸۵) عن أبي بكر بن أبي شيبة. به

پکڑ لیا ہوگا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے حدیث ثابت بن عطاء بن یسار سے ابو سعید خدری سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث رؤیت ۔ صراط اور اہل ایمان کے اس کے گذرنے کی روایت کیا ہے پھر ان سے یہ کہتا کہ:

"اے ہمارے رب ہمارے بھائی تھے جو کہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے۔ حج ہمارے ساتھ کرتے تھے، جہاد ہمارے ساتھ کرتے تھے، انہیں آگ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ جس کی تم شکل صورت پہچانتے ہو اس کو جہنم سے نکال لو اور ان کی صورتیں آگ پر حرام کردی گئی ہوں گی۔ یہ لوگ دیکھیں گے کہ کسی کو آگ نے اس کے قدموں تک پکڑ رکھا ہوگا اور بعض کو نصف پنڈلیوں تک۔ بعض کو گھٹنوں تک، بعض کو کمر تک۔ لہذا وہ بہت سے انسانوں کو نکالیں گے پھر لوٹیں گے اور کلام کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھو جس شخص کے دل میں ایک قیراط کے برابر خیر ہو اس کو نکال لو۔ لہذا اس طرح بھی وہ بہت سے لوگوں کو نکالیں گے۔ پھر لوٹیں گے اور اللہ تعالیٰ سے پھر کلام کریں گے۔ بار بار اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہے گا۔ یہاں تک کہ فرمائے گا کہ جاؤ جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر خیر ہو اس کو بھی نکال لو۔

اور حضرت ابو سعید خدری جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے اگر تم مجھے سچا نہ سمجھو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھو:

ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفھا (النساء ۴۰)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرے گا ایک ذرے کے برابر اور اگر کوئی نیکی ہوگی تو اسے دگنا کردے گا۔

(پھر یہ سفارشی) کہیں گے اے ہمارے رب، ہم نے باقی لوگوں کے دل میں کوئی خیر نہیں پائی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ بس ارحم الراحمین باقی رہ گیا ہے۔ ابو سعید نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فرشتے شفاعت کر چکے۔ نبی شفاعت کر چکے۔ مومن بھی شفاعت کر چکے، باقی کوئی نہیں رہا۔ سوائے ارحم الراحمین؟ اللہ تعالیٰ آگ کا قبضہ خود سنبھالیں گے۔ پھر ایک ایسی قوم کو آگ سے نکالیں گے جو کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے کبھی بھی کوئی عمل نہیں کیا ہوگا اور وہ جنت کی نہر میں ڈالے جائیں گے جس کا نام ہے نہر حیات۔ پھر وہ اس میں پیدا ہوں گے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے۔ کیا تم نے اسے دیکھا نہیں جو سایہ میں ہوتا پیلا اور دھوپ میں ہوتا سبز؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ایسے نقشہ کھینچ رہے ہیں جیسے آپ دیہات میں ہیں۔ فرمایا کہ پھر وہ اگیں اسی طرح پھر وہ ایسے نکلیں گے جیسے موتی۔ پھر وہ اپنے گردنوں میں خاتموں کا زیور پہنائے جائیں گے۔ پھر وہ جنت میں بھیجے جائیں گے۔ یہ جہنمی ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے نکالا ہوگا بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی خیر کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لے لو جنت میں سے جو کچھ لوگے وہ تمہارا ہے۔ پھر وہ جنت سے لیں گے یہاں تک کہ تھک کر رک جائیں گے۔ فرمایا کہ پھر کہیں گے اگر ہمیں اللہ دیتا تو ہم اور لیتے۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تمہیں اس سے افضل دوں گا جو تم لے چکے ہو۔ فرمایا کہ پھر وہ کہیں گے اے ہمارے رب جو لیا ہے اس سے افضل اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وہ ہے میری رضا آج کے بعد میں کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

۳۱۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو زکریا بن ابی اسحٰق نے دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد الوہاب نے کہ خبر دی ہے جعفر بن عون نے کہ خبر دی ہے ہشام بن سعد نے کہ خبر دی ہے زید

---

(۳۱۸) ... اخرجہ مسلم (۱/۱۷۱) عن ابی بکر بن ابی شیبۃ عن جعفر بن عون. بہ

بن اسلم نے عطاء بن یسار سے ابی سعید خدری سے انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر فرمایا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے جعفر بن عون سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے سعید بن مسیب اور عطاء بن زید کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔ اس قصہ کے بارے میں جس کے آخر میں یہ فرمان ہے کہ جنتی سے کہا جائے گا کہ آپ کسی بھی شے کی تمنا کریں۔ پھر تمنا کرے گا جب اس کی تمنا ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فلاں فلاں چیز کے بارے میں سوال کر۔ اس کا رب اس کو یاد دلائے گا یہاں تک کہ جب اس کی تمنا میں ساری ختم ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ جو کچھ آج ملا ہے یہ تیرا ہے اور اس کی مثل مزید اور بھی تیرا ہے۔

ابوسعید خدری نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ بھی تیرا ہے اور اس کی مثل یعنی اس سے مزید دس گنا بھی تیرا ہے۔ ہم نے ابوصالح کی حدیث میں ابوسعید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو جہنم سے نکالیں جائیں گے۔ پھر وہ جنت میں ایک وقت خاص تک ٹھہرے رہیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کیا تم کسی شے کی خواہش کرتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم سے یہ نام اٹھا دیا جائے پھر وہ بھی اٹھا دیا جائے گا۔

۳۱۹ ...... ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوطاہر محمد آبادی نے کہ خبر دی ہے عباس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے عبیدہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے فرمایا: بے شک میں جانتا ہوں جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے انسان کو اور جہنم میں سے سب سے آخر میں نکلنے والے کو وہ ایسا آدمی ہو گا جو گھٹنوں کے بل رو دو کر جہنم سے نکلے گا اور اس سے اس کا رب کہے گا جا تو جنت میں داخل ہو جا وہ کہے گا میں نے دیکھ لیا ہے جنت بھر چکی ہے (یعنی اب میرے لئے جگہ باقی نہیں ہے) اللہ تعالیٰ اس کو تین بار یہی حکم دیں گے اور وہ ہر دفعہ یہی جواب دے گا کہ جنت بھر چکی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے تیرے دنیا سے دس گنا بڑی جنت ہے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں محمد بن خالد نے اس نے عبیداللہ سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے اس کو جریر بن منصور کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم نے یہ اخبار کتاب البعث والنشور میں نقل کر دی ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض ابواب شفاعت میں اور بعض دوسرے بابوں میں خصوصاً اس باب میں ہیں۔ جہنم سے آخر میں کون نکالا جائے گا؟ ہم نے اس کے ساتھ اور بھی ذکر کی ہیں مگر یہاں پر جو کچھ ذکر کیا ہے اتنا ہی کافی ہے اور توفیق کاملنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۳۲۰ ...... ہمیں خبر دی ہے ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدالوہاب فراء نے انہوں نے کہا کہ خبر دی ہے ابوالنعمان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلام بن مسکین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوظلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ایک انسان جہنم کی آگ میں ہزار سال تک پکارتا رہے گا اے حنان رب، اے احسان کرنے والے رب (مگر اللہ تعالیٰ اپنی بے پرواہی میں

---

(۳۱۹) ...... أخرجه البخاری (۱۳/ ۴۷۳ فتح) عن محمد بن خالد عن عبداللہ به وأخرجه البخاری (۸/ ۱۴۶) ومسلم (۱/ ۱۷۳) من طریق جریر به.

رہیں گے)(جب چاہیں گے)فرمائیں گے اے جبرئیل جاؤ میرے اس بندے کو لاکر پیش کرو۔ فرمایا کہ جبرئیل جاکر دیکھیں گے تو وہاں تو اہل جہنم منہ کے بل پڑے رو رہے ہوں گے۔ جبرئیل واپس آ کر اپنے رب کو اس بات کی خبر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ اسی کو لے آؤ (جو ہزار سال سے مجھے پکار رہا ہے) اس کا فلاں فلاں مرتبہ بھی تھا۔ جبرئیل جا کر اس کو لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے اے میرے بندے تم نے اپنا مکان کیسا پایا جہنم میں اور اپنی آرام گاہ کیسی پائی۔ عرض کرے گا" یارب بدترین مکان بدترین آرام گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس لے جاؤ۔ اس کو اس کے اسی مقام پر جہاں سے آیا ہے۔ وہ عرض کرے گا اے رب مجھے تو آپ سے یہ توقع نہیں تھی بلکہ یہ توقع تھی کہ جب مجھے آپ جہنم سے نکالیں گے تو واپس نہیں بھیجیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرمائیں گے چھوڑ دو میرے بندے کو۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسی طرح مروی ہے اس حدیث میں اور ہم نے بشر بن مفضل کی حدیث کو روایت کیا ہے ابو مسلمہ سے ابو نضرہ ابو سعید سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بہر حال اہل جہنم جو واقعی اس کے اہل ہیں وہ جہنم میں نہ ہی مریں گے اور نہ ہی جئیں گے۔ لیکن ان کو آگ پہنچے گی ان کے گناہوں کے سبب سے۔" ذنوب کا لفظ یا خطایا کا لفظ فرمایا تھا۔ دونوں سے مراد گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ موت دیں گے ان کو یہاں تک کہ جب وہ کوئلہ بن جائیں گے۔ شفاعت کی اجازت مل جائے گی اور ان کو لایا جائے گا جلی ہوئی لکڑیوں کی گٹھی کی طرح جھلس چکے ہوں گے پھر وہ جنت کی نہروں میں پھینک دیے جائیں گے۔ پھر کہا جائے گا اے اہل جنت ان پر پانی انڈیل دو۔ پھر وہ ایسے اگیں گے جیسے سیلاب کے کنارے اگتا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیہات میں تھے۔

۳۲۱ ...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو نضر فقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصر بن احمد بغدادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصر بن علی جہضمی نے۔ انہوں نے کہا اور مجھے خبر دی ہے ابو النضر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ جعفر بن احمد شامانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الاشعث احمد بن مقدام نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن مفضل نے پھر اس حدیث کو اس نے ذکر کیا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے نصر بن علی سے اور سلیمان تیمی نے اس کو روایت کیا ہے ابو نضرہ سے ابو سعید سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ اس آیت پر آئے:

انه من يات ربه مجرماً فان له جهنم لايموت فيها و لايحيیٰ (طٰہٰ ۷۴)

جو شخص اپنے رب کے پاس بحیثیت مجرم آئے گا اس کے لیے جہنم ہے اس میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔

آپ نے جب یہ آیت بیان فرمائی تو اس کے بعد اسی مذکورہ حدیث کا مفہوم بیان فرمایا ہے جسے ہم نے ابو مسلمہ سے اور ابو نضرہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہو بعض ان اہل توحید کے ساتھ جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور جیسے کہ پہلی حدیث میں ہے اگر اس کی اسناد صحیح ہو جو ان کے بعضوں کے ساتھ اس کا سلوک مذکور ہے اور اسی طرح ہم نے یہاں نقل کیا ہے۔ اور کتاب البعث والنشور میں ان کا حال مختلف ہوتا جو آگ سے نکلیں گے وہ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق ہوں گے اور اس مقدار کے مطابق جو اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینا چاہیں گے،

---

(۳۲۰) ...... اخرجه المصنف في البعث والنشور (۵۷)، و احمد (۳/ ۲۳۰) من طريق سلام بن مسكين به.

(۳۲۱) ...... اخرجه مسلم (۱/ ۱۷۲) عن نصر بن علي الجهضمي به.

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ آگ سے بچائے۔

۳۲۲ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن مرزوق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسلم بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نضر بن یزید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اشعث بن جابر نے اس نے کہا کہ میں نے کہا حسن سے اے ابو سعید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

یریدون ان یخرجوا من النار وماھم بخارجین منھا (مائدہ ۳۷)

جابر نے کہا کہ حضرت ابو سعید حسن نے اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا اور فرمایا کہ یہ لوگ اہل جہنم ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور ان کو اس پر مواخذہ بھی کیا گیا تھا۔ تو ان سے اس کا انتقام صراط پر لیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے گا۔

روایت کیا گیا ہے کہ جابر نے اسی جیسا جواب دیا تھا۔

۳۲۳ ـــ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عثمان اہوازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایوب بن عتبہ نے قیس بن طلق بن علی سے اس نے اپنے باپ سے کہ میں شفاعت کے عقیدے کا سخت ترین مخالف تھا۔ یہاں تک کہ میں جابر بن عبداللہ کے پاس آیا۔ میں نے ان کے سامنے ہر وہ آیت پڑھی جس پر میں قادر تھا اہل جہنم کے خلود اور دائمی جہنم کے بارے میں۔ انہوں نے مجھے فرمایا اے طلق تو مجھ سے کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہے اور سنت نبی کو بھی زیادہ جانتا ہے۔ بے شک جو کچھ تم نے آیات پڑھی ہیں ان کے اہل اور ان کے مصداق اور ہیں۔ لیکن یہ لوگ جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے یہ عذاب دیئے جائیں گے۔ پھر اس میں سے نکال لئے جائیں گے۔ ہم بھی پڑھتے جیسے تم نے پڑھا ہے اور اس روایت کی شاہد روایت جابر بن عبداللہ سے اسی جلد میں گذر چکی ہے۔

۳۲۴ ـــ ہمیں خبر دی ہے علی بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نعیم بن حماد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ایک جماعت آگ سے نکالی جائے گی اس کے بعد کہ وہ اچھی طرح جل چکے ہوں گے۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ عبید بن عمیر نے کہا کہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم یا جماعت جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عبید سے ایک آدمی نے کہا اے ابو عاصم یہ کیسی حدیث ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عبید بن عمیر نے کہا مجھ سے ہٹ جائے اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے نہ سنی ہوتی تو میں اس کو بیان نہ کرتا۔

۳۲۵ ـــ سفیان کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عمرو بن عبید آئے اور ان کے ساتھ ایک آدمی تھا جو کہ ان کی خواہشات کا تابع تھا۔ چنانچہ عمرو بن عبید حطیم میں داخل ہوئے اور اس میں نماز پڑھی۔ اس میں سے ان کے ساتھی نکلے اور وہ عمرو بن دینار پر کھڑے ہو گئے اور ابن دینار اس

---

(۳۲۲) ـــ عزاہ السیوطی فی الدر المنثور (۲/۲۸۰) لابن المنذر والمصنف فی الشعب.

(۳۲۴) ـــ أخرجه مسلم (۱/۱۷۸) من طریق سفیان بن عیینة به بلفظ.

"ان اللہ یخرج ناساً من النار فیدخلھم الجنة"

آدمی کو حضرت جابر بن عبداللہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتے لگے وہ آدمی عمرو بن عبید کی طرف آیا اور ان سے کہنے لگا اے گمراہ آدمی کیا تو ہمیں یہ خبر نہیں دیتا تھا کہ جہنم میں سے کوئی ایک بھی نہیں نکلے گا۔ اس نے کہا جی ہاں۔ اس آدمی نے کہا یہ رہے عمرو و بن دینار یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لوگوں کی ایک جماعت جہنم سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ سفیان کہتے ہیں کہ عمرو بن عبید نے کہا اس کا بھی ایک کوئی اور مطلب ہے جسے ہم نہیں جانتے۔ سفیان کہتے ہیں کہ اس آدمی نے کہا اس کا کونسا معنی ہے؟ سفیان کہتے ہیں اس آدمی نے اس کی دوستی چھوڑ دی اور ان سے جدا ہوا۔

۳۲۶:...... اور ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے خبر دی ہے ہمیں ابوحامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالازھر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوالحاج نے عیسیٰ بن سنان سے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رجاء بن حیوۃ نے۔ انہوں نے کہا کہ جابر بن عبداللہ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا ہم گناہوں کو کفر کا نام دیتے ہو یا شرک کا یا نفاق اور منافقت کا؟ انہوں نے کہا اللہ کی پناہ (ہم ایسے نہیں کہتے بلکہ یہ کہتے ہیں) گناہ گار مومن۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے اسی کے معنی میں روایت کی ہے علی بن ابی طالب سے اور سعد بن ابی وقاص سے اور حذیفہ بن یمان سے اور دیگر سے۔

تحقیق ثابت ہو چکا ہے۔ (ان روایات کے ساتھ) جو ہم نے یہاں ذکر کی ہیں اور کتاب البعث والنشور میں کہ مومن اپنے گناہوں کے سبب ہمیشہ جہنم میں نہیں رکھا جائے گا سوائے اس کے کہ وہ مقدار اور اندازہ نامعلوم ہو جو وہ جہنم میں رہے گا اور وہ شخص جس کو شفاعت ابتداءً نصیب ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ بالکل بھی عذاب نہیں دیا جائے گا وہ بھی نامعلوم ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ گناہ کا خطرہ عظیم ہے اور اس کا معاملہ بہت بڑا ہے۔ لیکن ہمارا رب غفور ہے رحیم ہے اور اس کی پکڑ بھی سخت ہے دردناک ہے۔

ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابراہیم بن مرزوق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عامر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی خشیش ابوحمزہ نے کہتے ہیں میں نے سنا تھا ابوعمران جونی سے وہ کہتے تھے تم سے پہلے بھی لوگ نجات پائیں گے اور تمہارے بعد بھی۔

فصل:...... وہ امور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی گرفت نہیں کریں گے بلکہ اپنے فضل و کرم سے درگذر فرمائیں گے

۳۲۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابوجعفر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن منہال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے اور خبر دی ہے ہمیں ابوعبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے اور یہ لفظ اسی کے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم عبدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن بسطام نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن قاسم نے علاء سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری:

للہ ما فی السموات و الارض و ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ (البقرۃ: ۲۸۴)

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب کچھ اللہ کا ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔ (اس میں ہے کہ جو بات دل میں ہے اس کا بھی سوال ہو جائے گا)۔ یہ بات اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گذری لہذا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے ادب سے دوزانوں ہو کر بیٹھے۔ پھر سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اعمال میں ایسی تکلیف دیئے گئے ہیں جس کی ہمیں استطاعت ہے جیسے نماز ہوئی روزہ اور زکوۃ اور صدقہ ہوئے اور اب آپ کے اوپر یہ آیت جو اتری ہے ہمیں تو اس عمل کی طاقت نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم بھی چاہتے ہو کہ تم وہی کہو جو کچھ تم سے پہلے اہل کتاب یہود اور نصاریٰ نے کہا تھا کہ ہم نے سنا ہے اور اس پر ہم نے نافرمانی کر لی ہے، بلکہ تم یوں کہو کہ سمعنا واطعنا کہ ہم نے سنا ہے اور ہم نے اطاعت کی ہے۔ ہم تجھ سے تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی کہا

سمعنا و اطعنا غفرانک و الیک المصیر

ہم نے سنا ہے اور اطاعت کر لی ہے، ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف ہی رجوع کرنے کی جگہ۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا تو ان کی زبانیں اس کے ساتھ جھک گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پیچھے یہ نازل فرمایا:

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المومنون کل امن باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ لانفرق بین احد من رسلہ وقالو سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر

رسول ایمان لایا ہے اس کتاب کے ساتھ جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتاری گئی ہے اور مومن بھی ہر ایک ایمان لایا ہے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ (وہ کہتے ہیں) ہم (ایمان لائے ہیں) کوئی فرق نہیں کرتے، کسی ایک کے ساتھ بھی اس کے رسولوں میں سے اور مومنوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی ہم آپ سے آپ کی مغفرت کا سوال کرتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف ہے جائے رجوع۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت کے اس حکم کو منسوخ فرما دیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا اواخطانا

نہیں تکلیف دیتا اللہ تعالیٰ کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق اسی کے فائدے کے لئے جو اس نے نیک کام کیا اور اس کے اوپر وبال ہے جو اس نے غلط کام کیا۔ اے ہمارے رب ہمیں گرفت نہ کرنا اگر ہم سے بھول ہو جائے یا چوک ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں میں نے دعا قبول کر لی۔

ربنا و لا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا

اے ہمارے رب ہمارے اوپر ایسا بوجھ نہ رکھنا جیسے کہ آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر بار رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میں نے دعا قبول کر لی ہے۔

ربنا و لا تحملنا مالاطاقۃ لنا بہ

اے ہمارے رب ہم سے وہ ذمہ داری نہ اٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میں نے یہ دعا قبول کر لی ہے۔

(۳۲۷)ــــ اخرجہ مسلم (۱۱۵/۱) عن محمد بن المنھال وامیۃ بن بسطام واللفظ لامیۃ

واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین

ہمیں معاف فرما، ہماری مغفرت فرما، ہمارے اوپر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور کافروں کے اوپر ہماری مدد فرما۔ (سورۃ البقرہ ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، میں نے یہ دعا قبول کر لی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے امیہ بن بسطام اور محمد بن منہال سے۔

۳۲۸ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن فضل صائغ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے عطاء بن سائب سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ (البقرہ ۲۸۴)

اگر تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اس کو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کا تم سے حساب لے گا۔

(استدراک) یعنی یہ حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر مشکل گذرا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے اپنی تکلیف اور پریشانی بیان کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت کے ساتھ آسانی پیدا کر دی اور دوسرا آسان حکم اتار دیا وہ یہ تھا:

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت (البقرہ ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے جو نیکی کرتا اس کے فائدے کے لئے ہے اور جو غلطی کرتا ہے وہ اسی پر وبال ہوتا ہے۔

۳۲۹ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے کہ خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن عبداللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے سعید بن مرجانہ سے اس نے کہا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

للہ ما فی السموات وما فی الارض

آخر تک پڑھنے کے بعد رو پڑے یہاں تک کہ میں نے ان کا گلا بھرانے کی آواز سنی۔ میں وہاں سے اٹھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو اس بات کی خبر دی جو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن کو یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے۔ البتہ تحقیق مسلمان اس وقت بھی اسی طرح رنجیدہ خاطر اور دکھی ہوئے تھے جب یہ آیت اتری تھی جیسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دکھی ہوئی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا

اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے۔

اور وسوسہ بھی ان باتوں میں سے تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کی طاقت نہیں تھی۔ پھر معاملہ اللہ کی قضاء کے سپرد ہو گیا کہ نفس کے بھلے کے لئے ہے جو نیکی کرے گا اور اسی کے برے کے لئے جو برائی کرے گا، خواہ یہ بات قول میں ہو خواہ عمل میں ہو۔

۳۳۰ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو علی حسین بن علی حافظ نے کہ خبر دی ہے محمد حسین بن مکرم نے بصرہ میں کہ ہمیں

(۳۲۸) ۔۔۔ عزاہ السیوطی فی الدر المنثور (۱/۳۷۵) للطبرانی والمصنف فی الشعب.

(۳۲۹) ۔۔۔ عزاہ السیوطی (۱/۳۷۴) لابن ابی شیبۃ وابن جریر والنحاس فی ناسخہ والحاکم وصححہ من طریق سالم عن ابیہ.

حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن بن تسنیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے خالد حذاء سے، انہوں نے مروان سے، اس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک آدمی سے میرا گمان ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ (البقرہ ۲۸۴)

فرمایا کہ اس کو منسوخ کر دیا ہے اس کے بعد والی آیت نے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے اس نے روح سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ نسخ بمعنی تخصیص و تبیین ہے اور پہلی آیت عموم کے مورد میں وارد ہوئی ہے۔ لہذا بعد والی آیت آئی ہے اور آکر یہ بیان کیا ہے کہ وہ چیز مخفی نہیں ہے جس کا مواخذہ نہ کیا جائے گا۔ وہ ہے حدیث نفس (دل کی بات دل کا خیال) انسان جس کو دل سے دفع کرنے یا روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ یہ انسان کی طرف سے اس خیال کو پیدا کرنے اور باقی رکھنے میں انسان کا کسب نہیں ہے۔ اور متقدمین سے بہت سے لوگ اس پر نسخ کے نام کا اطلاق کرتے تھے بر بناء اتساع کے اور وسعت کرنے کے بایں معنی کہ اگر دوسری آیت نہ ہوتی تو پہلی آیت ان تمام امور کے مواخذے پر دلالت کرتی۔

احتمال:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

احتمال یہ ہے کہ یہ آیت ایسی چیز ہے جو حکم کو متضمن ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان تمام چیزوں کے ساتھ مواخذہ کرنے کا فیصلہ فرمایا اور ان سے اس چیز کو عبادت بنانے کا حکم فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پورا پورا اختیار ہے کہ جس چیز کو چاہے ان کے لئے عبادت بنا دے۔ جب انہوں نے سمع اور طاعت کے ساتھ اس کا تقابل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے تخفیف کر دی اور ان سے حدیث نفس والی بات رکھ دی، یعنی ختم کر دی۔ لہذا اس اعتبار سے یہ جملہ یحاسبکم بہ اللہ۔ خبر ہوگی جو حکم کو متضمن ہے۔ یعنی اس نے تمہارے محاسبے کا حکم و فیصلہ فرمایا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے اس آیت میں ہے:

ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین (الانفال ۶۵)

اگر تم میں سے بیس جوان صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو کافروں پر غالب آجائیں گے۔ یعنی حکم ہے اس بات کا۔

اس کے بعد فرمایا:

الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین (انفال ۶۶)

اب اللہ تعالیٰ نے تم سے (حکم میں) تخفیف کر دی ہے اور جان لیا ہے کہ تمہارے اندر کمزوری ہے۔ اگر تم لوگوں میں سے ایک سو (مجاہد) صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو کافروں پر غالب آجائیں گے۔

پہلا حکم منسوخ کر دیا اور دوسرا حکم پکا کر دیا۔ اوپر والی زیر بحث آیت کا بھی یہی حال ہے اور یہی حکم ہے کہ پہلے حصہ میں حدیث نفس اور دل کے خیال و ارادے پر بھی باز پرس کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ جب مسلمانوں نے اپنی کمزوری اور اپنی مشکل کی بارگاہ رسالت میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے حکم میں تخفیف اور آسانی کر دی اور پہلا حکم منسوخ اور دوسرا پکا کر دیا۔ (مترجم)

(۳۳۰) ـــ اخرجہ البخاری (۹/۱۲۳) عن اسحاق بہ.

بیان کرتے تھے قتادہ سے، انہوں نے زرارہ بن ابی اوفی سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے درگذر فرمایا ہے میری امت کی ان باتوں سے جو ان کے دل کی بات ہو یا دل کا خیال ہو جب تک ان کے ساتھ کلام نہ کریں یا ان کا عمل نہ کرلیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن منصور سے اور ابوعوانہ سے۔

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حضرت قتادہ سے۔

۳۳۳:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن اسحٰق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالوارث بن سعید نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، مجھے خبر دی ہے عبدالرحمن بن احمد بن حمدویہ مؤذن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد بغوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے عبدالوارث بن سعید سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعد ابوعثمان نے ابورجاء عطاردی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں، پھر ان کو بیان کر دیا ہے جو شخص ارادہ کرے نیکی کا اور اس کا عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے (صرف ارادہ کرنے پر) ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور جو شخص نیکی کا عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھتے ہیں۔ سات سو گنا تک اور سات سو گنا سے زیادہ تک بھی۔ اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کا عمل نہیں کرتا اللہ تعالیٰ صرف اس کا ارادہ کرنے پر بھی ایک پوری نیکی لکھتے ہیں اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے پھر اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے صرف ایک گناہ لکھتے ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔

۳۳۴:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن سلیمان ضبعی نے جعد ابوعثمان سے انہوں نے ابورجاء عطاردی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں جو آپ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک تمہارا رب رحیم ہے۔ جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر نیکی پر عمل کرتا ہے تو وہ دس گنا سے سات سو گنا تک اور بہت ساری امثال تک لکھی جاتی ہے اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا (نہ کرنے پر) ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر برائی کا ارتکاب کر لیتا ہے تو اس کے لئے ایک برائی لکھ دی جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس کو بھی مٹا دیتے ہیں اور نہیں ہلاک ہوتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مگر ہلاک ہونے والا۔

۳۳۵:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے کہ خبر دی ہے جعفر بن سلیمان نے اسی اسناد کے ساتھ اسی حدیث مذکورہ کی مثل۔ اس کو مسلم نے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے ہمام بن منبہ کی حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیئۃ والی حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ارادہ کرنے والا برائی کو ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (کہ برائی کو ترک

(۳۳۴)۔۔۔ أخرجه مسلم (۱/۱۱۸) عن شيبان بن فروخ. به.
(۳۳۵)۔۔۔ أخرجه مسلم (۱/۱۱۸) من طريق جعفر بن سليمان. به.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو دل میں کوئی خیال پاتا ہو۔ اگر وہ آسمان سے گرے اور اس کو پرندے اچک لیں تو یہ بات اس کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اس سے کہ وہ اس بات کو زبان پر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تو محض ایمان ہے یا فرمایا تھا کہ صریح ایمان ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں یوسف بن یعقوب صفار سے انہوں نے علی بن ہشام سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو روایت کیا ہے جریر نے اور سلیمان تیمی نے اور ابوعوانہ نے اور ابوجعفر رازی نے مغیرہ سے انہوں نے ابراہیم سے مرسلاً جس میں اس کو ہمارے شیخ ابوعبداللہ نے ابوعلی حافظ سے روایت کیا ہے۔

۳۲۰ ...... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوقلابہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ شعبہ نے منصور و سلیمان سے انہوں نے ذر سے انہوں نے عبداللہ بن شداد سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نفس مجھ سے باتیں کرتا ہے رب کے بارے میں۔ البتہ اگر میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں ان باتوں کو زبان پر لے آؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الحمد للّٰہ الذی لم یقدر لکم الا علی الوسوسۃ الخ

ایک نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے قدرت نہیں دی تمہیں مگر صرف وسوسے پر۔

اور دوسرے نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا معاملہ لوٹا یا ہے وسوسے کی طرف۔

۳۲۱ ...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبداللہ اسحٰق بن محمد یوسف سوسی نے اور محمد بن موسیٰ نے ان لوگوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن سلیمان اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن مہدی نے سفیان سے انہوں نے منصور سے انہوں نے ذر سے انہوں نے عبداللہ بن شداد سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے دل میں ایسی بات پاتا ہوں کہ اگر میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے وہ پسند ہے مگر زبان پر لانا پسند نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا شکر کہ جس نے اپنا معاملہ وسوسے کی طرف پھیر دیا ہے۔

۳۲۲ ...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے ابوبکر بن محمد بن احمد بن محمویہ عسکری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد قلانسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابی ایاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتادہ نے ذر بن عمر سے انہوں نے عبداللہ بن شداد بن حاد سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک کوئی ایک ہم میں سے اپنے نفس سے باتیں کرتا ہے اسے کوئی ایسی شے بھی پیش آتی ہے کہ اگر وہ جل کر کوئلہ ہو جائے یہ اس کو پسند ہوتا ہے مگر اس کو زبان پر لانا گوارا نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا معاملہ وسوسے کی طرف پھیر دیا ہے۔

---

(۳۲۰) ...... اخرجہ احمد (۱/۳۴۰) من طریق شعبۃ. بہ

(۳۲۱) ...... اخرجہ احمد (۱/۲۳۵) من طریق سفیان. بہ

(۳۲۲) ...... اخرجہ ابوداود (۵۱۱۲) من طریق منصور. بہ

۳۴۳ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے انہوں نے یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن مازنی سے اس کو خبر پہنچی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ جوانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسوسہ کے بارے میں سوال کیا جن کا شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اپنے نفسوں میں اور دلوں میں ایسے ایسے خیال پاتے ہیں کہ اگر ہم ثریا ستارے پر جا کر نیچے گر جائیں (اور ہلاک ہو جائیں) تو یہ ہمیں پسند ہوگا مگر اس خیال کے ساتھ کلام کرنا پسند نہیں ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ واقعی تم ایسے ایسے خیالات پاتے ہو؟ یہ تو صریح صاف ایمان ہے۔ (کہ بری بات کو زبان پر لانا بھی گوارا نہ ہو اور برائی دور کی بات ہے اس کو زبان پر لانا بھی اس قدر برا محسوس ہو) بے شک شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ بندے کو ایسی ایسی برائی میں واقع کر دے۔ مگر جب بندہ ایسی برائی سے محفوظ رہتا ہے تو پھر وہ اسی برے خیال میں واقع کر دیتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک کسی انسان کا دل برے خیال کے آنے پر غمگین ہو جاتا ہے جو کہ انسان کے اپنے اختیار سے نہیں آیا۔ جس کے روکنے پر وہ قادر بھی نہیں ہوتا اور ایسے برے خیال سے کراہت کرنا اور اس سے ڈرنا اللہ کی محبت ہے اور حفاظت تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو برائیوں سے اور برے خیالات سے حفاظت فرمائے اور اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہماری مغفرت فرمائے اور آخرت میں عذاب جہنم سے بچائے اور دخول جنت سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین (مترجم)

فصل :...... ظلم اور زیادتیوں کی قصاص اور بدلے

۳۴۴ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن نعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قتیبہ بن سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن جعفر نے علاء بن عبدالرحمٰن سے۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ غریب اور مفلس کون ہے؟ اصحاب کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو، سامان ضرورت نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوۃ (غرضیکہ ساری نیکیاں لے کر آئے مگر اس نے (دنیا میں) کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا۔ کسی کو پیٹا ہوگا۔ لہٰذا سب کو باری باری اس کی نیکیاں اس کی زیادتیوں کے بدلے چکانے کے لئے) دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں اس کے مظالم کا بدلہ پورا کرنے سے پہلے ختم ہو گئیں (تو بدلہ پورا کرنے کے لئے) مظلوموں اور زیادتی شدہ لوگوں کے گناہ لے کر اسی بندے کے اوپر ڈالے جائیں گے (اب صورتحال کچھ یوں ہو جائے گی کہ نیکیاں ساری برباد اور گناہ لازم، وہ بھی دوسروں کے گناہ۔ اب وہ غریب اور مفلس ترین انسان ہوگا، آخرت کے اور اعمال کے اعتبار سے) پھر اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے) اس کو مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

قول بیہقی رحمۃ اللہ علیہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس حدیث کا متن باب زیادۃ الایمان ونقصانہ میں ذکر کیا ہے اور اس کی وضاحت بھی ذکر کی

(۳۴۳)..... اخرجہ احمد (۲/۲۳۱) من حدیث ابی ھریرۃ دون قولہ "ان الشیطان یرید ان یوقع..." قلع

(۳۴۴)..... اخرجہ مسلم (۴/۱۹۹۷) عن قتیبۃ بن سعید بہ

بن مرداس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی اور دعا کی کثرت فرمائی۔ لہذا اللہ تعالی نے وحی کی کہ میں نے ساری دعائیں قبول کر لی ہیں سوائے ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کے۔ باقی رہے ان کے گناہ جو میرے اور بندوں کے مابین ہیں وہ میں نے معاف کر دیے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی کہ اے میرے رب تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ مظلوم کو اس پر ہونے والے ظلم سے بہتر ثواب عطا کر دے اور ادھر ظالم کو بھی معاف کر دے۔ اللہ تعالی نے آپ کی اس دعا کو اس شام قبول نہیں فرمایا۔ پھر جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے پھر دعا کی۔ اب اللہ تعالی نے اس دعا کو شرف قبولیت بخشا اور فرمایا کہ میں نے ان کو بھی بخش دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس وقت مسکرائے ہیں جبکہ بظاہر مسکرانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ فرمایا کہ میں مسکرایا ہوں اللہ کے دشمن ابلیس پر۔ اس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے میری امت کے بارے میں میری دعا قبول کر لی ہے تو وہ ویلٹ کر ویل اور ہلاکت کو پکار رہا ہے اور اپنے سر میں مٹی ڈال رہا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے شواہد کثیر ہیں جنہیں ہم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دیا ہے۔ اگر یہ اپنے شواہد سمیت صحیح ہے تو اس میں مسئلہ مذکور کی حجت ہے اور اگر صحیح نہیں ہے تو (بھی مسئلہ کی حجت قرآن میں موجود ہے) اللہ تعالی کا فرمان ہے:

ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (النساء ۴۸، ۱۱۶)

شرک کے ماسوا جس کے لیے چاہے گا معاف فرما دے گا۔

اور لوگوں کے ایک دوسرے پر مظالم ماسوائے شرک میں داخل ہیں۔

اور ثابت کی حدیث میں زید بن وھب سے ابوذر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ جو شخص میری امت میں سے مر گیا جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بالکل جنت میں جائے گا) اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے۔

۳۲۷ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے اس کو سری بن خزیمہ نے ان کو عمر بن حفص نے ان کو ان کے والد نے ان کو اعمش نے ان کو زید بن وھب نے پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں عمر بن حفص سے اور مسلم نے کئی طریقوں سے اور اعمش سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس کو ابوالاسود دؤلی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے پھر مر جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ابوذر کہتے ہیں، میں نے عرض کیا اگرچہ اس نے چوری اور زنا کیا ہوا ہو۔ آپ نے فرمایا اگرچہ چوری اور زنا بھی کیا ہو ابوذر رضی کے خلاف بھی۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے اور اس حدیث کے کئی شواہد ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اور عبداللہ بن مسعود عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان

---

(۳۲۷) ۔۔۔ أخرجه البخاري (۱۱/۲۶۱ فتح) عن عمر بن حفص بن غياث عن أبيه. به

وأخرجه مسلم (۱/۹۴ ۲) من طريق أبي معاوية عن الأعمش. به

تمام روایات میں اور ابو ہریرہ اور ابو سعید کی روایات میں کوئی مخالف بات نہیں ہے۔

گنہگار مومن کا جنت میں دخول بھی تو قصاص اور بدلے کے بعد ہوگا اور بدلہ بھی عذاب دینے کے ساتھ ہوگا۔ بایں صورت کہ مظلوم کی غلطیاں اور گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ لہذا ایسا بے چارہ اپنے اور اپنے مخالف دعویدار کے گناہوں میں پھنس کر رہ جائے گا اور بھی اللہ تعالیٰ مظلوم کو از خود ثواب دیں گے اور ظالم کو بھی از خود معاف فرما دیں گے۔ بشرطیکہ اس بارے میں آنے والی حدیث صحیح ہو۔

باقی رہا قصاص اور بدلہ نفس کا نفس کے ساتھ تو اس کا کوئی عقل مند قائل نہیں ہے۔ جو انسان دانت کے درد اور ایک دن کے بخار کے ساتھ صبر نہ کر سکتا ہے چاہئے کہ ہر ایسے امر سے اجتناب کرے جو اس کو دردناک عذاب اور خطرناک سزا سے دوچار کر دے۔ جس کی شدت اور سختی کا کسی کو اندازہ نہیں اور انتہا کا علم نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ حدیث ابی ظلال میں حضرت انس بن مالک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ایک بندہ قیامت کے دن جہنم میں ہزار سال تک پکارتا رہے یا حنان یا منان پھر جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوگا تو وہ اسے جہنم سے نکالیں گے۔ ہم اللہ کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

۳۳۸ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان کو ابو عبداللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابو الدنیا نے، ان کو محمد بن حسان ازرق نے، ان کو عبدالرحمن بن مہدی نے، وہ کہتے ہیں کہ حزم بن ابی حزم کہتے تھے: اے اللہ جس پر ہم نے کوئی ظلم و زیادتی کی ہو اللہ تو اس کو ہماری زیادتی کے بدلے میں بہتر ثواب عطا فرما اور اس ظلم کو ہم سے معاف فرما اور جس نے ہمارے اوپر کوئی زیادتی کی ہو اللہ تو ہمیں اس کے ظلم کے بدلے میں ثواب عطا فرما اور اس زیادتی کو اس سے معاف فرما۔

۳۳۹ ـــ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عبدالقیس سے اہل بصرہ سے۔ اس نے کہا رابعہ بصریہ عابدہ کہتی تھیں اے اللہ میں نے اس کو معاف کیا ہے، جس نے مجھ پر زیادتی کی ہے۔ اے اللہ تو بھی مجھے اس سے معاف کر دے جس پر میں نے زیادتی کی ہو۔

فصل :ـــ حیات دنیاوی کے اختتام اور حیات اخروی کے آغاز کی کیفیت اور قیامت کے دن کی وضاحت "اشراط و علامات"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دنیوی حیات کے اختتام کے متعدد مقدمات اور پیش آمدہ امور ہیں۔ جنہیں قیامت کی شرطیں کہا جاتا ہے اور وہی قیامت کی علامات اور نشانیاں ہیں۔

(۱) ـــ دجال کا نکلنا۔

(۲) ـــ حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول۔

(۳) ـــ دجال کا قتل ہونا۔

(۴) ـــ یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

(۵) ـــ دابۃ الارض کا نکلنا۔

(۶) ـــ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

یہ قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ اور وہ امور جو ان مذکورہ اشراط و علامات سے پہلے وجود میں آئیں گی وہ یہ ہیں۔

(۱) ۔۔۔ علم کا قبض ہونا۔

(۲) ۔۔۔ جہالت کا غلبہ ہونا۔

(۳) ۔۔۔ اہل علم میں تکبر و تعلّی۔

(۴) ۔۔۔ علم و حکمت کو بیچنا۔

(۵) ۔۔۔ گانے بجانے کے آلات کا ظاہر ہو جانا۔

(۶) ۔۔۔ شراب نوشی کا عام ہونا۔

(۷) ۔۔۔ عورتوں کا عورتوں سے اپنی خواہش پوری کرنا۔

(۸) ۔۔۔ مردوں کا مردوں کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنا۔

(۹) ۔۔۔ بڑی بڑی عمارات بنانا۔

(۱۰) ۔۔۔ لڑکوں (یعنی غیر پختہ رائے رکھنے والوں) کا حکومت و اقتدار کرنا۔

(۱۱) ۔۔۔ امت مسلمہ کے پچھلے طبقے کا پہلے طبقے کو لعنت کرنا (یا برا کہنا یا غلط کہنا)۔

(۱۲) ۔۔۔ قتل کی کثرت ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام مذکورہ امور اسباب حادث ہیں اور ان تمام خبروں کے عیاں ہو جانے اور ظاہر باہر ہو جانے کے باوجود ان کے بارے ڈرانے اور متنبہ کرنے والی احادیث کو نقل کرنا تکلف ہے اور غیر ضروری ہے۔ علاوہ ازیں وہ احادیث جو بڑی بڑی نشانیوں کے بارے میں آئی ہیں امام نے ان کو کتاب البعث والنشور میں درج کر دیا ہے۔ لہذا یہاں اب ان کے دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

جب قیامت قائم ہونے کی شرائط پوری ہو جائیں گی اور وہ وقت آن پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ تمام زندہ مخلوقات کو خواہ وہ آسمانوں میں رہتی ہوں یا زمین میں یا سمندر میں مارنے اور ختم کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے، وہ بعض اہل علم کے نزدیک عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک ہیں اور صاحب لوح محفوظ ہیں۔ وہ صور پھونکیں گے، وہی قرن ہے۔

۳۵۰ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو علی روذباری نے، ان کو ابو بکر محمد بن مہرویہ رازی نے، ان کو عمرو بن تمیم نے، ان کو ابو نعیم نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو سلیمان تیمی نے، ان کو اسلم عجلی نے، ان کو بشر بن شغاف نے، ان کو عبداللہ بن عمرو بن العاص نے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صور کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک قرن (یعنی سینگ) ہے۔ اس میں پھونک ماری جائے گی۔

۳۵۱ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو نعمان بن سالم نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ایک آدمی سے اس نے کہا میں نے سنا عبداللہ بن عمرو سے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ قیامت ایسے ایسے قائم ہوگی۔ انہوں نے فرمایا میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں تم لوگوں کو کوئی حدیث بیان نہیں کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ تم لوگ تھوڑے ہی دنوں کے بعد بہت بڑا معاملہ دیکھو گے (تھوڑے ہی

(۳۵۰) ۔۔۔ اخرجہ أحمد (۱۹۲/۲) والترمذی (۲۴۳۰ و ۳۲۴۴) والحاکم (۵۰۶/۲) من طریق سلیمان التیمی به.
وقال الترمذی "حسن" إنما نعرفه من حدیث سلیمان التیمی. وصححه الحاکم ووافقه الذهبی.

(۳۵۱) ۔۔۔ اخرجہ مسلم (۲۲۶۰/۴) عن محمد بن بشار به.

دنوں کے بعد) ایت اللہ کے چلنے کا واقعہ پیش آ گیا۔ شعبہ نے کہا یہ بات یا اس جیسی بات۔

عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں دجال نکلے گا اور وہ چالیس رہے گا ان میں۔ میں نہیں جانتا کہ دن، مہینے یا سال۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں عیسیٰ بن مریم کو بھیجیں گے۔ وہ عروہ بن مسعود ثقفی جیسے ہوں گے۔ آ کر دجال کو تلاش کریں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔ پھر سات برس تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ دو آدمیوں میں بھی جھگڑا نہیں ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا چلائیں گے۔ جس سے ہر وہ آدمی انتقال کر جائے گا۔ جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر ایمان ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کسی پہاڑ کے جگر میں داخل ہو جائے تو وہ ہوا اس پر بھی پہنچ جائے گی۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور بدترین لوگ زندہ باقی رہ جائیں گے۔

پرندوں کے ہلاک ہونے میں اور درندوں کے خوابوں میں (یعنی برائیوں کی طرف پرندوں کی طرح اڑ کر جائیں، اخلاق میں درندوں کی طرح) جو کسی نیکی کو نیکی نہیں سمجھیں گے اور کسی برائی کو برائی نہیں جانیں گے۔ شیطان ان کے سامنے بھیس بدل کر آئے گا اور ان سے کہے گا کیا تم لوگ شرم نہیں کرتے۔ وہ لوگوں کو کہے گا اور وہ بتوں کی عبادت کریں گے۔ وہ اس کیفیت میں رزق کی فراوانی میں ہوں گے زندگی عیش کی ہوگی۔ اس کے بعد صور پھونک دیا جائے گا جو بھی سنے گا وہی کان لگائے گا اور کان لگاتے ہی مر جائے گا۔ جو نظر اٹھائے گا نیچے کرنے سے پہلے مر جائے گا جو کروٹ پھیرے گا مڑنے سے پہلے مر جائے گا۔

پہلا شخص جو اس کی آواز سنے گا وہ پانی کا حوض پلاستر کر رہا ہوگا سن کر بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی بھی باقی نہیں رہے گا سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش کریں گے۔ پھوار کی طرح یا سائے کی طرح۔ نعمان کو شک ہے۔ اس بارش سے لوگوں کے جسم اگیں گے۔ اس کے بعد دوسری بار صور پھونکا جائے گا۔ (جس کے نتیجے میں لوگ) اچانک کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ (زندہ ہو کر) اس کے بعد لوگوں سے کہا جائے گا چلو تم اپنے رب کے پاس (اعلان ہوگا) روکو ان کو ان کا حساب ہوگا۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ آگ اور جہنم کے لئے لوگوں کو نکالو۔ یہ پوچھا جائے گا کہ کتنی تعداد میں؟ جواب آئے گا ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں بھیجو۔ محمد بن جعفر نے کہا کہ شعبہ نے مجھے یہ حدیث کئی بار بیان کی اور میں نے اس کو اس پر پیش بھی کیا تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن بشار سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو نے اس حدیث میں تمام بڑی بڑی نشانیاں ذکر نہیں فرمائیں جیسے یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ دابۃ الارض کا ظہور۔ سورج کا مغرب سے طلوع۔ عبداللہ بن عمرو کے سوا باقیوں نے عیسیٰ بن مریم کے نزول کے بعد یاجوج ماجوج کا خروج ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یاجوج ماجوج پر وبائی مرض کے ساتھ موت بھیجنا قیامت قائم ہونے پر اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ظہور کے اعتبار سے پہلی نشانی سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا ہے اور دابۃ الارض کا ظہور صبح چاشت کے وقت ہوگا۔ دونوں میں سے جو پہلے ظاہر ہوگی دوسری چیز اس کے پیچھے ہوگی۔ پھر انہوں نے اپنی طرف سے یہ بات کہی کہ میرا گمان ہے کہ ظہور کے اعتبار سے پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہوگا۔ ہاں یہ بات عبداللہ بن عمرو نے اس وقت کہی تھی جب انہوں نے مروان بن حکم کے قوم کے بارے میں خبر دی تھی کہ خروج کے اعتبار سے پہلی نشانی دجال کا ظہور ہوگا۔ جب حدیث عبداللہ صحیح ہے تو وہ اپنے ماسوا سے اولیٰ ہے۔ اور وہ صحیح ہے۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ ان نشانیوں کے صور پھونکے سے قبل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ بعض پہلے یا بعض بعد میں ہوں گی۔ مگر جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے۔

۳۵۲: ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو جعفر بن محمد فریابی نے ان کو ابو عمرو سعید بن حفص نے۔

نخلی نے ان کو موسیٰ بن اعین نے اعمش سے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے ابی سعید سے اور مطرف الوراق سے، انہوں نے عطیہ سے، انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

کیسی کیسی ہیں یہ نعمتیں، حالانکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے اسے منہ میں لے لیا ہے اور حکم سننے کے لئے کان لگا لیا ہے اور جبین جھکائے منتظر ہے کہ کب حکم ہو اور وہ پھونک مار دے۔ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہم کیا کہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم یوں کہو۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، ہم نے اللہ پر ہی بھروسہ کیا ہے۔

۳۵۳ ـــــ ہمیں خبر دی ابو محمد عبدالرحمٰن بن محمد بن بالویہ مزکی نے، ان کو ابوالولید فقیہ نے، ان کو ابراہیم بن علی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو موسیٰ بن اعین نے، اس نے ابوصالح والی حدیث اس کے معنی کے ساتھ ذکر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب صور پھونکا جائے گا تو اہل زمین اور اہل آسمان سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ (الزمر/۶۸)

قرن میں پھونک ماری جائے گی۔ پس بے ہوش ہو جائیں گے وہ سب جو آسمان میں اور جو زمین میں ہیں۔ مگر جس کو اللہ چاہے گا۔

(یعنی اللہ تعالیٰ جسے بے ہوشی سے بچانا چاہیں گے وہ بے ہوش نہیں ہوگا اور بے ہوشی سے محفوظ رہے گا)۔ (مترجم)

الا من شاء اللہ فرما کر اللہ تعالیٰ نے صور پھونکنے کے وقت اہل ارض وسما پر ہونے والی بے ہوشی سے کن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے؟ وہ کون عظیم ہستیاں ہوں گی؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان ہستیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہوں گے۔ وہ ایک بار کوہ طور پر تجلیات الٰہی کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس لئے کہ حدیث ثابت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مسلمان کے قصے میں ہے جس نے یہودی کو تھپڑ مار دیا تھا۔ جب یہودی نے یہ کہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بشر پر برگزیدہ بنایا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگ اللہ کے نبیوں کے درمیان کسی کو فضیلت دینے کا عمل نہ کیا کرو۔ کیونکہ جس وقت صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات سب بے ہوش ہو جائیں گی مگر جسے اللہ تعالیٰ بے ہوش نہ کرنا چاہیں گے وہ نہیں ہوگا۔ پھر دوسری بار اس میں پھونک ماری جائے گی اور میں پہلا شخص ہوں گا جو اٹھایا جائے گا۔ یا فرمایا تھا کہ میں بھی ان میں سے ہوں گا جو پہلے اٹھائے جائیں گے۔ (تو میں کیا دیکھوں گا کہ) موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ پس میں نہیں جانتا کہ کیا یوم طور والی بے ہوشی کے ساتھ حساب چکا دیئے گئے یا بے ہوش ہوئے مگر مجھ سے پہلے اٹھا لئے گئے۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(۳۵۲ و ۳۵۳) ـــــ اخرجہ ابن المبارک فی الزھد (ح ۱۵۹) والترمذی (۲۴۳۱) وابن ماجۃ (ح ۴۲۷۳) واحمد (۳/۷ و ۷۳) وابونعیم فی الحلیۃ (۵/۱۰۵، ۷/۱۳۰ و ۳۱۲) من طرق عن عطیۃ العوفی بہ وقال الترمذی حسن۔

واخرجہ ابن حبان (۲۵۶۹ موارد) والحاکم (۴/۵۵۹) من طریقین عن الاعمش عن ابی صالح بہ۔

میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں انبیاء کی ایک جماعت کو دیکھنے کی خبر دی تھی۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ انبیاء کو دیکھنا اس تقدیر پر صحیح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو ان کی طرف لوٹا دیا تھا۔ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، جب صور پھونکا جائے گا تو نفخہ اولیٰ کے وقت وہ بھی بے ہوش ہونے والوں کے ساتھ بے ہوش ہوں گے۔ پھر یہ موت نہیں ہوگی اپنے تمام مفہومات کے ساتھ مگر صرف شعور اور سمجھنے کی قوت چلی جانے کے مفہوم میں۔ پھر اگر موسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے الا من شاء اللہ کے ساتھ مستثنیٰ کیا ہے تو آپ کا شعور اور سمجھ اس حالت میں نہیں جائے گا۔

اور ہم نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ کیا ہے وہ شہداء ہوں گے جو تلواریں حمائل کئے عرش کے گرد کھڑے ہوں گے۔

اس بارے میں زید بن اسلم سے مرفوع حدیث مروی ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے جبریل امین سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ الا من شاء اللہ سے وہ کون لوگ مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بے ہوش کرنا نہیں چاہیں گے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ اللہ کے نام پر ہونے والے شہداء ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ:

احیآء عند ربھم یرزقون (آل عمران ۱۶۹)

وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔

لہٰذا وہ نفخہ اولیٰ (پہلی دفعہ صور پھونکنے میں) ان لوگوں کے ساتھ نہیں مریں گی جو اس وقت مریں گے زندوں میں سے۔

اور ہم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صور پھونکنے کے وقت بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے وہ بارہ عدد ہوں گے:

❶ ...... جبرئیل علیہ السلام۔
❷ ...... میکائیل علیہ السلام۔
❸ ...... اسرافیل علیہ السلام۔
❹ ...... ملک الموت۔

اور آٹھ حملۃ العرش (عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے)۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے قول کو اختیار کیا ہے جن کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے وہ شہداء ہیں اور انہوں نے اس بات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور شیخ حلیمی نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ دیگر انبیاء سے پہلے اٹھائے گئے ہیں یا بے ہوش ہی نہیں ہوئے۔ اس کو تخصیص پر محمول کیا ہے کہ ان کی خصوصیت ہے جیسے دنیا میں ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی ان کی فضیلت وخصوصیت تھی۔ یا ان کو اٹھانے کو دیگر انبیاء پر مقدم کیا گیا ہے۔ صرف اسی قدر جتنی دیر وہ کوہ طور پر بے ہوش ہوئے تھے۔ جب ان کے رب نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تھی تا آنکہ وہ ہوش میں آ گئے تھے۔ پہلے ہوش میں لانا اس لئے ہوگا تاکہ ان کے لئے اس ذریعے سے اس بے ہوشی کا بدلہ اور جزا ہو جائے۔ اس

بھی پائی نہیں جاتی لہٰذا وہ اس کے تحت داخل نہیں ہیں۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے موقف کو ضعیف اور کمزور قرار دیا ہے جن کا خیال ہے کہ الا من شاء اللہ کا استثناء فرشتوں کے لئے ہے یعنی جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت اور حاملین عرش۔ یہ موقف اس سے کمزور ہے کہ آیت نے یہ خبر دی ہے کہ زمین و آسمان کے رہنے والے بے ہوش ہو جائیں گے۔ جبکہ یہ فرشتے زمین و آسمان کے ساکن نہیں ہیں۔ اس لئے کہ عرش تمام آسمانوں سے اوپر ہے اور جبرئیل و میکائیل ان فرشتوں میں سے ہیں جو صف باندھنے والے تسبیح کرنے والے ہیں عرش کے گرد لہٰذا آیت کے مدلول کے تحت داخل ہی نہیں ہیں۔

اور اسی طرح آیت کے تحت معصوم بچے جو جنت میں ہیں وہ اور حوریں بھی داخل نہیں ہیں جو جنت میں ہیں۔ اس لئے کہ جنت آسمانوں سے اوپر ہے جبکہ آیت زمین والوں اور اہل آسمان کے بارے میں ہے۔

پھر بعض آثار میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش کو موت دے دے گا اور جبرئیل کو، میکائیل اور ملک الموت کو سب کو موت دے دے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ:

لمن الملک الیوم

آج بادشاہی کس کی ہے؟

لہٰذا اسے کوئی جواب نہیں دے گا لہٰذا وہ خود فرمائے گا۔

للہ الواحد القہار

آج بادشاہی اکیلے اللہ زبردست کے لئے ہے۔

نیز ایک مرفوع حدیث میں روایت ہے مگر اس کی اسناد میں ضعف ہے اسی مفہوم کو کتاب البعث والنشور میں ذکر کیا ہے۔

باقی رہی جنت کی بات تو جنت اور جو کچھ اس میں ہے حوریں وغیرہ وہ سب کچھ بقا کے لئے بنایا گیا ہے فنا کے لئے نہیں۔ جنت تو ثواب کی جگہ ہے اس میں جو لوگ رہتے ہیں ان کے مرنے کی ممانعت ہے اور اگر کہا جائے کہ:

کل نفس ذائقة الموت (آل عمران)

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

کل شیء ھالک الا وجھه (القصص ۸۸)

ہر شے ہلاک ہونے والی ہے اللہ کی ذات کے سوا۔

شیخ حلیمی نے اس کا جواب دیا ہے کہ محتمل ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ ہر شے ہلاکت کے قابل ہے مطلب یہ ہے کہ ہر شے ہلاکت کے قابل ہے تو اگر اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا ارادہ کریں گے تو وہ ہلاک ہو جائے گی مگر اللہ کی ذات وہ واجب ہے اس کی ذات قدیم ہے وہ ہلاکت اور فنا سے پاک ہے وہ قدیم ہے قدیم ذات ہی ہو سکتا ہے جس کے اوپر فنا جائز نہ ہو ممکن نہ ہو۔ ماسوا اللہ کے سب چیزیں حادث ہیں عدم سے وجود میں آئی ہیں اور حادث شے عدم سے وجود میں آنے والی شے اس وقت تک باقی رہ سکتی ہے جب تک اس کا باقی رکھنے والا اس کو باقی رکھے۔ جب وہ تمام کو روک لے تو وہ چیز فنا ہو جائے گی لیکن ہم تک ایسی کوئی خبر نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ عرش کو ہلاک کرے گا یا فنا کرے گا۔ لہٰذا پایا جائے کہ جنت بھی اسی کی مثل ہے۔ واللہ اعلم۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے روایت کیا ہے سفیان ثوری سے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا:

کل شیء ھالک الا وجھہ ۔۔۔ یعنی ھالک الا ما یرید بہ وجھہ
ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر میں جس چیز کے ساتھ میں ارادہ کروں گا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہر شے فنا ہونے والی ہے۔ مگر وہ اعمال جن کے ذریعے اللہ کی رضا مقصود ہو اعمال صالحہ میں سے وہ ہلاک و تباہ نہیں ہوں گے۔

جب تمام زندے مر جائیں گے اور دوسرے نحجہ یعنی دوسری بار صور پھونکنے کا وقت آ جائے گا تو حدیث صور میں آیا ہے اور وہی حدیث ہے جو محمد بن کعب سے مروی ہے ایک رجل سے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر اس کی سند میں مقال ہے۔ راوی نے اس میں قصہ ذکر کیا ہے۔ نحجہ اولی کے بارے میں اور اس کے مابعد کے بارے میں اور اس نے جبرئیل، میکائیل کی موت کا ذکر بھی کیا ہے۔ پھر حاملین عرش کی موت کا اسرافیل کی موت کا۔ پھر ملک الموت کی موت کا۔ پھر کہا کہ عرش کے نیچے سے انسانوں کی منی کی مثل پانی اترے گا۔ پھر آسمان کو حکم ہوگا کہ بارش برسا چالیس دن تک اور تمام جسموں کو حکم دے گا کہ تم اگو جیسے کھمبی اگتی ہے یا جیسے سبزہ کی انگوری اگتی ہے۔ یہاں تک کہ جب ان کے جسم پورے ہو چکیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ حملۃ العرش کو چاہئے کہ وہ زندہ ہو جائیں سو وہ زندہ ہو جائیں گے۔ پھر جبرئیل اور میکائیل کو زندہ ہونے کا حکم ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ دونوں کا اکٹھے ذکر کیا تھا، ان کو ان کے ماسوائے کے ساتھ۔ سو سب زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے وہ صور اٹھائے گا اور اس کے منہ میں رکھے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام ارواح کو بلائیں گے۔ وہ حاضر کئے جائیں گے۔ اہل ایمان کے ارواح چمک رہے ہوں گے نور سے اور اہل کفر سے تاریک ہوں گے ان ارواح کو رکھے گا۔ قرن میں پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا کہ اب وہ اس میں نفخہ ثانیہ کے لئے دوبارہ جی اٹھنے کی پھونک مارے گا۔ چنانچہ روحیں ایسے نکلیں گی جیسے شہد کی مکھیاں نکلتی ہیں۔

ان ارواح سے زمین و آسمان کے درمیان کی فضا بھر چکی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مجھے اپنی عزت کی قسم اور اپنے جلال کی قسم ہے۔ ہر روح ضرور ضرور اپنے اپنے جسم کی طرف لوٹ جائے گی۔ لہٰذا روحیں ناکوں میں داخل ہو جائیں گی پھر جسموں میں ایسے چلیں گی۔ جیسے زہریلے جانور کے ڈسے ہوئے کے جسم میں زہر چلتا ہے پھر ان سے جلدی جلدی زمین پھٹ پڑے گی۔

۳۵۳: ۔۔۔ یہ حدیث ان میں ہے جن کی اسناد استاذ ابو اسحاق اسفرائنی کے سامنے پڑھی گئی تھی اور میں سن رہا تھا۔ یہ کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے ان کو خبر دی۔ ان کو ابو قلابہ رقاشی نے ان کو ابو عاصم نے ان کو اسماعیل بن رافع نے محمد بن یزید بن ابو زیاد سے انہوں نے محمد بن کعب قرظی سے اس نے انصار کے ایک آدمی سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ہم نے روایت کیا ہے ایک دوسری حدیث میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قیامت کے بیان میں اس میں صور اور قرن کی وضاحت اور اس کے بڑے ہونے کی اور اسرافیل کے بڑے ہونے کی بھی ہے۔ پھر اس میں کہا ہے کہ جب وہ وقت آ جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا۔ اسرافیل کو حکم ہوگا۔ وہ قرن میں پہلی بار پھونک مارے گا۔ لہٰذا قرن سے پھونک تمام آسمانوں کی طرف پہنچ آئے گی اور آسمانوں کے رہنے والے سارے اپنی کثرت سمیت بے ہوش ہو جائیں گے اور سمندر کے رہنے والی مخلوقات اپنی کثرت سمیت بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر وہ پھونک زمین کی طرف اترے گی۔ لہٰذا دھرتی پر رہنے والی تمام مخلوقات بے ہوش ہو جائیں گی اور اللہ کا سارا جہان اور اس کی ساری مخلوقات جن انسان، زمین کے اندر کے جانور اور مویشی سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور فرمایا کہ قرن میں بہت سارے سوراخ ہیں ان کی تعداد اتنی ہے کہ جتنی مخلوقات موت کا مزہ چکھیں گے جب سب بے ہوش ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اسرافیل سے کہیں گے کہ اے اسرافیل کون زندہ باقی رہ گیا ہے۔ وہ کہے گا صرف اسرافیل ہے اور بس جو کہ تیرا کمزور غلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی مر جا اے

(۱) ـــــ فانما هی زجرة واحدة فاذاهم بالساهرة (النازعات ۱۳)

سو اس کے نہیں کہ بس وہ ایک ڈانٹ ہے۔ پس اچانک وہ میدان ساہرہ میں ہوں گے۔

(۲) ـــــ یوم یقوم الناس لرب العلمین (المطففین ۶)

اس دن لوگ کھڑے ہوں گے رب العلمین کے لئے۔

(۳) ـــــ وحشرناهم فلم نغادر منهم احدًا (الکہف ۴۷)

ہم لوگوں کو جمع کریں گے، ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

(۴) ـــــ ونفخ فی الصور فجمعناهم جمعا وعرضنا جهنم یومئذ للکافرین عرضًا الذین کانت اعینهم فی غطاء عن ذکری (الکہف ۹۹)

قرن میں پھونک ماری جائے گی۔ سو ہم لوگوں کو جمع کرلیں گے اور اسی دن کافروں کے سامنے کردیں گے جہنم کو جو لوگ کہ ہمارے ذکر سے ان کی آنکھیں پردے میں تھیں۔

۳۵۴ ـــــ اور یہ حدیث ان میں سے ہے جس کی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے خبر دی۔ ان کو ابوبکر محمد بن طلحہ ابن منصور قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے، ان کو ابوالحسن علی ابن قداد غوی نے، ان کو حاشم بن عمرو نے میسر و عبدالکریم جزری نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن جبیر نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا اور قیامت میں جو کچھ ہوگا آپ نے ان کو حدیث بیان کی اور وہ سب کچھ ذکر کیا۔ اس روایت میں ہم جو کچھ پیچھے لکھا ہے اور یہ اسناد ضعیف ہے ایک بار مگر جو کچھ ہم نے حدیث ثابت میں اعمش سے، ابوصالح سے، ابوہریرہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ صحیح ہے۔ صور پھونکنے کے دو نفخوں کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوہریرہ کیا چالیس دن؟ انہوں نے فرمایا، میں نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا کیا چالیس مہینے؟ انہوں نے فرمایا میں اس کو بھی نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا پھر کیا چالیس سال؟ انہوں نے فرمایا میں اس کا بھی انکار کرتا ہوں۔ فرمایا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش اتاریں گے۔ جس سے لوگ ایسے اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے اور فرمایا کہ انسانی اعضاء میں سے ہر شے بوسیدہ ہو کر گل جائے گی مگر ایک ہڈی وہ ہے جو دمچی کی ہڈی ہے، اسی میں قیامت کے روز مخلوق کی ترکیب ہوگی۔

۳۵۵ ـــــ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو موسیٰ بن اسحٰق نے، ان کو عبداللہ بن ابی شیبہ نے، ان کو ابومعاویہ نے اعمش سے اسی حدیث کے بارے میں، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، انہوں نے ابومعاویہ سے اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے ایک دوسرے طریق سے اعمش سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابوغالب سے انس بن مالک سے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائیں گے، حالانکہ آسمان ان پر آگ برسا رہا ہوگا۔

ہم نے صحیح اسناد کے ساتھ عبداللہ بن مسعود سے قیامت کے اشراط کے بارے میں لمبی حدیث کی بابت روایت کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا عرش کے نیچے سے انسانوں کی منی کی طرح پانی اتارنا، یہاں تک کہ ان کے جسم اور گوشت اس پانی سے اگیں گے۔ پھر صور پھونکنے والے فرشتے کا کھڑا ہونا

(۳۵۵) ـــــ أخرجه مسلم (۴/۲۲۷۰) عن أبي كريب محمد بن العلاء عن أبي معاوية. به وأخرجه البخاري (۹/۱۵۷) عن عمر بن حفص بن غياث عن أبيه عن الأعمش. به

وانظر البعث لابن أبي داود (۳۲)

ہم نے مقسم کی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (اسی مذکورہ حدیث کو) اس کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اگر عورتوں کے بے صبری کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کی لاش کو یوں ہی چھوڑ دیتا (قیامت کے دن) یہ پرندوں کے پوٹوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھایا جاتا۔

ان مذکورہ احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ لوگ کھا جاتے ہیں ایک دوسرے کو اور وہ ان کا جز و بدن بن جاتا ہے۔

تحقیق شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ اپنے اصل کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ لیکن جس میں وہ جز ہوگا اس سے وہی جز پیش کیا جائے گا اور شیخ نے دونوں کے مابین فرق کیا ہے۔ بایں طور کہ وہ حصہ ایک مکلف سے دوسرے مکلف کی طرف منتقل ہوا ہے۔ لہٰذا اس کو واپس لوٹانا سبب ہوگا کافر کی ایک جز کو جنت میں داخل کرنے اور مومن کی ایک جز کو آگ میں داخل کرنے کا۔ جبکہ غیر مکلف میں ایسی بات نہیں ہو سکتی، بلکہ وہ ایسے ہوگا جیسے کہ اس کو زمین کھا گئی ہو پھر وہاں سے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ شیخ نے اس بارے میں بڑی تفصیلی بات کی ہے۔

جس وقت اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو زندہ فرمائیں گے تو سب کھڑے ہو جائیں گے جلدی جلدی۔ اور وہ دیکھیں گے کہ ان کے بارے میں کیا ارادہ کیا گیا۔ یہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثم نفخ فیه اخری فاذاهم قیام ینظرون (الزمر ۶۸)

پھر قرن میں دوسری بار پھونک ماری جائے گی۔ پس اچانک سب لوگ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہ کہیں گے:

یاویلنا من بعثنا من مرقدنا (یٰس ۵۲)

اور ہماری ہلاکت ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھایا ہے؟

اور یہ بھی کہیں گے:

هذا یوم الدین

یہی ہے جزا کا دن۔

اور فرشتے ان سے کہیں گے:

هذا یوم الفصل الذی کنتم به تکذبون (صافات ۲۰،۲۱)

یہی ہے فیصلے کا دن جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔

مقام حشر یا میدان ساہرہ

پھر حساب اور پیش کے مقام کی طرف لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہ ساہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فانما هی زجرة واحدة فاذاهم بالساهرة (النازعات ۱۳)

بس وہ تو ایک ڈانٹ ہوگی صرف ایک ہی بار بس اچانک سب لوگ مقام ساہرہ میں (پہنچے) ہوں گے۔

۳۵۷)۔۔۔ أخرجه أبوداود (۳۱۳۶) والترمذی (۱۰۱۹) من طریق أسامة. به وقال الترمذی: حدیث أنس حدیث حسن غریب لانعرفه من حدیث أنس إلا من هذا الوجه

وہب بن منبہ کا قول کہ ساہرہ بیت المقدس ہے

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اسی مذکورہ آیت کو تلاوت کیا اور وہ اس وقت بیت المقدس تھے۔ پھر فرمایا کہ اس آیت میں جو لفظ ساہرہ آیا ہے اس سے مراد بھی بیت المقدس ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ارض شام میدان حشر ہے

اور ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کے ساتھ نقل کیا ہے اور مرفوع روایت کے ساتھ بھی جو دلالت کرتی ہیں کہ شام کی سرزمین میدان محشر ہوگی۔

امام نحو فراء کا قول ہے کہ ساہرۃ سے مراد روئے زمین ہے

امام فراء نے فرمایا کہ الساہرۃ . روئے زمین ہے۔ گویا کہ یہی نام رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں تمام جاندار جمع ہوں گے۔ جن کی نیند اور جاگنا بھی اسی پر ہوگا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ساہرہ روئے زمین ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان کی اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا الساہرۃ... زمین ہی ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے کہ لوگ زمین کے پیٹ میں ہونے کے بعد اچانک زمین کی پشت پر ہوں گے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ

ساہرہ صحرا ہے اور وہ کنارہ جہنم کے قریب ہے واللہ اعلم۔

اور ہم نے حدیث ثابت میں سہل بن سعد کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ سفید سرزمین پر جمع کئے جائیں گے جو صاف میدہ روٹی کی طرح (گول ہے) اور صاف ہے۔

اور ایک روایت میں ہے صاف میدہ روٹی کی شکل ہے۔ جس کے اوپر کسی قسم کا کوئی نشان نہیں ہے یعنی صاف ستھری روٹی جس پر نشان اور دھبہ نہ ہو۔ زمین پر نشان نہ ہونے کا مطلب ہے ہموار اور سیدھی زمین جس میں نہ کوئی ٹیلہ ہو نہ چٹان اور نہ ہی کوئی عمارت۔

حشر یعنی لوگوں کو جمع کرنے کی کیفیت

حشر کی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا ونسوق المجرمین الی جہنم وردا (سورۃ مریم آیت ۸۵-۸۶)

جس دن ہم اہل تقویٰ کو رحمن کی طرف جمع کریں گے بطور مہمان اور مجرموں کو ہانکیں گے جہنم کی طرف پیاسے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول:

ہم نے علی بن ابی طلحہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مذکورہ آیت میں لفظ وفداً آیا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ یعنی ہم متقی کو سوار کر کے لائیں گے اور ورداً کا مطلب ہے پیاسے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:

ہم نے روایت کی ہے نعمان بن سعد سے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم مہمانوں کو پیدل جمع نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی وہ ہانکے جائیں گے بلکہ ان کو سواری کے لئے ایسی ایسی اونٹنیاں دی جائیں گی کہ مخلوق نے جن کی مثل کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ ان پر سونے کے پالان ہوں گے اور ان کے مہار زبرجد کے ہوں گے۔ ان پر وہ سوار رہیں گے۔ یہاں تک کہ جنت کے دروازوں تک پہنچ جائیں گے۔

۳۵۸ ...... ہمیں اس کی خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو عبدالرحمن بن اسحاق نے نعمان بن سعد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

۳۵۹ ...... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عصمہ بن ابراہیم نے، ان کو سری بن خزیمہ نے، ان کو معلی بن اسد نے، ان کو وہیب نے، ان کو عبداللہ بن طاؤس نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گے۔ امید کرنے والے اور خوف کرنے والے۔ ایک اونٹ پر دو دو۔ ایک اونٹ پر تین تین۔ ایک اونٹ پر چار چار۔ ایک اونٹ پر دس دس۔ اور باقیوں کو آگ جمع کرے گی، جہاں وہ دوپہر کا آرام کریں گے اور رکیں گے، وہ بھی رکے گی جہاں وہ رات گذاریں گے۔ وہ بھی رات گذارے گی جہاں وہ صبح کریں گے وہ بھی صبح کرے گی جہاں وہ شام کریں گے، وہ بھی شام کرے گی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے معلی بن اسد سے۔

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے وہیب سے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور مذکورہ حدیث کی وضاحت:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

احتمال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کہ لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گی ارشاد مقصود ہے۔ (۱) ابرار (۲) مخلط۔ یعنی ملے جلے۔ (۳) کفار۔

کفر کی طرف سے ابرار وہ ہوں گے جو اللہ عزوجل کی طرف مشتاق ہوں گے اس ثواب کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کر

---

(۳۵۸) ...... عزاه السيوطي في الدر المنثور (۴/۲۸۳) لابن أبي شيبة وعبدالله بن أحمد في زوائد المسند وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقي في البعث عن علي رضي الله عنه

والحديث عند الحاكم في المستدرک (۲/۳۷۷) عن محمد بن يعقوب. به وصححه على شرط مسلم وقال الذهبي: عبدالرحمن هذا لم يرو له مسلم ولا لخاله النعمان وضعفوه ا ه. والحديث لم أجده في البعث للبيهقي المطبوع

(۳۵۹) ...... أخرجه البخاري (۸/۱۳۵) عن معلى بن أسد وأخرجه مسلم (۴/۲۱۹۵) من طريق أحمد إسحاق وبهز كلاهما عن وهيب. به.

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يتعارفون بينهم (یونس ۴۵)

باہم ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔

اور ارشاد ہے:

يتخافتون بينهم ان لبثتم الا عشرا (طٰہٰ ۱۰۳)

یہ لوگ چپکے چپکے ایک دوسرے سے کہیں گے نہیں ٹھہرے تھے تم دنیا میں مگر دس دن۔

علاوہ ان آیات کے وہ تمام آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے بارے میں ان کے اقوال ان کی فکر، ان کی تنگی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دی ہیں وہ سب دلالت کرتی ہے کہ پہلے وہ کامل الحواس ہوں گے مگر اب حشر کے وقت وہ اندھے گونگے بہرے کر دیئے جائیں گے۔ پھر جب وہ آگ میں داخل کیے جائیں گے تو ان کے حواس واپس لوٹا دیئے جائیں گے تا کہ وہ آگ کا مشاہدہ کر سکیں اور اس عذاب کا بھی جو جہنم میں ان کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كلما القي فيها فوج سالهم خزنتها الم ياتكم نذير قالوا بلى قد جاءنا نذير فكذبنا (الملک ۸۔۹)

جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا جہنم کے دربان ان سے سوال کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ بولیں گے ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا مگر ہم نے اس کو جھٹلا دیا تھا۔

اس کے علاوہ دیگر وہ تمام آیات بھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے بارے میں ان کے اقوال اور ان کے سننے اور دیکھنے کی بابت اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہے وہ سب دلالت کرتی ہے کہ جہنمی جہنم میں پہنچ کر کامل الحواس ہوں گے اور عذاب کو پائیں گے۔

پھر جب وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے کی تیاری اور اعلان کئے جائیں گے پھر وہ اپنے کان بھی چھین لئے جائیں گے۔

چنانچہ ارشاد باری ہے:

لهم فيها زفير وهم فيها لا يسمعون (الانبیاء ۱۰۰)

جہنم میں جہنمیوں کے لئے شور اور چلانا ہوگا مگر وہ کچھ نہ سن سکیں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس وقت ان سے قوت گویائی بھی چھین لی جائے گی۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اخسئوا فيها ولا تكلمون (المؤمنون ۱۰۸)

ذلیل ہو جاؤ جہنم میں اور تم لوگ مجھ سے کلام مت کرو۔

(علاوہ ازیں) ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور ان کو وعظ فرمایا اور فرمایا: لوگو! تم اللہ کی طرف جمع کئے جاؤ گے اس حال میں کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر ختنہ شدہ ہوگے۔ پھر آپ نے اپنی تائید میں یہ آیت تلاوت کی:

كما بدانا اول خلق نعيده (الانبیاء ۱۰۴)

جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ اس کو لوٹائیں گے۔

اور یہ بھی فرمایا:

فلا انساب بینهم یومئذ ولا یتساءلون (المؤمنون: ۱۰۱)

جب صور پھونکا جائے گا تو گویا کہ تو انہیں ہوں گی ان کے درمیان اس دن اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

تو اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کر چکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ مراد اولی ہوگا صور پھونکا جائے گا۔ لہذا وہ مخلوقات جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو جائیں گے مگر اللہ جس کو چاہے گا بے ہوشی سے بچا لے گا۔ لہذا اس وقت ان کے درمیان نہ کوئی رشتے ناطے ہوں گے اور نہ ہی وہ اس وقت ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ بلکہ مارے خوف اور دہشت کے سب ایک دوسرے کو بھول جائیں گے۔ پھر جس وقت دوسری بار صور پھونکا جائے گا پھر وہ کھڑے ہوں گے۔ پھر بعض ان کے بعض کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس وقت ایک دوسرے سے احوال بھی پوچھیں گے۔

فصل :...... مجرم جہنم کی طرف پیاسے ہانکے جائیں گے

تحقیق ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا:

ونسوق المجرمين الى جهنم وردا

ہم مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔

وردا یعنی عطاشا..... حالانکہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اس دن پیاس عام ہوگی (یعنی سب لوگوں کو پیاس ہوگی) مگر مجرموں کی پیاس نہیں بجھے گی، بلکہ بڑھتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

وہاں جا کر کھولتا ہوا پانی پیاسے اونٹ کی طرح پئیں گے۔ ہم اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں اللہ کے عذاب سے۔

اہل تقویٰ نبی علیہ السلام کے حوض سے پلائے جائیں گے

بہر حال متقی لوگ اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہیں گے ملے جلے اعمال والے مومنین وہ سب ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پلائے جائیں گے۔ حوض کی کیفیت اور اس کے پانی کی تعریف ہم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دی ہے۔

۳۶۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی ہے ابو نصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو سعید بن ابی مریم نے، ان کو ابو غسان نے ان کو ابو حازم نے ان کو سہل بن سعد نے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی فرطكم على الحوض من مر على شرب ومن شرب لم يظمأ ابدا

بے شک میں حوض پر تم سب سے آگے جانے والا اور پیش رو ہوں جو شخص بھی میرے پاس آئے گا وہ پیئے گا اور جس نے پی لیا وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اور پوری حدیث کو ذکر کیا۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیحین میں نقل کیا ہے۔

قول شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ:

امام حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مناسب ہے کہ متقین بھی پیاسے ہوں تاکہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پلائے جائیں تو حوض کوثر کے پانی کی لذت حاصل کر سکیں اس لئے کہ سیر شدہ انسان اس قدر لذت نہیں پا سکتا جس قدر پیاسا انسان شدید پیاس کے بعد پانی پی کر لذت حاصل کرتا ہے۔

(۳۶۰)۔ اخرجه البخاري (۸/۱۴۶، ۱۵۰) ومسلم (۴/۱۷۹۳) من طريق ابي حازم به.

فصل:..... اللہ تعالیٰ نے قیامت کی کیا کیا ہولناکیاں بیان کی ہیں

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے کہ جو کچھ زمین پر ہوگا:

(۱) ... زمین کا ہلایا جانا۔

(۲) ... زمین کا تبدیل ہونا۔

(۳) ... زمین کی ہیئت وصورت کا بدلنا۔

(۴) ... زمین کا کھینچ کر دراز ہونا اور پہاڑوں میں جو کچھ ہوگا۔

(۵) ... پہاڑوں کا چلنا۔

(۶) ... اڑ کر بکھرنا۔

(۷) ... ھباءً منثوراً ... یعنی اڑتا ہوا غبار بن جانا۔

(۸) ... دھنکی ہوئی اون کی طرح کر دینا۔

اور دریاؤں اور سمندروں میں جو کچھ ہوگا:

(۹) ... دریاؤں اور سمندروں کا ابل پڑنا۔

(۱۰) ... دریاؤں کا بھڑکا جانا۔

(۱۱) ... قبروں کا اکھڑ جانا۔

(۱۲) ... زمین کا اپنے اثقال اور بوجھ سے باہر نکال پھینکنا۔

(۱۳) ... زمین کا اپنے اوپر ہونے والے خیر وشر واقعات کی خبریں بیان کرنا۔

(۱۴) ... زمین سے دابۃ الارض کا نکلنا۔

(۱۵) ... دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں معطل اور بے کار ہونا۔

(۱۶) ... وحشی اور جنگلی جانوروں کا جمع ہو جانا۔

(۱۷) ... زندہ دفن کی ہوئی سے سوال ہونا کہ کس جرم میں قتل کی گئی تھی۔

(۱۸) ... جسموں اور روحوں کا جوڑا جانا۔

اور آسمانوں میں جو کچھ ہوگا:

(۱۹) ... آسمانوں کا پھٹ جانا۔

(۲۰) ... آسمانوں کو لپیٹا جانا۔

(۲۱) ... سورج لپیٹ دینا یعنی اس کی دھوپ ختم ہو جانا۔

(۲۲) ... چاند کا بے نور ہونا۔

(۲۳) ... ستاروں کا گرنا اور میلا ہونا۔

(۲۴) ..... ستاروں کا بکھر جانا۔

(۲۵) ..... ماں کا اپنے بچوں کو بھول جانا۔

(۲۶) ..... حاملہ عورتوں یا جانداروں کا اپنے حمل کو ضائع کر بیٹھنا۔

(۲۷) ..... صحیفوں کا پھیلایا جانا۔

(۲۸) ..... آسمان کو چیرا چھلنا۔

(۲۹) ..... جہنم کا دہکایا جانا۔

(۳۰) ..... جنت کا قریب لایا جانا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہت سے امور وقوع پذیر ہونا۔ ان تمام امور کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے۔

مذکورہ امور کے وقوع کے بارے میں اہل علم کا اختلاف

اہل علم نے ان تمام حوادث کے وقوع کے وقت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ یہ واقعات پہلی بار صور پھونکنے کے بعد ہوں گے اور دوسری بار پھونکنے سے پہلے ہوں گے اور وہ حدیث روایت کی گئی ہے جسے ہم نے اس کی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے محمد بن کعب سے، اس نے ایک انصاری آدمی سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صور کے بارے میں۔

اور اکثر اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ یہ واقعات دوسری بار پھونک مارنے کے بعد ہوں گے۔ لوگوں کا اپنی قبروں سے نکلنا اور قیامت کے دن ان کا کھڑا ہونا اس سے پہلے ہوگا اور وہ دیکھیں گے تاکہ یہ مناظر دیکھ کر ان کے پیش ہونے کا رعب اور ڈر ہو اور ان کے احوال کے لئے زیادہ سخت ہو۔ اکثر آیات جو ان حوادثات کے بارے میں آئی ہیں ان کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اس حدیث میں جس کی اسناد ہم نے قیامت کی کیفیت کے بیان میں ذکر کی ہے اور وہ میں سے ایک حدیث ہم نے کتاب البعث والنشور میں بھی ذکر کی ہے۔ اسی کی مثل پر اکثر احادیث دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اور دیگر کی بھی ہے آگ بھیجنے کے بارے میں۔

۳۶۱ ..... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل حسن بن یعقوب عدل نے، ان کو ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کوفہ میں ان دونوں کو ابراہیم بن عبداللہ عبسی نے، ان کو وکیع نے اور ان کو خبر دی ابوعبداللہ نے، اس کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو محمد بن عبداللہ نمیر نے، ان کو وکیع نے اعمش سے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابوسعید نے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے:

اے آدم بھیج آگ والوں کو آگ میں۔ وہ عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں اور خیر تو تیرے ہاتھ میں ہے۔ آگ میں بھیجنا کس قدر ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت اس دن کی شدت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حمل والی اپنا حمل ضائع کر دے گی اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ نشے کی حالت میں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے۔ لیکن اللہ کا سخت عذاب ہوا۔ لوگ کہیں گے ہم میں سے کون ہوگا جنت کے لئے بچنے والا باقی ایک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نو سو ننانوے یاجوج ماجوج میں سے ہوں اور تم لوگوں میں سے ایک ہوگا۔ لوگوں نے کہا: اللہ اکبر۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک

میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت میں سے ایک چوتھائی ہو گے۔ واللہ میں امید کرتا ہوں کہ تم کل جنت میں ایک تہائی ہو گے۔ واللہ میں امید کرتا ہوں کہ تم کل جنت کا نصف ہو گے۔ لوگوں نے اللہ اکبر کہا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اس دن ایسے ہو گے جیسے سیاہ جسم پر ایک سفید بال یا سفید بیل کے جسم پر ایک سیاہ بال۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابوبکر ابن ابی شیبہ سے انہوں نے وکیع سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بخاری و مسلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے جریر کی حدیث سے اعمش سے اور اسی کی روایت کیا ہے کہ خوش ہو جاؤ۔ بے شک یاجوج ماجوج میں سے ایک ہزار ہوں گے جہنم کے لئے اور تم میں سے ایک آدمی۔

ہم نے روایت کیا عمران بن حصین اور انس بن مالک سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی

یا ایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شیء عظیم (الحج ۱) دو آیات تک۔

اے لوگو تم لوگ اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی شئے ہے۔ (آخر تک)

پھر دونوں نے اس کا مفہوم بیان کیا جو کہ ابوسعید نے روایت کیا ہے۔ علاوہ اس کے کہ دونوں کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عمل کرو اور خوش ہو جاؤ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بے شک تمہارے ساتھ دو مخلوقیں ایسی ہیں وہ جس کے ساتھ ہوں گے اس سے زیادہ ہو جائیں گے۔ یعنی بنی آدم اور بنی ابلیس سے ہلاک ہونے والوں سے (یعنی جنوں اور انسانوں کے جہنمیوں سے ان دو مخلوقات کی تعداد زیادہ ہو جائے گی۔) لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج اور ماجوج ہیں۔

اور ہم نے روایت کیا ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس فرمان کو دیکھا

یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات وبرزوا للہ الواحد القہار (ابراہیم ۴۸)

جس دن یہ زمین دوسری زمین سے تبدیل کر دی جائے گی اور آسمان بھی اور سب ظاہر ہو جائیں گے اللہ واحد قہار کے لئے۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا؟) کہاں ہوں گے لوگ اس دن۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صراط پر (راستہ)۔

اور حضرت ثوبان کی روایت میں نبی کریم سے یہ الفاظ زیادہ ہیں (کہ آپ نے جواب میں فرمایا) کہ لوگ اس دن اندھیرے میں ہوں گے پل سے پیچھے اور یہی پل صراط ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

واذا الارض مدت والقت ما فیھا وتخلت (الانشقاق ۳)

اور زمین جب دراز کی جائے گی اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ نکال پھینکے گی اور خالی ہو جائے گی۔

اس کا یہی مطلب ہے کہ جو کچھ اس میں ہے اس کو نکال دے گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

اذا زلزلت الارض زلزالھا واخرجت الارض اثقالھا (الزلزال ۲،۱)

---

(۳۶۱): اخرجہ مسلم (۱/۲۰۲) عن ابی بکر بن ابی شیبة عن وکیع بہ.

واخرجہ البخاری (۸/۴۷۲) ومسلم (۱/۲۰۱) من طریق جریر عن الاعمش بہ

جب زمین ہلائی جائے گی سخت ہلایا جانا اور زمین نکال دے گی اپنے بوجھ کو۔

اس کا مطلب ہے زمین اپنے اندر کے بوجھ نکال دے گی۔ آیت کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

فاذا نفخ فی الصور نفخة واحدة وحملت الارض والجبال فدكتا دكة واحدة (الحاقہ)

جب صور پھونکا جائے گا یکبارگی اور اٹھائی جائے گی زمین اور پہاڑ پس ٹھونک کر ماری جائے گی۔

ٹھونک کا مارنا ایک ہی بار۔ اس سے مراد ہے نفخہ آخرہ۔ واللہ اعلم۔

فصل:۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب

تعرج الملائكة والروح اليه في يوم كان مقداره خمسين الف سنة (المعارج ۴)

تمام فرشتے اور روح الامین اس کی طرف چڑھ جائیں گے اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خزانہ کے مالک کے بارے میں جب وہ زکوۃ ادا نہیں کرتا ہوگا، قیامت کے دن وہ لایا جائے گا اور اس کا مال (سونا چاندی وغیرہ) گرم کر کے اس کو داغا جائے گا اور پیشانی اور کروٹیں اور پیٹھ داغے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔

ہم نے روایت کی ہے کہ علی بن ابوطلحہ سے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا:

يعرج اليه في يوم كان مقداره الف سنة (السجدہ ۵)

چڑھ جائے گا اس کی طرف اس دن جس کی مقدار ہزار سال ہے۔

فرمایا کہ یہ دنیا میں ہے (یعنی دنیا ہزار سال کے برابر)۔

اور یہ قول:

في يوم كان مقداره خمسين الف سنة (المعارج ۴)

اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

یہ قیامت کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کو کافروں پر پچاس ہزار سال کا بنا دیا ہے۔

اور ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کا دن مومن پر ایسے ہوگا جیسے ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان کا وقت اور یہ مرفوعاً مروی ہے۔

اور ابن لھیعہ کی روایت میں دراج سے مروی ہے وہ ابو الہیثم سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابوسعید سے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کا طول کتنا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ بے شک وہ مومن پر ہلکا کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اس سے زیادہ آسان ہوگا جتنی دیر میں وہ دنیا میں ایک فرض نماز پڑھتا تھا۔ ہم نے ان احادیث کی اسانید کو کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دیا ہے۔

۳۶۲۔۔۔ ہمیں خبر دی ابو النضر بن قتادہ نے، ان کو ابو عمرو بن مطر نے، ان کو حمزہ بن محمد بن عیسیٰ کاتب نے، ان کو نعیم بن حماد نے، ان کو ابن

(۳۶۲)۔۔۔ عزاہ فی الکنز (۳۹۰۱۹) للمصنف فقط

مبارک نے ان کو معمر نے ان کو ہمام بن منبہ نے ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرا گمان ہے کہ انہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ آسان کر دے گا جس پر چاہے گا اپنے بندوں میں سے قیامت کے دن کی لمبائی کو فرض نماز کے وقت کی مثل۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کو میں نے پایا ہے ابو عمرو کے فوائد میں۔ مگر میں یہ نہیں جانتا کہ اس کے کہنے والا کون ہے۔ میرا گمان ہے کہ اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابوسہل اسفرائنی نے مرفوعاً۔

۳۶۳ ۔۔۔ یہ حدیث ان میں سے ایک ہے جس کی ہمیں خبر دی ابوالحسن العلاء بن محمد بن ابوسعید نے، ان کو ابواسحٰق اسفرائنی امام نے، ان کو عبدالخالق بن حسن نے، ان کو عبداللہ بن ثابت نے اس کو ان کے والد نے، ان کو ہذیل نے، ان کو مقاتل بن سلیمان نے، انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

تعرج یعنی چڑھ جائیں گے ۔۔۔ الملائکۃ ۔۔۔ فرشتے۔ یعنی اس کے قول کے مطابق:

فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ

فرماتے ہیں کہ اگر مخلوقات کے حساب و کتاب کی ذمہ داری میرے سوا کوئی اور لے لیتا تو وہ اس سے فارغ نہ ہو سکتا مگر پچاس ہزار سال کی مدت میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب ان کے حساب و کتاب میں شروع ہوں گے تو دنیا کے ایام میں سے صرف آدھے دن کی مقدار میں فارغ ہو جائیں گے۔ وہ دن بھی ابھی آدھا نہیں ہونے پائے گا کہ (حساب و کتاب سے فارغ کر کے) اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا:

اصحب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا و احسن مقیلا (الفرقان ۲۴)

جنت والے اس دن بہترین ٹھکانے اور بہترین آرام گاہ میں ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ ان کے دوپہر کے آرام کا وقت اہل جہنم کی طرح نہیں ہوگا۔

اگر اللہ کے سوا کوئی اور بالفرض حساب کتاب کرتا تو پچاس ہزار سال لگتے، کلبی کا قول:

اگر فرشتوں کے علاوہ کوئی اور اوپر چڑھتا تو پچاس ہزار سال لگتے، فراء کا قول:

کلبی اپنی تفسیر میں اسی مفہوم کی طرف گیا ہے جسے اس نے ابوصالح سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یعنی اگر بندوں کے محاسبے کی ذمہ داری اللہ کے سوا بالفرض کوئی اور لیتا تو وہ اس سے پچاس ہزار سال میں ہی عہدہ برآ ہو سکتا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے فراء سے روایت کیا ہے کہ اس نے فرمایا اس آیت کے بارے میں مطلب یہ ہے کہ اگر فرشتوں کے سوا کوئی اور اوپر چڑھ سکتا ہوتا تو وہ پچاس ہزار سال میں چڑھتے۔

اور اس کے مفہوم کی طرف گئے ہیں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور وہ فرماتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ یہ اندازہ فرشتوں اور جبرئیل کے زمین سے عرش تک چڑھنے کا ہے۔

اور اس آیت کے علاوہ کے بارے میں فرمایا:

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ ~~خمسین~~ الف سنۃ مما تعدون (السجدۃ ۵)

آسمان سے زمین تک ہر معاملے میں تدبیر و تصرف کرتا ہے۔ پھر اس کی طرف چڑھ جائے گا

اس دن جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال ہے۔

ایک دوسری توجیہ کا احتمال

احتمال ہے کہ یہ معنی اور یہ مطلب ہو کہ وہ (جبرئیل) آسمان سے زمین کی طرف اترتا ہے۔ پھر زمین سے آسمان دنیا کی طرف اسی دن چڑھ جاتا ہے اور اتنی مسافت طے کرتا ہے کہ اگر لوگ اس مسافت کو طے کرنے کی ضرورت محسوس کریں تو نہ طے کرسکیں گے مگر ہزار سال میں تمہاری گنتی کے مطابق۔ اور وہ عرش سے زمین تک اترتا ہے۔ پھر زمین سے عرش تک اسی دن چڑھ جاتا ہے۔ اگر بالفرض لوگ اس مسافت کو طے کرنے کی ضرورت محسوس کریں تو نہ طے کرسکیں گے مگر پچاس ہزار سال میں تمہاری گنتی کے مطابق۔ اور یہ قیامت کے دن کے اندازے میں سے نہیں ہے بلکہ یہ لفظ ذالمعارج کے صلہ کے طور پر ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

انهم یرونه بعیداً و نراه قریباً (معارج ۷)

لوگ اس کو دور سمجھتے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس کا تعلق اس عذاب سے ہے جس کا بیان سورۃ کے شروع میں ہے۔ اس توجیہ کو وہ روایت پکا کرتی ہے جو وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: زمین سے عرش تک کا فاصلہ پچاس ہزار سال کا ہے ہمارے دنوں اور ہمارے مہینوں اور ہمارے برسوں کے مطابق۔

ایک اور امکان توجیہہ

شیخ نے فرمایا: ممکن ہے کہ یہ کہا جائے قیامت قائم ہونے سے پہلے فرشتے آسمان میں اپنے بلند تر مقام سے زمین کی طرف اترنے کی استطاعت رکھتے تھے۔ پھر اپنے اسی بلند تر مقام کی طرف اس دن میں چڑھتے جس کی مقدار ہزار سال ہوتی۔ لیکن قیامت کے دن وہ اس کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ یا تو اس لئے کہ جب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے تو اس دن ان کے لئے اوپر چڑھنے کا راستہ نہیں رہے گا جس پر وہ ٹھہر سکیں۔

یا اس لئے کہ جب وہ اللہ کی عظمت اور جلال کا مشاہدہ کریں گے اور اس کے غضب کی شدت کو دیکھیں گے جو کہ اس کے بندوں میں سے اہل عناد پر ہوگا تو فرشتوں کی قوتیں جواب دے جائیں گی۔ لہٰذا وہ اپنے اوپر چڑھنے کے لئے جس قدر مدت کے حاجت مند تھے اس سے زیادہ لمبی مدت کے محتاج ہوں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کا اندازہ پچاس ہزار سال بتایا۔ بایں معنی کہ اگر فرشتوں کے سوا کوئی اس فاصلے کو طے کرتا تو پچاس ہزار سال سے کم میں طے نہ کرسکتا۔

اور اسی طرح کی توجیہ ہوگی اس کی بھی جس کے بارے میں احادیث آئی ہیں کہ عرش چار فرشتوں کے کندھوں پر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خبر دی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حاملین عرش فرشتے قیامت کے دن آٹھ ہوں گے

ویحمل عرش ربک یومئذ ثمانیة (الحاقہ)

اور مناسب ہے کہ یہ اس لئے ہو کہ ان کی قوتیں کمزور ہوگئی ہوں گی۔ اس لئے مذکورہ بالا ہولناک امور کی وجہ سے لہٰذا وہ دوسرے فرشتوں کے ذریعے مدد کئے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان تمام احوال کو خوب جانتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس دن کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور اس دن کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۳۶۴:...... ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، انہوں نے کہا مجھے خبر دی میرے

باب نمبر ۹

ایمان کا نواں شعبہ

مؤمنوں کا گھر اور ان کا ٹھکانہ جنت ہے
اور کافروں کا گھر اور ٹھکانہ جہنم ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

بلیٰ من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون (البقرۃ ۸۱-۸۲)

ہاں جو شخص کیا گناہ کمائے اور اس کے گناہ نے اس کو گھیر لیا بس وہی لوگ ہوں گے جہنم والے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے وہی لوگ جنت والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قیامت کے دن کی حالت کے بارے میں:

یوم یأت لا تکلم نفس الا باذنہ (الی قولہ تعالیٰ) عطاء غیر مجذوذ (ہود ۱۰۵-۱۰۸)

جس دن قیامت قائم ہوگی نہ کلام کرے گا کوئی نفس مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ تو کچھ ان میں سے بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت ہوں گے۔ جو لوگ بدبخت ہوں گے وہ جہنم میں ہوں گے جہنم میں ان کی چیخ و پکار ہوگی۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک کہ آسمان و زمین ہیں مگر جتنی مقدار تیرا رب چاہے۔ بے شک تیرا رب وہی کرتا ہے جو کچھ ارادہ کرے۔ اور جو لوگ سعادت مند ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک زمین و آسمان رہیں گے۔
مگر جو کچھ تیرا رب چاہے وہ عطیہ ہے نہ ختم ہونے والی۔

اس آیت میں:

الا ما شآء ربک
مگر جو کچھ تیرا رب چاہے کا استثناء ہے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا ان کو اسی جگہ روک لے گا جہاں وہ پہلے سے تھے اس وقت تک جب تک کہ لوگوں کا حساب و کتاب کیا جائے اور ان کے اعمال کا وزن کیا جائے اور ہر فریق اپنے اس ٹھکانے کی طرف چلا جائے جو ان کے لئے فیصلہ کیا گیا ہوگا۔

اسی طرح یہ فرمان:

ما دامت السموات والارض
جب تک کہ زمین و آسمان باقی رہیں گے جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں رہیں گے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد تابید اور دوام ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنا۔ عرب اپنے محاورے میں کسی شے کے لئے قیام اور دوام کے لئے یہی محاورہ استعمال کرتے تھے۔ یعنی فلاں انسان فلاں جگہ اس وقت تک رہے گا جب تک کہ زمین اور آسمان باقی ہیں اور دائم ہیں۔ اس سے ان کی مراد ہمیشہ رہنا ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت و جہنم میں ہمیشہ رہنے کو انہیں کے اس محاورے میں سمجھایا کہ ما دامت السموات والارض۔ یعنی ہمیشہ

اور ہم کسی ایک کو بھی نہیں جانتے جس نے یہ قول کیا ہو کہ جنت زمین پر ہے۔ لہٰذا اسی سے ثابت ہوا کہ جنت آسمانوں سے اوپر ہے اور عرش سے نیچے ہے اور یہ بات احتمال رکھتی ہے واذا السماء کشطت (تکویر ۱۱) کہ جس وقت آسمان کی کھال اتار دی جائے گی یہ احتمال ہے کہ وہ حصہ چھپا جانے کا جو سامنے ہے جنت کے تاکہ پھیلنے کے بعد ہم جنت کے آثار دیکھیں۔ اور اسی طرح جنت قریب ہو جائے۔

وازلفت الجنة للمتقین کا یہی مطلب ہو کہ جنت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۳۹۶: ... ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو عبداللہ بن محمد بن ابو یعقوب نے ان کو عبداللہ بن محمد بن اسماء نے ان کو مہدی بن میمون نے ان کو محمد بن عبداللہ بن ابو یعقوب نے ان کو بشر بن شغاف نے وہ فرماتے ہیں ہم لوگ حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے حدیث ذکر فرمائی یہاں تک کہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ عزت والے ابوالقاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور جنت آسمانوں پر ہے اور جہنم زمین پر۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو ایک ایک جماعت اور ایک ایک امت اور نبی ایک ایک نبی کو اٹھائیں گے۔ پھر جہنم کے اوپر پل ڈال دی جائے گی۔ پھر منادی کرنے والا منادی کرے گا کہاں ہے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے اور آپ کی امت آپ کے پیچھے ہوگی۔ نیک بھی ہوں گے اور بد بھی ہوں گے وہ پل کو پکڑیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کی آنکھیں مٹا دے گا۔ لہٰذا اس کی دائیں اور بائیں طرف سے جہنم میں گر پڑیں گے۔ نبی نجات پائیں گے اور ان کے ساتھ صالح لوگ بھی اور ان کو فرشتے ملیں گے وہ ان کو جنت میں ان کے ٹھکانے دکھائیں گے کہ تیری دائیں طرف سے ہے اور تیری بائیں طرف سے ہے۔ پھر عبداللہ بن سلام نے اسی طرح ہر نبی اور ہر امت کے گزرنے کا تذکرہ فرمایا۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صراط جو کہ جہنم کا پل ہے۔ اس کے ذکر کے ساتھ احادیث کا وارد ہونا اس بات کا بیان و ثبوت ہے کہ جنت اوپر اور بلندی میں ہے۔ جیسے کہ جہنم نیچے اور پستی میں ہے۔ اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کی طرف یعنی جنت کی طرف جانے والا پل کا محتاج نہ ہوتا۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک جہنم پر ایک پل ہے جو کہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے اس کا اوپر والا حصہ جنت کی طرف ہے پھسلنے کی جگہ ہے وہ پل کے دونوں جانب سے جہنم کی کنڈیاں ہیں اور آگ کی آواز مجھے سنائی دے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں گے اس پر روکیں گے اس دن پھسلنے والے مرد اور پھسلنے والی عورتیں بہت ہوں گی اور دونوں طرف سے فرشتے کھڑے ہوں گے جو دعا کی صدائیں بلند کر رہے ہوں گے اے اللہ بچا اے اللہ بچا جو شخص حق کو لائے گا گزر جائے گا اور وہ اس دن اپنے اپنے ایمان اور اعمال کی مقدار سے نور اور روشنی عطا کیے جائیں گے۔ ان لوگوں میں سے کچھ وہ ہوں گے جو پل پر سے بجلی کی چمک کی طرح گزر جائیں گے اور بعض ہوا کی طرح گزر جائیں گے اور بعض ان میں سے آگے آگے دوڑنے والے گھوڑے کی طرح گزر جائیں گے۔ اور بعض ان میں سے تیزی سے گزر جائیں گے اور بعض دوڑ کر۔ بعض کو ان کی روشنی نہیں دی گئی ان کے قدموں تک۔ اور بعض گھٹنوں کے بل دوڑیں گے اور ان میں سے بعض کو ان کے گناہوں کے سبب آگ پکڑے

(۳۹۶) ... [illegible] (۱۵۰)

کی اور وہ اس پر چلائے گی جس کو اللہ چاہے گا ان کے گناہوں کے اندازے کے مطابق یہاں تک کہ وہ نجات پا جائیں گے۔ اور سب سے پہلا گروہ جو نجات پائے گا وہ ستر ہزار افراد ہوں گے جن پر نہ حساب ہوگا اور نہ ہی کوئی عذاب ہوگا۔ ان کے چہرے ایسے چمکتے ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند اور جو لوگ ان کے قریب ہوں گے وہ آسمان کے کسی روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت تک پہنچ جائیں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث ان میں سے ہے (جو آگے والی سند کے ساتھ ہمیں موصول ہوئی ہے)۔

۳۶۷: ... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو اسماعیل بن محمد نے ان کو مکی بن ابراہیم نے ان کو سعید بن زربی نے یزید رقاشی سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث ذکر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مذکورہ سند ضعیف ہے علاوہ اس کے کہ اس کی بعض دلالت کا مطلب صحیح احادیث میں موجود ہے جو صراط کے ذکر میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ انہیں ہم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کر دیا ہے۔

بال سے باریک اور تلوار سے تیز کا کیا مطلب ہے؟

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صراط کے بارے میں بال سے باریک ہونے کا معنی و مطلب یہ ہے کہ صراط اور اس پر گذرنے کا حکم بال سے باریک ہے۔ یعنی اس کا مشکل ہونا اور آسان ہونا طاعات اور گناہوں کے اندازے کے مطابق ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس بات کے حدود کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ اس کا معاملہ گہرا ہے اور مخفی ہے۔ عربوں کی یہ عادت جاری ہے کہ وہ مخفی اور گہرائی والی بات کو دقیق اور باریک کا نام دیتے ہیں اور اس کے لئے بال کی باریکی کی مثال دی جاتی تھی اور اس قول کا مطلب کہ تلوار سے تیز تر ہے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ امر الٰہی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی طرف جو لوگوں کو صراط پر گذارنے کی بابت ہوگا وہ اپنے جاری ہونے میں اور نفاذ میں تلوار کی طرح تیز ہوگا اور فرشتوں کی طرف سے اس کی اطاعت و اتباع کا جاری ہونا بھی اسی قدر تیز ہوگا اور اس کے لئے کوئی روکنے والا اور رد کرنے والا نہیں ہوگا جیسے کہ تلوار جب چل جاتی ہے اپنی تیزی اور اپنی قوت مارنے کے ساتھ کسی بھی شے میں تو اس کے بعد اسے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث کے یہ الفاظ میں نے صحیح روایات میں نہیں پائے۔

اور زیاد نمیری سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ صراط چھری کی دھار یا تلوار کی تیزی کی طرح ہے۔ مگر یہ بھی روایت ضعیف ہے۔

اور اس کا کچھ حصہ عبید بن عمیر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً مروی ہے کہ آپ سے بھی قول آیا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ صراط جہنم کے اوپر سیدھی گناہگاروں کے پھسلنے کی جگہ ہے جیسی تیز تلوار ہوتی ہے۔

اور سعید بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں (یہ حدیث) پہنچی ہے کہ صراط قیامت کے دن ہوگی جو بعض لوگوں پر بال سے باریک ہوگی اور بعض پر گھر کی طرح اور کھلی وادی کی طرح ہوگی۔

احتمال ہے کہ اس پر گذرنے کی تیزی اور اس سے گرنے کی وجہ سے یہ مذکورہ تشبیہ دی گئی ہو۔ واللہ اعلم۔

بہرحال جو کچھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہا گیا ہے کہ پل کا اوپر جنت کی جانب ہے۔ اس میں اس بات کا بیان بھی ہے کہ اس کا نچلا حصہ اور سرا ارض کی طرف ہے کیونکہ اس بات کا بیان گذر چکا ہے کہ جہنم نیچے ہے اور جنت اوپر ہے۔

۳۶۸: ... ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو خبر دی محمد بن احمد بن براء نے ان کو خبر دی ابو عاصم عن ادریس

كلما ألقي فيها فوج سألهم خزنتها ألم يأتكم نذير (الملک ۸)

جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا۔ ان سے جہنم کے دربان پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟

اور یہ فرمان بھی:

ألقيا في جهنم كل كفار عنيد (ق ۲۴)

پھینکو جہنم میں ہر بڑے کافر عنادی کو۔

یہ بھی اسی پر دلیل کی طرح ہے (جو ہم پہلے کہہ آئے ہیں) کیونکہ پھینکنے کے حوالے سے جو طریقہ زیادہ مستعمل ہے وہ اسی طرح ہے کہ بلندی سے پستی کی طرف اوپر سے نیچے کی طرف پھینکا جاتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ ہی اس کی کیفیت کو خوب جانتے ہیں۔

پل صراط پر منافقوں کا انجام

زیادہ یقینی یہ ہے کہ منافقین لوگ پل کے اوپر مومنوں کے ساتھ ساتھ سوار ہوں گے تاکہ مومنوں کے نور میں وہ بھی چلتے جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ منافقوں پر اندھیرا کر دیں گے لہٰذا منافقین اسی موقع پر مومنوں سے کہیں گے۔

انظرونا نقتبس من نوركم قيل ارجعوا وراءكم فالتمسوا نورا (الحدید ۱۳)

مومنو، ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ روشنی حاصل کر لیں تو ان سے کہا جائے گا

واپس پیچھے چلے جاؤ اور روشنی ڈھونڈ کر آؤ۔

لہٰذا منافق اس جگہ کی طرف واپس لوٹیں گے جہاں روشنی لوگوں کے ایمان و اعمال کے اندازے کے مطابق تقسیم کی گئی تھی۔ وہ وہاں پر کچھ بھی نہیں پائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ مومنوں کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔ اس دوران ان کے اور ان کے درمیان دیوار حائل ہو چکی ہوگی۔ قرآن مجید نے اس مقام کی منظر کشی فرمائی ہے۔

فضرب بينهم بسور له باب باطنه فيه الرحمة وظاهره من قبله العذاب. ينادونهم ألم نكن معكم

ان کے درمیان دیوار حائل ہو جائے گی۔ اس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔

(جو سمت منافقوں کی ہوگی) پھر منافق مومنوں کو پکاریں گے کہ دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ یعنی ہم تمہاری طرح نمازیں بھی پڑھتے تھے اور تمہارے ساتھ حج بھی کرتے تھے۔ اہل ایمان ان سے کہیں گے

قالوا بلى ولكنكم فتنتم أنفسكم

مومن ان سے کہیں گے، ہاں تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن تم نے اپنے نفسوں کو فتنوں میں واقع کر رکھا تھا۔ (الحدید ۱۴)

ایک خاص کیفیت کا احتمال

احتمال ہے کہ یہ دیوار پل صراط کے آخر میں نصب کی جائے گی اور اس میں سے ایک دروازہ چھوڑ دیا جائے گا جس سے مومن جنت کے راستے کی طرف نکاسی پائیں گے۔ یہی ہوگی وہ رحمت جو اس کے اندر کی جانب ہوگی۔ بہرحال اس کا ظاہر وہ آگ کے متصل ہوگا۔ اور جیسا کہ اس سے نیچے ہوگی۔ اس کے متوازی اور مقابل نہیں ہوگی۔ منافق پیچھے رہ جانے کے لئے دیوار کے اندر کی طرف راستہ نہیں پائیں گے لہٰذا ان کو بھی اس حالت میں پل صراط کے اوپر سے ہی پھینک دیئے جائیں گے جہاں سے وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں گرتے چلے جائیں گے۔ یہ سلوک ان کے ساتھ ان کے اس استہزاء کی پاداش میں ہوگا جو وہ مومنوں کے ساتھ دنیا میں کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم کتاب الاسماء والصفات میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

فصل

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فوربك لنحشرنهم والشياطين ثم لنحضرنهم حول جهنم جثيا. ثم لننزعن من كل شيعة ايهم اشد على الرحمن عتيا ۞ ونذر الظالمين فيها جثيا (مریم ۶۸-۷۲)

پس قسم ہے تیرے رب کی ہم ان لوگوں کو ضرور اکٹھا کریں گے، اور شیطانوں کو بھی پھر ہم ان کو ضرور جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے۔ پھر ہم ضرور کھینچ کر علیحدہ کریں گے ہر گروہ میں سے اس کو جو رحمن پر اکڑنے میں زیادہ سخت تھا۔ پھر البتہ ہم خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو جہنم میں داخل ہونے کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔

اور تم میں سے کوئی بھی نہیں (بچے گا) مگر (ہر ایک) جہنم پر آئے گا۔ تیرے رب کا یہ لازمی فیصلہ ہے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جو (اللہ کی نافرمانی اور کفر و شرک سے) بچتے رہے اور ہم ظالموں (کافروں مشرکوں) کو جہنم میں اوندھے گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

مذکورہ بالا آیات کے مفہوم میں اہل تفسیر کا اختلاف

اہل تفسیر نے مذکورہ بالا آیات میں لفظ ورود کے مفہوم و مطلب کو بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جو ان میں سے زیادہ صحیح روایت کے مطابق وارد ہونے سے مراد جہنم میں دخول مراد ہے۔ اور اہل تفسیر نے اس بات پر دلیل اس دوسری آیت سے پکڑی ہے

انتم لها واردون لو كان هؤلاء آلهة ما وردوها وكل فيها خالدون (انبیاء ۹۸-۹۹)

(اے مشرکو) تم اور وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا (سب) جہنم کا ایندھن ہیں۔ تمہیں اس میں ضرور داخل ہونا ہے۔ اگر یہ (بت وغیرہ) اللہ (معبود) ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے، اور سب اس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔

اور دوسری اس آیت سے بھی دلیل پکڑی ہے مفسرین نے:

فاوردهم النار وبئس الورد المورود (ھود ۹۸)

پس داخل کرے گا ان کو آگ میں اور بری ہے داخل ہونے کی جگہ۔

تو اس مقام پر ورود سے مراد دخول ہی ہے۔ چنانچہ لا وردها کا قول بھی اسی طرح ہے۔ بے شک اس سے مراد بھی دخول ہی ہے۔

اور یہی بات ہوئی جب ان سے نافع بن ازرق نے بحث کی تھی تو انہوں نے اس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ آپ نے اور میں نے دونوں نے اس میں داخل تو ہونا ہی ہے پھر میں دیکھوں گا کیا ہم نکلتے ہیں یا نہیں؟

اور عبداللہ بن صاحب سے مروی ہے جو انہوں نے اس شخص سے سنا تھا... ابن عباس سے مناقشہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہنم میں وارد ہونے والے کفار ہوں گے۔ مومن اس میں داخل نہیں ہوگا۔ جبکہ یہ روایت منقطع ہیں اور پہلی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اکثر ہے اور زیادہ مشہور ہے۔

اور ہم نے عبداللہ بن رواحہ سے روایت کی ہے کہ آپ ایک مرتبہ رو پڑے تھے اور ان کو روتا دیکھ کر ان کی اہلیہ بھی رو پڑی تھیں اور فرمانے لگے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ میں جہنم میں وارد ہوں گا اور یہ مجھے نہیں معلوم کہ آیا میں اس سے نجات بھی پاؤں گا یا نہیں؟ اور سدی نے مرۃ ہمدانی سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی تھی کہ انہوں نے فرمایا لوگ

اس کا نام آگ رکھا ہے۔ اس لئے کہ وہ جہنم کا پل ہے اور جو شخص جہنم میں ڈالا جائے گا وہیں سے ڈالا جائے گا۔ اور وہیں جہنم کی کھائیاں اچک لیں گی جس کو بھی اچکیں گی اور اسی پر خاردار گوکھرو بھی ہوں گے اور گونا گوں قسم کے عذاب ہوں گے۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ نجات دے گا ان لوگوں کو جو کفر و شرک سے بچتے رہے تھے (یعنی نجات دے گا پل صراط پر گذرنے کے ساتھ) اور ظالموں کو جہنم میں گھٹنوں کے بل جہنم میں پڑا چھوڑ دے گا (یعنی پل صراط سے اس میں گرائے جانے کے بعد)۔

اور ہم نے اس حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت میں ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم پر پل نصب کی جائے گی اور وہ کہیں گے اے اللہ سلامتی دے، اے اللہ سلامتی دے۔ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پل کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھسلنا ہوگا اور پھسلنے کا مقام ہوگا اور اچکنے والے سیاہ پرندے ہوں گے اور کھائیاں ہوں گے آگ کی اور خاردار پودوں یا گوکھرو کو چپاتا ہوگا اور گرم کئے جائیں گے اس میں کانٹے جنہیں سعدان کہا جاتا ہے (وہ خاردار بوٹی ہے جسے اونٹ شوق سے کھاتا ہے)۔ (یہ محض تمثیلات میں انسانوں کی فہم سے بات کو قریب تر کرنے کے لئے ہے، ورنہ تو جہنم کی کسی چیز کو دنیا کی کسی چیز سے کوئی مماثلت نہیں ہے وہ عذاب خداوندی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔) (آمین) مترجم۔

خلاصہ یہ ہے کہ مومن اس پر سے آنکھ جھپکنے کی دیر میں گذر جائیں گے۔ بعض بجلی کی طرح بعض اعلیٰ نسل کے تیز رفتار گھوڑوں کی طرح۔ بعض پیدل کی طرح۔ مومن آگ سے خلاصی پائیں گے اور منافق و کافر آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ نجات پانے والے مسلم ہوں گے، تو بچے ہوئے زخمی جہنم میں چھوڑ جائیں گے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت میں ہے۔ لوگ پل صراط پر اپنے اپنے اعمال کے بقدر گذر جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ شخص گذرے گا جس کا نور اور روشنی پیر کے انگوٹھے پر ہوگی۔ وہ جہنم سے ایک ہاتھ کو بچائے تو دوسرا اس میں الجھ جائے گا اور ایک پیر کو بچائے تو اس کے پہلو میں آگ پہنچ جائے۔ پھر جب چھٹکارا پائیں گے تو کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اے جہنم تجھ سے نجات بخشی، تجھے ہمیں دکھا دینے کے بعد۔

اور ہم نے ان دونوں مذکورہ روایتوں کی اسناد ان کے شواہد سمیت کتاب البعث والنشور کی فصل خاص میں ذکر کردی ہے۔

اور یہ بیان کرتی ہیں کہ وارد ہونے کے بابت ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ یہ احتمال ہے کہ وارد ہونے سے مراد ہی پل صراط پر مرور اور چلنا ہو۔

۳۷۴: ...... ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، اس کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، اس کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، اس کو عبدالرحمن بن ابی حماد نے یحییٰ بن یمان سے، انہوں نے عثمان بن اسود سے، اس نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں وان منکم الا واردھا کہ تم میں سے ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا۔ فرمایا کہ مسلمانوں میں جس شخص کو بخار آجائے بس وہ جہنم پر وارد ہو گیا۔

۳۷۵: ...... ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابی اسحاق نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو ابو الحسن احمد بن حسین صوفی نے، ان کو سلیم بن منصور ابن عمار نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی تھی مقتل بن زیاد سے، ان کو خالد بن دریک سے، ان کو بشیر بن طلحہ سے یعنی یعلیٰ بن منبہ سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جہنم قیامت کے دن کہے گی اے مومن جلدی گذر جا تیرے نور اور روشنی نے میرے شعلے کو بجھا دیا۔

اس روایت میں سلیم بن منصور کا تفرد ہے اور وہ منکر ہے۔

فصل :..... مومن کے بدلے کے بارے میں

۳۲۵..... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مرو سے ان کو سعید بن مسعود نے ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ان کو طلحہ بن یحییٰ نے اور ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو ابو حامد بن بلال نے ان کو ابو الازہر نے ان کو ابو اسامہ نے ان کو طلحہ بن یحییٰ نے ان کو ابو بردہ بن ابو موسیٰ نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب قیامت کا دن ہوگا ہر مومن کو دیگر اہل مذاہب میں سے ایک آدمی دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ جہنم سے تیرا فدیہ اور بدلہ ہے۔

یہ ابو طاہر کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ابوبکر ابن ابی شیبہ سے۔ اس نے ابو اسامہ سے اور اس کو انہوں نے عون کی روایت سے اور سعید بن ابی بردہ سے نقل کیا ہے اور اس کو ایک جماعت نے ذریت کے علاوہ ابو بردہ سے روایت کیا ہے۔

۳۲۶..... ہمیں خبر دی ابو القاسم علی بن ابراہیم بن حامد بزاز نے ہمدان میں ان کو ابو القاسم عبدالرحمن بن حسن قاضی نے ان کو محمد بن ایوب نے ان کو محمد بن سنان عوقی نے ان کو ہمام نے قتادہ سے سعید بن ابی بردہ سے اور عون بن عبداللہ سے اور وہ دونوں ابو بردہ کے پاس حاضر تھے۔ وہ حدیث بیان کر رہے تھے عمر بن عبدالعزیز کو اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جب بھی کوئی مسلمان آدمی مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں کسی یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل کرتا ہے۔ پس عون نے کہا حدیث کہ عون پر سعید نے انکار نہیں کیا تھا اس کے قول کا۔

پھر اس سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اٹھوائی (یعنی کہ تم اس طرح قسم اٹھاؤ کہ) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی معبود ہے۔ تین بار قسم کھا کر کہو کہ تیرے باپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی تھی۔ سو اس نے قسم کھائی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں عفان سے ہمام سے نقل کیا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے وہ حدیث روایت کی ہے جو ابو زناد سے اعرج نے ابو ہریرہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۳۲۵م) ... قال الزبیدی فی الإتحاف (۹/۳۳۳) رواه الطبرانی والترغیب والبیهقی والخطیب وضعفه البیهقی ورواه الحکیم الترمذی فی النوادر.

أخرجه أبو نعیم فی الحلیة (۹/۳۰۹) والخطیب فی التاریخ (۱۵/۹۳) من طریق سلیمان بن منصور. به.

ورواه الخطیب من طریق محمد بن جعفر عن منصور بن عمار عن خالد بن دریک عن یعلی به وقال الخطیب: هكذا قال عن منصور بن عمار عن خالد بن دریک. وروى هذا الحدیث سلیم بن منصور بن عمار عن أبیه واختلف علیه فقال إسحاق بن الحسن الحربی عن سلیم عن أبیه عن بشر بن طلحة عن خالد بن دریک عن یعلی

ورواه أحمد بن الحسین بن إسحاق الصوفی عن سلیم عن أبیه عن علی بن زیاد عن الأوزاعی عن خالد بن الدریک عن بشر بن طلحة عن یعلی بن منیة. والله أعلم.

وقال الهیثمی فی المجمع (۱۰/۳۶۰) رواه الطبرانی وفیه سلیم بن منصور بن عمار وهو ضعیف.

خالد بن دریک.

۳۲۵ مکرر... أخرجه مسلم (۴/۲۱۱۹) عن أبی بکر بن أبی شیبة عن أبی أسامة به

۳۲۶... أخرجه مسلم (۴/۲۱۱۹) عن أبی بکر بن أبی شیبة عن عفان بن مسلم عن همام به.

ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی شخص جنت میں داخل نہیں کیا جاتا مگر اس کو اس کا جہنم والا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ برے گناہ کیا تھا تو تاکہ وہ اس پر اللہ کا زیادہ سے زیادہ شکر کرے (کہ اللہ نے مجھے اس بری جگہ سے بچایا ہے) اور کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں کیا جاتا مگر اس کو اس کا ٹھکانہ جنت والا دکھایا جاتا ہے اگر اس نے کوئی نیکی کی ہوتی تا کہ اس پر حسرت وافسوس زیادہ سے زیادہ ہو۔

۳۷۷: ...ہمیں خبر دی ابو محمد وہیب نے ان کو ابو عمرو سماکی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو فیض بن تمیر نے ان کو علی بن عیاش نے ان کو شعیب نے ابوزناد سے پھر اس کو ذکر کیا ہے اور اس کو بخاری نے صحیح میں ابوالیمان سے شعیب بن ابی حمزہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت کی گیا ہے ابو صالح سے ابوہریرہ سے بھی مرفوعاً اور ان سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر آدمی کی دو منزلیں ہیں۔ ایک جنت میں دوسری جہنم میں۔ اگر وہ مر کر وہ جہنم میں چلا جاتا ہے تو اہل جنت اس کے جنت والے گھر کے وارث بن جاتے ہیں۔ پھر کہا کہ یہی مطلب اس آیت کا ہے:

اولئک هم الوارثون (المؤمنون: ۱۰)

کہ وہی لوگ تو وارث ہیں۔

۳۷۸: ... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس اصم نے ان کو ابومعاویہ نے ان کو اعمش نے ان کو ابوصالح نے ان کو ابوہریرہ نے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر حدیث کی آخری روایت تک کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ حدیث قدیماً بعد والی حدیث کی تفسیر ہو اور کافر جب اپنی جنت والی جگہ کا مومن کو وارث بناتا اور مومن جب کافر کی جہنم والی جگہ کا وارث بنتا تو تقدیر میں تو یہ ہے کہ کافر مومن کے بدلے میں دیا جائے۔

اور تحقیق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قدیماً اس حدیث کی تعلیل بیان کی ہے بریدہ بن عبداللہ وغیرہ کی روایت کے ساتھ ابو بردہ سے۔ اس نے انصار کے ایک آدمی سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

اور ابو حصین کی روایت کے ساتھ جو کہ عبداللہ بن یزید سے مروی ہے۔

اور حمید کی روایت کے ساتھ جو اصحاب رسول کے ایک آدمی سے مروی ہے۔

پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے بارے میں یہ حدیث کہ ایک قوم کے لوگ عذاب دیئے جائیں گے پھر جہنم سے نکالے جائیں گے۔ یہ حدیث زیادہ اکثر ہے اور زیادہ واضح ہے۔

اور ابو بردہ والی حدیث ابو موسیٰ سے اس کے والد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلم بن حجاج وغیرہ رحمہم اللہ کے نزدیک صحیح ہے کئی وجوہ سے جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی۔ اور اس کی توجیہ وہی ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ حدیث حدیث شفاعت کے متعلق نہیں ہے۔ بے شک قدیماً والی حدیث اگرچہ ہر مومن کے بارے میں عموم کے صورت میں وارد ہوئی ہے احتمال رکھتی ہے کہ اس سے مراد وہ مومن ہو جو اس کے گناہ اس کی زندگی میں آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں کے ساتھ مٹ جائیں گے۔ وہ ان کا کفارہ بن جائیں گی۔ اس روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں۔

---

۳۷۷ أخرجه البخاري (۸/۱۴۶) عن أبي اليمان به.

۳۷۸ ... أخرجه ابن أبي حاتم (كما في ابن كثير ۳/۲۴۱) من طريق الأعمش به.

ان امتی امۃ مرحومۃ جعل اللہ عذابہا بأیدیہا فاذا کان یوم القیامۃ دفع اللہ الی کل رجل من المسلمین رجلا من اہل الادیان فکان فداءہ من النار

بے شک میری امت مرحومہ ہے (رحم کی ہوئی ہے) اللہ تعالیٰ اس کی سزا اس کے اپنے ہاتھوں سے دیتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد کو دیگر اہل ادیان میں سے ایک آدمی دیں گے جو کہ جہنم سے اس کا فدیہ اور بدلہ ہوگا۔ لہذا شفاعت والی حدیث اس اعتبار سے ہے ان لوگوں کے بارے میں ہوگی جن کے گناہوں کا دنیا کی زندگی میں کوئی کفارہ نہیں ہو سکا ہوگا اور وہ بخشش سے تنگ ہوں گے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ قول ان مومنوں کے لئے ہو یہ والی حدیث میں شفاعت کے بعد ہو۔ واللہ اعلم۔

بہرحال شداد بن ابی طلحہ الراسبی والی حدیث غیلان بن جریر سے ابو بردہ بن ابو موسیٰ سے ان کے والد سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا تھا:

قیامت کے دن کچھ مسلمان لوگ پہاڑوں کی مثل گناہوں کے ساتھ لائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے ان کو بخش دے گا اور ان کے گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر رکھ دے گا۔ میرے خیال کے مطابق اسی طرح مذکور روایت کے راویوں نے کہا ہے۔

مگر یہ ایسی حدیث ہے جس کے راویوں میں شک ہے اور شداد بھی ان لوگوں میں ہے جس کے بارے میں اہل علم بالحدیث نے کلام کیا ہے۔ اگرچہ امام مسلم بن حجاج نے اپنی کتاب میں اس کے ساتھ شہادت پکڑی ہے۔ تاہم وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہو سکتا کہ اس کی وہ روایت قبول کی جائے جس میں اس کی مخالفت کی گئی ہو اور جن لوگوں نے لفظ حدیث میں اس کی مخالفت کی ہے وہ متعدد ہیں اور جگہ جگہ بکھرے ہوئے ہیں اور ہر ایک ان میں سے جس نے اس کی مخالفت کی ہے اس سے زیادہ حفظ کرنے والا ہے لہذا جو روایت اس نے نقل کی ہے اس کی تاویل کے ساتھ مشغول ہونے کا کوئی مطلب نہیں اور کوئی معنی نہیں اس کے باوجود کہ وہ اس کے خلاف ہے جو ظاہر اصول ہے جس کی بنیاد اس اصول پر ہے

ان لا تزر وازرۃ وزر اخری (النجم ۳۸)

کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

جو روایت اس اصول اور اس اصول کے مطابق مروی حدیث کے ظاہر کے خلاف ہو اس کی تاویل میں مشغول ہونے کا کوئی مقصد نہیں۔

۳۳۹ ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے ان کو ابوبکر بن محمد بن محمد اسماعیل قاضی نے ان کو جعفر بن محمد سوری نے ان کو محمد بن رافع نے ان کو یحییٰ بن آدم نے انہوں نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی:

ورحمتی وسعت کل شیء (الاعراف ۱۵۶)

اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے۔

تو ابلیس نے گردن اپنی اٹھائی اور کہا کہ میں بھی شیء ہوں۔ (یعنی جب تیری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے تو مجھ سے بھی وسیع ہوئی۔ کیونکہ میں بھی شیء ہوں۔ لہذا میری بھی مغفرت ہونی چاہئے) تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

فسأکتبہا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ہم بآیاتنا یؤمنون (الاعراف ۱۵۶)

میں جلدی لکھوں گا رحمت ان لوگوں کے لئے جو نافرمانی سے بچتے رہے زکوۃ ادا کرتے رہے اور جو لوگ ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ نے کہا کہ پھر یہود و نصاریٰ نے اپنی گردنیں دراز کیں اور بولے ہم تورات پر ایمان رکھتے ہیں اور انجیل پر بھی۔ ہم زکوۃ بھی دیتے ہیں۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ابلیس سے بھی اور یہود و نصاریٰ سے بھی اچک لیا اور چھین لیا اور اسی امت کے لئے مخصوص کر دیا۔

یا اس کو اس کے گناہوں کی مقدار کے مطابق عذاب دیا جائے۔ اس کے بعد اس کو نکال دیا جائے۔ لہٰذا وہاں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے اعمال نہ تو جنت میں داخل ہوں گے اور نہ ہی جہنم میں۔ لیکن اعراف پر روک لئے جائیں گے اور وہ یہاں رہے۔ مقاتل کے قول کے مطابق یہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کا ارادہ کرے گا تو ان کو اپنی رحمت سے یا سفارش کرنے والوں کی سفارش سے جنت میں داخلے کا حکم دے گا۔ واللہ اعلم۔

فصل

اس باب میں جس چیز کی معرفت لازمی ہے اور ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آپ یہ جان لیں کہ جنت و جہنم دونوں مخلوق ہیں۔ جزا کے اپنے مستحق لوگوں کے لئے بنائی جا چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جنت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

اعدت للمتقین (آل عمران ۱۳۳)

تقوے والے لوگوں کے لئے جنت تیار کی گئی ہے۔

اور جہنم کے بارے میں فرمایا کہ:

اعدت للکافرین (البقرہ ۲۴)

وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

تیار کرنے کی وضاحت فرمائی ہے اور تیار وہی چیز ہوتی ہے جو پیدا ہو چکی ہو اور موجود ہو۔ نیز جنت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وجنة عرضها السموات والارض (آل عمران ۱۳۳)

جنت کا عرض اور چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔

اور معدوم اور غیر موجود شے کا عرض نہیں ہوتا۔ یہ آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ جنت و جہنم بن چکی اور تیار ہو چکی ہیں اور موجود ہیں۔

۳۶۲:... ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو عبداللہ بن نمیر نے ان کو اعمش نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے ان کو ابو صالح نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کی ہے جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ ہی کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی وہ کسی انسان کے دل میں کھٹکی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعین جزاء بما کانوا یکسبون (السجدہ ۱۷)

کوئی نفس نہیں جانتا جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان کے اعمال کی جزا ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیحین میں نقل کیا ہے ابو معاویہ کی روایت سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے ابن نمیر کی روایت سے۔

۳۶۳:... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو لیث بن سعد نے نافع سے اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کا اصل ٹھکانہ صبح و شام اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت میں سے ہے تو جنت والا ٹھکانا اور اگر وہ اہل جہنم میں سے ہے تو جہنم

(۳۶۲) ... اخرجه البخاري (۶/۱۴۵) ومسلم (۴/۲۱۷۴) من طريق ابي معاوية به
واخرجه مسلم (۴/۲۱۷۵) من طريق ابن نمير عن ابيه عن الاعمش

والا ٹھکانا اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں احمد بن یونس سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے مالک بن نافع سے روایت کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت میں مذکور الفاظ کا بھی وہ مطلب ہے کہ ٹھکانہ دکھانے کے بعد اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اصل ٹھکانہ یہاں تک کہ اللہ تجھے اٹھائے گا اس کی طرف قیامت کے دن۔

اور سالم کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے اگر اہل جنت میں سے ہے تو جنت اور اگر اہل جہنم میں سے ہے تو جہنم پیش کی جاتی ہے۔

۳۸۴:۔ ہمیں خبر دی ہے ابو سعید عبد الملک بن ابی عثمان زاہد نے بطور املا کے ان کو خبر دی ابو عمرو بن مطر نے ان کو محمود بن محمد واسطی نے ان کو وہب بن بقیہ نے ان کو خالد بن عبداللہ نے ان کو محمد بن عمرو نے ان کو ابو سلمہ نے ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے جب جنت اور جہنم بنائی تو جبرئیل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ جا کر جنت کو دیکھو اور میں نے اس میں جو اہل جنت کے لئے نعمتیں تیار کی ہیں وہ دیکھو جبرئیل نے جنت دیکھی اور جنت میں اہل جنت کے لئے جو کچھ تیار کیا گیا ہے اس کو بھی دیکھا۔ جبرئیل واپس آئے اور آکر عرض کیا تیری عزت کی قسم ہے جو بھی اس کے بارے میں سنے گا اس میں داخل ہونے سے نہیں رہ سکے گا ضرور اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جنت کو مشکلات کی باڑ لگا دی گئی پھر فرمایا جبرائیل واپس جاؤ اور جا کر جنت کو دیکھو اور میں نے اس میں جو کچھ جنت والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ اس کو بھی۔ فرمایا کہ جبرائیل نے جا کر دیکھا پھر واپس آئے اور کہا تیری عزت کی قسم ہے مجھے ڈر ہے کہ اس میں تو اب کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

پھر جبرائیل کو بھیجا جہنم کی طرف۔ فرمایا کہ جاؤ اس کو دیکھو اور میں نے اہل جہنم کے لئے اس میں جو عذاب تیار کر رکھے ہیں ان کو دیکھو اس نے جا کر جہنم کو دیکھا اور وہ بعض بعض سے مرکب تھی۔ واپس لوٹا اور کہنے لگا تیری عزت کی قسم جو بھی اس کے (عذاب) کو سنے گا کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور وہ شہوات ولذات کی باڑ لگا دی گئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب جا کر اس کو دیکھو اور میں نے اس میں اہل جہنم کے لئے جو کچھ عذاب تیار کیا ہے اس کو بھی دیکھو اس نے جا کر اس کو دیکھا پھر واپس آیا اور عرض کیا تیری عزت کی قسم ہے میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس سے کوئی بھی نہیں بچے گا بلکہ ہر شخص اب تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا باب ہے۔ اس بارے میں احادیث بہت ہیں۔ ہم نے انہیں کتاب البعث والنشور آٹھویں جلد میں ذکر کر دیا ہے اور اس کے بعد آخر میں ہم نے وہ اخبار و آثار ذکر کی ہیں جو جنت کی تعریف اور اس کی تعداد کے بارے میں اور جہنم کی وضاحت اور اس کی تعداد کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ جس کے بعد اب ان کا یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چار جنات ہیں

کتاب وسنت اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنتوں کی تعداد متعدد ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمن میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

ولمن خاف مقام ربہ جنتان (الرحمن ۴۶)

جو شخص اپنے رب کے سامنے پیشی کے لئے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں (یا دو باغ ہیں)۔

---

(۳۸۳) اخرجہ البخاری (۳/۱۳۴۳) عن احمد بن یونس۔ بہ

واخرجہ البخاری (۱۲۴/۳) ومسلم (۲۱۹۹/۴) من طریق مالک۔ بہ

(۳۸۴) اخرجہ الترمذی (۲۵۶۰) والنسائی (۷/۳) واحمد (۲/۳۳۳) من طریق محمد بن عمرو۔ بہ۔ وقال الترمذی۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔

اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی وصف بیان کی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ:

ومن دونهما جنتن (الرحمٰن ۶۲)

اور ان دو کے علاوہ یا ان کے سوا دو باغ اور ہیں۔

پھر ان دو کی وصف بیان فرمائی ہے۔

اور ہم نے حضرت ابوموسیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو جنتیں ایسی ہیں کہ وہ دونوں سونے کی ہیں۔ اس کے برتن اور سب کچھ جو ان دونوں میں ہے (سونے کا ہے) اور دو جنتیں چاندی ہی کی ہیں، ان کے برتن بھی اور وہ سب کچھ جو ان میں ہے (وہ چاندی کا ہے) اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ دو جنتیں سونے کی سابقون کے لئے ہیں اور دو جنتیں چاندی کی دائیں ہاتھ والوں کے لئے ہیں۔ (یعنی جن کو اعمالنامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے)۔

اور بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ (جنة المأوی) سب کا اور جمیع کا نام ہے۔ اسی طرح (جنة عدن) اور (جنة نعیم) اور (دار الخلد) اور (دار السلام) اور مناسب ہے کہ (جنة الفردوس) بھی جمیع کا اور سب کا نام ہو اور تحقیق یہ کہا گیا ہے کہ یہ درجے کے اعتبار سے ان سب سے اونچے کی جنت کا نام ہے۔

اور جنت کے دروازے آٹھ ہیں۔ جن کے بارے میں ہم نے حدیث میں حضرت عمر حضرت سہل بن سعد اور ان دونوں کے سوا کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔

اور ہم نے عتبہ بن عبد سلمی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم (الحجر ۴۴)

جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لئے جہنمیوں کا ایک گروہ مقرر ہے۔

اور ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جہنم کے دروازے اس طرح ہیں یعنی ایک دروازہ دوسرے کے اوپر ہے۔

اور ہم نے ایک مرسل حدیث میں یہ بات روایت کی ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں ❶ لظیٰ ❷ الحطمہ ❸ السعیر ❹ سقر ❺ جحیم ❻ الہاویہ۔

اور بعض اہل علم نے کہا کہ جہنم نام ہے تمام طبقات جہنم کا اور اس کے طبقات سات ہیں۔ انہوں نے مذکورہ چھ کا نام لکھا ہے اور ان کے ساتھ یہ ذکر کیا ہے۔ ❼ الحریق۔ باقی رہا اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر نظر کرم کے ساتھ اکرام کرنا تو ہم نے اس کو کتاب الرؤیت میں ذکر کر دیا ہے اور اس کے ساتھ وہ دلائل بھی ذکر کر دیئے ہیں جو اس بارے میں کتاب وصف میں آئے ہیں۔ جو شخص اس کی معرفت کا ارادہ کرے وہ اس کو دیکھے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

اور میرے نزدیک (حقیقت یہ ہے کہ) اگر شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ صفت ایمان کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث پر واقف ہوتے اور مطلع ہوتے اور اس میں مذکورہ اللہ کی ملاقات کی وہ تاویل کرتے جو ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کی جماعت میں سے شیخ ابوسلیمان خطابی نے کی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کرنے پر ایمان لانے کو ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ قرار دیتے اور اللہ تعالیٰ کی

ملاقات والی بات کی حقیقت ہے اور اس کی طرف نظر کرنا اور دیکھنا ہے جبکہ اس کے بارے میں اخبار متعدد کے ساتھ ساتھ کتاب اللہ کی آیات بھی آتی ہیں جو اس پر کتاب اللہ میں سے دلالت کرتی ہیں۔

٣٤٥ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو مسدد نے ان کو اسماعیل بن علیہ نے ان کو ابو حیان نے ابن ابو زرعہ سے ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتاب کے ساتھ اور اس کی ملاقات کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور تو ایمان لائے آخر میں نئے سرے سے جی اٹھنے کے ساتھ۔

اور حدیث ذکر فرمائی اس کو بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ شیخ ابو سلیمان خطابی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ان تؤمن بلقائہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا اثبات ہے؟ فرماتے ہیں۔

٣٤٦ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ان کو ان کے والد نے ابو صالح بن کیسان سے ان کو نافع نے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر ان کے درمیان اعلان کرنے والا کھڑا ہو کر اعلان کرے گا اے جنت والو (آج کے بعد) کوئی موت نہیں ہے اور اے جہنم والو (آج کے بعد) کوئی موت نہیں ہے۔ ہر ایک جہاں ہے بس وہیں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

اس کو بخاری نے علی بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

اور مسلم نے اس کو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر کی روایت سے ان کے والد سے نقل کیا ہے اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ موت کو جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ ہم نے اس کو کتاب البعث والنشور میں نقل کیا ہے۔

٣٤٧ ہمیں خبر دی ابو محمد حسن بن علی بن مؤمل نے ان کو ابو عثمان عمرو بن عبداللہ بصری نے ان کو ابو احمد محمد بن عبدالوہاب نے ان کو یعلیٰ بن عبید نے ان کو اعمش نے اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابو الولید نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو عثمان بن ابی شیبہ نے ان کو جریر نے اعمش سے اس نے ابو صالح سے انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو چکیں گے موت لائی جائے گی گویا کہ وہ چتکبرا مینڈھا ہے بغیر سینگ والا۔ پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے جنت والو کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ سب اسے گردن اٹھا کر دیکھیں گے اور سب اسے دیکھ چکیں گے۔ بولیں گے کہ ہاں یہ موت ہے۔ پھر اسے پکڑ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اے اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے کوئی موت نہیں اے جہنم والو تم نے ہمیشہ رہنا ہے کوئی موت نہیں ہے۔

---

(٣٤٥) اخرجہ البخاری (١/١١٩) و (٤٧٧٧) و مسلم (١/٣٩) من طریق اسماعیل بن علیۃ بہ.

(٣٤٦) اخرجہ البخاری (١١/٦٥٤٤ فتح) عن علی بن عبداللہ عن یعقوب بن ابراہیم بہ

واخرجہ مسلم (٤/٢١٨٩) من طریق عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ عن جدہ.

(٣٤٧) اخرجہ مسلم (٤/٢١٨٨) عن عثمان بن ابی شیبۃ بہ

ابو سعید کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ذکر فرمایا:

وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃ (مریم ۳۹)

اور (اے پیغمبر) ان کو حسرت (و افسوس) کے دن سے ڈراؤ جب فیصلہ ہو جائے گا اور وہ بے خبری میں ہوں گے۔

فرمایا کہ اہل دنیا غفلت میں ہیں۔

اور حدیث یعلیٰ کو مسلم نے صحیح میں عثمان ابن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۸۸:.....ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے ان کو ابو اسحٰق ابراہیم بن فراس مالکی نے ان کو علی بن عبدالعزیز نے ان کو ابو القاسم بن سلام نے ان کو ہشیم نے یحییٰ بن عبیداللہ تیمی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا غفلت کی نیند سو رہا ہو۔

۳۸۹:. ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق صاغانی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر بن ابو شیبہ سے کہا کیا آپ کو عبدالرحمٰن بن شریک نے حدیث بیان کی ہے؟ اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے ان کو محمد قصوری نے ان کو سدی نے اس نے ان کے والد سے اس کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت جیسی کوئی شے نہیں دیکھی جس کا طالب سو رہا ہے اور نہ ہی میں نے جہنم جیسی کوئی چیز دیکھی ہے جس سے دور بھاگنے والا بھی غفلت کی نیند سو رہا ہے۔ پس آپ نے اس کا اقرار کیا اور فرمایا کہ ہاں۔

اور یہی حدیث عاصم سے بھی مروی ہے۔ ان کو زر نے ان کو عبداللہ بن مسعود نے مرفوعاً بیان کی اور انہیں سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔

۳۹۰:. ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں میں نے سنا ابو بکر محمد بن عبداللہ عباس بن حمزہ کے قول سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے زبیر سے انہوں نے سنا احمد بن حنبل سے وہ کہتے تھے اللہ تو پاک ہے مخلوق کو اس چیز سے کس نے غافل کر دیا ہے۔ ان امور سے جو ان کے آگے ہیں ابھی [illegible] ہمارا ان کی امید رکھنا کافی ہے۔

۳۹۱:. ہمیں خبر دی ابو محمد عبدالرحمٰن بن علی بن عبدالرحمٰن ساوی نے ان کو احمد بن جعفر بن حمدان قطیعی نے ان کو اسحٰق حربی نے ان کو حلیم بن عمار نے ان کو ان کے باپ نے ان کو معقل بن عبید نے ان کو زہری نے ان کو یزید بن سعد نے وہ کہتے ہیں قیامت کے دن جہنم کو چار پکاریں لگیں گی جلانے والے آگ بجھانے والے تک جلا دے ہاتھ آگ ختم ہو جائے آگ کھا جا گرانے والی آگ [illegible]۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم نے کتاب البعث والنشور میں جنت اور جہنم کی صفت کے بارے میں کتاب و سنت میں سے وہ ارشاد میں سے جو کچھ ذکر کر دیا ہے اسی پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔

اس بات کا بیان کہ جب اہل جہنم کے چمڑے جل جائیں گے دوسرے بدل دیئے جائیں گے

اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کے بارے میں جس کی توضیح کی معرفت ضروری ہے وہ مندرجہ ذیل ہے

کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب (النساء ۵۶)

---

(۳۸۸) ... اخرجہ الترمذی (۲۶۰۱) من طریق یحییٰ بن عبیداللہ ... وقال الترمذی.

ھذا حدیث انما نعرفہ من حدیث یحییٰ بن عبیداللہ ویحییٰ بن عبیداللہ ضعیف عند اکثر اھل الحدیث تکلم فیہ شعبۃ

ویحییٰ بن عبیداللہ ھو ابن موھب وھو مدنی

جب بھی ان جہنم کے چمڑے جل جائیں گے ہم ان کے چمڑے بدل دیں گے تاکہ (زیادہ سے زیادہ) عذاب چکھتے رہیں۔

۳۴۲: ہمیں اس کی خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ان کو ابوعمر زاہد نے ان کو ثعلب نے ان کو سلمہ نے ان کو فراء (نحوی) نے کہ عربی محاورے میں یوں کہا جاتا ہے:

ابدلت الخاتم بالحلقة

میں نے انگوٹھی کو کڑے سے یعنی رنگ سے بدل دیا ہے۔

یہ اس وقت کہتے ہیں جب اسے گھما کر انگوٹھی کی بجائے حلقہ بنالیں۔ (اس محاورے میں ابدلت ہے اس سے یعنی باب افعال سے۔) جبکہ دوسرا محاورہ یوں ہے:

بدلت الحلقة خاتما

میں نے چھلے کو انگوٹھی سے تبدیل کردیا ہے۔

یہ اس وقت کہتے ہیں جب آپ رنگ اور چھلے کو پگھلا کر انگوٹھی بنالیں۔ یہ فراء نحوی کی تحقیق تھی۔ اس دوسرے محاورے میں بدلت تبدیل سے یعنی باب تفعیل سے ہے۔

اور ثعلب نے کہا کہ بدلت کی یعنی تبدیل کی حقیقت یہ ہے کہ جس وقت آپ کسی شے کی شکل وصورت دوسری شکل وصورت سے تغیر کرلیں اور بدل دیں جبکہ اس کی اصل جوہر بعینہ رہے۔ اور ابدلت کی یعنی ابدال کی حقیقت یہ ہے کہ جب آپ کسی جوہر کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا جوہر کردیں۔ ابوعمر نے کہا کہ میں نے یہ کلام محمد بن یزید مبرد (نحوی) پر پیش کیا۔ انہوں نے اس کی تحسین کی اور مجھ سے کہا کہ اس میں ایک دوسرا فاصلہ باقی رہ گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اللہ آپ کو عزت دے۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ عربوں نے ایک بدلت کو بمعنی ابدلت کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسی معنی میں ہے:

فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات (الفرقان ۷۰)

پس وہی لوگ ہیں اللہ نے جن کی سیئات کو حسنات سے بدل دیا ہے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیئات کا ازالہ کرکے اور ہٹا کر کے ان کی جگہ حسنات کو کردیا ہے۔

بہرحال احمد بن یحییٰ یعنی ثعلب نے جو ذکر کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی میں ہے۔

كلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غيرها (النساء ۵۶)

جب بھی ان کے چمڑے گل جائیں گے ہم ان کے چمڑے دوسرے چمڑوں سے تبدیل کردیں گے۔

مبرد نے کہا یہ تو اصل جوہر میں ہے اور ان کی تبدیلی ان کی شکل وصورت دوسری میں ہوتا ہے اس لئے کہ جلد تروتازہ تھی وہ عذاب کے ساتھ سیاہ ہوگئی۔ لہٰذا ان کے چمڑوں کی پہلی صورت واپس لوٹا دی جائے گی جب بھی یہ صورت جلے گی۔ اور اصل تو ایک رہے گا اور شکلیں مختلف ہوں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب البعث میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ جہنمیوں کو آگ ہر دن ستر ہزار مرتبہ کھائے گی۔ جب بھی آگ انہیں کھالے گی ان سے کہا جائے گا کہ لوٹ آؤ پس وہ لوٹ آئیں گے جیسے کہ پہلے تھے۔

قیامت کے دن جہنم میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی ۔ اور جلد ستر ہاتھ موٹی ہوگی

٣٩٣: ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حسین بن حامد قاضی نے ان کو حامد بن شعیب نے ان کو سریج بن یونس نے ان کو حمید بن عبدالرحمن نے ان کو حسن بن صالح نے ان کو ہارون بن سعد نے ان کو حازم نے ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جہنم میں کافر کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کے سفر کے برابر ہوگی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں سریج بن یونس سے روایت کیا ہے۔

اور ہم نے کتاب البعث میں مقدام سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ

کافر آگ کے لئے بڑا ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی جلد چالیس ہاتھ ہو جائے گی اور اس کی داڑھوں میں سے ایک داڑھ یا دانتوں میں سے ایک دانت احد پہاڑ کے برابر ہو جائے گی۔

اور ہم نے اس کے سوا روایت کی ہے جو شخص جس کے علم کو پسند کرتا ہے اس کی طرف رجوع کرے۔

قیامت میں کافر کی زبان دو فرسنگ لٹک جائے گی

٣٩٤: ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے بطور املاء کے ان کو ابومحمد بن ابراہیم مربع حافظ نے بغداد میں ان کو یحییٰ بن حسن نے ان کو مروان بن معاویہ فزاری نے ان کو فضل بن یزید ثمالی نے ان کو ابوالمخارق نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر قیامت کے دن اپنی زبان کو دو فرسخ تک کھینچے گا اور لوگ اس کو روندتے جائیں گے۔

---

(٣٩٣) أخرجه مسلم (٢١٨٩/٤) عن سريج بن يونس به

وانظر البعث والنشور رقم (٥٤٥)

(٣٩٤) أخرجه أحمد (٩٢/٢) والترمذي (٢٥٨٠) من طريق الفضل بن يزيد الثمالي به

وقال الترمذي: هذا حديث غريب إنما نعرفه من هذا الوجه

والفضل بن يزيد هو كوفي قد روى عنه غير واحد من الأئمة وأبو المخارق ليس بمعروف

وقال ابن حجر في التقريب (٢/٤٥٥) أبو المخارق المحاربي وقيل فيه أبو المخارق مقبول من الرابعة

(١) من آخر المطبوعة ما نصه

"آخر الجزء الخامس، يتلوه في الذي يليه إن شاء الله تعالى فصل في عذاب القبر."

الجزء السادس من كتاب الجامع لشعب الإيمان

تصنيف الإمام الحافظ شيخ السنة أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي رحمه الله

بسم الله الرحمن الرحيم

أخبرنا الحافظ الثقة بهاء الدين أبو محمد القاسم بن الإمام الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن الشافعي الدمشقي أيده الله قراءة عليه ونحن نسمع في ربيع الأول سنة قال: أنبأنا الشيخان أبو عبدالله محمد بن الفضل الفراوي، وأبو القاسم زاهر بن طاهر الشحامي

وأخبرنا أبي رحمه الله وأبو الحسن علي بن سليمان المرادي قالا: أنا أبو القاسم الشحامي قالا: أنا شيخ السنة الحافظ أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي رحمه الله.

فصل :..... عذاب قبر کی بحث

آخرت میں ہر ایک کو عذاب ہوگا خواہ وہ کافر ہو یا مومن (ہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو عذاب نہیں ہوگا)۔
کس کو عذاب ہوگا؟ اور کس کو نہیں ہوگا؟ اس میں فرق اور تمیز اس وقت ہوگی:

- .....جب فرشتے اس کی روح کو قبض کرنے کے لئے اس پر اتریں گے۔
- .....اور قبض کرنے کی حالت میں۔
- .....اور اس مقام اور جگہ میں جس کی طرف اس کی روح لے جائی جاتی ہے یا جہاں جا کر رہتی ہے۔
- .....اور دفن کے بعد۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۱) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ (فصلت ۳۰)

اہل ایمان واہل استقامت سے بوقت موت فرشتوں کی بشارت اور تسلی

تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے۔ ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں ہے جو جی چاہے تمہارا اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو۔ مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

مجاہد کا قول:

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ (مذکورہ بات ہوگی) موت کے وقت۔

کفار کو روح قبض کرتے وقت فرشتے مارتے ہیں اور آگ کے عذاب کی دھمکی دیتے ہیں

(۲) .....اور کفار کے بارے میں فرمایا۔

ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم وذوقوا عذاب الحریق (انفال ۵۰)

اگر تو دیکھے جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے
اور یہ کہتے ہیں چکھو عذاب جلنے کا۔

یعنی یہ بات فرشتے جہنمیوں سے کریں گے۔ یہ ان کے لئے توبیخ ہے اور کنایہ ہے (اس طرح ان کے لئے رسوائی ہے کہ) وہ جلنے والے عذاب کے لئے لے جائے جا رہے ہیں۔

ظالموں کی موت کے وقت فرشتے آگے ہاتھ بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی جان خود نکالو

(۳) .....نیز یہ بھی ارشاد ہے۔

ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیھم (الانعام ۹۳ الآیۃ)

اگر تو دیکھے جس وقت ظالموں کو موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا

عذاب اس واسطے کیا جاتا تھا کہ وہ اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔

یہ آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار پر ان کے روح کھینچنے اور ان کے نفس کو نکالنے کے وقت ان پر سختی کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ ذلت اور شدید عذاب کے لئے جا رہے ہیں اور ایسے ہی مومنوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا جاتا ہے اور ان کو بشارت دی جاتی ہے کہ وہ امن اور دائمی نعمتوں پر آئے ہیں۔

دنیاوی اور اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط کرتا ہے

(۴) ۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحيوة الدنيا وفي الآخرة ويضل الله الظالمين

ويفعل الله ما يشاء　　(ابراہیم ۲۷)

مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے۔

● ۔ ہم نے حضرت براء بن عازب سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت مومن کے بارے میں ہے جب قبر میں اس سے سوال ہوگا۔

● ۔ اور اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔

● ۔ اور اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں بھی آیا ہے۔

(۵) ... اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار يعرضون عليها غدوا وعشيا ويوم تقوم الساعة

ادخلوا آل فرعون اشد العذاب (غافر ۴۵)

اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب۔ وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح و شام اور جس دن قائم ہوگی قیامت۔ حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ يعرضون عليها غدوا وعشيا صبح و شام ان کو عذاب دکھلاتے ہیں۔ یعنی جب تک دنیا قائم ہے۔

اور حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ان سے کہا جاتا ہے اے آل فرعون۔ یہ ہیں تمہارے ٹھکانے بیان کرنا ہے ذلت کے طور پر ناراضگی اور غصے سے کہا جاتا ہے۔

(۶) اور اللہ تعالیٰ منافقوں کے بارے میں فرماتے ہیں

سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظيم　　(توبہ)

ان کو ہم عذاب دیں گے دو بار پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں ایک عذاب پہلا قبر میں ہوگا اور دوسرا عذاب جہنم میں

(۷) ... اور جو شخص اللہ کے ذکر (یعنی قرآن) سے اعراض کرے گا اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

ومن اعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكا ونحشره يوم القيامة اعمى　　(طٰہٰ ۱۲۴)

● ۔۔۔۔۔ اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ آگاہ کرتا ہوں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔

● ۔۔۔۔۔ اور ہم نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں فتنے میں مبتلا ہو گے فتنہ دجال کے قریب۔

● ۔۔۔۔۔ اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخبار کثیرہ میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے اور قبر کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

● ۔۔۔۔۔ اور ہم نے نافع سے، انہوں نے صفیہ زوجہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک قبر کا گھٹنا اور تنگ ہونا ہوتا ہے، اگر اس سے کوئی نجات پاسکتا تو حضرت سعد بن معاذ ضرور نجات پا جاتے۔

● ۔۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن اسحٰق نے، ان کو ہاشم بن قاسم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعد بن ابراہیم نے، ان کو نافع نے، پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔

● ۔۔۔۔۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک اور حدیث میں روایت کی ہے (کہ عذاب قبر اس لئے ہوا کہ) وہ صاحب قبر کوتاہی کرتا تھا بعض دفعہ پیشاب سے طہارت کرنے میں۔

نفس اور روح ایک شے ہے

مومن اور کافر کی روح کو قبض کرنے کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان کے سیاق میں اس بات کی دلالت ہے (عرب اہل زبان) روح کو نفس کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ نفس اور روح شے واحد ہے اور الفاظ دو ہیں اور مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات کے لئے جسم شرط نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ بکھرے ہوئے یا بعض اجزاء میں حیات کا اعادہ کرنے پر پوری طرح قادر ہے اور بکھرے ہوئے اجزاء میں سے ان بعض اجزاء کو عذاب دینے پر بھی قادر ہے، جن کو چاہے اور جس وقت چاہے۔ ہمارے ذمے صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور تسلیم کرنا ہے ہر اس بات کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر پر رک کر روتے تھے، حتیٰ کہ داڑھی تر ہو جاتی

۳۹۷ ۔۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ابو نصر قتادہ نے، ان کو ابو محمد عبداللہ بن احمد بن سعد حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، ان کو علی بن عبداللہ مدینی نے، ان کو ہشام بن یوسف نے، ان کو عبداللہ بن بحیر القاص نے، ان کو ہانی مولیٰ عثمان نے فرمایا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر رک جاتے تو رو پڑتے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ جنت اور جہنم کا ذکر کر کے اتنا نہیں روتے مگر قبر کے ذکر سے روتے ہیں، کیوں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں سے نجات ہو گئی تو اس کا مابعد زیادہ آسان ہوگا اور قبر سے نجات نہ ہوئی تو اس کا مابعد اس سے زیادہ سخت ہوگا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے جو بھی منظر دیکھا ہو قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا منظر ہے۔

(۳۹۷) ۔۔۔۔۔ أخرجه المصنف بنفس الإسناد في إثبات عذاب القبر (۲۳۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کی قبروں سے عذاب کی آوازیں سننا

۳۹۸: ــــ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن غضائری نے اور ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر احمد بن سلمان بن حسن نجاد نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو شعبہ بن عون بن ابی جحیفہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت براء بن عازب نے، ان کو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے اس وقت نکلے جب سورج غروب ہو چکا تھا (اور آوازیں سنائی دیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یہودیوں کی آوازیں ہیں اور وہ اپنی قبروں میں عذاب دیے جا رہے ہیں۔

بخاری اور مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کئی طریقوں سے شعبہ بن حجاج سے۔

سورۃ تکاثر کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر کو عذاب قبر کا یقین ہو گیا

۳۹۹: ــــ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن یحییٰ حلوانی نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، انکو حکام نے، ان کو عمرو بن ابوقیس نے، ان کو حجاج بن ارطاۃ نے منہال بن عمرو سے، انہوں نے زر سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ ہم عذاب قبر کے بارے میں ہمیشہ شک میں رہے تھے، یہاں تک کہ یہ سورۃ نازل ہوئی۔

الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر (التکاثر ۱،۲)

مال کی کثرت کی طلب نے تمہیں غافل کیے رکھا، یہاں تک کہ تم قبروں سے جا ملے۔

حسن بن عبدالاول نے حکام بن سلیم سے اس کا تابع بیان کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا روزانہ دوبار اعلان

۴۰۰: ــــ ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابومنصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ہشیم نے، ان کو یعلیٰ بن عطاء نے، ان کو میمون بن میسرہ نے، اس نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روزانہ صبح و شام دو مرتبہ چیختے تھے اور اعلان کرتے تھے صبح جب رو تے تو یہ کہتے کہ رات جا چکی ہے اور دن آ چکا ہے اور آل فرعون جہنم پر پیش کر دیے گئے ہیں جو بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آواز سنتا

---

(۳۹۸) ــــ اخرجہ المصنف فی إثبات عذاب القبر (۹۸) عن أبی عبداللہ الحافظ وأبوزکریا بن أبی إسحاق و أبوعبداللہ محمد بن أبی طاھر الدقاق کلھم عن أبی بکر احمد بن سلمان النجاد وباقی الإسناد سواء و الحدیث فی البخاری برقم (۱۳۷۵ فتح) و مسلم برقم ۲۸۶۹

(۳۹۹) ــــ أخرجہ الترمذی (۳۳۵۵) عن أبی کریب عن حکام بن سلم. بہ وقال الترمذی: قال أبو کریب عن حکام بن أسلم بہ. وقال الترمذی: قال أبو کریب مرۃ عن عمرو بن أبی قیس. ھو رازی وعمرو بن قیس الملائی کوفی عن أبی لیلی عن المنھال بن عمرو وقال الترمذی: ھذا حدیث غریب

تنبیہ: فی الترمذی المطبوعۃ (أسلم) بدلاً من (سلم) وھو خطأ

والحدیث أخرجہ ابن أبی حاتم کما فی ابن کثیر (۸/۴۹۳) من طریق محمد بن سعید الأصبھانی عن حکام بن سلم الرازی. بہ.

والحدیث فی إثبات عذاب القبر للمصنف برقم (۲۲۸)

(۴۰۰) ــــ الحدیث بنفس الإسناد فی إثبات عذاب القبر (۹۲) (تنبیہ فی إثبات عذاب القبر (میمون بن میسرۃ) بدلاً من (میمون بن أبی میسرۃ)

جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا۔ اور جب وقت شام ہوتی تو پھر اعلان کرتے دن جاچکا ہے اور رات آگئی ہے۔ آل فرعون جہنم پر پیش کردیے گئے ہیں۔ اب جو بھی ان کی آواز سنتا وہ جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا۔

۴۰۱... ہمیں خبر دی ابوالقاسم حسن بن محمد بن حبیب نے اپنی اصل کتاب سے ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے۔ ان کو حمدان بن محمد بن عیسیٰ مروزی نے۔ ان کو محمد بن مظفر نے۔ ان کو منصور بن عمار نے ان کو معقل بن زیاد نے۔ ان کو اوزاعی نے ان کو بلال بن سعد نے۔ انہوں نے فرمایا کہ قبر بولتی ہے اور کہتی ہے اور پکارتی ہے، میں مسافرت کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں، میں وحشت و تنہائی کا گھر ہوں، میں آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوں۔ یا میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوں اور فرمایا کہ جہنم کو قیامت میں آواز دی جائے گی اے آگ بھون دے۔ اے آگ جلا دے۔ اے آگ نہ جا بلکہ قتل نہ کر۔

اور فرمایا کہ مومن جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے نیچے سے زمین اس سے کلام کرتی ہے اور کہتی ہے۔

اللہ کی قسم میں اس وقت تجھ سے محبت کرتی تھی جب تو میری پشت پر رہتا تھا۔ پس کیا حال ہوگا تیرا جبکہ آج میرے پیٹ میں آچکا ہے۔ پس آج جب میں تیری مالک بنی ہوں تو بہت جلدی جان لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ چنانچہ اس کے لئے وہیں سے اس کی حد نگاہ تک فراخ ہوجاتی ہے۔

اور جب کافر قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اسے کہتی ہے:

اللہ کی قسم جب تو میری پشت پر رہتا تھا تو اس وقت مجھے مبغوض تھا۔ مجھے بہت برا لگتا تھا۔ حالانکہ تو میری پشت پر چلتا تھا۔ اب جبکہ میں تیری مالک بنادی گئی ہوں تو بہت جلدی جان لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ چنانچہ وہ اسے بھینچ دیتی ہے اور دبائی ہے جس سے اس کی دائیں پسلیاں بائیں طرف ہوجاتی ہیں اور بائیں پسلیاں دائیں طرف آجاتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو عذاب قبر سے بچائے۔ (مترجم)

موت کے وقت ملک الموت مومن کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں

۴۰۲... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے۔ ان کو ابوالطیب محمد بن احمد کرابیسی نے۔ ان کو ابویحییٰ بزاز نے ان کو محمد بن عبدالرحمٰن نے۔ ان کو عبدالصمد بن حسان نے۔ ان کو سفیان نے ابوالحکم یزید بن ابی زیاد نے۔ ان کو محمد بن کعب قرظی نے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب مومن کی زندگی ختم ہوجاتی ہے اور پوری ہوجاتی ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتا ہے اور کہتا ہے تجھ پر سلام ہو اے اللہ کے ولی، بے شک اللہ تعالیٰ تجھ پر سلامتی بھیجتا ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر قرظی نے اس آیت کو پڑھا:

الذین تتوفاهم الملائکة طیبین یقولون سلام علیکم ادخلوا الجنة بما کنتم تعملون (النحل ۳۲)

جن کی جان قبض کرتے ہیں فرشتے اور وہ حسین و پاکیزہ ہیں۔ کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہو تم پر،

جاؤ تم بہشت میں یہ بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کے وقت مومن کو ملک الموت سلام کہتا ہے

۴۰۳... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ ان کو علی بن عیسیٰ نے۔ ان کو ابویحییٰ خفاف نے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا محمد جان عابد سے

کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب ہے؟

تحیتھم یوم یلقونہ سلام (الاحزاب ۴۴)

دعا ان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے۔

ہم نے حدیث نقل کی ہے احمد بن مالک سے، انہوں نے براء بن عازب سے سے فرمایا کہ جس دن ملک الموت سے ملیں گے، جس مومن کی روح کو وہ قبض کرتا ہے اس پر سلام کہتا ہے۔

اس کے علاوہ اس کے بارے میں اور بھی روایات ہیں اور وہ کتاب البعث میں مذکور ہیں۔

باب نمبر۱۰

ایمان کا دسواں شعبہ

"اللہ کی محبت"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونہم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ (البقرہ،۱۶۵)

کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو اللہ کے سوا کئی کو شریک بناتے ہیں وہ ان سے محبت کرتے ہیں اللہ کے ساتھ محبت جیسی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ بہت سخت محبت کرتے اللہ کے ساتھ۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے ساتھ محبت کرنا ایمان میں سے ہے۔ اس لئے کہ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید ترین محبت کرتے ہیں یہ قول اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان اللہ سے محبت کرنے پر تحریک دیتا ہے اور اللہ کی محبت کی طرف دعوت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۲) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران،۳۱)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میری اتباع کرو (میرے پیچھے پیچھے چلو) تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرما دی ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کے اسباب و موجبات میں سے ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ایمان ہے تو پھر یہ ضروری ہے کہ اللہ کی محبت جو اتباع رسول کا تقاضا کرتی ہے وہ بھی ایمان ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں:

(۳) قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموہا وتجارۃ تخشون کسادہا ومساکن ترضونہا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایہدی القوم الفاسقین۔ (التوبہ،۲۴)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے اگر تمہارے ماں باپ تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں تمہارے کنبے قبیلے تمہارے مال جنہیں تم نے کمایا ہے اور تمہاری تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔ اور تمہارے پسندیدہ گھر تمہیں بہت محبوب اور پیارے ہیں اللہ سے بھی اور اس کے رسول سے بھی اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھی تو پھر تم انتظار کرو اس وقت کے جب اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے گا اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ یہ واضح کر دیا ہے کہ اللہ کی محبت اور اللہ کے رسول کی محبت اور جہاد فی سبیل اللہ فرض ہیں۔ اور یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسری شئی ہم مومنوں کے نزدیک اللہ سے زیادہ محبوب ہو۔

۴۰۳ ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن ولید بن فرید بیروتی نے ان کو ان کے باپ نے انہوں نے سنا اوزاعی سے ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن کثیر نے ان کو ہلال بن ابی میمونہ نے ان کو عطاء بن یسار نے ان کو معاویہ بن حکم سلمی نے وہ

کہ یہاں سے مستثنیٰ ہے۔

سا تواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ مذکورہ تمام معانی کا اس کے دل میں پیدا ہونا اور جگہ پکڑنا اسے اس بات پر اکسائے کہ یا اللہ کے ذکر پر مداومت اور تعلق کرے اس کی احسن طریقے پر جو اس کی قدرت میں ہو اپنی مجلس میں ہو سکے۔

آٹھواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ اللہ کے فرائض کو ادا کرنے میں حرص کرے خوب حسب استطاعت نفل عبادات و خیرات کے ذریعے اللہ قرب حاصل کرنے کے لئے بھی حرص کرے

نواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ دوسرے بندے سے (اپنے سوا) اللہ کی تعریف سنے اور اس بات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب سمجھے۔

اور اللہ کی راہ میں خفیہ اور ظاہر جہاد (جہاد) کرے ان چیزوں سے جو غافل کرنے والی ہیں اللہ سے محبت کرے اس شخص سے بھی جو اللہ سے محبت کرتا ہے۔

دسواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ اگر کسی سے بھی اللہ کا ذکر (تذکرہ) سنے تو اس کی اعانت و امداد کرے ہر اس امور کے خلاف جو اس کی راہ میں خلل اور رکاوٹ بنیں یا محسوس کرے اور سمجھے اس سے محکمت اور مکرر ہوتا اس کی راہ سے خفیہ یا خود پر جدا ہو جائے اس سے اور دور ہو جائے اس سے جب یہ مذکورہ معانی اور مقاصد کسی ایک دل میں جمع ہو جائیں۔ تو ان امور کا اکٹھا ہونا وہ چیز ہے۔ جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور جس کو اللہ کی محبت کا نام دیا جاتا ہے۔ (پھر اگر کوئی سوال کرے کہ یہ دس محبت کے مفہوم قرآن حدیث میں کہاں مذکور ہیں تو جواب یہ ہے کہ) اگر چہ یہ مجموعہ یہ معانی کسی ایک مقام پر تو مذکور نہیں ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرق طور پر مروی آئے ہیں۔ اور نبی کریم کے سوا (باقی) اہل علم سے کثرت سے مذکور ہیں۔)

۴۰۸۔۔۔ ہمیں خبر دی ابو محمد جعفر بن محمد بن حسن ابہری صوفی نے ہمدان میں ان کو ابو الحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن بن شاذان صوفی نے ان کو احمد بن حسن بن عبد الجبار نے ان کو یحییٰ بن معین نے ان کو ہشام بن یوسف نے ان کو عبد اللہ بن سلیمان نوفلی نے ان کو محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ تم اللہ سے محبت کرو اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں کا (رزق دیتا ہے) اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کے لئے اور میرے گھر والوں سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔

شیخ حلیمی کا قول:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔ یہ حدیث احتمال رکھتی ہے کہ تمام نعمتوں کے لئے عام ہو اور اس حدیث میں مذکور لفظ غذا سے مراد کھانا پینا اور پہنچنے کی چیز کا نام ہو اور یہ بھی مراد ہو۔ اور ان کے علاوہ ذہنی و عقلی وہ ہدایت ملنا۔ اور اس معرفت کے اسباب میسر ہونا اور عقل دینا اس کا صحیح و سالم

(۴۰۸)۔۔۔ أخرجه الترمذي (۳۷۸۹) والحاكم (۳/ ۱۵۰) والطبراني (۱۰/ ۳۴۲) من طريق يحيى بن معين به.

وقال الترمذي حسن غريب إنما نعرفه من هذا الوجه وصححه الحاكم ووافقه الذهبي

۴۱۲ ... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو حریز بن عثمان نے ان کو بلال بن ابی الدرداء نے اپنے والد سے انہوں نے کہا۔ حبک الشیء یعمی ویصم۔ تیرا کسی شے سے محبت کرنا اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ (یعنی محبت کسی بھی شے کی ہو اندھا کر دیتی ہے۔)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس روایت کو سعید بن ایوب نے محمد بن مسلم دمشقی سے انہوں نے بلال بن ابی الدرداء سے انہوں نے اپنے والد سے موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ تاریخ بخاری میں ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ان روایات سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ ان امور کو جن کا اللہ تعالیٰ اس پر فیصلہ فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں چاہے خلاف طبع ہوں برائی نہیں سمجھتا۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادات کے وظیفے کو بوجھ سمجھتا ہے اور نہ ہی ان تکالیف کو بوجھ سمجھتا ہے جو اس پر لازم ہیں جیسے وہ انسان جو انسان کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ محبوب سے کچھ نہیں دیکھتا مگر جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے حتیٰ کہ اس کے عیب کی یہ بات اور برا محبوب لگتی ہے اور اس کی پسند میں اضافہ کرتی ہے اور محبوب کے بارے میں خبر دینے والوں کو سچا نہیں مانتا مگر صرف اسی بات میں جس میں اس کی محبت میں غلو ہو یا جو بات اس کی محبت میں اسے تیز کر دے۔

۴۱۳ ... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو علی حسین بن صفوان نے ان کو عبداللہ بن محمد بن ابو الدنیا نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو ہشام بن عبیداللہ نے ان کو ابن المبارک نے ان کو عبدالحمید بن عبداللہ بن ابراہیم قرشی نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے کہا کہ جب عباس بن عبدالمطلب پر موت آئی تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا اے عبداللہ میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے محبت کرنا اور اللہ کی اطاعت سے محبت کرنا اور اللہ سے ڈرتے رہنا اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈرنا جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تم موت کو ناپسند نہیں کرو گے جب بھی آ جائے اور میں تیری وصیت اللہ کو کرتا ہوں (یعنی تجھے اللہ کی امان میں دیتا ہوں) اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کیا اور کہا لا الہ الا اللہ۔ پھر نظر اوپر کو اٹھائی اور فوت ہو گئے۔

۴۱۴ ... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو خضر بن ابان نے ان کو سیار نے ان کو جعفر نے ان کو مالک بن دینار نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنی دعا میں یہ کہتے تھے۔

اللھم اجعل حبک احب الی من سمعی و بصری و من الماء البارد

اے اللہ تو اپنی محبت کو میرے لیے میرے کانوں اور آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب بنا دے اور ٹھنڈے پانی سے بھی۔

۴۱۵ ... مذکورہ اسناد کے ساتھ جعفر نے فرمایا کہ میں نے مالک بن دینار سے سنا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی طرف وحی کی کہ میں تمہارا ہر قول قبول نہیں کرتا ہوں لیکن میں تمہاری فکر اور تمہاری سوچ کو قبول کروں گا جس شخص کی سوچ اور فکر جس کا ہم وغم میری محبت کے دائرے میں ہو گا اس کا چپ رہنا بھی میرے نزدیک تسبیح و تقدیس ہو گا اگرچہ وہ زبان سے خاموش ہو گا۔

۴۱۶ ... ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے ان کو خبر دی حسن بن رشیق نے بطور اجازت کے ان کو حدیث بیان کی علی بن یعقوب بن سوید وراق نے ان کو محمد بن ابراہیم بغدادی نے ان کو محمد بن سعید خوارزمی نے انہوں نے کہا کہ میں نے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا (جب کہ) ان سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ آپ اسی چیز کو محبوب رکھیں جس چیز کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور آپ اس چیز کو برا سمجھیں جس چیز کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور ہر خیر اور ہر شغل اللہ کے واسطے کریں۔ اور ہر کام

عبداللہ بن ابو شیخ نے کہتے ہیں اہل بصرہ میں سے ایک آدمی تھا جسے شمعون کہا جاتا تھا وہ کھڑے کھڑے عبادت کرتا رہا حتی کہ بیٹھ گیا (یعنی قیام کے قابل نہ رہا) پھر بیٹھ کر عبادت کرتا رہا حتی کہ لیٹ گیا (یعنی بیٹھنے کا قابل جب نہ رہا) پھر لیٹے لیٹے عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ قریب ہو گیا (یعنی) جب سخت مشقتوں میں پڑ گیا ۔ مجھے کہ قابل بھی نہ رہا لیٹنا بھی مشکل ہو گیا تو کہا کہ مجھے اٹھا کر بیٹھا دو (بیٹھ کر) اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا:

سبحانک عجبا للخليقة كيف انست باحد سواك

مخلوق پر حیران ہوں کہ تیرے سوا کسی ایک کے ساتھ کیسے انس و محبت کرتی ہے۔

۴۲۶... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان حناط نے ان کو احمد بن ابی الحواری نے انہوں نے سنا ابو حذیفہ حبیب بن ابی حافظ لیثی سے انہوں نے کہا کہ راہبوں میں سے ایک راہب نے کہا تھا کہ جب اللہ کی محبت دل میں جگہ بنا لیتی ہے تو انسان اہل و عیال و اولاد کو بھول جاتا ہے۔

اور حافظ لیثی کہتے ہیں کہ ہمیں بات بتائی احمد نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقام مقصد کے گرجے میں ایک راہب سے سنا وہ حسن بن شوذب سے کہہ رہے تھے۔ کہ اللہ سے محبت کرنے والا محبت کرنے والا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس سے محبت کرے پوری پوری چنانچہ حسن بن شوذب کی چیخ نکل گئی۔

حافظ لیثی کہتے ہیں کہ مجھے بات بتائی احمد نے انہوں نے کہا میں نے سنا ابو سلیمان سے کہتے تھے۔ کہ اللہ کی محبت تیرے دل میں اللہ کے لئے عمل کو خود ابھار دے گی بغیر عمل کے، تجھے اس کی طرف مجبور کرے گی۔

۴۲۷... ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے ان کو ابو عمرو بن سماک نے ان کو جعفر بن محمد رازی نے ابو یحییٰ نے ان کو محمد بن عبد العزیز بن غزوان مروزی نے یحییٰ ابن رزمہ نے ان کو ابراہیم نے محمد بن اسماعیل کوفی نے حبیب بن ابو العالیہ سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هل جزاء الاحسان الا الاحسان [الرحمٰن ۶۰]

مطلب ہے کہ جس پر میں نے توحید کا انعام کیا اس کی جزا جنت ہی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کے ساتھ ابراہیم بن محمد کوفی اکیلا ہے اس میں دو اور بھی ہے اور وہ منکر بھی ہے۔

۴۲۸... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو الحسن محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے ان کو فضل بن عبداللہ یشکری نے انہوں نے سنا فیض بن اسحاق سے کہتے ہیں انہوں نے کہا فضیل بن عیاض نے تصنیفوں میں ہے ایک فلسفی نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ میں فقط جنت کی تاریخ میں اپنے رب کی عبادت کروں تو میری مثال اس برے مزدور کی سی ہو جائے گی کہ جس کو مزدوری دی جائے تو کام کرے ورنہ اگر نہ دی جائے تو کام بھی نہ کرے لیکن اس کی محبت مجھ سے وہ کچھ کروا سکتی ہے جو اور کوئی چیز نہیں کروا سکتی۔

۴۲۹... ہمیں حدیث بیان کی ابو سعد احمد بن محمد مالینی نے ان کو ابو الفضل عبداللہ بن عبد الرحمن زہری نے ان کو ابو عمر رقی نے ان کو محمد بن محمد بن مہدی نے کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا جسے میں پوری طرح محفوظ نہیں کر سکا کہتے تھے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری عبادت تیری جہنم کے خوف سے کرتا ہوں تو مجھے جہنم میں عذاب دے کر جلا اور اگر آپ جانتے ہیں کہ تیری عبادت تیری جنت کے ساتھ میری محبت اور اس کے شوق کے لئے ہے تو مجھے جنت سے محروم کر دیجیو۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ میں تیری عبادت میری طرف سے تیری محبت اور تیرے وجہ کریم کی زیارت اور دیدار کے شوق میں ہے تو اسے ایک بار میرے لئے جو تو اور مکمل بنا دے اس کے بعد جو تو چاہے سو کرنا۔

(۴۲۸) ... اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۸۴) عن یوسف بن ... نیہ.

یا حبیب القلوب انت حبیبی

لم تزل انت منیتی وسروری

اے سارے دلوں کے محبوب تو ہی میرا محبوب ہے۔ تو ہی ہمیشہ میری آرزوؤں کا اور خوشیوں کا مرکز رہے گا۔

ولہان مجنون کی محبت الٰہی کی پکار

۴۴۲:...... ہمیں خبر دی محمد بن حسین نے کہتے ہیں انہوں نے سنا محمد بن عبداللہ بن شاذان سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سنا یوسف بن حسین سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا تھا ذوالنون مصری سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اسی اثنا میں میں نے۔ ولہان مجنون (دیوانہ) کو دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے (اے اللہ) تیری محبت نے مجھے قتل کر دیا ہے اور تیرے شوق نے مجھے تلف کر دیا ہے۔ اور تیرے ساتھ وصل نے مجھے بیمار کر دیا ہے۔ ملعون ہو جائیں وہ دل جو تیرے سوا کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اور گم ہو جائیں وہ خیال جو تیرے ماسوا کے ساتھ انس پکڑتے ہیں۔

مشہور عابد ذوالنون مصری کا قول:

۴۴۳:...... ہمیں خبر دی ابوسعد شعیبی نے ان کو ابوعلی حسین بن محمد زبیری نے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو محمد حسن بن محمد بن نصر رازی سے شہر بلخ میں انہوں نے یوسف بن حسین سے۔ انہوں نے سنا ذوالنون مصری سے کہتے تھے۔ کہ

اللہ کے ساتھ انس ومحبت بلند ہونے والا نور اور روشنی ہے۔ اور انسانوں کے ساتھ انس ومحبت واقع ہونے والا غم ہے۔

۴۴۴:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوسعید علاف نے ان کو عبداللہ بن قاسم واعظ نے انہوں نے سنا ابودجانہ سے انہوں نے سنا ذوالنون بن ابراہیم سے وہ کہتے تھے۔

اللہ کے ساتھ محبت کرنا بلند ہونے والا نور ہے اور بندوں کے ساتھ محبت کرنا زہر قاتل ہے۔

محبت۔ وصل۔ شوق کی تین علامات

۴۴۵:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے ان کو ابوعثمان حناط نے کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے اللہ کے ساتھ محبت کی تین نشانیاں ہیں۔ خلوت میں لذت محسوس کرنا۔ جلوت سے وحشت ونفرت کرنا۔ وحدت کو شیریں سمجھنا۔ اور (اللہ تعالیٰ) وصل کی تین علامات ہیں۔ تمام حالات میں اللہ کے ساتھ انس ومحبت رکھنا اور تمام اعمال میں اسی کی طرف سکون پانا۔ اور تمام اشغال میں غلبہ شوق (دیدار الٰہی) میں موت کی محبت رکھنا۔ اور فرمایا کہ شوق کی تین علامات ہیں۔ راحت وسرور کے باوجود موت کی محبت۔ اور سکون وآرام کے باوجود زندگی سے نفرت ہمیشہ کا غم ہر ضرورت پوری ہونے کے باوجود۔

ریحانہ مجنونہ کے اشعار

۴۴۶:...... ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ان کو ابوزکریا عبداللہ بن احمد بن بلاذری حافظ نے ان کو محمد بن عبداللہ مقری نے ان کو ابراہیم بن جنید نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو بکار بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو صالح مری نے انہوں نے کہا کہ میں نے ریحانہ مجنونہ کو دیکھا ان کے پچھلے دامن پر لکھا ہوا تھا۔ (یعنی اللہ کی محبت کی دیوانی)

(۴۴۵)...... أخرجه أبونعيم في الحلية (۹/ ۳۳۱، ۳۳۲) من طريق سعيد بن عثمان. به

انت انسی ونیتی وسروری

قد ابی القلب ان یحب سواکا

تو ہی میری محبت ہے تو ہی میری آرزو ہے تو ہی میرا سرور ہے۔ دل تیرے سوا کسی اور سے محبت کرنے سے انکار کرتا ہے۔

یا عزیزی وہمتی واشتیاقی

طال شوقی متی یکون لقاکا

اے میرے پیارے اے میری آرزو اے میرے اشتیاق۔ میرا شوق طویل ہو گیا ہے تیری ملاقات کب ہوگی؟

لیس سؤلی من الجنان نعیم

غیر انی ارید ہا لا راکا

میرا سوال (تجھ سے) جنت کی نعمتوں کا نہیں ہے۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ میں تیرا دیدار کروں

(سامنے دیکھا تو) میوہ کی چوٹی پر لکھا ہوا تھا۔

حسب المحب من الحبیب بعلمہ

ان المحب ببابہ مطروح

عاشق کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اس کے محبوب کے علم میں ہے کہ عاشق اس کے دروازے پر پڑا ہے۔

والقلب فیہ ولی تنفس فی الدجی

بسہام لوعات الہوی مجروح

عاشق اگر چہ رات کی تاریکی میں سانس لیتا ہے مگر دل تو اس کی محبت میں گرم عشق کے تیروں سے زخمی ہے۔

علی بن سہل کی نصیحت

۱۴۴۸۔۔۔ میں نے سنا ابو عبدالرحمن سلمی سے کہتا ہے میں نے سنا ابو نصر اصفہانی سے کہتے ہیں میں نے سنا ابو جعفر صدادی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا علی بن سہل سے کہتے تھے:

اللہ کے ساتھ محبت یہ ہے کہ تجھے مخلوق سے وحشت ہو مگر صرف اللہ سے محبت کرنے والوں سے۔ بے شک اللہ سے محبت رکھنے والوں سے محبت کرنا اللہ سے محبت کرنا ہے۔

عبداللہ رازی کی نصیحت:

۱۴۴۹۔۔۔ ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے کہتے ہیں میں نے عبداللہ رازی سے کہتے تھے میں نے اسے ابو عثمان کی کتاب سے لکھا تھا۔ اس نے ذکر کیا تھا کہ یہ کلام مشاہدہ میں سے ہے۔ محبت الٰہی کی علامت۔ غافل لوگوں سے وحشت محسوس کرنا اور وحدت میں سکون محسوس کرنا۔ احباب سے نرمی کرنا ہے۔

ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ رازی سے سنا کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو عثمان سے وہ کہتے ہیں:

جب انسان کے لئے اللہ کے لئے اللہ کے ساتھ خوشی اور سرور کا مقام ٹھیک ہوجائے تو اس سے ان کے ساتھ انس کا مقام پیدا ہوتا ہے اور

جب اللہ کے ساتھ انس و محبت ٹھیک ہو جائے تو اللہ کے سوا ہر شئی سے وحشت و نفرت کرتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی باپ کو نصیحت:

۴۴۹:ـــــ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو عثمان حناط نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ اپنی بیٹی کے بارے میں بتاتے تھے کہ اس کی ہتھیلی میں تکلیف ہو گئی تھی انہوں نے اس سے اس کے بارے میں بیمار پرسی کی اور کہا کہ اے بیٹا تیری ہتھیلی اب کیسی ہے؟ اس خاتون نے کہا اے میرے ابا جان اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اس کا ثواب (یعنی تکلیف زیادہ کر کے) بڑھا دیا ہے۔ اس قدر کہ میں اس پر بھی شکر ادا نہیں کر سکتی (فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں اس کے حسن یقین سے خوش ہو گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اسی بیٹی کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک میرا چھوٹا بیٹا جس کی عمر ابھی تین سال کی تھی میرے پاس آ گیا میں نے اسے بوسہ دیا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ تو میری بیٹی بولی ابا حضور میں آپ سے اللہ کی قسم کے ساتھ پوچھتی ہوں کیا آپ اس بیٹے سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں بیٹا میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ بیٹی نے کہا میرے ابا جی یہ بات اللہ کے ہاں آپ کے لئے باعث شرم و عار ہے۔ میرے ابا جان میں تو خیال کرتی تھی کہ آپ اللہ کے ساتھ اللہ کے ماسوا کی محبت نہیں رکھتے (یعنی محبت صرف اللہ سے کرتے ہیں اور بس) میں نے اسے جواب دیا کہ بیٹا کیا تم لوگ اولاد سے محبت نہیں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ محبت تو خالق کے لئے ہوتی ہے اور اولاد کے لئے رحمت و شفقت ہوتی ہے فرماتے ہیں کہ فضیل نے (بیٹی کا جواب سن کر خفت محسوس کرتے ہوئے) اپنا سر پیٹ لیا اور کہنے لگے اے میرے پروردگار میری بیٹی نے مجھے (لاجواب) اور ذلیل کر دیا ہے اپنی محبت کے بارے میں بھی اور اپنے بھائی کی محبت کے بارے میں بھی (لہٰذا آج کے بعد) مجھے تیری عزت کی قسم ہے میں تیرے ساتھ کسی کی محبت نہیں رکھوں گا یہاں تک کہ میں تجھے ملوں (یعنی زندگی بھر) اللہ کے سوا کسی سے محبت نہیں کروں گا۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۵۱:ـــــ ہمیں خبر دی محمد بن یوسف نے ان کو احمد بن محمد بن زیاد نے ان کو علم بن عبداللہ ابو محمد خراسانی نے انہوں نے کہا کہ میں نے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے:

اللہ محبت کرنے والا کافی ہے۔ قرآن مونس و دل بہلانے والا کافی ہے، اور موت نصیحت کرنے والا واعظ کافی ہے اور خشیت الٰہی و خوف خدا کے لئے علم کافی ہے۔ اور غافل رونے کے لئے جہالت کافی ہے۔

ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۴۵۲:ـــــ میں نے سنا ابو محمد عبداللہ یوسف سے وہ کہتے تھے میں نے ابو اسحق ابراہیم بن فراس سے سنا کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن احمد خواص سے سنا وہ فرماتے تھے کہ:

فضول گوئی کے ساتھ دل کی نرمی کی توقع نہ کرنا۔ حب مال و حب جاہ و مرتبہ کے ساتھ اللہ کی محبت کی توقع نہ کرنا مخلوق کے ساتھ انس و محبت کے ساتھ اللہ کی محبت کی توقع نہ کرنا۔

مشہور عابد و زاہد ابراہیم بن ادہم کی بات:

۴۵۳:ـــــ ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے ان کو ابو عمرو بن سماک نے ان کو محمد بن علی بن بحر نے ان کو محمد بن ابراہیم برجلانی نے کہ نفیس اور

(۴۵۰)ـــــ اخرجه ابو نعیم فی الحلیة (۱۰۹/۸) من طریق إسحاق عن الفضیل

تھا اپنی اس کو ترک کرنے میں ان کے کھانے سے زیادہ ان کو لذت ملتی تھی۔

اور بشر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی تھی کہ میں نے خواہشات اور لذات اپنے کمزور بندوں کے لئے پیدا کی ہیں۔

اے داؤد آپ اپنے دل کو ان میں سے کسی شے کے ساتھ نہ لگانا (ورنہ اس پر) سب سے کم تر سزا جو میں تجھ سے کروں گا وہ یہ ہوگی کہ میں اپنی محبت کی حلاوت تیرے دل سے ختم کردوں گا۔

ابوالحواری کے بھائی کی بات:

۴۵۴: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو الحسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان حناط نے ان کو احمد بن ابوالحواری نے ان کو ان کے بھائی نے انہوں نے کہا بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے سنئے کہ ایک جزیرے میں چار سو سال تک عبادت کی اور اس کے بال سفید ہو گئے یہاں تک کہ جب وہ جزیرے کی جھاڑیوں سے گذرتا تو اس کے بال ان کی شاخوں میں الجھ جاتے ایک دن وہ اس جزیرے کی جھاڑیوں اور درختوں میں گھوم پھر رہا تھا کہ ایک درخت سے گذرا جس پر کسی پرندے کا گھونسلا تھا چنانچہ اس نے اپنے مصلے کی جگہ اس کے قریب منتقل کر دی کہتے ہیں کہ اسے آواز آئی کہ تو نے میرے سوا غیر سے انس کر لیا ہے مجھے میری عزت کی قسم ہے میں نے تجھے اس مقام سے جس پر تو تھا دور نیچے پھینک دیا ہے۔

مشہور بزرگ شبلی کی بات:

۴۵۵: ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے انہوں نے سنا ابو نصر منصور بن عبداللہ اصفہانی سے وہ کہتے ہیں کہ (مشہور بزرگ) شبلی سے دریافت کیا گیا کہ معرفت کی کیا علامت ہے؟ انہوں نے جواب دیا اپنے محبوب کے سوا ہر شئی کے دیکھنے سے اندھا ہو جانا۔ کہتے کہ میں نے شبلی سے اس آیت کے بارے میں سنا تھا:

وما كنا عن الخلق غافلين. (مؤمنون ۱۷)

ہم اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہیں۔

فرمایا کہ اس کا مطلب ہے مخلوق جو ہم سے قریب ہے ہم ان سے بے خبر نہیں ہیں اور جو ہمارے پاس آ گئے ہم ان سے معروف نہیں ہیں۔

علی بن سہل کا قول:

۴۵۶: میں نے سنا ابو عبدالرحمن سلمی سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو بکر محمد بن عبداللہ طبری سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا علی بن سہل بن ازہر سے وہ کہتے تھے کہ غافل لوگ جیتے ہیں اللہ کے حلم میں۔ اور ذکر الٰہی کرنے والے جیتے ہیں اللہ کی رحمت میں۔ عارف لوگ جیتے ہیں اللہ کے لطف کرم میں صادق لوگ جیتے ہیں اللہ کے قرب میں۔ عاشق لوگ جیتے ہیں اللہ کے انس و محبت میں اور اس کی طرف شوق میں۔

ذوالنون مصری کا قول:

۴۵۷: ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے انہوں نے سنا علی بن قتادہ سے انہوں نے علی بن عبدالرحمن سے ان سے پوچھا گیا کہ محبت اور عشق میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ محبت ایسی لذت ہے جو محبوب کے ما سوا کو دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے۔ پھر جب وہ انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اس کا نام عشق رکھا جاتا ہے اسی طرح نبی کریم سے (ایک موقوف روایت میں) مروی ہے:

حبك الشيء يعمي ويصم.

۴۵۴: اخرجه ابو نعيم في الحلية (۱۰/ ۱۰) من طريق احمد بن ابي الحواري عن اخيه محمد.

تیرا کسی شی سے محبت کرنا اللہ سے دوری کا سبب بنتا ہے۔

۴۵۸ ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمٰن نے ان کو محمد بن عبد اللہ بن شاذان رازی نے ان کو یوسف بن حسین نے انہوں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے کہ شوق (اللہ کے ملنے اور دیکھنے کا) سب سے اونچا درجہ ہے اور (معرفت الٰہی کا) اونچا مقام ہے جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ (اشعار) موت کو وہ خیر سمجھتا (یعنی موت کو جلدی چاہتا ہے) اپنے رب کے شوق اور اس کی ملاقات اور اس کے دیدار کی محبت کی وجہ سے۔

عشق الٰہی کا مقام اپنے محبوب کی رضا تلاش کرنا ہے

۴۵۹ ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمٰن سلمی نے انہوں نے سنا عبد اللہ بن محمد رازی سے کہتے تھے کہ میں نے ابو عثمان کی کتاب میں سے نقل کیا تھا اور ذکر کیا کہ یہ کلام اس میں سے ہے انہوں نے کہا کہ عاشق الٰہی لوگوں کا مقام ان کا شوق ہے ان کے محبوب کی طرف اور ان کا اپنے محبوب کی رضا طلب کرنا اور اس کی خدمت کے لیے حرص کرنا۔

عشق الٰہی کے دس مقام

اور اسی اسناد کے ساتھ شہادت مروی ہے انہوں نے کہا کہ مشتاق لوگوں کے دس مقامات ہیں

- (اللہ) کے ساتھ قلب کا تعلق۔
- اسی کی طرف جھکا رہنا۔
- اس کی یاد اور ذکر کے وقت حرکت کرنا تحریک پیدا ہونا۔
- وحدت کے ساتھ اس کی محبت کرنا۔
- الفت سے بھاگنا۔
- کلام رحمٰن کے معانی میں تدبر اور غور کرنا۔
- خلوت میں بیٹھ کر اپنے نفس پر رونا۔
- اللہ سے قرب و دوستی کرنا۔
- اسی سے سرگوشی کرنا۔
- پھر انتہا یہ ہے کہ ہر حال میں اس کی ملاقات کا شوق کرنا۔

ابو عثمان نے کہا کہ شوق دل کی محبت ہے۔ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی ملاقات کی طرف مشتاق ہوتا ہے۔ اور ابو عثمان نے اللہ کے اس قول کے بارے میں کہا

ان اجل اللہ لآت (عنکبوت ۵)

بے شک اللہ کا مقرر وقت آنے والا ہے۔

فرمایا کہ یہ دراصل عاشق اور مشتاق لوگوں کو صبر دلایا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ گویا کہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اشتیاق میری طرف غالب ہے۔ اور میں نے تمہاری ملاقات کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے عنقریب تمہارا وصال اس ذات کے ساتھ ہو جائے گا جس کی طرف تم مشتاق ہو۔

اور ابو عثمان نے کہا کہ بندے کے دل کو اللہ کے ساتھ جس قدر سرور ملتا ہے اسی قدر اس کی طرف مشتاق ہوتا ہے۔
اور جس قدر اس کا شوق ہوتا ہے اسی قدر اس سے دوری سے اور مستور ہونے سے ڈرتا ہے۔

۴۶۰ ... ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے انہوں نے سنا علی بن بندار سے انہوں نے ... محفوظ سے اس نے سنا ابو حفص سے کہتے تھے اللہ کی سچی محبت یہ ہے کہ آپ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ تیرے بارے میں غیب میں اور ازل میں اس کا کیا راز ہے۔ کہ اس نے تجھے کس حالت پر اور کس فطرت پر پیدا کیا تھا؟ اور کون سے دفتر میں تیرا نام اس نے لکھا ہے؟

مالک بن دینارؒ کا واقعہ:

۴۶۱ ... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے انہوں نے سنا ابو بکر بن داؤد سے سنا فضل بن جعفر سے ان کو عبداللہ بن مسلم نے انہوں نے کہا کہ مالک بن دینار نے کہا تھا ایک دن میں قبرستان کی طرف نکل گیا دیکھا کہ وہاں دو نوجوان بیٹھے کچھ لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ وہ بولے ہم فرشتے ہیں ہم اللہ عزوجل سے محبت کرنے والوں کو لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ دونوں نے مجھے ان لوگوں میں لکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ مالک بن دینار ڈر گئے اور بے ہوش ہو گئے پھر ہوش آیا دوبارہ بولے میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ تم لوگوں نے مجھے پیچھے اسی سطر میں کیوں لکھا؟ میں تو طفیلی ہوں اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کہا گیا کہ آپ ان میں سے لکھ دیئے گئے ہیں انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔

انسان قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے

۴۶۲ ... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن منصور رمادی نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے ان کو زہری نے ان کو انس بن مالک نے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سوال کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ بولا میں نے اس کے لئے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کی جس پر میں اپنی تعریف کروں مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت مع من احببت تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ مسلم نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے اور عبدالرزاق سے۔

ابو علی جوزجانیؒ کا قول:

۴۶۳ ... میں نے سنا ابو عبدالرحمن سلمی سے انہوں نے ابو بکر رازی سے انہوں نے ابو علی جوزجانی سے انہوں نے کہا۔ تین چیزیں عقیدہ توحید میں سے ہیں۔

① خوف ② امید ③ محبت۔ گناہوں کی کثرت سے وعید اور عذاب کو دیکھنے کے لئے خوف زیادہ ہوتا ہے۔ اور کثرت ذکر سے احسان کو دیکھنے کے لئے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ خیر کی اکتساب سے عذاب سے بچنے کے لئے امید زیادہ ہوتی ہے۔

خوف کرنے والا بھاگنے سے بیٹھ کر آرام نہیں کرتا۔ امید کرنے والا طلب کو ترک نہیں کرتا۔ محبت کرنے والا محبوب کے ذکر کرنے سے آرام نہیں کرتا۔ خوف روشن کی ہوئی آگ ہے۔ امید روشن کیا ہوا نور ہے۔ اور محبت نوروں کا نور ہے۔

---

(۴۶۲) اخرجه مسلم (۲۰۳۲/۴) عن محمد بن رافع، وعبد بن حمید عن عبدالرزاق به

یحییٰ بن معاذ کا قول:

۳۶۴ ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو علی بن عمران نے ان کو عباد بن عباس رازی نے میں کو محمد بن جعفر اصفہانی نے انھوں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے کہتے تھے۔ ہم تو اس کے دستر خوان پر کھانے والے ہیں۔ اگر آپ نے فضل احسان سے وہ مجھے کھلا دیتا تو وہ مجھے اپنے ذکر کے لئے فارغ کر دیتا ہے۔ اور اگر وہ مجھے اپنے ذکر کے لئے فارغ کر دیتا ہے تو وہ مجھ سے محبت کرنے کا احسان کرتا ہے اور اگر وہ اپنی محبت کا تیرے اوپر احسان کرے تو اس نے تجھے اپنے قرب کے ساتھ نجات دے دی۔

اللہ کی محبت ایمان کا شعبہ ہے ابو الحسین وراقؒ کا قول:

۳۶۵ اس میں سے جو میں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی پر پڑھا کہتے کہ ابو الحسین وراق نے کہا تھا۔ کہ محبت الٰہی ایمان باللہ کا شعبہ ہے اور وہ اولیاء اصفیاء کے تمام مراتب کے لئے اصل ہے۔ اللہ کے احسان کو ہمیشہ ذکر کرنے سے محبت کے شگوفے پھوٹتے ہیں جو شخص اپنے اوپر اللہ کے احسان کو دائمی طور پر ذکر کرتا ہے اس کے لئے اللہ کے قرب سے محبت کی نسیم صبا چلتی ہے۔

ابن العطاءؒ کا قول:

۳۶۶ ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے انھوں نے سنا ابو الحسین فارسی سے انھوں نے ابن العطاء سے وہ اس حدیث کے مطلب کے بارے میں کہتے تھے۔

جبلت القلوب علی حب من احسن الیہا وبغض من اساء الیہا.

فطری طور پر دل اس کی محبت پر جو اس کی طرف احسان کرے اور اس کے بغض پر جو ان کی طرف برائی کرے پر پیدا کئے گئے ہیں (پھر اس کے برعکس) آپ کیسے اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتے حالانکہ ہم آپ کو اسی طرح پاتے ہیں کہ اس کی نعمتوں کا تسلسل اور تواتر بھی آپ سے نہیں رکا اور نہ ہی کبھی ختم ہوگا۔ لیکن یقین کی کمزوری معرفت کی کدورت ایمان کا نقص، اس کی محبت اور اس کی طرف میلان میں بطور حجاب حائل ہو گیا ہے۔

ابو سعید خرازؒ کا قول:

۳۶۷ ...کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسین سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو محمد جریری سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خراز سے سنا کہ وہ مذکورہ حدیث کے مطلب کے بارے میں کہتے تھے۔

واعجبا ممن لم یر محسنا غیر اللہ کیف لا یمیل بکلیتہ الیہ.

حیرانی ہے اس انسان پر جو خدا کے سوا کسی محسن کو نہیں دیکھتا پھر بھی مکمل طور پر اس کی طرف کیوں نہیں جھکتا؟

ابو الحسین بن مالک صوفیؒ کا قول:

۳۶۸ ...ہمیں خبر دی سعید بن محمد بن احمد شعیبی نے کہ میں نے سنا ابو القاسم عبداللہ بن حسین صوفی سے انھوں نے ابو القاسم حسن بن محمد بن احمد صوفی سے کہتے تھے کہ ابو الحسین بن مالک صوفی سے سوال کیا گیا اور میں بھی وہاں تھا۔ کہ محبت کی علامت کیا ہے؟ جواب دیا کہ تــــرک مصحب نفس لمحب. کہ جس کی بابت تم محبت کرتے ہو اس کے لئے اپنی پسند ترک کر دینا، چھوڑ دینا۔

۳۶۹ میں نے سنا ابو عبدالرحمٰن سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ابو علی محمد بن ابراہیم بزاز سے انھوں نے سنا ابو عمرو زجاجی سے وہ کہتے

عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ کا قول:

۴۷۵:... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد زکریا نے ان کو محمد بن علی نے ان کو ضاہ ابوسعید نے کہتے ہیں کہ عبدالواحد بن زید نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اعمال میں سے صبر پر مقدم ہو سوائے رضا کے اور نہیں جانتا کہ رضا سے زیادہ اشرف اور اعلیٰ وارفع کوئی درجہ ہو اور محبت جان ہے اور اصل ہے۔

عتبہ غلام کی التجا:

۴۷۶:... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی محمد ازہری نے ان کو غلابی نے ان کو شعیب بن واقد نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے بات بیان کی قراءش سے ایک آدمی نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ عتبہ غلام کو ایک رات میں نے دیکھا کہ پوری رات صبح تک اس نے اس حال میں گزاردی یعنی پوری رات پھر صبح تک یہ کہتے رہے

ان تعذبنی فانی لک محب وان ترحمنی فانا لک۔

اگر آپ مجھے عذاب دیں تو میں تیرا ہی چاہنے والا ہوں اور اگر آپ میرے اوپر رحم کریں تو میں تیرا ہی ہوں۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۷۷:... اس میں سے ہے جو میں نے پڑھا ابی عبدالرحمٰن سلمی کے سامنے۔ انہوں نے کہا کہ یحییٰ بن معاذ نے فرمایا تھا کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ نیکی کرنے سے زیادہ مت ہو اور برائی کرنے سے کم نہ ہو۔

حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۴۷۸:... ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمٰن سلمی نے ان کو احمد بن علی نے ان کو ابراہیم بن فاتک نے ان کو جنید بغدادی نے ان کو حارث محاسبی نے ان سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ تیرا کسی شے کی طرف مکمل طور پر میلان اور جھکاؤ محبت ہے۔

پھر اس کے بعد تیرا اس کو ترجیح دینا اپنے نفس پر اور مال پر اس کے بعد تیرا اس کی موافقت کرنا ظاہراً بھی اور مخفی بھی اس کے بعد اس کی محبت میں تیری کوتاہی کا تجھے علم ہونا۔

حضرت جنید بغدادی کا قول:

۴۷۹:... اس میں سے جو میں نے ابو عبدالرحمٰن سلمی کے سامنے پڑھا انہوں نے فرمایا کہ جنید بغدادی نے فرمایا تھا کہ:

تمام محبت ۔ محبوب کی موافقت کرنا ہے خوشی میں بھی اور ناراضگی اور غصے میں بھی۔ ان سے محبت کے متعلق حصول کی خوشی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ تمام احوال میں محبوب کی موافقت کرنا پھر انہوں نے شعر کہا:

ولو قلت مت مت سمعاً وطاعۃ

وقلت لداعی الموت اھلا مرحباً

---

(۴۷۸) ۔ اخرجہ القشیری فی الرسالۃ (ص ۱۴۶) بنفس الاسناد.

(۴۷۶) ... اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ (۶/۲۳۵) من طریق محمد بن فہد الصنعانی قال : کان عتبۃ یصلی ھذا اللیل الطویل فاذا فرغ رفع راسہ فقال : سیدی ان تعذبنی فانی احبک وان ترحمنی فانی احبک

اگر آپ کہیں کے کہ تم مر جاتو میں تیری اطاعت بجا لاتے ہوئے مر جاؤں گا اور میں موت سے ذرا بھی خوف زدہ نہیں ہوں گا۔

ابوالحسین بوشنجی کا قول:

۴۸۰ میں نے عبداللہ بن یونس صفہانی سے سنا کہ ابوالحسین بوشنجی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ محبوب کی معرفت کے ساتھ پوری پوری طاقت و استطاعت صرف کر ڈالنا اور محبوب باوجود اس کے جو چاہے سو کرے۔

جعفی کا قول:

۴۸۱ ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابو عمرو نے ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو شافعی نے ابراہیم بن عمر سے ان کو اصمعی نے کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے کہا۔ اس وقت جب اسے انہوں نے کسی گناہ میں دیکھ لیا تھا فرمایا افسوس ہے تم پر کیا تم اللہ سے محبت نہیں کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے کوئی محبت کرنے والا نہیں دیکھا مگر اپنے محبوب کی خوشی چاہتا ہے۔ اور جو شخص اس بات سے ڈرے کہ اس سے نظر کے بارے میں سوال ہوگا وہ اپنے نفس کو اور دل کو فتنوں سے بے خبر خوش کرلے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رات بھر محبت الٰہی میں غور و فکر کرنا

۴۸۲ ہمیں خبر دی ابو سعید صفی نے ان کو ابو الفضل نصر بن محمد صوفی نے انہوں نے سنا ابراہیم بن شیبان سے انہوں نے ابو عبداللہ مغربی سے کہتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پوری رات حضرت آدم علیہ السلام کی شان کی بابت غور فرماتے رہے اور عرض کرنے لگے اے میرے پروردگار آپ نے خود اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ اور آپ ہی نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ اور آپ نے ہی اس کو اپنے فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ پھر آپ نے صرف ایک ہی غلطی کی وجہ سے لوگوں کے منہ بھر دیئے یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں:

وعصى آدم ربه فغوى (طٰہٰ ۱۲۱)

نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس وہ بھٹک گیا۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیم کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ محبوب کی مخالفت محبوب کے خلاف شدید ہوتی ہے اور سخت ہوتی ہے۔

وہب بن منبہ کا قول:

۴۸۳ ...... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ان کو علی بن احمد نے ان کو قول بن محمد نے ان کو ابو حذیفہ نے۔ محمد جوہری نے ان کو اسماعیل بن عبدالکریم نے ان کو عبدالصمد بن معقل نے ان کو وہب نے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے داؤد! میں نے تجھے بخش دیا ہے سوائے اس کے کہ میرے پاس وہ محبت نہیں ہے جو تھی۔

ذوالنون مصری کا قول:

۴۸۴ ہمیں خبر دی ابو محمد یوسف اصفہانی نے ان کو ابو محمد عاصم بن عباس نے شہر ہرات میں ان کو ابو یعقوب یوسف بن یعقوب نے انہوں نے سنا سعید بن عثمان بن عیاش سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ذوالنون مصری سے وہ کہتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا بندہ اپنے رب سے کب محبت کرتا ہے؟ فرمایا کہ جب اس سے ڈرتا ہے تو اس سے اس کو محبت کرتا ہے۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جو شخص گناہوں سے ملتا ہے وہ محبوب سے ایک طرف کر دیا جاتا ہے۔

دونوں آنکھوں سے جن کے ساتھ میں دیکھتا ہوں زیادہ محبوب ہے کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مجھے عذاب دے گا۔

ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کے محفل میں ایک شخص کا رونا اور اہل مجلس کو بھی رلانا:

۴۹۶ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوعبداللہ محمد بن عباس ضبی سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوبکر بن ابوعثمان سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابوعثمان سے سنا فرماتے تھے کہ میری مجلس میں ایک روز اہل بغداد میں سے کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے ابوعثمان یہ بتایئے کہ بندہ اپنے مولیٰ کی محبت میں کب سچا ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جس وقت بندہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے خالی ہو جائے اس وقت اس کی محبت میں سچا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں اس نے اپنے سر میں مٹی ڈال لی اور چیخ چیخ کر رونے لگا اور بولا کہ میں کیسے اللہ کی محبت کا دعویٰ کر سکتا ہوں جب کہ میں آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی سے خالی نہیں رہا کہتے ہیں، اس پر حضرت ابوعثمان اور اہل مجلس رو پڑے۔ کہتے ہیں کہ ابوعثمان رونے لگے اور اپنے رونے کے دوران کہا کہ یہ شخص اللہ کی محبت میں سچا ہے، مگر اللہ کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات جو ابوعثمان نے اس کے بارے میں فرمائی اس شخص کی محبت کی سچائی کی اگرچہ عملی زندگی میں اس میں کوتاہی کرتا تھا۔ یہ بات کہنا اس شخص کے حق میں (بہت بڑے عالم کی) شہادت ہے۔

انسان جس سے محبت کرتا اسی کے ساتھ ہوگا:

۴۹۷ ۔۔۔ ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو محمد بن کناسہ نے ان کو اعمش نے ان کو شقیق نے ابوموسیٰ سے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ ایک آدمی قوم (مسلم) سے محبت کرتا ہے مگر ابھی تک ان کے ساتھ لاحق نہیں ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ المرء مع من احب. آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے اعمش کی حدیث سے۔

اور اس سند میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اعمش سے اس نے شقیق سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے اور دونوں نے اس کو بھی صحیح میں نقل کیا ہے۔

انسان جس سے محبت کرتا اسی کے ساتھ ہوگا:

۴۹۸ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو زکریا بن یحییٰ نے ان کو سفیان نے زہری سے اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری رکھی ہے؟ پھر اس نے زیادہ بات نہیں کی بس یہی کہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انت مع من احببت.

تو ان کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں سفیان بن عیینہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

عبداللہ خمار پر حد شراب جاری ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر لعنت کرنے کو منع کرنا

۴۹۹ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق صاغانی نے ان کو عبداللہ بن صالح نے ان کو لیث

(۴۹۷) ۔۔۔ أخرجه البخاري (۷/ ۴۹۳ م) ومسلم (۴/ ۲۰۳۳) من طريق الأعمش عن شقيق به.

(۴۹۸) ۔۔۔ أخرجه مسلم (۸/ ۲۰۳۲) طريق سفيان بن عيينة عن الزهري به.

شیخ حلیمی کا قول:

❶ ۔۔۔ شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ محبت کو لازم پکڑتا ہے۔ اس لئے کہ جو شخص کسی شئی سے محبت کرتا ہے اس کے ذکر کو لازم کر لیتا ہے اس کا دل۔ گویا کہ اللہ کی محبت اس کے ذکر کو لازم کر لیتا ہے۔

❷ ۔۔۔ شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص نے محبت کی یہ تعریف کی ہے یعنی محبت بمعنی لزوم ملازم پکڑنا۔

یہ اہل زبان کے قول کے مطابق وموافق ہے۔ اس لئے کہ اہل زبان کہتے ہیں، احب البعیر۔ اونٹ نے لازم کر لیا ہے یہ محاورہ اس وقت استعمال کرتے ہیں۔ اذا برک فلزم مکانہ۔ جب اونٹ گھٹنے ڈال کر بیٹھ جائے اور اپنی جگہ کو لازم پکڑے۔

بعض فلسفیوں کا قول

۵۰۲: ۔۔۔ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی جعفر بن محمد بن نصیر نے ان کو ابو العباس بن مسروق نے انہوں نے سری بن مغلس سے کہتے ہیں کہ میں نے بعض فلسفیوں کی کلام سے پڑھا تھا۔

شرمندگی پشیمانی۔ اور ذلت سے وہ شخص دور رہے گا جس کا دل ذکر اللہ سے جدا نہیں ہوتا۔ سچا بندہ ہونے کے لئے اللہ کا دائمی ذکر کافی ہے۔

ذوالنون مصری کا قول:

۵۰۳: ۔۔۔ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو بکر حلیہ سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے اپنے دادا یعنی عباس بن حمزہ سے کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے کہ:

عارف باللہ اپنے رب کے ساتھ مستغنی ہے لہذا اس سے کون بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اس کی لذت اللہ کا ذکر ہے اور کسی مالک کے دروازے پر سواری کی اونٹنی کو بیٹھا دینا اور اس کے ساتھ انس پکڑتا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا وہ کہتے تھے۔ جو شخص اپنے رب کی معرفت حاصل کر لیتا ہے وہ عبدیت کا مزہ پا لیتا ہے۔ اور ذکر وطاعت کی لذت کو پا لیتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کے بدن کے بھی قریب تر ہوتا ہے ان کو ہموم اور غموم اور خطرات سے دور کر لیتا ہے۔

فصل: ۔۔۔۔۔ ذکر اللہ کی مداومت کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ہمیشہ اور دائمی طور پر کرنا۔ جس کے ضمن میں ہم نے محبت الٰہی کی علامات بھی بیان کی ہیں یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اور اس آیت میں آیا ہے۔

(۱) ۔۔۔ یاایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا۔ (احزاب ۴۲)

اے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا زیادہ اور تسبیح و پاکیزگی بیان کرو اس کی صبح و شام۔

(۲) ۔۔۔ فاذکرونی اذکرکم (البقرۃ ۱۵۲)

یاد کرو تم مجھ کو میں یاد رکھوں گا تمہیں۔

فرمایا کہ اس مسئلے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ان احوال کے بارے میں جن میں ذکر کرنا مستحب ہے۔ اور ذکر کرنے کی فضیلت کے بارے میں۔ اور ذکر کرنے پر ابھارنے کے لئے۔ کئی اخبار و احادیث ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ذکر کی کثرت کرنے پر ابھارنے کے بارے میں آئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسی حدیث بھی ذکر کی ہے جو کہ ثابت نہیں ہے۔ اس کے بعد (مندرجہ ذیل

حدیث ذکر فرمائی ہے۔

۵۰۴: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو زکریا عنبری نے ان کو ابو عبداللہ بوشنجی نے ان کو امیہ بن بسطام نے ان کو یزید بن زریع نے ان کو روح بن قاسم نے ان کو علاء نے ان کو ان کے والد نے۔ ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے ایک راستے پر چل رہے تھے۔ آپ ایک پہاڑ پر سے گزرے جسے جمدان کہا جاتا تھا تو آپ نے فرمایا چلو پھر سیر کرو۔ یہ پہاڑ جمدان ہے۔ پھر فرمایا کہ مفردون لوگ (اللہ کو ایک قرار دینے والے) سبقت کر گئے ہیں۔ آگے بڑھ گئے ہیں۔ اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفردون کون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں۔

اس کو مسلم نے صحیح میں امیہ بن بسطام سے روایت کیا ہے۔

۵۰۵: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو الحسین احمد بن عثمان مقری نے بغداد میں ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو ابو عامر عقدی نے ان کو علی بن مبارک نے ان کو یحییٰ بن ابو کثیر نے ان کو عبدالرحمن بن یعقوب مولیٰ الحرقہ نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مفردون سبقت کر گئے ہیں۔ میں نے پوچھا مفردون کون ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر میں کثرت کرتے ہیں (ذکر میں مگن رہتے ہیں منہمک رہتے ہیں)۔

ذکر اللہ میں منہمک رہنے والے سبقت کر گئے ہیں

۵۰۶: ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے ان کو محمد بن عبداللہ بن محمد صبیح نے ان کو عبداللہ بن شیرویہ نے ان کو اسحاق بن راہویہ نے ان کو محمد بن بشر عبدی نے ان کو عمر بن راشد یمامی نے ان کو یحییٰ بن ابی کثیر نے۔ ان کو سلمہ نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے فرمایا کہ مفردون سبقت کر گئے ہیں۔ کہا گیا یا رسول اللہ مفردون کون ہیں؟ فرمایا اللہ کے ذکر کی کثرت کرنے والے ذکر کے سبب ذکر میں مگن رہنے والے ذکر اللہ ان سے ان کے ثقل اور بوجھ ہلکے کر دے گا پس قیامت کے دن وہ ہلکے پھلکے آئیں گی۔

ذکر کی کثرت کرنے والوں کے گناہ کا بوجھ اتار دے گا

۵۰۷: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں۔ ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابو الدنیا نے ان کو محمد بن یزید مجلی نے ان کو محمد بن بشر نے پھر انہوں نے اس کو اسی کی مثل اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس مذکور کی مثل سوائے اس کے کہ یہ کہا ہے کہ وہ لوگ جو ذکر کے ساتھ کثرت کرتے ہیں ذکر ان سے ان کے بوجھ اتار دے گا۔ اور اس کا مابعد ذکر نہیں فرمایا اور پہلی اسناد زیادہ صحیح ہے واللہ اعلم۔

جو شخص شب بیداری مال خرچ کرنا اور جہاد نہیں کر سکتا وہ ذکر کی کثرت کرے

۵۰۸: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے۔ اور ابو صادق عطار نے دونوں کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ان کو اسرائیل نے ان کو ابو یحییٰ قتات نے ان کو مجاہد نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

(۵۰۴) اخرجه مسلم (۴/ ۲۰۶۲) عن امية بن بسطام العيشي

(۵۰۵) اخرجه الترمذي (۳۵۹۶) من طريق يحيى بن ابي كثير به وقال الترمذي: حسن غريب

واخرجه الحاكم (۱/ ۴۹۵ و ۶۷۳) بنفس الاسناد وصححه ووافقه الذهبي

(۵۰۶) اخرجه ابن عدي (۵/ ۱۶۷۵) من طريق عمر بن راشد اليمامي به ولكن عنده (ام الدرداء) [illegible]

وهو الى الضعف اقرب منه الى الحسن

عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کوئی ساعت نہیں گذرتی ابن آدم پر جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو مگر اس ساعت پر قیامت کے دن افسوس کرے گا۔

اس سند میں ضعف ہے ہاں مگر اس کے لئے حدیث معاذ سے شواہد ہیں۔

۵۱۲: ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے ان کو ابو منصور نضر بن احمد نے ان کو ابو جعفر محمد بن سلیمان [illegible] نے ان کو ہشام بن عبدالرحمن نے ان کو [illegible] قرشی نے ان کو محمد بن یزید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو جبیر بن نفیر نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ اہل جنت کسی شے پر حسرت و افسوس نہیں کریں گے مگر اس ساعت پر جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔

ذکر سے خالی ساعت پر افسوس کرنا

۵۱۳: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن الفضل القطان نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اہل جنت کسی ساعت پر حسرت و افسوس نہیں کریں گے مگر اس ساعت پر جو ان پر ایسی گذری ہوگی جس میں انہوں نے ذکر اللہ نہ کیا ہوگا یعقوب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث محمود بن خالد نے سلیمان بن عبدالرحمن سے بیان کی ان کو [illegible] نے ان کو [illegible] بن یزید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو جبیر بن نفیر نے اسی طرح سند سے۔

ذکر کے سوا ہر فالتو کلام بندے پر وبال ہوگا

۵۱۴: ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے ان کو ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے ان کو عباس دوری نے ان کو محمد بن یزید بن خنیس نے بیان کیا فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سفیان ثوری کے پاس مکہ میں ان کی عیادت کرنے کے لئے پہنچے اور [illegible] سعید بن حسان مخزومی بھی پہنچ گئے سفیان ثوری نے ان سے کہا وہ حدیث جو آپ نے مجھے ام صالح سے بیان کی تھی اس کو میرے سامنے دوبارہ بیان کیجئے سعید نے بات کی (اور شروع ہو گئے) مجھے حدیث بیان کی ام صالح نے ان کو صفیہ بنت شیبہ نے ان کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ابن آدم کا ہر کلام اس کے اوپر وبال ہے اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہے سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (بھلائی کی تلقین کرنے اور برائی سے روکنے کے) اور سوائے اللہ کے ذکر کے۔

تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے

۵۱۵: ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن الفضل القطان نے بغداد میں ان کو عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابو

---

(۵۱۲) قال الهيثمي (۱۰/ ۷۴): أخرجه الطبراني ورجاله ثقات وفي شيخ الطبراني محمد بن إبراهيم الصوري خلاف وعزاه السيوطي في الجامع الصغير ([illegible]) للطبراني والبيهقي في الشعب ورمز له السيوطي بالحسن وانظر [illegible]: ۵۲۴۲

(۵۱۴) أخرجه الترمذي (۲۴۱۲) من طريق محمد بن يزيد به.

وقال الترمذي: حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث محمد بن يزيد بن خنيس.

(۵۱۵) أخرجه الترمذي (۳۳۷۵) من طريق معاوية بن صالح به.

مروان بن سالم سے اس روایت میں تفرد ہے واللہ اعلم اور اس کے علاوہ دوسروں نے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں کہ:

وان الجهاد شعبة من ذكر الله

بے شک جہاد بھی ذکر اللہ کا شعبہ ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث میں (ثبوت ہے اس بات کا) کہ ذکر سے مراد صرف ذکر باللسان نہیں ہے۔ لیکن ذکر سے مراد وہ ذکر ہے۔ جو زبان اور قلب کا جامع ہو۔ اور ذکر بالقلب افضل ہے اسلئے کہ ذکر باللسان کسی شئی سے رد نہیں ہوتا۔ اور ذکر بالقلب رد کیا جاتا ہے طاعات میں کوتاہیاں کرنے سے اور گناہوں اور برائیوں میں مسلسل گرتے رہنے سے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث کے علاوہ دیگر احادیث میں جو کچھ آیا ہے وہ اس مفہوم میں زیادہ واضح ہے۔

۵۲۲:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابو العباس اصم نے ان کو محمد بن اسحق نے ان کو علی بن عیاش نے ان کو سعید بن سنان نے ان کو محمد بن اسحق نے ان کو علی بن عیاش نے ان کو سعید بن سنان نے ان کو ابو الزاہریہ نے ان کو ابو شجرہ نے ان کا نام کثیر بن مرہ ہے ان کو عبد اللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرمایا کرتے تھے۔ ہر شئی کی قلعی اور صفائی ہوتی ہے بیشک دلوں کی قلعی ذکر اللہ ہے۔ اور ذکر اللہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز عذاب الٰہی سے زیادہ نجات دینے والی نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں اگر چہ تلوار مارتے مارتے تیری تلوار اللہ کی راہ میں ٹوٹ جائے۔ پھر بھی نہیں۔

۵۲۳:..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو حامد بلال نے ان کو ابو الازہر نے ان کو ابو نضر نے ان کو ابو عقیل نے ان کو عبد اللہ بن یزید نے ان کو ربیعہ نے کہا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ بے شک ہر شئی کا جلا۔ یعنی صفائی ہوتی ہے بیشک دلوں کی صفائی ذکر اللہ ہے۔

۵۲۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عبد الحمید صنعانی آدمی نے مکہ میں ان کو اسحق بن ابراہیم بن عباد نے ان کو عبد الرزاق نے۔ فرماتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن بالویہ نے ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ان کے والد نے ان کو عبد الرزاق نے ان کو معمر نے ان کو ثابت نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کسی ایک انسان پر قیامت قائم نہیں ہوگی جو کہے اللہ۔ اللہ۔ مسلم نے ایک روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ بن حمید سے ان کو عبد الرزاق نے اور حماد بن سلمہ کی ایک روایت میں ہے ثابت سے اس حدیث میں کہ قیامت ہرگز نہیں ہوگی یہاں تک کہ دھرتی پر نہ کہا جائے اللہ۔ اللہ۔

۵۲۵:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو الحسن علی بن احمد بن قرقوب تمار نے شہر ہمدان میں۔ ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو عفان نے حماد سے۔ پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو مسلم نے زہیر بن حرب سے اس نے عفان سے روایت کی ہے۔

۵۲۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی نے ان کو ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل نے ان کو سعید بن کثیر نے اور اصبغ بن فرج نے دونوں نے کہا ان کو خبر دی ہے ابن وہب نے ان کو عمرو بن حارث نے ان کو دراج ابو السمح نے ان کو ابو الہیثم نے ان کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں دیوانہ ہے۔

---

(۵۲۲)..... عزاه المنذري في الترغيب (۳۹۶/۲) لابن أبي الدنيا والمصنف من رواية سعيد بن سنان.

(۵۲۴)..... أخرجه مسلم (۱۳۱/۱) عن عبد بن حميد عن عبد الرزاق. به.

(۵۲۵)..... أخرجه مسلم (۱۳۱/۱) عن زهير بن حرب عن عفان. به.

(۵۲۶)..... أخرجه الحاكم (۴۹۹/۱) وأحمد (۶۸/۳) وأبو يعلى وابن حبان كما في الترغيب (۳۹۹/۲) من طريق دراج. به وصححه الحاكم.

ہیں۔ اور میں نے انہیں عطا کر دیا ہے جو کچھ انہوں نے مانگا ہے۔

اور اسی طریق سے مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ اور بعض ان روایات میں سے ہے کہ فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار ان میں فلاں گنہگار بندہ بھی ہے۔ جو کہ ان کے قریب سے گذر رہا تھا ان کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو بھی میں نے بخش دیا ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

۵۳۲: ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو مسدد نے ان کو مرحوم بن عبدالعزیز عطار نے ان کو ابونعامہ سعدی نے ان کو ابوعثمان نے ان کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نکلے مسجد میں ایک حلقے کی طرف۔ اور فرمایا کہ آپ لوگ کس غرض سے بیٹھے ہیں۔ بولے ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا واقعی تم اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ بولے اللہ کی قسم ہم صرف اسی غرض کے لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قسم دی ہے وہ کسی تہمت یا بدگمانی کی بنا پر نہیں دی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں میرا شمار کم روایت کرنے والوں میں سے ہے مجھ سے کم کوئی روایت نہیں کرتا۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ایک حلقے کی طرف نکلے اور پوچھا کس چیز نے تمہیں بٹھایا ہے؟ بولے ہم اس لئے بیٹھے ہیں کہ ہم اللہ عزوجل کا ذکر کریں اس کی حمد کریں اس نعمت پر کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہمارے اوپر آپ کو رسول بنا کر بھیجنے کا احسان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا واقعی اللہ کی قسم تمہیں صرف اسی غرض نے یہاں بٹھایا ہے؟ بولے اللہ کی قسم صرف اسی مقصد نے ہمیں یہاں بٹھایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو میں نے تمہیں جو قسم دی تہمت یا شک کی بنا پر نہیں دی لیکن میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے تمہارے ساتھ فخر فرماتے ہیں۔ اس کو مسلم نے صحیح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے اس نے مرحوم سے روایت کیا ہے۔

۵۳۳: ہمیں خبر دی ابوحامد احمد بن ابی خلف صوفی اسفرائنی نے ان کو ابوبکر محمد بن یزداد بن مسعود نے ان کو محمد بن ایوب رازی نے ان کو مسلم بن ابراہیم نے ان کو شداد بن سعید ابوطلحہ راسبی نے ان کو ابوالوازع جابر بن عمرو نے ان کو عبداللہ بن مغفل نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں۔

کوئی جماعت جب کسی محفل میں جمع ہوتی ہے اور وہ اللہ کا ذکر کئے بغیر مجلس برخاست کر لیتے ہیں قیامت کے دن یہ مجلس ان پر حسرت و افسوس کا سبب ہوگی۔

۵۳۴: اور اسی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کوئی قوم یا جماعت جب اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں تو آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے اٹھو تمہیں بخش دیا گیا ہے اور تمہاری خطائیں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔

۵۳۵: ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو احمد بن عیسیٰ نے ان کو وہب نے ان کو عمرو بن حارث نے ان کو دراج نے ان کو ابوالہیثم نے ان کو ابوسعید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔

رب تعالیٰ فرمائیں گے قیامت کے دن عنقریب اہل قیامت جان لیں گے کہ اہل کرم کون ہیں؟ پوچھا گیا کہ اہل کرم کون ہیں؟ اے اللہ کے

---

(۵۳۲) ... اخرجه مسلم (۲۰۷۵/۴) عن ابی بکر بن ابی شیبة عن مرحوم ۔

(۵۳۳) ... قال الهیثمی فی المجمع (۸۰/۱۰) رواه الطبرانی فی الأوسط والکبیر ورجالهم رجال الصحیح

(۵۳۵) ... اخرجه احمد (۶۸/۳) من طریق ابن لهیعة عن دراج، به

رسول۔ فرمایا کہ مساجد میں ذکر کی مجالس۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سلسلہ کی بعض احادیث وہ ہیں جو گھر کی آبادی کے ذکر کے ساتھ آئی ہیں یعنی اللہ کے ذکر کے ساتھ گھر کا آباد ہونا۔ پھر شیخ نے مندرجہ ذیل حدیث ذکر فرمائی ہے۔

۵۳۶:...... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الحمید حارثی نے ان کو ابو اسامہ نے ان کو برید بن عبداللہ نے ان کو ان کے دادا ابو بردہ نے ان کو حضرت ابو موسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس کی مثال جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا مثل زندہ اور مردہ کی ہے۔ بخاری اور مسلم نے اس کو صحیح میں محمد بن علاء سے اس نے ابو اسامہ سے روایت کیا ہے۔

ذکر کرنے والے پر پہاڑ خوش ہوتے ہیں

۵۳۷: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو محمد بن یعقوب شیبانی نے ان کو محمد بن عبدالوہاب نے ان کو جعفر بن عون نے ان کو ابو العمیس نے ان کو عون نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دیتا ہے اس کے نام کے ساتھ اے فلاں کیا آج تیرے ساتھ کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گذرا ہے۔ یہ اللہ کے ذکر سے خوشی کا اظہار کرنے کے لئے کہتا ہے۔

۵۳۸: ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو بکر محمد بن حسن قطان نے ان کو احمد بن یوسف سلمی نے ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے ان کو مسعر نے عبداللہ بن واصل سے اس نے عون سے کہتے ہیں کہ عبداللہ نے فرمایا کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر کہتا ہے اے فلاں کیا تیرے پاس آج کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گذرا ہے وہ کہتا ہے ہاں پس خوش ہو جاتا ہے پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت:

لقد جئتم شیئاً ادا۔ تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا (مریم ۹۰،۹۱)

البتہ تحقیق لائے ہو تم لوگ بھونڈی شے جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ گر پڑیں کیا بھوٹ کہتے ہیں اور خبر نہیں تھے؟

ذکر کے بغیر انسان شیطان سے نجات نہیں پا سکتا

ذکر کے فوائد کے بعض وہ احادیث ہیں جن میں شیطان سے بچنے کا تذکرہ ہے۔ روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔ پانچ کلمات کے ساتھ کہ ان کے ساتھ عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم دے کہ وہ بھی ان کے ساتھ عمل کریں پھر انہوں نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ فرمایا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے کا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی کو تیزی کے ساتھ پیچھے سے اس کا دشمن تلاش کر رہا ہو اور وہ کسی مضبوط قلعے میں پناہ لے کر اپنے آپ کو محفوظ کر لے اسی طرح بندہ دشمن شیطان سے نجات نہیں پا سکتا مگر ذکر کے ساتھ۔

۵۳۹: ہمیں خبر دی شیخ ابو بکر بن فورک نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو ابان بن یزید نے ان

---

(۵۳۶) اخرجہ البخاری (۲۰۱/۱۱ فتح) ومسلم (۵۳۹/۱) عن محمد بن العلاء عن ابی اسامۃ بہ

(۵۳۷) اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۲۴۳/۴) من طریق مسعر عن عون بن عبداللہ ولم یذکر عبداللہ بن مسعود.

(۵۳۸) ... اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۲۴۳/۴) من طریق مسعر عن عون بن عبداللہ ولم یذکر عبداللہ بن مسعود

بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحاق نے ان کو ابو اسحاق طالقانی نے ان کو ولید بن مسلم نے ان کو ابو عائذ عفیر بن معدان نے ان کو ابو داؤد حمصی نے ان کو لقمان بن عامر نے ابن عمارہ بن زعکرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بے شک بندہ پورا پورا میرا بندہ وہ ہے جو میرا ذکر کرتا ہے یا مجھے یاد کرتا اگرچہ وہ اپنے حریف اور دشمن سے ٹکرا رہا ہو۔

اور یہ عمیر بن نعیم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بے شک میرا پورا پورا بندہ وہ ہے جو مجھے یاد کرتا ہے اگرچہ وہ اپنے دشمن سے ٹکرانے والا ہو۔

۵۵۸: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدنیا نے ان کو محمد بن قریش نے ان کو محمد بن زبرقان نے ان کو رشدین بن سعد نے زبان بن فائد سے انہوں نے سہل بن معاذ سے کہ دونوں اہل شام میں سے ہیں۔ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا مجاہد اجر والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا۔

وہ مجاہد جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہوتا ہو۔ پھر پوچھا کہ جنازہ کون سا اچھا ہے فرمایا کہ جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔ پھر سوال کیا گیا۔ نماز کون سا اچھا ہے؟ فرمایا کہ جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔ سوال کیا گیا کہ حج کرنے والا کون اچھا ہے؟ فرمایا جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔ سوال کیا گیا کہ کون سا اچھا ہے؟ فرمایا جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔ سوال کیا گیا کہ بیمار پرسی کرنے والا کون سا اچھا ہے؟ یا ... کون سا اچھا ہے؟ فرمایا جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرنے والے پوری خیر سمیٹ لے گئے ہیں۔

طلوع فجر سے طلوع شمس تک اور عصر کے بعد سے غروب سورج تک ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی سلسلہ ذکر میں ہے طلوع فجر کے بعد سے طلوع شمس تک ذکر کرنا اور عصر کے بعد سے مغرب تک ذکر کرنا۔

۵۵۹: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے ان کو عبداللہ بن محمد بن حسن شرقی نے ان کو عبداللہ بن ہاشم نے ان کو یحییٰ بن سعید نے ان کو شعبہ نے کہتے ہیں لوگوں نے قصوں کے بارے میں اختلاف کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصہ بیان کرتے تھے؟ حضرت انس نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر کے ساتھ بھیجے گئے تھے لیکن میں نے سنا تھا آپ فرماتے تھے۔ البتہ اگر میں نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کروں تو یہ بات مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ اور البتہ اگر میں لوگوں کے ساتھ ہوں نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کروں تو یہ بات مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

۵۶۰: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن ولید بن مزید نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے سنا اوزاعی سے ان کو حدیث بیان کی عمرو بن سعد نے ان کو یزید رقاشی نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک تو یہ بات ان سب سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوا ہوگا۔ اور البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ عصر کے بعد سے مغرب تک بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اولاد اسماعیل علیہ السلام کے آٹھ غلام آزاد کروں جن میں سے ہر ایک کی دیت اور خون بہا بارہ ہزار ہو۔

بن عبدالجبار نے سب کہتے ہیں ہمیں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو حسن بن عرفہ نے ان کو یحییٰ بن سلیم طائفی نے انہوں نے عمران بن مسلم سے اور عباد بن کثیر سے دونوں کو خبر دی عبداللہ بن دینار نے ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو میدان جہاد سے بھاگ جانے والوں سے پیچھے رہتا ہے۔ اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال ہرے بھرے درخت کی سی ہے جو ان درختوں کے درمیان میں ہو جو سخت سردی سے جل کر سوکھ چکے ہوں۔ قد تحات استعمال کیا اور اس کا مفہوم یحییٰ نے الضریب بیان کیا ہے۔

یحییٰ بن سلیم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ضریب سے برد شدید۔ سخت ٹھنڈ اور سخت سردی مراد لی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا (وہ خوش قسمت ہے جس کے لئے) ہر بولنے والے اور ہر گونگے کی تعداد کے برابر مغفرت کی جاتی ہے یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی الفصیح والعجمی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ پھر فرمایا فصیح سے مراد اولاد آدم ہیں اور عجمی سے مراد چوپائے جانور ہیں اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھاتے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درست لفظ یعنی ضریب ہے صفار کی کتاب میں یہی لکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ لوگوں نے اس میں اضافہ کیا ہے اور ہماری روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ جو غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا تاریک گھر میں چراغ کی مثل ہے۔

۵۶۶: ... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو الفضل محمد بن ابراہیم نے ان کو ابو سعید محمد بن شاذان نے ان کو محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے ان کو یحییٰ بن سلیم نے پھر اس نے اسی اسناد کے ساتھ متن کو ذکر کیا ہے اور یہی اضافہ بھی ذکر کیا۔ ۔۔۔ کہا کہ

الذی تحات من الکبر

جو سوکھ چکے ہوں کبر و غرور سے۔

۵۶۷: ... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو بکر محمد بن حسین قطان نے ان کو فضل بن عباس نے ان کو ہشام نے ابو داؤد ابن عبیداللہ حنظلی رازی سے۔ کہتے ہیں کہ میں نے حدیث پڑھی تھی محمد کے سامنے اور وہ ابن مسلم طائفی ہے۔ اس نے عباد بن کثیر سے اس نے محمد بن عجلان سے اس نے سلمہ بن کہیل سے اس نے عبداللہ بن عمر سے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے میدان جہاد سے فرار ہونے والوں کی طرف سے لڑنے والا اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسے ہے جیسے اندھیرے گھر

---

(۵۶۵) أخرجه المصنف من طريق حسن بن عرفة في جزئه (٣٠) عن يحيى بن سليم الطائفي به.

(١) في المخطوطة ما نصه

آخر الجزء السادس بعلو ابن شاذ الله في السبع لأبي طاهر الفقيه أنا أبو بكر محمد بن الحسين القطان ثنا الفضل بن العباس حديث عبد الله بن عمر عن الطائفي

الجزء السابع من كتاب الجامع لشعب الإيمان

بسم الله الرحمن الرحيم

أخبرنا الشيخ الإمام العالم الحافظ بهاء الدين أبو محمد القاسم بن الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن الشافعي رحمه الله قال: أنبأنا الشيخان الإمام أبو عبد الله محمد بن الفضل بن أحمد الفراوي وأبو القاسم زاهر بن طاهر بن محمد الشحامي قالا: أنا أبو بكر أحمد

أخبرنا أبي رحمه الله وأبو الحسن علي بن سليمان المرادي الحافظ قالا: أنا أبو القاسم الشحامي قال: أخبرنا أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي الحافظ رضي الله عنه.

نے، انکو عثمان بن زمیر نے، ان کو صفوان بن ابو الصہباء نے، ان کو بکیر بن عتیق نے ان کو سالم بن عبداللہ بن عمر نے اپنے باپ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو میرا ذکر مصروف و مشغول کردے مجھ سے سوال کرنے اور مانگنے سے میں اسے عطا کرتا ہوں اس سے بھی بہتر جو میں مانگنے والوں کو عطا کرتا ہوں۔

اور بخاری نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے تاریخ میں اور کہا کہ اس نے صفوان سے متابعت نہیں کی۔

۵۷۳ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن سعد نے، ان کو حسین بن احمد بن حفص نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو ابو سفیان حمیری نے، ان کو ضحاک بن حمزہ نے، ان کو یزید بن خصیفہ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے اور طلب کرنے سے مشغول و مصروف کردے میں اسے مانگنے والوں سے بہتر اور افضل عطا کرتا ہوں۔

۵۷۴ ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران، ان کو حسین بن صفوان بردعی نے، ان کو عبداللہ بن ابی الدنیا نے، ان کو خلف بن ہشام نے، ان کو ابو الاحوص نے، ان کو منصور نے، ان کو مالک بن حارث نے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے سے مصروف کردے میں اس کو مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں گا یا بہتر عطا کرتا ہوں۔

۵۷۵ ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، ان کو حسن بن محمد فسوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسین بن حسن مروزی نے، وہ مکہ میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا

کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تشریح و تفسیر پوچھی کہ زیادہ تر میری اور دیگر انبیاء کی عرفہ میں دعا یہ تھی:

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(سفیان بن عیینہ نے جواب دیا) کہ یہ ذکر ہے اس میں دعا نہیں ہے۔

سفیان نے فرمایا کہ تم نے حدیث منصور، مالک بن حارث سے سنی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ وہی اس کی تفسیر ہے۔ پھر کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ کیا کہا تھا امیہ بن صلت نے، جب وہ ابن جدعان کے پاس آئے اپنا عطیہ و مشاہرہ مانگ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ نہیں جانتا۔ فرمایا کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو یہ کہا تھا:

أأذکر حاجتي أم قد کفاني

حباءک إن شیمتک الحیاء

إذا أثنی علیک المرء یوما

---

(۵۷۲) أخرجه ابن عبد البر في التمهيد (١٣٥/٤٥) من طريق صفوان بن أبي الصهباء به.

(۵۷۳) أخرجه الأصبهاني في الترغيب (١٣٣٦) وعزاه الزبيدي في الإتحاف (٥/٤٧) للمصنف في السنن وهو في الشعب كما ترى

(۵۷۴، ۵۷۵) انظر التمهيد لابن عبد البر (٦/٤٣) وقد وقع البيت الثاني لابن أبي الصلت مقترنا لحذف هكذا

كفاه من تعرضك الثناء: إذا أثنى عليك المرء يوما

کفاہ من تعرضک الثناء

میں اپنی حاجت ذکر کروں یا نہ کروں مجھے آپ کی بخشش کافی ہے۔ (اس لئے کہ) عطیہ اور بخشش آپ کی فطری عادت ہے۔ جس وقت
کسی دن کوئی آدمی تیری تعریف کرے تیری توجہ و نظر کرم کے لئے تعریف کرنا اس کے لئے کافی ہے۔

سفیان نے کہا کہ یہ مخلوق کا حال ہے کہ جب وہ جود و سخا کی طرف نسبت دے جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ بس آپ کی توجہ فرمانے کے لئے آپ کی تعریف ہی کافی ہے۔ یہاں تک کہ آپ ہماری حاجت پوری فرما دیتے ہیں۔ پھر کیا خیال ہے آپ کا خالق حقیقی کے بارے میں؟ (یعنی جب مالک حقیقی کی تعریف کی جائے تو کیا وہ ہماری حاجت سے واقف ہونے کے باوجود پوری نہیں فرمائیں گے بلکہ وہ بطریق اولیٰ حاجت پوری فرما دیں گے۔ سوال کرنے اور مانگنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔) یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ جو شخص میرے ذکر میں مشغول ہو کر سوال نہیں کرتا میں اس کو مانگنے والے سے بہتر دیتا ہوں۔ (مترجم)

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو چیز ان سب کو متعلق ہے وہ یہ ہے جو روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ذکر اللہ کی کثرت کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایمان کونسا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ آپ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کریں۔

۵۷۶: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسین نے دونوں کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو سعید بن عیاش الی نے (یہ ثقہ ہے) ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو سہیل بن ابو صالح نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر کو چن لیا ہے۔ پسند فرمایا ہے۔ منتخب کر لیا ہے۔ جو شخص پڑھے سبحان اللہ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کی بیس غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ اور جو شخص یہ پڑھے الحمد للہ یہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور اس سے تیس غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں اور جو شخص رات کتاب اللہ کی دس آیات پڑھ لیا کرے غافلوں میں سے نہیں لکھا جائے گا اور جو شخص رات ایک سو آیات پڑھ لیا کرے فرمانبرداری کرنے والوں لکھا جائے گا۔

سہیل نے فرمایا کہ مجھے میرے بھائی نے خبر دی ہے میرے والد سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مذکورہ حدیث کی مثل مگر اس نے یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں: جو شخص اللہ کے ذکر کی کثرت کرے وہ منافقت سے بری ہو جاتا ہے۔

۵۷۷: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی الدنیا نے ان کو علی بن جعد نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو سہیل بن ابو صالح نے ان کو ان کے والد نے ان کو کعب نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کا ذکر زیادہ کرے وہ نفاق سے پاک ہو جاتا ہے۔ کہا گیا کہ روایت کی گئی ہے حماد سے سہیل بن ابو صالح سے ان کے والد سے ان کے بھائی سہیل سے کعب سے اور وہ زیادہ صحیح ہے موصول کی روایت سے۔ واللہ اعلم۔

۵۷۸: ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ہشام بن علی نے ان کو عبد اللہ بن رجاء نے ان کو سعید

(۵۷۶) رواه الطبري في التهذيب (۲۷۰) من طريق أبي صالح الحنفي عن أبي سعيد الخدري وأبي هريرة وصححه الحاكم في المستدرك (۱/ ۵۱۲) ووافقه الذهبي.

وانظر احمد (۲/ ۳۰۲ و ۳۱۰) وابن ابي شيبة (۱۰/ ۲۴۸)

نے ان کو موسیٰ نے۔ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اس آدمی سے جس نے مجھ سے حدیث بیان کی بنی یحصب سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کونسا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

تو اللہ کے لئے پسند کر اور اللہ کے لئے ناپسند کر اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کر۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی اس کے ساتھ اور کیا کروں؟ فرمایا تو لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو اپنے لئے تو پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے تو وہی ناپسند کر جو اپنے لئے تو ناپسند کرتا ہے اور خیر کی اور اچھی بات کہہ یا تو خاموش رہ سوائے اس کے نہیں کہ جہنم میں اوندھا ڈالا جائے گا۔ جو شخص دنیا میں اوندھا کیا گیا اپنی زبان کے ساتھ (یعنی جس نے زبان کو غلط اور بے جا استعمال کیا)۔

۵۷۹:..... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حسین بن عبداللہ بیہقی نے ان کو ابو حامد احمد بن محمد بن حسین بیہقی نے ان کو داؤد بن حسین بیہقی نے ان کو حمید بن زنجویہ نے ان کو ابو الاسود نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو زبان بن فائد نے ان کو سہل بن معاذ بن انس نے ان کو ان کے والد نے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا افضل ایمان کے بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو محبت کرے اللہ کے لئے بغض کرے اللہ کے لئے اور لوگوں کے لئے وہی کام کر جو اپنے لئے پسند کرے اور ان کے لئے اسی کام کو ناپسند کر جو اپنے لئے ناپسند کرے اور یہ کہ خیر کی بات کہہ یا تم چپ رہو۔

۵۸۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحاق نے ان کو سعید بن ابی مریم نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو حارث بن یزید نے ان کو علی بن رباح نے عقبہ بن عامر سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی سے کہا جسے ذوالبجادین کہتے تھے۔ بے شک وہ اواہ بہت دعا کرنے والا آہ وزاری کرنے والا ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ قرآن اور دعا کے ساتھ ذکر اللہ کی کثرت کرتا تھا۔

(هذا دوام و ذلك انه كان يكثر ذكر الله بالقرآن والدعاء)

(یہ دوام ثبوت ہے اس بات کا کہ تلاوت قرآن اور دعا کرنا ذکر اللہ ہے صرف زبان سے اسم الٰہی کا ورد یا صرف یاد رکھنا ہی ذکر نہیں۔ مترجم)

۵۸۱:..... ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابی اسحاق نے ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو ابو احمد بن عبدالوہاب نے ان کو جعفر بن عون نے ان کو ہشام بن سعد نے ان کو زید بن اسلم نے، کہتے ہیں کہ ابن ادرع نے کہا: میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہرہ دیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑا میں آپ کے ساتھ چل دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا اونچی آواز کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ یہ دکھاوا کرنے والا ہو۔ ابن ادرع کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازی آدمی ہے نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ تکلیف جان بھی سکے ساتھ کھینچنے کے ساتھ اس معاملے کو۔

---

(۵۷۸) ... عزاه في الكنز (۲۰۹۰) لابن منده وابي نعيم وقال ابو نعيم (الياس بن سهل الجهني) ذكره بعض المتأخرين في الصحابة وهو عندنا لا من التابعين.

(۵۷۹) اخرجه احمد (۵/۲۴۷) من طريق ابن لهيعة. به وقال ابن حجر في التقريب (۱/۳۳۸)

سهل بن معاذ بن انس الجهني لا بأس به الا في روايات زبان عنه.

(۵۸۰) - قال الهيثمي في المجمع (۹/۳۶۹) رواه احمد والطبراني واسنادهما حسن.

پھر آپ دوسری رات باہر آئے۔ مجھے حفاظت کرتے پایا۔ میرا ہاتھ پکڑا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے آدمی کے ساتھ گزرے جو اونچی آواز میں نماز پڑھ رہا تھا۔ ابن ادرع کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہے کہ یہ آدمی ریاکار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ مومن اللہ کے آگے عاجزی کرنے والا ہے۔ ابن ادرع کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کون آدمی ہے۔ تو معلوم ہوا وہ عبداللہ ذوالبجادین ہے۔ (نون کے ساتھ) ابو احمد نے کہا کہ وہ ذوالبجادین تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

یہ نام اس کا اس لئے پڑ گیا تھا کہ جب وہ مسلمان ہوا تھا تو اس کے کپڑے نوچ کر اتار ڈالے گئے تھے۔ تو اس کی ماں نے اس کو ایک دھاری دار کپڑا دیا جو دوہری تھی جو بالوں سے بنی ہوئی تھی۔ اس نے اسے دو حصوں میں کاٹ لیا تھا۔ ایک حصے کو بطور تہبند استعمال کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اوپر اوڑھ لیا کرتا تھا۔

اس حدیث کی اسناد مرسل ہے۔

۵۸۲: اور تحقیق ہمیں اسی کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے۔ ان کو احمد بن عبید نے۔ ان کو محمد بن غالب نے۔ ان کو عمر بن عبدالوہاب ریاحی نے۔ ان کو یحییٰ بن یمان نے۔ ان کو ہشام بن سعد نے۔ ان کو زید بن اسلم نے۔ ان کو سلمہ بن ادرع نے۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتا تھا ایک رات..... پھر اس حدیث کا مفہوم ذکر کیا اور اس حدیث کے آخر میں ہے وہ تھا ایک عبداللہ ذوالبجادین تھا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اور یہ کوئی نہیں ہے۔ اور صحیح روایت مختصر بن ابان کی ہے۔

۵۸۳: ہمیں خبر دی ہے عبدالخالق بن علی مؤذن نے۔ ان کو ابوبکر بن خب نے۔ ان کو محمد بن اسماعیل ترمذی نے۔ ان کو ایوب بن سلیمان نے۔ ان کو ابوبکر بن ابی اویس نے۔ ان کو سلیمان بن بلال نے۔ ان کو ابو عبدالعزیز ربذی نے۔ ان کو سعید بن ابو سعید نے۔ ان کو ادرع اسلمی نے کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آیا۔ میں نے پایا ایک عبداللہ ذوالبجادین (پر نظر پڑی) مسجد میں وہ اونچی آواز کے ساتھ قرأت کر رہا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر باہر آئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر قربان۔ کیا یہ شخص دکھاوا کر رہا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی پناہ۔ یہ تو عبداللہ ذوالبجادین ہے۔

ابن ادرع کہتے ہیں کہ پھر اس کا مدینہ میں انتقال ہو گیا۔ جب اس کی میت اٹھائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نرمی کرو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس پر نرمی فرمائے۔

پھر اس کی قبر کھودی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی قبر کشادہ کرو اللہ تعالیٰ اس پر کشادگی فرمائے۔

بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ غمگین ہوئے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

---

[۵۸۲]... أخرجه أحمد (۴/ ۳۳۷) من طريق هشام بن سعد به.

ولكن عند أحمد (عن الأدرع) بدلاً من (ابن الأكوع)

وقال الذهبي في تلخيصه (۲/ ۲۱۲) ابن الأدرع اسمه سلمة أو محجن

وقال الهيثمي في المجمع (۹/ ۳۶۹) رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح

رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے خبر دیتا ہوں اس عمل کے ساتھ جو تیرے لئے اس سے جو عمل ہے یا فرمایا تھا افضل ہے؟ پھر فرمایا وہ یہ ہے۔

سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء وسبحان اللہ عدد ما ھو خالق. واللہ اکبر مثل ذالک.
والحمدللہ مثل ذلک ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

۶۰۳۔ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ان کو اسماعیل بن فضل نے ان کو احمد بن عیسیٰ مصری نے ان کو ابن وہب نے، پھر اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل علاوہ ازیں آپ نے فرمایا (قولی) سے تا آخر آپ کہئے۔

۶۰۴: ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسن احمد بن محمد عنزی نے ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ان کو علی بن مدینی نے ان کو سفیان نے ان کو محمد بن عبدالرحمٰن مولیٰ آل طلحہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا کریب ابو رشدین سے وہ حدیث بیان کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث خزاعیہ کے پاس سے باہر تشریف لائے۔ جویریہ کا نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر جویریہ رکھا تھا۔ آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ یوں کہا جائے کہ برہ کے پاس سے نکل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلے تو جویریہ نماز میں تھیں یا فرمایا کہ سجدے میں تھیں۔ دوسری بار انہوں نے کہا کہ آپ نکلے تو نماز پڑھ رہی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت واپس آئے جب سورج اونچا ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ کو اسی حالت میں دیکھ کر فرمایا، کیا تم اپنی اسی مجلس میں ہو جب سے میں نکلا تھا؟ بولی جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیرے پاس سے جانے کے بعد چار کلمات تین تین بار پڑھے تھے۔ اگر تم وزن کرو (اس عبادت کا) وزن کروں میں ان کلمات کے ساتھ۔ وہ یہ ہیں:

سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں سفیان کی روایت کے ساتھ۔

۶۰۵: ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد اسحاق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو احمد بن یحییٰ نے ان کو ابن وہب نے ان کو عمرو بن دراج نے ابوالہیثم سے انہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

استکثروا من الباقیات الصالحات

باقی رہنے والی نیکیاں کثرت کے ساتھ کرو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسی ہیں؟ فرمایا کہ ملت۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ

اللہ اکبر، سبحان اللہ، لاالٰہ الا اللہ، الحمدللہ، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا۔

۶۰۶۔ ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمٰن بن علی بن عبدالرحمٰن سماوی نے ان کو ابوبکر احمد بن جعفر بن محمد بن قطیعی نے ان کو اسحاق حربی نے ان کو ابوعمر وضریر نے ان کو عبدالعزیز بن مسلم نے ان کو ابن عجلان نے ان کو سعید مقبری نے ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: خذوا جنتکم۔ اپنی ڈھال پکڑلو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کسی دشمن

---

(۶۰۴) اخرجہ مسلم (۲۰۹۰/۴) من طریق سفیان بہ۔

(۶۰۵) اخرجہ النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ من طریق ابن وھب بہ۔
انظر تحفۃ الاشراف (۴۰۹۶)

(۶۰۶) اخرجہ النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ من طریق حفص بن عمر الحوضی ابو عمر الضریر بہ۔ انظر تحفۃ الاشراف (۱۲۰۶۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورۃ فاتحہ پڑھے۔ اس کے بعد دس مرتبہ پڑھے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ۔ اس کے بعد رکوع کرے اور اسی تسبیح کو دس مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس مرتبہ اس کو پڑھے۔ اس کے بعد سجدہ کرے اور دس بار اس کو پڑھے۔ پھر سجدے سے سر اٹھائے اور دس مرتبہ اس کو پڑھے۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اور ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے۔ دوسرے سجدے سے سر اٹھائے اور پھر دس بار۔ اسی طریقے سے چار رکعات پڑھے۔ یہ کل پچھتر تسبیحات ہیں۔ ہر رکعت میں۔ اس طرح یہ پوری تین سو ہوں گی۔ اگر رات کو پڑھے تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دو رکعت پر سلام پھیرے۔ اگر دن میں پڑھے تو اگر چاہے تو سلام پھیرے اور اگر چاہے تو نہ پھیرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ابن مبارک کا اختیار کردہ طریقہ ہے صلوٰۃ تسبیح کے بارے میں۔ آخر میں جو لکھا ہے سر اٹھائے اور اس کو دس مرتبہ پڑھے میرا خیال ہے کہ یہ کاتب کی طرف سے اضافہ ہے۔ اس سے پچھتر کی تعداد اس کے بغیر پوری ہو جاتی ہے۔

۶۱۱: ہمیں خبر دی ہے ابو الفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس نے حافظ سے ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن ابراہیم مقری نے ان کو ابو شیبہ داؤد بن ابراہیم بغدادی نے ان کو محمد بن حمید نے ان کو جریر نے کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب میں سے نقل کیا ہے کتاب میں اپنی تحریر کے ساتھ پایا ہے ابو جناب کلبی سے انہوں نے ابو الجوزاء سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں آپ کا خیال نہ کروں؟ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں آپ کو جائزہ نہ دوں؟ چار رکعات ہیں جو شخص ان کو پڑھے اس کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ پرانا ہو یا نیا ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، قصداً ہو یا غلطی سے ہو۔ آپ نماز پڑھیے اور نماز کی تکبیر اولیٰ کہیے پھر قرأت سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھیے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھیے اور کوئی سورۃ پڑھیے۔ اس کے بعد دس مرتبہ پڑھیے۔ اس کے بعد رکوع کیجیے اور رکوع میں دس مرتبہ پڑھیے پھر رکوع سے سر اٹھائیے اور دس بار پڑھیے۔ پھر سجدہ کیجیے اور سجدے میں دس بار پڑھیے پھر سر اٹھائیے اور دس مرتبہ پڑھیے۔ پھر دوسرا سجدہ کیجیے اور سجدے میں دس مرتبہ پڑھیے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون اس کی طاقت رکھے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چہ ہر دن میں ہو اگر چہ ہفتے میں ہو اگر چہ مہینے میں ہو اگر چہ صرف قل ھو اللہ احد پڑھ کر ہو۔

۶۱۲: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ اسی کے مطابق ہے جو ہم حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت کر چکے ہیں اور اس کو قتیبہ بن سعید نے روایت کیا ہے یحییٰ بن سلیم سے وہ عمران بن مسلم سے وہ ابو الجوزاء سے فرماتے ہیں کہ میرے پاس عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور یہ حدیث ذکر فرمائی اور اس کے مرفوع ہونے کی مخالفت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا اور تسبیحات کو قرأت سے پہلے بھی ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے تسبیحات کو قرأت کے بعد ذکر کیا ہے۔ پھر اس کا ذکر جلسہ استراحت میں (دو سجدوں کے درمیان) کیا ہے جیسے کہ تمام راویوں نے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح عمرو بن مالک وغیرہ نے ابو الجوزاء سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے۔

۶۱۳: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو سعید بن عثمان نے ان کو حسین بن حفص نے ان کو سفیان نے ان کو عطاء بن یسار نے ان کو ان کے والد نے ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۶۱۱) اخرجہ الحاکم (۱/۳۱۹ ، ۳۲۰) بمعنی الاسناد

واخرجہ الترمذی (۴۸۱) من طریق ابی وھب۔

(۱) زیادۃ من المستدرک والترمذی۔

(۶۱۲) ابو الجوزاء ھو اوس بن عبداللہ الربعی۔

دو خصلتیں ایسی ہیں جو بھی مسلمان ان کی حفاظت کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں قلیل ہیں ان دونوں کے ساتھ جو عمل کرتے ہیں وہ بھی قلیل ہیں۔ لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دونوں کون سی ہیں؟ فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ایک بھی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھے اور دس مرتبہ الحمد للہ پڑھے اور اللہ اکبر دس بار پڑھے۔ یہ زبان پر ایک سو پچاس ہیں اور ترازو میں پندرہ سو ہیں۔ اور رات کو سونے کے لئے جب بستر پر آئے تو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر۔ ایک ایک سو بار پڑھے۔ یہ زبان پر ایک سو ہیں اور ترازو میں ایک ہزار ہیں۔ (اب سوچو) تم میں سے کون سا ایسا بندہ ہے جو دن رات میں ڈھائی ہزار گناہ کرتا ہے؟ حضرت ابن عباس عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہاتھوں پر شمار کر رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو خصلتوں کو کیسے کوئی نہیں کرے گا؟ اور کیونکر ان کی حفاظت نہیں کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے یاد کرو فلاں کام ہے فلاں کام ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور سو جاتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔

۶۱۴:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے۔ ان کو حسن بن محمد بن حلیم مروزی نے ان کو ابو الموجہ نے ان کو عبدان نے ان کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے ان کو مالک بن مغول نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حکم بن عتیبہ سے وہ حدیث بیان کرتا ہے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے۔ اس نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر میں پڑھے جانے والے چند کلمات ہیں ان کو کہنے والا رسوا نہیں ہوتا یا یوں فرمایا کہ ان کو کرنے والا ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر۔

۶۱۵:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو محمد بن حسن تمیمی نے اور ابو عبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے ان کو ابوالعباس اصم نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اوزاعی سے وہ کہتے تھے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حسان بن عطیہ نے ان کو محمد بن ابو عائشہ نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالدار لوگ سارا ثواب لے گئے ہیں ہماری طرح نماز بھی پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے بھی رکھتے ہیں مگر ان کے پاس فاضل مال ہیں جن کے ساتھ وہ صدقہ کرتے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں، جس کا ہم صدقہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! کیا تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں کہ تو وہ کلمات پڑھے تو اس کو پالے جس نے تجھ سے سبقت کی تھی اور تیرے بعد کوئی تجھ سے لاحق نہ ہو سکے۔ عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کہ تو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کر اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ پڑھا کر اور اللہ اکبر تینتیس مرتبہ پڑھا کر اور اس کے بعد یہ پڑھ:

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر۔

۶۱۶:... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو عبداللہ سوسی نے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس اصم نے ان کو سعید بن عثمان تنوخی نے ان کو بشر بن بکر نے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اوزاعی نے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس کو اسی طرح روایت کیا

(۶۱۳) اخرجہ احمد (۲/۱۶۰، ۲۰۵) وابوداؤد (۵۰۶۵) والترمذی (۳۴۱۰) والنسائی من طریق عطاء بہ
وقال الترمذی حسن صحیح

(۶۱۴) اخرجہ المصنف فی السنن (۲/۱۸۶) بنفس الاسناد۔
وقال رواہ مسلم فی الصحیح عن الحسن بن عیسیٰ عن عبداللہ بن المبارک ومن وجہ آخر عن حمزۃ الزیات
انظر مسلم (۱/۴۱۸)

(۶۱۵) اخرجہ ابوداؤد (۱۵۰۴) من طریق الاوزاعی بہ

(۶۱۶) اخرجہ مسلم (۱/۴۱۶) من طریق ابی عبید المذحجی عن عطاء بن یزید اللیثی بہ۔

ہے عطاء بن یزید نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور اسی طریقے سے اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں۔

۶۱۷:...... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو ورقاء نے، ان کو سمی نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالدار لوگ درجے بھی لے گئے ہیں اور دائمی نعمتیں بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیسے؟ بولے کہ جیسے ہم نمازیں پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں، جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں، جیسے ہم جہاد کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں۔ مگر وہ فاضل مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں بلکہ ہمارے پاس مال تو نہیں ہیں کہ خرچ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات کی خبر دوں کہ تم اس کے ذریعے اس کے مرتبے کو پالو جو تم سے آگے ہے اور جو تمہارے بعد آئے تم اس سے آگے بڑھ جاؤ اور کوئی ایسی نیکی نہ کر پائے جو تم کر پاؤ۔ مگر وہ شخص جو وہی نیکی کرے کہ تم ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن یزید سے۔

۶۱۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو مشعر نے مسعودی سے، ان کو ابراہیم سکسکی نے، ان کو عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ذکر کیا کہ وہ قرآن میں سے کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا اور اس سے سوال کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جو قرآن کی جگہ اس کو کفایت کر جائے۔ فرمایا کہ کہو:

سبحان اللہ و الحمدللہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

۶۱۹:...... ہمیں خبر ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو رزاز نے، ان کو حسان بن ثواب ابوعلی نے، ان کو عمار بن عثمان حلبی نے، ان کو ابوعثمان نے اور احمد بن حنبل ان کی توثیق کرتے تھے اور اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ آپ نے اس سے کوئی شے نہیں لکھی۔ ان کو جعفر بن سلیمان ضبعی نے، ان کو ثابت نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی خیر سکھلائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ کہو:

سبحان اللہ و الحمدللہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر۔

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پکا عہد کیا اور چل دیا۔ پھر کچھ سوچنے لگا۔ پھر واپس لوٹ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا یہ سوچتا تو مایوس کا ہے۔ وہ آ گیا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سبحان اللہ و الحمدللہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ یہ تو ساری بات اللہ کے لئے۔ میرے لئے کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دیہاتی جب تم یہ کہتے ہو سبحان اللہ (اللہ پاک ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تم نے سچ کہا ہے اور جب تم کہتے ہو الحمدللہ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو نے سچ کہا اور جب تم کہتے ہو اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے)۔

---

(۶۱۷)...... أخرجه المصنف في السنن (۲/۱۸۶) بنفس الإسناد.

وأخرجه البخاري (۸/۸۹) عن إسحاق عن يزيد. به.

(۶۱۸)...... أخرجه المصنف في السنن (۲/۳۸۱) من طريق المسعودي. به.

والمسعودي هو عبدالرحمن بن عبدالله.

والسكسكي هو إبراهيم بن عبدالرحمن السكسكي.

(۶۱۹)...... في الزهد للبيهقي (۸۲۵) الحسن بن ثواب بدلاً من الحسن بن ثوب.

والحديث عزاه في الكنز (۳۹۱۱) للمصنف فقط.

اے اللہ اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب۔ میں گواہ ہوں کہ بے شک تو ہی رب ہے تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے اللہ اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب، میں گواہ ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا بندہ ہے اور تیرا رسول ہے۔ اے اللہ اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب، میں گواہ ہوں کہ بندے سارے کے سارے بھائی بھائی ہیں۔ اے اللہ اے ہمارے رب اور ہر شے کے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو اپنے لئے اخلاص والا بنادے ہر لمحے دنیا میں اور آخرت میں۔ اے عظمت اور بزرگی والے، میری دعا سن لے اور قبول فرمالے۔ اللہ سب سے بڑا ہے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اور زمین کو روشن کرنے والا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، سب سے بڑا ہے۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔

۶۲۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الحمید حارثی نے، ان کو ابو اسامہ نے، ان کو اسامہ نے، ان کو محمد بن کعب نے، ان کو عبد اللہ بن سداد نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند کلمات سکھلائے تھے۔ ان کو وہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے جنہیں وہ کرب اور پریشانی میں پڑھتے تھے۔

لاالہ الااللہ الحلیم۔ سبحان اللہ وتبارک اللہ رب العرش العظیم والحمدللہ رب العلمین.

اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں، وہ حوصلے والا ہے۔ اللہ پاک ہے اور اللہ برکت والا ہے۔ عرش عظیم کا مالک ہے۔ ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو کہ ساری جہانوں کا پالنے والا ہے۔

۶۲۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حسین بن علی نے زائدہ سے، ان کو عبد الملک بن عمیر نے، ان کو مصعب نے یہ کہ عبد الملک بن مروان نے مدینے میں اپنے عامل ہشام بن اسماعیل کو لکھا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ حضرت حسن بن حسن اہل عراق کے ساتھ خط و کتابت کر رہے تھے۔ میرے پاس جب میرا یہ خط پہنچے تو ان کے پاس پیغام بھیج کر انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ مصعب کہتے ہیں کہ ان کے پاس جب وہ لائے گئے ہشام کچھ مصروف تھے، چنانچہ ان کے پاس علی بن حسین اٹھے اور فرمایا کہ اے چچازاد بھائی مشکل کشائی کے کلمات پڑھ لیجئے۔ (وہ یہ ہیں):

لاالہ الااللہ الحلیم الکریم لاالہ الااللہ العلی العظیم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم۔ الحمدللہ رب العلمین.

مصعب فرماتے ہیں کہ ہشام نے ان کو دیکھ کر چہرہ دوسری طرف پھیر لیا اور کہنے لگا میں نے دیکھا ہے کہ یہ ایسا چہرہ ہے جو جھوٹ کے ساتھ گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کا راستہ چھوڑ دیا جائے اور امیر المومنین سے بات اور مراجعت کر لی جائے۔

۶۲۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو حامد بن ابی حامد مقری نے، ان کو اسحق بن

---

(۶۲۲)...... اخرجہ ابوداؤد (۱۵۰۸) عن مسدد وسلیمان بن داؤد العتکی. بہ.

وقال المنذری قال الدارقطنی: تفرد بہ معتمر بن سلیمان عن داؤد الطفاوی عن ابی مسلم البجلی عن زید بن ارقم ا ھ.

وقال المنذری: فی اسنادہ داؤد الطفاوی قال یحیی بن معین لیس بشیء.

(۶۲۳)...... اخرجہ الحاکم (۱/۵۰۸) من طریق اسامۃ بن زید. بہ وقال الحاکم ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ لاختلاف فیہ علی الناقلین ووافقہ الذھبی

(۶۲۴)...... اخرجہ ابن ابی الدنیا فی الفرج بعد الشدۃ عن محمد بن الحسین عن محمد بن سعید عن شریک عن عبد الملک بن عمیر قال کتب الولید بن عبد الملک الی عثمان بن حیان المری. انظر الحسن بن الحسن فاجلدہ مائۃ جلدۃ ...... الخ. بنحوہ.

سبحانک ربنا وبحمدک لاالٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک (الا غفرلہ ماکان فی مجلسہ ذلک)

اس کے وہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں جو اس محفل میں ہوئے تھے۔

۶۲۹:...... ہمیں خبر دی ہے احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو ابومسلمہ خزاعی نے، ان کو خلاد بن سلیمان نے (اور وہ خدا ترس لوگوں میں تھے) ان کو خالد بن عمران نے، ان کو عروہ بن زبیر نے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے تھے یا نماز پڑھتے تھے تو کچھ کلمات کے ساتھ تکلم فرماتے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی بھی خیر اور اچھائی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو قیامت تک اس خیر پر ان کلمات سے طابع اور مہر لگانے والا ہوگا اور اگر اس کے بغیر عمل کرے تو بھی اس کے لئے کفارہ ہوتے ہیں (وہ یہ ہیں)۔

سبحانک اللھم وبحمدک لاالٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک۔

۶۳۰:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحٰق نے، ان کو ابوجعفر اصفہانی نے، ان کو ابومعاویہ نے اعمش سے، ان کو ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو حارث بن سوید نے، ان کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام:

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولاالٰہ غیرک

ہے اور اللہ کے یہاں مبغوض ترین کلام یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے اتق اللہ...... تو اللہ سے ڈر۔ یا اللہ کی نافرمانی کرنے سے بچ۔ تو دوسرا جواب دے تو ہی بچا اپنے آپ کو یا تو ہے ڈر۔

۶۳۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعلی حسین بن علی حافظ نے، ان کو ابوحنیفہ بن حباب جمحی نے بصرہ میں ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابواسحاق نے جری النھدی سے ان کو ایک آدمی نے بنو سلیم سے کہتے ہیں کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمار کیا میرے ہاتھ میں یا اپنے ہاتھ میں:

التسبیح نصف المیزان. والحمدللہ تملاہ. والتکبیر تملاء مابین السماء والارض

والصوم نصف الصبر، والطھور نصف الایمان.

سبحان اللہ کہنا ترازو کو آدھا بھر دیتا ہے۔ الحمدللہ کہنا پورا بھر دیتا ہے۔ اللہ اکبر کہنا زمین وآسمان کے درمیان خلا کو بھر دیتا ہے۔ روزہ رکھنا آدھا صبر ہے اور طہارت نصف ایمان ہے۔

۶۳۲:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو قبیصہ نے، ان کو سفیان بن سعید نے، ان کو ابوحیان نے، ان کو ان کے والد نے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک شیخ تھے جب سنتے کہ کوئی سائل کہتا ہے کون ہے جو قرضہ حسنہ دے۔ فرماتے:

---

(۶۲۹)...... أخرجه النسائي في الصلاة وفي اليوم والليلة عن محمد بن إسحاق. به.

(۶۳۰)...... أخرجه الأصبهاني في الترغيب (۲۳۹) من طريق أبي العباس محمد بن يعقوب الأصم

(۶۳۱)...... أخرجه الترمذي (۳۵۱۹) من طريق أبي إسحاق. به.

وقال الترمذي هذا حديث حسن وقد رواه شعبة وسفيان الثوري عن أبي إسحاق.

(۶۳۲)...... أخرجه الأصبهاني في الترغيب (۲۴۵) من طريق يحيى بن أبي طالب. به.

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

یہ قرض حسنہ ہے۔

۶۳۳: ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابو سعید محمد بن زیاد جرجانی نے ان کو ابو عمر محمد بن قاسم ابو رقاشی نے ان کو میرے والد نے ان کو حسن بن عبدالرحمن نے۔ ان کو عباس بن العرزمی نے ان کو محمد نے ان کو اسمعیل بن مرثد نے فرماتے ہیں کہ ابن عباس شاعر جب شعر کہتا تو اپنی زبان کو آلودہ کر لیتا تھا۔ لیکن تمہارا شعر و میرے علاوہ پر مطالعہ کروں گا جو مجھے پڑھا تھا

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

یعنی اگر دنیوی باتوں میں شعر کہے تو زبان آلودہ ہو تو اس کی تلافی ان کلمات کے ساتھ مذکورہ ذکر کرے)۔

۶۳۴: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو احمد بن عمرو بن محمد بن عیاش نے ان کو عبدالکریم بن جعفر نے ان کو ابو صالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے۔ ان کو منصور بن عبدالرحمن نے ان کو بیان کیا ابن عائذ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کی پٹائی کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک کہتا بسم اللہ اور دوسرا کہتا سبحان اللہ۔ امیر المومنین نے فرمایا تو جلاد سے کہ اس سے تخفیف کر دو۔ بے شک تسبیح صرف مومن کے دل میں استقرار پکڑتی ہے۔

۶۳۵: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمد نے ان کو محمد بن عبید نے ان کو واصل نے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بصری سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے آسمان سے اے لوگو اپنے امر سے بچنے کے لئے اپنے ہتھیار سنبھال لو۔ لوگ کہتے ہیں انہوں نے ہتھیار سنبھال لئے ہیں۔

ایک آدمی آیا اس کے پاس ڈنڈے کے سوا کچھ نہیں تھا اس نے وہی لے لیا پھر آسمان سے پکارنے والے نے پکارا تمہارے خطرے سے بچنے کے لئے تمہارے ہتھیار یہ نہیں ہیں البتہ اہل زمین میں سے کسی نے پوچھا کہ ہمارے خطرے کے لئے ہمارے ہتھیار کیا ہیں؟ اعلان کرنے والے نے کہا وہ ہتھیار یہ ہے:

لا الہ الا اللہ سبحان اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

۶۳۶: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو عمرو بن سماک نے ان کو حنبل بن اسحاق نے ان کو محمد بن خالد نے ان کو ابی جریر بن حازم نے۔ کہتے ہیں کہ ہم عثمان سے تعجب کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوگیا تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ اس عمل کے بارے میں جس میں ہم ہوتے تھے، فرمایا کہ سب سے افضل عمل ہے۔ میں نے اس ذکر سے زیادہ اجر والا کوئی نہیں پایا

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

۶۳۷: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے انہوں نے سنا ابو زکریا بن ابی اسحق مزکی سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابراہیم بن علی ذہلی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض مشائخ سے وہ فرماتے تھے کہ انہوں نے دیکھا احمد بن حرب کو خواب میں انہوں نے ان سے پوچھا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

سے زیادہ نفع والی آخرت کے اعتبار سے کوئی چیز نہیں پائی۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا تھپتھپایا اور فرمایا کہ اسی طرح مجھے خبر دی تھی جبرئیل علیہ السلام نے اے ابن ام عبد۔
صالح بن حیان سیرانی اس کے ساتھ متفرد ہے اور وہ قوی بھی نہیں ہے اور یہ حدیث ایک اور ضعیف طریق سے زر سے بواسطہ علی اللہ مرفوعاً روایت کی گئی ہے اور یہ تاریخ میں چھتیس نمبر میں ہے۔

۶۶۶ ۔۔۔ ہمیں اس کی خبر دی ہے عبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ بن سعد نے، ان کو احمد بن محمد بن میسر وہ نے۔ ان کو سعید بن یحییٰ نے ان کو حسین بن حسن نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے عاصم سے، اس نے زر سے اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے۔ اس نے اللہ جل جلالہ سے لاحول ولاقوۃ کی تفسیر کے بارے میں کہ اللہ کی نافرمانی سے ہٹنا اور اللہ کی اطاعت کی طرف رجوع ہونا نہیں ہو سکتا مگر اللہ تعالیٰ کی عصمت سے اور بچانے سے اور اللہ کی طاعت پر قدرت نہیں ہو سکتی مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔

۶۶۷ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی عامری نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو حسین بن ذکوان نے، ان کو عبداللہ بن بریدہ نے، ان کو بشیر بن کعب نے، ان کو شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے:

اللھم انت ربی لاالٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت، اعوذبک من شر ما صنعت وابوء لک بذنوبی، وابوء لک بنعمتک علی فاغفرلی انہ لایغفر الذنوب الا انت.

اے اللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے مگر تو ہی ہے تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر ہوں اور تیرے وعدے پر ہوں۔ جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے اعمال کے شر سے، میں تیرے لئے رجوع کرتا ہوں اپنے گناہوں کے ساتھ اور میں رجوع کرتا ہوں تیرے لئے مجھ پر تیری نعمت کے ساتھ، مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا مگر صرف تو ہی۔

بخاری نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔

فصل ثانی:۔۔۔۔ ذکر اللہ کے بارے میں آنے والی احادیث و آثار

یعنی اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم واقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم

۶۶۸ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابی اسحاق نے، ان کو خبر دی ہے ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو عبدالملک بن میسرہ نے، ان کو حلال بن یساف نے، ان کو عبداللہ نے وہ کہتے ہیں کہ اگر میں تسبیحات پڑھوں یعنی سبحان اللہ کا ذکر کرنا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اسی تعداد میں دینار اللہ کی راہ میں خرچ کروں۔

۶۶۹ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم زید بن ابوہاشم علوی نے، کوفے میں ان کو خبر دی ہے ابوجعفر محمد بن علی وحیم نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو وکیع نے، ان کو اعمش نے، ان کو عبدالملک بن ابوزید نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ساتھ بیٹھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، البتہ اگر میں کسی ایسے راستے پر چلوں جس پر میں یہی کلمات

(۶۶۷) ۔۔۔ اخرجہ البخاری (۸/۸۸) من طریق حسین. بہ

ولذکر اللہ اکبر (عنکبوت ۴۵)

اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

میں نے جواب دیا کہ ذکر اللہ تسبیح تہلیل اور تکبیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکر اللہ بہت بڑا ہے تمہارے اس کو یاد کرنے سے۔

۶۷۵..... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن ابودنیا نے، ان کو خلف بن ھشام نے، ان کو حماد بن زید نے ان کو یحییٰ بن سعید نے۔ ان کو سعید نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ نے فرمایا کہ البتہ اگر میں اللہ کا ذکر صبح سے رات تک کروں، وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں خالص عمدہ گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں صبح سے رات تک سواری کروں۔

۶۷۶..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں، ان کو خبر دی ہے اسحاق بن ابراہیم بن عباد نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو حکیم بن جبیر نے، ان کو سعید بن جبیر نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

کوئی پیدا ہونے والا ایسا نہیں ہے مگر سب کے دل میں وسوسہ اور شک ڈالنے والا موجود ہے۔ اگر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہو جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے اور اگر انسان ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو پھر وہ دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اسی بارے میں یہ قول باری تعالیٰ الوسواس الخناس ہے۔ کہہ دیجئے میں سارے لوگوں کے رب کی پناہ چاہتا ہے وسوسہ ڈال کر چھپ جانے والے کے شر سے۔

۶۷۷..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن حسن نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو ابن جابر نے، ان کو عثمان بن حیان نے، کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ام درداء نے کہ دو آدمی اللہ کی راہ میں باہم محبت اور بھائی چارہ رکھتے تھے۔ دونوں میں سے کوئی ایک بھی جب ایک دوسرے سے ملتے تو کہتے بھائی جان آئیے ہم اللہ کا ذکر کریں۔ ایک دن دونوں بازار میں ایک دکان کے پاس ایک دوسرے سے ملے۔ ایک نے دوسرے سے کہا آئیے بھائی ہم مل کر اللہ کا ذکر کریں۔ قریب ہے کہ اللہ ہم دونوں کو معاف کر دے۔ پھر دونوں کچھ عرصہ ٹھہرے کہ ایک ان میں سے بیمار ہو گیا۔ اس کے پاس اس کا ساتھی آیا اور بولا کہ بھائی جان دیکھئے اگر آپ فوت ہو گئے تو آپ خواب میں میرے پاس آنا اور مجھے بتانا کہ میرے بعد تیرے ساتھ کیا گذری۔ اس نے کہا، انشاء اللہ، میں ایسے ہی کروں گا۔ (چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا) اور یہ ساتھی سال بھر انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ اس کو خواب میں آیا اور بولا بھائی جان آپ کو یاد ہے کہ ہم جب بازار میں دکان کے پاس آپس میں ملے تھے (اور ذکر کیا تھا) اور ہم نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ ہمیں بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اسی دن بخش دیا تھا۔

ابن جابر کہتے ہیں کہ عثمان بن حیان نے ان دونوں کا نام بھی میرے سامنے ذکر کیا تھا مگر ان کو بھول گیا ہوں۔

۶۷۸..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، ان کو جعفر بن ربان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن

---

(۶۷۳)..... اخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرك (۲/۴۰۹) بنفس الإسناد وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

تنبيه:..... في المستدرك: (ابراهيم بن أبي الليث الأشجعي) وهو خطأ والصحيح (ابراهيم بن أبي الليث ثنا الأشجعي)

والأشجعي هو عبدالله بن عبدالرحمن.

انظر البيهقي في السنن (۱/۳۶ و ۷۵)

(۶۷۶)..... اخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرك (۲/۵۴۱) بنفس الإسناد وصححه الحاكم ووافقه الذهبي

سلیمان نے ان کو ثابت نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرتے تھے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اور حضرت عوف بن مالک اور صعب بن جثامہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اگر میرا تم سے پہلے انتقال ہوا اے بھائی جان تو تم میرا خواب میں انتظار کرنا۔ کہتے ہیں کہ صعب کا عوف سے پہلے انتقال ہو گیا۔ چنانچہ عوف نے اس کا انتظار کیا اور اس نے دیکھا تو کہا میرے بھائی تم کیسے ہو؟ بولے میں خیریت سے ہوں۔ عوف نے پوچھا کیا کیا تم نے؟ (یعنی تیرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟) بولے ہمارے لئے اسی دن سے مغفرت ہو گئی تھی جس دن ہم لوگوں نے فلاں کی دکان کے قریب دعا کی تھی۔ میرے گھر میں جو بھی مصیبت آتی ہے اس کے صلے میں مجھے بھی اجر ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ہماری بلی تھی جو کہ تین دن سے مر گئی ہے۔ (گویا کہ اس پر بھی مجھے اجر ملا ہے)۔

فائدہ:...... دونوں مذکورہ روایات میں جو خواب کی باتیں مذکور ہیں وہ محض ذکر اللہ اور استغفار کی ترغیب میں مذکور ہوئی ہیں۔ لہٰذا ان کو اپنے موقف، اپنے محل تک محدود سمجھنا چاہئے۔ ان سے ایمان اور عقیدے کے کسی بھی مسئلے کے لئے استدلال نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ خواب شریعت میں حجت و دلیل شمار نہیں کئے جاتے۔ نیز عقیدے کے کسی بھی مسئلے کے لئے قرآن مجید کی واضح ہدایت اور صحیح ہدایت درکار ہوتی ہے۔ (مترجم)

۹۷۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابوالفضل حسن بن یعقوب بن یوسف بخاری نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو ابن ابی ذئب نے، ان کو سعید بن ابوسعید مقبری نے ان کو ان کے والد نے، ان کو عبداللہ بن سلام نے وہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میرے اوپر کس طرح کا شکر لازم ہے اور میرے شایان شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تیری زبان ہر وقت میرے ذکر کے ساتھ تر رہنی چاہئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب میں ایسے حال میں ہوتا ہوں کہ اس حال میں تیرا ذکر کرنا میں تیرے جلال اور تیری عظمت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ میں کبھی جنب والا اور ناپاک ہوتا ہوں یا قضاء حاجت پر ہوتا ہوں یا میں پیشاب کر چکا ہوتا ہوں۔ فرمایا اگرچہ تو کسی حال میں بھی ہو۔ عرض کیا کہ میں کیا ذکر کروں۔ فرمایا کہ یوں کہو:

سبحانک وبحمدک جنبی الاذیٰ. سبحانک وبحمدک فقنی الاذیٰ

اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریف سمیت۔ مجھے تکلیف دہ چیز سے دور کر دے تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ بچا تو مجھے گندگی سے۔

۹۸۰:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یعقوب نے ان کو اسید بن عاصم نے ان کو حسین بن حفص نے ان کو سفیان نے عطاء بن ابی مروان ابومصعب اسلمی سے، کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے کعب سے وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میرے رب کیا آپ قریب ہیں۔ لہٰذا میں تیرے ساتھ سرگوشی کروں۔ یا آپ بعید اور دور ہیں لہٰذا میں آپ کو دور سے پکاروں۔ اس سے کہا گیا اے موسیٰ میں اس کا ہمنشین ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں ایسی حالت پر ہوتا ہوں کہ میں آپ کو اس وقت ذکر کرنے سے عظیم اور جلیل تر جانتا ہوں۔ فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ پاخانے کے وقت اور جنبی ناپاکی کے وقت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ مجھے ہر حال میں یاد کیجئے۔

۹۸۱:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمن سلمی نے ابوالحسن بن صبیح نے، ان کو عبداللہ بن شیرویہ نے، ان کو اسحاق نے، ان کو جریر نے، ان کو یعقوب قمی نے، ان کو ابوعمرو شیبانی نے، ان کو والد نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر آئے

اور عرض کیا اے میرے رب تیرے بندوں میں سے کونسا بندہ تجھے محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بندہ جو مجھے یاد کرے اور مجھے نہیں بھولتا۔

۶۸۲ ...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاد نے، ان کو احمد بن محمد بن سالم نے، ان کو ابراہیم بن جنید نے، ان کو [illegible] بن حاتم طویل نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو عبدالملک بن حسن نے، ان کو محمد بن کعب قرظی نے۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب، تیری مخلوق میں سے تیرے نزدیک کون زیادہ عزت و شرافت والا ہے؟ فرمایا کہ وہ جس کی زبان ہمیشہ میرے ذکر کے ساتھ تر رہتی ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ تیری مخلوق میں سے زیادہ جاننے والا کون ہے؟ فرمایا کہ جو دوسرے کے علم کو اپنے علم پر ترجیح دیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تیری مخلوق میں سب سے زیادہ عادل کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے نفس کے خلاف بھی فیصلہ کرتا ہے۔ جیسے کہ وہ لوگوں کے خلاف فیصلہ کرتا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب، تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بڑا گنہگار کون ہے؟ فرمایا جو مجھ پر تہمت دھرتا ہے۔ عرض کی کہ اے میرے رب کیا آپ کے اوپر بھی کوئی ہے جو تہمت لگاتے۔ فرمایا کہ جو شخص مجھ سے خیر طلب کرتا ہے (استخارہ کرتا ہے) پھر میرے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا۔

۶۸۳ ...... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو عبداللہ بن ابی مسلم حرانی نے، ان کو داؤد بن عمرو نے، ان کو صالح بن عمرو نے، ان کو عبدالملک نے، ان کو عطاء نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں

فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم (البقرہ ۲۰۰)

اللہ تعالیٰ کو ایسے یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو۔

فرمایا کہ یہ وہ بچہ مراد ہے جو تتلاتا ہے اور ضد کرتا ہے کہ اے باپ اے باپ اے میرے ابا اے ابا۔

۶۸۴ ...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن مزید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ بلال بن سعد نے فرمایا: ذکر دو قسم کے ہیں۔ زبان کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا یہ اچھا ہے اور خوبصورت ہے۔ دوسرے اللہ کو یاد کرنا اس وقت جب وہ حلال کرے یا حرام کرے یہ افضل ہے۔ (یعنی اللہ کے حلال کو اس کا حلال کیا ہوا سمجھے اور اس کے حرام کو اسی کا حرام سمجھ کر باز آجائے)۔

۶۸۵ ...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے۔ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اسحاق بن ابراہیم بن ابوحسان انماطی سے، ان کو احمد بن ابوالحواری نے، ان کو ابومسہر نے، ان کو ابن شابور نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے، ان کو بلال بن سعد نے، فرماتے ہیں کہ ذکر دو قسم کے ہیں۔ زبان کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا، یہ ذکر حسن ہے۔ اور دوسرے ذکر ہے طاعت اور معصیت کے وقت۔ یہ افضل ہے۔ (یعنی کوئی اطاعت کرنے لگے تو اللہ کو یاد کرے کہ یہ اسی کے حکم کی اطاعت ہے اور گناہ کرنے پر آئے تو اللہ کو یاد کرے کہ اسی کی نافرمانی ہو رہی ہے تاکہ اس سے بچ جائے۔

بی بی ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز، روزہ اور ہر چیز کا عمل اللہ کا ذکر ہے

۶۸۶ ...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابواسماعیل ترمذی نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، ان کو ربیعہ بن یزید نے، ان کو اسماعیل بن عبیداللہ نے، ان کو ام درداء رضی اللہ عنہا نے، وہ فرماتی ہیں

ولذکر اللہ اکبر (العنکبوت ۴۵)

اللہ کی یاد بہت بڑی ہے۔

اس آیت کا مفہوم مندرجہ ذیل کو بھی شامل ہے۔
اگر آپ نماز پڑھیں تو یہ اللہ کا ذکر ہے۔ اگر آپ روزہ رکھیں تو یہ بھی اللہ کا ذکر ہے اور ہر چیز جس کا آپ عمل کریں وہ اللہ کا ذکر ہے اور (ہر ناجائز کام آپ جس سے اجتناب کریں) وہ بھی اللہ ذکر ہے اور ان سب سے افضل ذکر، اللہ کی پاکیزگی بیان کرنا۔ یعنی سبحان اللہ کہنا ہے۔ اور اسی مفہوم میں ایک مرسل حدیث بھی روایت کی گئی ہے۔

۶۸۷:..... ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابومنصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو عبداللہ بن مبارک نے، ان کو سعید بن ابوایوب نے، ان کو ابوہانی خولانی نے ان کو ابن ابوعمران نے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من اطاع اللہ فقد ذکر اللہ وان قلت صلوته. وصیامه، وتلاوة القران ومن عصى اللہ فقد نسى اللہ وان كثرت صلوته وصيامه، وتلاوت القران

جس نے اللہ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نماز کم ہو اور اس کا روزہ اس کی تلاوت قرآن کم بھی ہو۔ جس نے اللہ کی نافرمانی کی وہ اللہ کو بھول گیا اگرچہ اس کی نماز، روزہ، تلاوت قرآن زیادہ ہو۔

۶۸۸:..... فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا، وہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

فاذکرونی اذکرکم (البقرہ:۱۵۲)

مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یاد کرو میری اطاعت کے ساتھ میں تمہیں یاد کروں تمہارے لئے اپنی مغفرت کے ساتھ۔

۶۸۹:..... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلیمان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو منصور نے، ان کو سالم بن ابوالجعد نے، ان کو مسروق نے، وہ فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی کا دل اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے وہ نماز میں ہے، اگرچہ بازار میں بھی ہو۔

۶۹۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلیمان نے، ان کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو منصور نے، ان کو ہلال نے، ان کو عبیدہ نے، کہتے ہیں کہ آدمی کا دل جب تک اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے کہ وہ نماز میں ہے اور اگر زبان اور ہونٹ بھی ذکر کے ساتھ متحرک رہیں تو یہ بہت بڑا اجر ہے۔

۶۹۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے، ان کو ابومنصور نضروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو سفیان نے مسعر سے، ان کو عون بن عبداللہ نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے پکار کر پوچھتا ہے اے فلاں پہاڑ کیا تیرے پاس سے کوئی ایسا بندہ گذرا ہے جو اللہ کا ذکر کر رہا ہو؟ جب پہاڑ یہ کہے کہ ہاں ذکر کرنے والا میرے پاس سے گذرا ہے تو وہ پہاڑ خوش ہو جاتا ہے۔ حضرت عون کہتے ہیں کہ وہ جھوٹ کو سن لیتے ہیں جب کہا جائے اور کیا وہ خیر کو نہیں سنتے؟ بلکہ وہ خیر کو زیادہ سنتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وقالو اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شیئاً ادا تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض

(۶۹۱)..... اخرجه الاصبهاني في الترغيب (۱۳۶۹) من طريق سفيان. به.

وتخر الجبال هدًا۔ ان دعوا للرحمن ولدًا۔ (مریم ۸۸۔۹۱)

(مشرک اور عیسائی لوگ) کہتے ہیں کہ رحمن نے اولاد بنا رکھی ہے (کہہ دو کہ) تم لوگ بڑی بھاری بات لائے ہو (بعیداز عقل) قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر۔ اس بات پر کہ پکارتے ہیں رحمن کے لئے اولاد۔ حضرت عون یہ کہنا چاہتے تھے کہ مذکورہ حدیث میں پہاڑوں کے ذکر اللہ سننے کا ذکر ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ خبر ہے اور مذکورہ آیت میں پہاڑوں کے مشرکانہ قول پر گرنے کا ذکر ہے۔ جبکہ مشرکانہ قول صریح جھوٹ ہے۔ حضرت عون فرماتے ہیں کہ کیا پہاڑ جھوٹ کو سنتے ہیں تو کیا خیر کو نہیں سنتے۔ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خیر کو یعنی ذکر اللہ کو بھی سنتے ہیں۔ (مترجم)

۶۹۲:...... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف نے، ان کو ابو سعید بن الاعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمرو بن دینار نے، ان کو عبید بن عمیر نے وہ فرماتے ہیں کہ الحمد للہ کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرنا مومن کے تمام اعمال میں اس سے بہتر ہے کہ دنیا کے پہاڑ سونا بن کر اس کے ساتھ چلتے رہیں۔

قیامت میں اہل مجمع جان لیں گے کہ کون اللہ کے کرم کا حقدار ہے

۶۹۳:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو معمر نے متعدد لوگوں سے، ان کو حسن نے وہ کہتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اعلان کرنے والا اعلان کرے گا۔ عنقریب اہل مجمع جان لیں گے کہ کون زیادہ کرم کرنے کے لائق ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ایسے تھے کہ:

تتجافیٰ جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفاً وطمعاً ومما رزقنٰهم ینفقون (السجدہ ۱۶)

ان کی کروٹیں ان کے نرم نرم بستروں سے راتوں کو الگ ہو جاتی (تھیں) اور وہ ذکر و صلوٰۃ قائم کرتے ہوئے اپنے رب کو اس کا ڈر اور امید رکھتے ہوئے پکارتے رہتے (تھے) اور ہمارے ان کو دیئے ہوئے رزق میں سے وہ خرچ کرتے (تھے)۔

حسن نے فرمایا کہ لہٰذا ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگیں گے۔ فرمایا کہ اعلان کرنے والا پھر اعلان کرے گا اور کہے گا کہ بہت جلدی اہل مجمع جان لیں گے کہ کرم کئے جانے کے لائق کون لوگ ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ایسے تھے

لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله؟ (النور ۳۷)

ان کو ذکر اللہ (یعنی اللہ کی یاد سے) اور نماز قائم کرنے سے زکوٰۃ ادا کرنے سے کوئی خرید و فروخت اور کوئی کاروبار تجارت انہیں غافل نہیں کرتا (تھا) جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے تھے اس دن کے (عذاب سے) جس دن دل اور آنکھیں الٹ پڑیں گی۔

فرمایا کہ کچھ لوگ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلانگیں گے۔ حسن نے فرمایا کہ اس کے بعد پھر اعلان کرے گا اور یہی بات کہے گا کہ بہت جلدی اہل مجمع جان لیں گے کہ کون کرم کرنے کے زیادہ لائق ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ہر حال میں اللہ کی تعریف کرتے اور اللہ کا شکر کرتے تھے۔ فرمایا کہ پھر کچھ لوگ اٹھیں گے اور وہ کثرت کے ساتھ ہوں گے۔ اس کے بعد برا انجام یا اچھا کرنا اور حساب و کتاب ہوگا ان لوگوں پر جو باقی بچیں گے۔

ذکر کرنے والی جماعت کو مغفرت کی بشارت

۶۹۴:...... ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم حسن بن محمد بن حبیب نے اپنے اصل سماع سے، ان کو ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابو بکر محمد بن اسحاق نے، ان کو احمد بن مقدام نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ حضرت قتادہ سے حدیث بیان

کرتے تھے، وہ ابوالعالیہ سے وہ سہیل بن حنظلہ سے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا کہ جب بھی کچھ لوگ اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو آواز دی جاتی ہے اٹھو تمہاری مغفرت ہو گئی ہے اور تمہاری چھوٹی چھوٹی غلطیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔

ذکر اللہ کرنے والوں کے گناہ معاف اور غلطیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں

۶۹۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان نے، ان کو ابن ابی سری نے، ان کو معتمر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو قتادہ نے، ان کو ابوالعالیہ نے، ان کو سہیل بن حنظلہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کوئی قوم جب کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے تو انہیں یہ بات کہی جاتی ہے کہ اٹھو تمہارے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں اور تمہاری غلطیاں نیکیوں کے ساتھ بدل چکی ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ہے وہ جو میری تحریر میں محفوظ ہے اور ایک دوسرے مقام پر ہے عن سهيل بن الحنظلية، حنظلہ کا ذکر الف لام تعریف کے ساتھ ہے۔

کثرت ذکر دیوانگی نہیں بلکہ اس کا علاج ہے

۶۹۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے، ان کو علی بن حمشاذ نے، ان کو ابویحییٰ خفاف نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو اسماعیل بن عیاش نے، ان کو عقیل نے، ان کو لقمان بن عامر نے، ان کو ابومسلم خولانی نے، ان کے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے کہا اے ابومسلم مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرو ہر درخت کے نیچے اور ہر پتھر کے نیچے۔ اس شخص نے کہا کہ وصیت کو اور زیادہ کیجئے۔ فرمایا کہ اللہ کا ذکر اتنی کثرت کے ساتھ کرو کہ اللہ کا ذکر کرنے سے لوگ تجھے دیوانہ کہیں۔ فرماتے ہیں کہ ابومسلم خود کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ ایک آدمی نے اسے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا تو بولا کہ کیا یہ تمہارا ساتھی دیوانہ ہے۔ ابومسلم نے یہ بات سن لی تو فرمایا کہ اے بھتیجے کہ یہ دیوانگی اور جنون نہیں ہے بلکہ یہ جنون اور دیوانگی کا علاج ہے۔

بعض لوگ خیر کا ذریعہ اور بعض شر کا ذریعہ ہوتے ہیں

۶۹۷:...... ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو حمید مزنی نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک کچھ لوگ خیر کے لئے چابیاں ہوتے ہیں اور شر کے لئے رکاوٹ اور تالے ہوتے ہیں اور بے شک بعض لوگ خیر کی رکاوٹ تالے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ شر کی چابیاں اور شر کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

جن کے ہاتھوں میں خیر کی چابیاں ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں

۶۹۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن ابوحمید انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حفص بن عبداللہ بن انس نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۶۹۵) ...... عزاه الهيثمي في المجمع (۱۰/ ۷۶) للطبراني وقال فيه المتوكل بن عبدالرحمن والد محمد بن أبي السري ولم أعرفه وبقية رجاله ثقات.

بے شک بعض لوگ خیر کی چابیاں اور شر کے تالے ہوتے ہیں (یعنی خیر کے ذرائع اور شر کے روکنے والے ہوتے ہیں) اور بے شک بعض لوگ شر کی چابیاں اور خیر کے تالے ہوتے ہیں۔ (یعنی شر کا ذریعہ اور خیر کی رکاوٹ ہوتے ہیں) پس مبارک بادی ہے ان لوگوں کے لئے جن کے ہاتھ پر خیر کی چابیاں ہوں اور ہلاکت ہے ان کے لئے جن کے ہاتھ پر شر کی چابیاں ہیں۔

۶۹۹:..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو زید بن حباب عکلی نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو حبیب بن ثابت نے، ان کو ابو وائل نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں:

بے شک بعض لوگ ذکر اللہ کی چابیاں ہوتے ہیں (یعنی اللہ کے ذکر کا ذریعہ ہوتے ہیں) اذا رؤوا ذکر اللہ ..... جب دیکھے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے۔

۷۰۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو العباس اصم نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا اپنے والد سے فرماتے تھے کہ یہ مذکورہ بات یا روایت حبیب ابن ابو ثابت کی حدیث میں سے ہے بلکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ابن ابو الاشرس ہیں۔

۷۰۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، ان کو خضر بن ابان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ثابت بنانی سے، وہ کہتے تھے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ حدیث روایت کرنے میں مصروف ہوتے تھے، اللہ نے ان میں سے بعض کی زبان پر ذکر کھول دیا اور جاری فرما دیا۔ لہٰذا وہ ذکر اللہ میں ہی منہمک رہتے تھے۔ لہٰذا ان کے لئے ذکر میں ہی ان کے اجر کے مثل اجر ہوگا اور سابقہ اجر بھی کم نہیں ہوگا اور بعض لوگ ذکر میں ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض کی زبان پر کلام اور بحث کھول دی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ ذکر چھوڑ کر غیر ذکر میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان پر ان کے گناہوں کی مثل گناہ ہوں گے، جبکہ ان کے اپنے گناہ بھی کم نہیں کئے جائیں گے۔

ذکر اللہ سے دل نرم ہوتا ہے

۷۰۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو الحسین بن اسحٰق بن احمد کاذی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سیار نے، ان کو عبداللہ بن شمیط نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حسن البصری کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ اے ابو سعید جب ذکر کرتی ہوں تو میرا دل نرم ہو جاتا ہے اور جب چھوڑ دیتی ہوں تو میرا نفس (ذکر سے) انکاری ہو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا چلی جاؤ (وہ کرو) جس سے تیرے دل کی اصلاح ہو۔

ذکر کے ساتھ قساوت قلبی کا علاج ہوتا ہے

۷۰۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن ابو المعروف نے، ان کو ابو سہل اسفرائنی نے، ان کو ابو جعفر حذاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو حماد بن زید نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن ابو الدنیا نے، ان کو محمد بن سلیمان

(۶۹۹ و ۶۹۸) ..... أخرجه ابن أبي عاصم في السنة (۱/ ۱۲۷ و ۱۲۸) من طريق محمد بن أبي حميد المديني عن موسى بن وردان عن حفص بن عبيد الله بن أنس بن عنس

ومن طريق محمد بن أبي حميد عن حفص. به

وأخرجه ابن ماجة (۲۳۷) والطيالسي (۲۰۸۲) وابن المبارك (۹۶۸) من طريق محمد بن حميد. به

اسدی نے ان کو حماد بن زید نے ان کو معلی بن زیاد نے کہ ایک آدمی نے حسن البصری سے کہا اے ابوسعید، میں آپ کو اپنی قساوت قلبی کی شکایت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسے ذکر کے ساتھ ادب سکھا اور علی کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے حسن البصری سے کہا کہ اے ابوسعید میں اپنی قساوت قلبی کی شکایت کرتا ہوں۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اسے ذکر کے ساتھ ادب سکھا۔

ذکر اللہ کی لذت

۷۰۴:...... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین نے، ان کو عبداللہ بن ابوالدنیا نے، ان کو علی بن مسلم نے، ان کو سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے۔ کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ کوئی بھی لذت حاصل کرنے والے اللہ کے ذکر کے ساتھ حاصل ہونے والی لذت جیسی لذت حاصل نہیں کر سکتے۔

۷۰۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبدالرحمن بن حسن بن یعقوب سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے سنا ابوعثمان سعید بن اسماعیل سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا یحییٰ بن معاذ سے، وہ فرماتے تھے:

اے وہ ذات گرامی جس کا ذکر میرے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے ہر چیز سے۔ مجھے اپنی دشمنوں میں ہر شے سے زیادہ ذلیل نہ کر۔

کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معاذ سے سنا، وہ کہتے تھے

اے میرے الٰہ (اے میرے معبود) میں آپ کو جماعت میں اور مجمع میں پکارتا ہوں، جیسا کہ مالک اور سرداروں کو پکارا جاتا ہے اور آپ کو خلوت میں پکارتا ہوں جیسا کہ احباب اور دوستوں کو پکارا جاتا ہے۔ میں مجمع میں کہتا ہوں کہ اے میرے الٰہ اور خلوت میں کہتا ہوں اے میرے حبیب۔

۷۰۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابوسعد شمس نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوبکر محمد بن عبداللہ جوزقی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا احمد بن محمد بن ہاشم سے، وہ کہتے تھے میں نے سنا بکر بن عبدالرحمن سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا، وہ کہتے تھے اے میرے الٰہ (اے میرے مشکل کشا) میں دنیا میں تیرے ذکر سے صبر نہیں کر سکتا لہٰذا میں آخرت میں تجھ سے کیسے صبر کروں گا۔

۷۰۷:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے۔ کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوعثمان سعید بن عثمان حناط سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا ابوالحسن سے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو عبداللہ بن محمد فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ مستملی نے، ان کو سعید بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا، وہ کہتے تھے

جو شخص اللہ تعالیٰ کا حقیقی ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں رہ کر وہ ہر شے کو بھول جاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں رہ کر ہر شے کو بھول جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ہر شے سے حفاظت فرماتے ہیں اور اس کے لئے ہر شے کے بدلے میں اجر ہوتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنون مصری سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ

عارف باللہ دنیا میں جب تک رہتا ہے ہمیشہ فقر اور فخر کے درمیان رہتا ہے۔ جس وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو فخر کرتا ہے اور جب اپنے نفس کو یاد کرتا ہے تو فقیر بن جاتا ہے اور زاہد نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ کے ساتھ ہم فخر کرتے ہیں اور اللہ ہی کی طرف محتاج ہوتے ہیں۔

عبدیت، ذکر، طاعت کی لذت

۷۰۸:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ جنید نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا اپنے دادا عباس بن حمزہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ذوالنون بن ابراہیم سے، وہ کہتے ہیں:

جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اس نے عبدیت کا مزہ پالیا اور ذکر کی لذت اور طاعت کا مزہ بھی پالیا اور وہ گروہ طاعت مخلوق کے ساتھ ان کے بدن کے ساتھ ہے اور ان سے جدا ہو جاتی ہے فکر اور خطرات کے ساتھ۔

اور عباس بن حمزہ اپنی سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا وہ کہتے ہیں کہ عارف باللہ اپنے رب کے ساتھ مستغنی ہوتا ہے لہٰذا اس سے کون بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اس کی لذت اسی ذات کے ساتھ ہے۔ اس نے اپنی سواری اسی کے صحن میں بٹھا رکھی ہے اور اس نے اسی ذات کے ساتھ اُنس و تعلق قائم کر رکھا ہے۔

جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشیں ہوں

۷۰۹: ہمیں خبر دی ابو حازم حافظ اور ابو حسان محمد بن احمد بن محمد بن جعفر مزکی نے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو بن نجید نے، ان کو ابو جعفر نے، ان کو محمد بن موسیٰ حلوانی نے، ان کو محمد بن عبید عامری نے، ان کو ابو اسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن نضر سے کہا کہ آپ کو گھر میں لمبے قیام سے وحشت نہیں ہوتی؟ فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں وحشت زدہ ہوں، حالانکہ وہ تو کہتا ہے کہ جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا جلیس اور ہمنشین ہوں۔

بندے کو ذکر اللہ اور استغفار کے لئے وقت خاص کرنا چاہئے

۷۱۰: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی دنیا نے، ان کو حسن بن ابی ربیع نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو سفیان نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابو الضحیٰ نے، ان کو مسروق نے، وہ فرماتے ہیں کہ آدمی پر لازم ہے کہ اس کی ایک ساعت یعنی ایک خاص وقت متعین ہونا چاہئے کہ جس میں وہ فارغ ہو جائے اور اپنے رب کو یاد کرے اور اللہ سے استغفار کرے۔

کثرت ذکر شکر ہے اور ذکر سے غفلت ناشکری ہے

۷۱۱: فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو زید بن اسلم نے، بے شک اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب، آپ نے مجھ پر کثرت کے ساتھ انعام فرمایا، لہٰذا مجھے شکر کا طریقہ بھی خود ہی بتائیے تا کہ میں تیرا شکر بھی کثرت کے ساتھ ادا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کثرت کے ساتھ میرا ذکر کیجئے، جب آپ کثرت کے ساتھ میرا ذکر کریں گے تو آپ میرا شکر کثرت کے ساتھ کریں گے اور جب آپ مجھے بھول جائیں گے یعنی جتنی دیر آپ مجھ سے غافل ہوں گے آپ میری ناشکری کریں گے۔

اللہ سے غافل ہونا شرک ہے

۷۱۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا زبیر بن عبدالواحد سے اسد آباد میں، وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر شبلی سے وہ فرماتے تھے، ایک بار آنکھ جھپکنے کی دیر اللہ سے غافل ہونا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

جو ذات تجھ سے غافل نہیں اس سے غافل ہونا بہت بری بات ہے

۷۱۳: ہمیں خبر دی ابو القاسم حسن بن محمد بن حبیب نے، ان کو ابو الحسن کارزی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عبدالرحمٰن محمد بن یونس مقری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو الحسن علی بن جنید ثقفی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن عبدالوہاب ثقفی سے، وہ کہتے ہیں کہ جو ذات تیری کسی بھی نیکی سے غافل نہیں ہے، اس کو یاد کرنے سے غافل ہونا کتنی بری بات ہے۔

ذکر اللہ سے رکتی نہیں ہے، آپ کتنی بار اللہ کی تسبیح کرتے ہیں روزانہ؟ فرمایا ایک لاکھ بار، مگر یہ کہ انگلیاں غلطی کر جائیں۔

۷۲۰:...... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین نے، ان کو دعلج بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن ابی طالب نے، ان کو جعفر بن عمران ثعلبی نے، ان کو محاربی نے، ان کو سعید بن شمس نے، ان کو عبدالعزیز بن رواد نے، وہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی گھاٹی میں ایک عورت تھی جو کہ روزانہ بارہ ہزار بار سبحان اللہ کا ورد کرتی تھی، جب وہ فوت ہوگئی تو اسے جب قبر پر لے کر پہنچے تو قبر نے اس کو خود بخود لوگوں کے ہاتھوں سے لے لیا۔

۷۲۱:...... ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن ابوبکر فقیہ طوسی نے، ان کو ابوبشر محمد بن احمد بن حامد نے، ان کو ابوالعباس محمد بن ابراہیم بن مہران نے، ان کو عبداللہ بن سعید نے، ان کو محمد بن فضیل نے ایک آدمی سے، کہتے ہیں کہ میں نے ابوصالح ماہان کو دیکھا جب حجاج بن یوسف نے اس کو لکڑیوں پر پھانسی لگایا، وہ تسبیح یعنی سبحان اللہ پڑھ رہے تھے اور ہاتھ سے عقدہ اور گرہ بنا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ سبحان اللہ کا ورد ان کے ہاتھ میں تینتیس کی تعداد کو پہنچا اور انہوں نے تینتیس گرہ بنائی۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے اسے نیزہ مارا اور قتل کردیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے مرنے کے بعد بھی دیکھا کہ ذکر والا عقدہ اور حلقہ اس کے ہاتھ کا بدستور موجود تھا۔

۷۲۲:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو ابراہیم بن محمد سکری نے، ان کو محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو ابومجلز نے، وہ ابن قتیبہ بن مسلم کے ساتھ ان کی سواری پر سوار ہوتے تھے، یعنی ان کی جگہ عبادت کرتے تھے اور روزانہ بارہ ہزار بار سبحان اللہ کا ذکر کرتے تھے اور اسے اپنی انگلیوں پر شمار کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام اور ذکر اللہ کی کثرت

۷۲۳:...... ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد جعفر نے، ان کو حسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو ابوالاشعث نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، ان کو ابوکعب نے اپنے دادا بقیہ سے، ان کو ابوصفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے کہ ان کے لئے چمڑے کا دسترخوان بچھایا جاتا اور ایک تھیلا لایا جاتا۔ اس میں کنکریاں تھیں، ان کے ساتھ وہ دوپہر تک سبحان اللہ کا ورد کرتے، پھر اٹھ جاتے، جب ظہر پڑھ لیتے، پھر ان کے پاس وہ تھیلا پھر لایا جاتا، پھر ان کے ساتھ تسبیح کرتے، یہاں تک کہ شام ہو جاتی۔

دل مردہ ہونے کی تین علامات

اور والہانہ محبت کی تین علامات

۷۲۴:...... ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد بن اسحاق نے، کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عثمان حناط سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا وہ فرماتے تھے دل کی موت کی تین علامات ہیں:

❶...... مخلوق کے ساتھ انس ومحبت۔

❷...... اللہ کے ساتھ خلوت کرنے میں وحشت۔

❸...... اور معمول ذکر کی حلاوت کا فقدان۔

اور اللہ کے ساتھ والہانہ محبت کی تین نشانیاں ہیں:

❶...... ذکر کرتے وقت شوق اور محبت کی وجہ سے بدن میں روح کا مضطرب اور پریشان ہونا۔

❷...... چاپلوسی اور الحاح کرتے ہوئے سرگوشی کرنے میں عقل کا سکون، راحت اور قرار پکڑنا۔

❶ ــــ تخلق باخلاق اللہ کرنے کے لئے امور غیبیہ میں اللہ کی طرف رجوع ہونے کے لئے ہمت پیدا ہو جاتی ہے۔

معرفت الٰہی کی حقیقت

۷۲۵: ــــ میں نے ابوسعید ابی عثمان زاہد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے علی بن حسین فقیہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے چچا بسطامی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ابویزید بسطامی سے معرفت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

الحیات بذکر اللہ

اللہ کے ذکر کے ساتھ جینا۔

اور جہالت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

الغفلۃ عن اللہ

اللہ سے غافل ہونا۔

عارف باللہ کی پہچان بقول ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷۲۶: ــــ میں نے ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابونصر بن عبداللہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے یعقوب بن اسحاق سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم ہروی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ عارف باللہ کی کیا علامت ہے؟ تو فرمایا کہ عارف وہ ہے جو ذکر اللہ سے رکے نہیں اور اللہ کے حقوق سے تھکے نہیں اور غیر اللہ سے انس و محبت کرے نہیں۔

کہتے ہیں کہ ابویزید نے کہا کہ میں نے ابتداء عمر میں چار چیزوں میں غلطی کی، مجھے یہ وہم ہو گیا تھا کہ میں اس کو یاد کرتا ہوں اور میں اس کی معرفت رکھتا ہوں اور میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور میں اس کا طالب ہوں۔ اب جبکہ انتہاء کو پہنچا ہوں تو میں نے دیکھا ہے کہ اس کا یاد کرنا میرے یاد کرنے سے پہلے ہے اور اس کی معرفت میری معرفت سے مقدم ہے اور اس کی محبت بھی میری محبت سے زیادہ و مقدم ہے اور زیادہ پرانی ہے اور اس کی طلب میرے لئے پہلے ہے بعد میں، میں نے اس کو طلب کیا ہے۔ اس طلب سے یہاں ان کی مراد ارادت و چاہت ہے اور قصد و ارادہ ہے۔ یعنی اس کا مرتبہ اور مقام اونچا کرنے کا قصد و ارادہ ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۲۷: ــــ ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روذباری نے، ان کو حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، ان کو ابوحاتم نے، ان کو عبدالرحیم بن مطرف نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے، ان کو اوزاعی نے، وہ کہتے ہیں کہ حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے ذکر کو ناپسند کرنے یا ذکر کرنے والے کو ناپسند کرنے سے یہ بات اس کے ہاں زیادہ سخت بری ہے کہ بندہ اپنے رب کے ساتھ بغض و عداوت رکھے۔

عذاب کے تذکرے پر سنتا اور سمجھتا ہے تو ڈرتا ہے کہ کہیں وہ مالک کل وختار کل میری غلطی اور گناہ کی وجہ سے ناراض ہوکر مجھے بھی عذاب اور سزا میں نہ ڈال دے۔ الغرض اللہ کے خوف کی یہ تمام اقسام اپنی عاجزی اور اللہ کی عظمت وبرتری اور اس کے غلبے کو تسلیم کرنے سے عبارت ہیں لہذا ثابت ہوا کہ اللہ کا خوف ایمان کا شعبہ اور حصہ ہے۔ قرآن مجید نے ان اقسام پر متنبہ فرمایا ہے۔

پہلی قسم پر انتباہ ۔۔۔ ارشاد باری ہے:

مالکم لاترجون للہ وقارا (نوح ۱۳)

تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کے وقار کی امید نہیں رکھتے۔

مطلب یہ ہے کہ لاتخافون عظمة اللہ. کہ تم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلبی نے مذکورہ آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے اس روایت میں جس کو انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۷۲۸:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحق مزکی نے ان کو ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید نے ان کو عبداللہ بن صالح نے ان کو معاویہ بن صالح نے ان کو علی بن ابی طلحہ نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں۔

مالکم لاترجون للہ وقارا. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وقار سے مراد عظمت ہے۔ یعنی تمہیں کیا ہوا؟ کہ تم لوگ اللہ کے وقار عظمت کا اعتراف نہیں کرتے۔

اور اس قول کے بارے میں کہ۔ وقد خلقکم اطوارا (نوح ۱۴)

وہ فرماتے ہیں کہ مراد ہے پہلے نطفہ پھر خون کی پھٹکی اس کے بعد بوٹی یعنی اللہ تعالیٰ نے حالانکہ تمہیں کئی مراحل میں بنایا پہلے نطفہ بنایا اس کے بعد خون کی پھٹکی بنایا اس کے بعد گوشت کی بوٹی بنایا۔

۷۲۹:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابومنصور عباس بن فضل نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو خالد بن عبداللہ نے ان کو اسماعیل بن سمیع نے ان کو ابوالربیع نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لاترجون للہ وقارا. یعنی لاتعلمون للہ عظمة.

یعنی تم اللہ کی عظمت کو نہیں جانتے؟

مجاہد کا قول:

۷۳۰:۔۔۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے ان کو جریر نے ان کو منصور نے ان کو مجاہد نے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لاترجون للہ وقارا. قال لاتبالون عظمة ربکم

یعنی تم کو کیا ہوا تم اپنی رب کی عظمت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

وقد خلقکم اطوارا.

(۷۲۸)۔۔۔ عزاہ السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلی ابن جریر والمصنف.

(۷۲۹)۔۔۔ عزاہ السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلی سعید بن منصور وعبد بن حمید والمصنف.

(۷۳۰)۔۔۔ عزاہ السیوطی فی الدر (۲۶۸/۶) إلی سعید بن منصور وعبد بن حمید والمصنف.

باوجود امان مل چکی ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان کامل نعمتوں کی وجہ سے جو ان کو حاصل ہو رہی ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اور یہ اندازہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے خصوصاً ان کی معمولی سی اطاعت سے جسے وہ اپنے خیال میں پورا کر لیتے ہیں (وہ اس طرح خود کو محفوظ سمجھتے ہیں) جب کہ اللہ کی تدبیر اور اس کے فیصلے سے خسارہ پانے والے لوگ ہی بے فکر رہ سکتے ہیں (انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے) بلکہ ان لوگوں کو راستہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ تمام حالات میں اس کی ناراضگی سے اور اس کی پکڑ اور گرفت سے ڈرتے ہیں اور دل میں یہ سوچیں کہ اگر وہ ان کی ہلاکت کا یا کسی بھی برائی کا ارادہ کر لے تو یہ لوگ کوئی ایک بھی ایسا نہیں پائیں گے جو اس ہلاکت کو ان سے ہٹا سکے اور نہ ہی کوئی ایسا جو اس کو ان سے روک دے اس لئے کہ وہ اس کا اختیار رکھتا ہو۔

بہر حال خوف کی دوسری قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اس کو پکارتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں:

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا.

البتہ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اس کے بعد کہ آپ نے ہم کو ہدایت کی دولت دی۔ (پوری آیت پڑھ جائیے) دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں راسخون فی العلم کا نام دیا ہے۔ اور یہ بڑی بات ہے کہ جو شخص بھی اپنے رب سے یہ دعا مانگتا ہے کہ ہدایت کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا نہ کر وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ جس ہدایت کے ذریعے اللہ نے مجھے شرف بخشا ہے۔ کہیں وہ اس کو اس سے چھین نہ لے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں۔

انا كنا قبل في اهلنا مشفقين (طور کی دو آیات کی تلاوت کی طور ۲۶۔۲۷)

کہ ہم اپنے اہل میں رہ کر ڈرتے رہتے تھے اور یہ تفسیر میں آیا ہے کہ وہ ڈرتے رہتے تھے کہ ان سے اسلام کہیں چھین نہ لیا جائے کہ پھر وہ قیامت کے دن شقیوں اور محروموں کی جگہ پر ہو جائیں اور وہ لوگ اللہ سے ڈرا کرتے تھے کہ ان کے ساتھ یہ ظلم نہ کرے اور یہی حال اللہ کی تمام نعمتوں کا ہے اگرچہ اسلام ان سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔

اللہ کے خوف کی تیسری قسم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی جگہ ارشاد فرمایا:

(۱)..... یا ایها الناس اتقوا ربکم. (النساء، لقمان ۳۳، الحج ۱)

اے لوگو ڈرو تم اپنے رب سے۔

(۲)..... اور ارشاد فرمایا:

وایای فاتقون (البقرہ ۴۱)

اور صرف مجھی سے ڈرو۔

(۳)..... ارشاد فرمایا:

قوا انفسکم واهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة (التحریم ۶)

بچاؤ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے اس کا ایندھن لوگ ہیں۔

اور پھر تقویٰ کا حکم فرمایا (یعنی بچنے کا) وہ یہ ہے کہ مخاطبین اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائیں اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے ان پر عمل کرکے اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان کو چھوڑ کر۔ اور فاتقون یعنی مجھ سے (ڈرو مجھ سے) کا مطلب و معنی یہ ہے کہ اتقوا عذابی و مؤاخذتی۔ میرے عذاب سے بچو اور میری پکڑ سے اور میری گرفت سے بچو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتقوا النار ولو بشق تمرة

بچو آگ سے اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ ہو سکے۔

۴۳۳:... ہمیں خبر دی ابو الفتح محمد بن احمد بن ابو الفوارس حافظ نے بغداد میں ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے ان کو معاذ بن محمد صائغ نے ان کو عثمان نے ان کو شعبہ نے ان کو ابو اسحاق نے فرمایا کہ بچو آگ سے اور خیر کا کام کرو۔ میں نے عبداللہ بن معقل سے سنا کہتے تھے کہ میں نے عدی بن حاتم سے سنا کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ اتقوا النار ولو بشق تمرة آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ۔ بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے شعبہ کی حدیث سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے ابو اسحاق سے۔

۴۳۴:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے ان کو محمد بن شاذان جوہری نے ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے ان کو محمد بن یزید بن خنیس نے ان کو عبدالعزیز بن ابو رواد نے ان کو عکرمہ نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔

یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا (التحریم ۶)

اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اس کو اپنے اصحاب کے سامنے تلاوت کیا۔ یا یوں کہا کہ ایک دن۔ چنانچہ ایک نوجوان گر کر بیہوش ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے دل پر رکھا تو وہ حرکت کر رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اے نوجوان یوں کہو لا الہ الا اللہ۔ اس نے یہ کلمہ پڑھا آپ نے اس کو جنت کی بشارت دی تو آپ کے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ ہمارے درمیان میں سے (یعنی کیا صرف یہی جنت میں جائیں گے ہم نہیں جائیں گے؟) تو رسول اللہ نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا

ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید (ابراہیم ۱۴)

یہ اس کے لئے ہے جو شخص ڈر گیا میرے آگے کھڑے ہونے سے اور ڈر گیا میرے عذاب سے۔

نوجوان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم سے نجات کی ضمانت حاصل کرنا

۴۳۵:... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو عمرو عثمان بن سماک نے ان کو محمد بن عبید نے ان کو ابو بلال نے ان کو ابو الملیح رقی نے ان کو میمون بن مہران نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرب کا ایک وفد آیا ان میں ایک جوان تھا اس جوان نے بوڑھوں سے کہا جاؤ تم لوگ رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرو میں تمہارے سامان کی حفاظت کروں گا۔ چنانچہ بوڑھے لوگ چلے گئے اور رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد جوان آیا اور رسول اللہ کی کمر میں دونوں طرف سے آگے پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے آگ سے بچنے کا سوال کرتا ہوں (یعنی مجھے آگ سے بچا لیجئے) لوگوں نے کہا اے لڑکے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیجئے۔ بولا قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو بھیجا ہے میں ان کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ مجھے آگ سے پناہ دے دیں ورنہ آگ ... چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پناہ دے دیجئے میں نے

(۴۳۳)... اخرجه البخاری (۱۳۹/۲) عن سلیمان بن حرب عن شعبة به ومسلم (۷۰۳/۲) عن عون بن سلام الکوفی عن زهیر بن معاویة عن ابی اسحاق به.

(۴۳۴)... اخرجه المصنف من طریق الحاکم فی المستدرک (۴۹۴/۲) وصححه الحاکم ووافقه الذهبی

شک اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ عطا کی ہے۔

عہد فاروقی میں خوف خدا سے نوجوان عابد کا انتقال ہونا

۴۳۶: اس میں سے ہے جو ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین علی بن محمد بن بشران نے بطور اجازت دینے کے۔ ان کو ابوعلی بروذی نے ان کو عبداللہ بن محمد بن سعید نے ان کو محمد بن یحییٰ بن ابی حاتم الازدی نے ان کو جعفر بن ابو عمر رازی نے ان کو ابو [illegible] نے ان کو نوح بن یحییٰ نے حسن سے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک نوجوان تھا ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اور عبادت کرتا رہتا تھا۔ اس پر ایک لڑکی عاشق ہوگئی اور خلوت میں اس کے پاس آئی وہ اس سے بات کرتی رہی اس نے اپنے دل میں اچھی طرح اس بارے میں بات کی لہٰذا اس نے زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ اس کا ایک چچا تھا وہ آئے اور اسے اٹھا کر لے گئے۔ جب ہوش میں آیا تو کہا اے چچا اس شخص کی کیا جزا ہے جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے اور پیش ہونے سے ڈر جائے۔ اس کے چچا نے پیچھے سے جا کر حضرت عمر کو خبر دی اور اسی دوران میں اس نوجوان نے ایک دوسری چیخ ماری اور اسی چیخ سے مر گیا۔ چنانچہ حضرت عمر اس پر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے

لک جنتان لک جنتان

تیرے لئے تو دو باغ ہیں تیرے لئے دو باغ ہیں۔

سدی کا قول:

۴۳۷: ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن حازم نے ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ان کو سفیان نے ان کو سدی نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں۔

انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم (انفال ۲)

(حقیقت یہی ہے کہ مومن وہی لوگ ہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔)

سدی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے جب کوئی آدمی ظلم کرنے کا ارادہ کرتا ہے یا کسی گناہ کا اور اس کے لئے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اس کا دل ڈر جاتا ہے۔ اور کانپ جاتا ہے۔

مجاہد کا قول:

۴۳۸: ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں کو خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ہارون بن سلیمان نے ان کو عبدالرحمن بن مہدی نے ان کو سفیان نے ان کو منصور نے ان کو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے۔

ولمن خاف مقام ربه جنتان (الرحمن ۴۶)

اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے سے ڈر گیا دو باغ ہیں

فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ گناہ کرتا ہے پھر رب کے آگے کھڑا ہونے کو یاد کرتا ہے تو اس گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

۴۳۹: ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابو عمرو نے ان کو ابوعبداللہ صفار نے ان کو ابوبکر بن ابی دنیا نے ان کو علی بن جعد نے ان کو شعبہ نے ان کو

---

(۴۳۶) عزاہ السیوطی فی الدر (۶/۱۴۳) للمصنف

(۴۳۷) عزاہ السیوطی فی الدر (۳/۱۶۲) لعلی بن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والمصنف

(۴۳۸) عزاہ السیوطی فی الدر (۶/۱۴۳) الی عبد بن حمید وابن ابی الدنیا والمصنف عن مجاہد

وہ ان (نماز روزے اور صدقہ) کے باوجود ڈرتا رہتا ہے۔

۷۶۳ ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو الحسین بن اسحاق بن احمد کاذی نے ان کو عبداللہ بن احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو وکیع نے ان کو ابو الاشہب نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے سنا فرماتے تھے کہ (یہ آیت)

والذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ (المؤمنون ۶۰)

وہ لوگ ہیں جو کچھ دے سکتے ہیں دیتے ہیں۔ ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ وہ لوگ مراد ہیں جو نیکی کے اعمال کا عمل کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ وہ اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ شاید ان کے یہ اعمال ان کو اللہ کے عذاب سے نجات نہ دے سکیں۔

۷۶۴ ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو وکیع نے ان کو ابو الاشہب نے حسن سے۔ پھر اس کو مذکورہ حدیث کی مثل ذکر کیا ہے۔

۷۶۵ ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو عمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ سماک نے بغداد میں۔ ان کو یحییٰ بن ابی منصور ... بن زبرقان نے ان کو ابراہیم بن محمد شافعی نے ان کو ولید بن مسلم نے اور ضمرہ بن ربیعہ نے ان کو حمید بن ابو حمید نے ان کو مکحول نے عیاض بن سلیمان سے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مجھے ملاء الاعلیٰ کے فرشتوں نے جو خبر دی ہے اس کے مطابق میری امت کے بہترین افراد وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی رحمت کی کشادگی پر سامنے اور ظاہراً ہنستے اور خوش ہوتے ہیں۔ اور اپنے رب کے عذاب کی شدت کے خوف سے چھپ کر روتے ہیں۔ اور صبح وشام پاکیزہ گھروں یعنی مساجد میں اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔ اور امید اور خوف کی کیفیت میں اپنی زبانوں کے ساتھ اس کو پکارتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کو بلند کر کے اور نیچے کر کے اس سے سوال کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اولاً بھی اور دوبارہ بھی۔ لوگوں پر ان کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ اور ان کے اپنے نفسوں میں بھاری ہوتا ہے۔ وہ لوگ دھرتی پر آہستہ آہستہ ننگے پاؤں چلتے ہیں جیسے چیونٹی چلتی ہے بغیر کسی تکبر اور اترانے کے۔ چلتے ہیں وقار کے ساتھ۔ اور قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں (اعمال صالحہ کے) وسیلے کے ساتھ۔ اور وہ قرآن پڑھتے ہیں۔ قربانی دیتے ہیں۔ پرانے کپڑے پہنتے ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے گواہ موجود ہوتے ہیں۔ حفاظت کرنے والی نگاہیں ہوتی ہیں۔ بندوں کو ان کے چہروں کی علامات پڑھ کر پہچان لیتے ہیں۔ اور شہروں میں غور وفکر کرتے ہیں۔ ان کی روحیں دنیا میں ہوتی ہیں اور ان کے دل آخرت میں ہوتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی فکر نہیں ہوتی مگر ان کے آگے کی۔ اور وہ اپنی قبروں کے لئے (اعمال کا) سامان تیار کرتے ہیں۔ (اور اپنی آخرت کے) راستے کی راہداری اور پاسپورٹ بناتے ہیں۔ اور اللہ کے آگے اپنے پیش ہونے کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ذلک لمن خاف مقامی وخاف وعید (ابراہیم ۱۴)

یہ سب اس کے لئے ہے جو شخص میرے سامنے پیش ہونے سے ڈرا اور میرے عذاب سے ڈر گیا۔

اس روایت میں حماد بن ابو حمید کا تفرد ہے اور وہ حدیث میں قوی نہیں ہے اہل علم کے نزدیک۔

---

(۷۶۳) ... عزاہ السیوطی فی الدر (۵/۱۲) الی ابن المبارک فی الزھد وعبد بن حمید وابن جریر عن الحسن۔

(۷۶۵) ... اخرجہ المصنف من طریق الحاکم (۳/۱۷) وقال الذھبی ھذا حدیث عجب منکر وحماد ضعیف ولکن لا یحتمل مثل ھذا واحسبہ ادخل علی ابن السماک۔

اکلھا دائم و ظلھا تلک عقبی الذین اتقوا و عقبی الکافرین النار ۔ (الرعد ۳۵)

میوہ اس کا دائمی ہے اور سایہ بھی دائمی ہے یہ انجام ہے ان لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور کافروں کا انجام آگ ہے۔

۷۷۰: ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ہے ابو العباس نے ان کو عباس بن ولید نے ان کو ان کے باپ نے ان کو ضحاک نے کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا بلال بن سعد سے کہتے ہیں۔

اللہ سے شرم و حیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہ ہو۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

اللہ سے نہ ڈرنا سفلہ پن ہے

۷۷۱: ـــ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو محمد بن غالب تمتام نے ان کو بشر نے یعنی ابن عبد الملک نے ان کو عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابراہیم انصاری نے ان کو حضرت انس کے بیٹے نے ان کو ان کے والد نے ان کو ان کے دادا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں۔

اے بیٹے بچاؤ تم اپنے آپ کو سفلہ سے لوگوں نے کہا کہ سفلہ کیا ہے (یعنی کمینہ پن) فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ سے نہ ڈرے۔ (گویا کہ اللہ سے نہ ڈرنا سفلہ پن اور کمینہ پن ہے)

۷۷۲: ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو الحسن علی بن محمد مصری نے ان کو ابن ابی مریم نے ان کو فریابی نے ان کو سفیان نے ان کو اعمش نے ان کو ابراہیم نے ان کو عبیدہ نے ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقرء ۔ پڑھئے میں نے کہا کیا میں آپ کے اوپر پڑھوں حالانکہ آپ کے اوپر قرآن مجید اترا ہے آپ نے فرمایا جی ہاں پڑھئے میں نے سورۃ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچا

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھؤلاء شھیدا (النساء ۴۱)

قال ، حسبک الان ۔ قال فالتفت الیہ فاذا عیناہ تذرفان۔

کیا حال ہو گا جس وقت ہم امت سے گواہ لائیں گے اور ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے آپ نے فرمایا بس تجھے اب کافی ہے میں نے پلٹ کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی تلاوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

۷۷۳: ـــ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابو بکر عبید اللہ بن یحییٰ طلحی نے کوفہ میں ان کو عبید اللہ بن تمام نے ان کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے ان کو حفص بن غیاث نے ان کو اعمش نے (اس نے اس حدیث کو) اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے علاوہ

(۷۷۲) ـــ أخرجه الطبراني (۹/۸۷) عن عبدالله بن محمد بن سعيد بن ابي مريم عن محمد بن يوسف الفريابي. به
ورواه احمد (۳۵۵۰، ۳۵۵۱، ۳۶۰۶، ۴۱۱۸ شاكر) والبخاري (۴۵۸۲ و ۵۰۵۵ و ۵۰۵۶ فتح)
وابوداود (۳۶۶۸) والترمذي (۵۰۱۳ و ۵۰۱۴ و ۵۰۱۵ تحفة الأحوذي) والحاكم (۳/۳۱۹) والبزار (۱/۲۸۴)

(۷۷۳) ـــ أخرجه البخاري (۹/۹۳ فتح) عن محمد بن يوسف الفريابي و (۹/۹۳ فتح) عن عمر بن حفص بن غياث عن ابيه و مسلم (۱/۵۵۱) عن ابي بكر بن ابي شيبة وابي كريب جميعاً عن حفص

ان کو ابو الاحوص نے ان کو اسحق ہمدانی نے ان کو عکرمہ نے ان کو ابن عباس نے فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کس چیز نے آپ کو بوڑھا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ۔ سورۃ ھود۔ سورۃ واقعہ۔ سورۃ عم یتساءلون، سورۃ المرسلات۔ سورۃ اذا الشمس کورت۔ (یعنی ان سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔)

دو خوف اور دو امن

۷۷۷: ہمیں خبر دی ہے ابو علی روذباری نے۔ ان کو محمد بن ابی بکر نے ان کو ابوداؤد نے ان کو محمد بن یحییٰ بن میمون عتکی نے ان کو عبدالوہاب بن عطاء نے ان کو محمد بن عمرو نے ان کو ابو سلمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ اپنے رب سے اس کو نقل فرماتے ہیں۔

مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں اپنے کسی بندے پر دو خوف۔ اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا۔ جب وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہتا ہے۔ میں اس کو قیامت کے دن امن دوں گا اور جب وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو جاتا میں قیامت میں اس کو خوف میں مبتلا کروں گا۔

۷۷۸: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن اسحق فقیہ نے ان کو یحییٰ بن یعقوب بن مرداس نے یعنی مبارکی نے ان کو سوید بن سعید نے ان کو حفص بن میسرہ نے ان کو زید بن اسلم نے ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سوائے اس کے نہیں کہ جنت میں وہی داخل ہوگا جو اس کی آرزو رکھتا ہوگا اور آگ سے وہی بچایا جائے گا جو اس سے ڈرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا جو خود بھی رحم کرتا ہوگا۔

۷۷۹: ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو الطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء۔ ان کو ابو عمرو بن مطر نے بطور املاء کے ان کو قاسم بن زکریا مطرز نے بطور املاء کے ان کو سوید بن سعید نے انہوں نے اس کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ حدیث کی مثل۔

۷۸۰: ہمیں حدیث بیان کی ابو الحسن محمد بن حسن بن حسین علوی نے ان کو عبداللہ بن محمد بن حسن بن شرقی نے ان کو عبداللہ بن ہاشم نے ان کو وکیع نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو محمد بن زیاد نے ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً و لبکیتم کثیراً

اگر تم جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسو اور البتہ تم بہت روؤ۔

۷۸۱: اور اسی اسناد ہمیں بیان کیا وکیع نے ان کو ابو عمیس نے ان کو ابو طلحہ اسدی نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے بعد راوی مذکور کی مثل حدیث ذکر کی۔ بخاری مسلم نے صحیح میں دوسرے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔

---

(۷۷۷)۔۔۔ اخرجه عبدالله بن المبارک (۱۵۸) من طریق محمد بن یحیی بن میمون. به

(وقال الهیثمی فی المجمع (۱۰/۳۰۸) رواہ البزار (۳۲۲۳) عن شیخه محمد بن یحیی بن میمون ولم اعرفه وقال: رجاله رجال الصحیح غیر محمد بن عمرو بن علقمة وهو حسن الحدیث.

(۷۷۸ و ۷۷۹)۔۔۔ اخرجه المصنف فی (الأربعون الصغری) رقم (۳۹) بترقیمی عن الامام ابی الطیب سهل بن محمد بن سلیمان عن ابی عمرو بن مطر عن القاسم بن زکریا المطرز عن سوید بن سعید. به

(۷۸۰)۔۔۔ اخرجه احمد (۲/۲۵۷) عن عبدالرحمن بن مهدی عن حماد بن سلمة. به

(۷۸۱)۔۔۔ اخرجه البخاری (۹/۹۸) و مسلم (۴/۱۸۳۲) من طریق موسی بن انس عن انس.

۷۸۲: ہمیں اس کی خبر دی ہے ... یزید بن علی ہاشم علوی نے ان کو ابو جعفر بن دحیم نے ان کو احمد بن حسین حنینی نے ان کو احوص محمی ابو عروہ نے ان کو شعبہ نے ان کو موسیٰ بن ابو عائشہ نے ان کو ... نے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (پھر مذکورہ حدیث ذکر کی)

۷۸۳: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے املاء کراتے ہوئے ان کو محمد بن علی بن دحیم نے ان کو احمد بن حازم غفاری نے ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے ان کو اسرائیل نے ان کو ابراہیم بن مہاجر نے ان کو مجاہد نے ان کو مورق عجلی نے ان کو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

هل اتی علی الانسان حین من الدهر (الدھر ۱)

یہاں تک کہ پوری سورۃ ختم کر دی (انسان پر وہ وقت بھی آیا ہے زمانے میں سے کہ کوئی قابل ذکر شے نہیں تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان بوجھ سے ہوئے ہو رہے ہیں اس کی طرح چرچر کی آواز (بوجھ کی وجہ سے) کر رہے ہیں اور انہیں حق ہے کہ وہ ایسا کریں۔ ان میں سے کوئی چپہ چار انگل جگہ خالی نہیں ہے مگر کوئی نہ کوئی فرشتہ فرشتوں کے اپنی پیشانی سجدے میں رکھے ہوئے ہے۔ اللہ کی قسم اگر تم جان لیتے جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور البتہ زیادہ سے زیادہ روتے رہتے۔ اور تم بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دیتے۔ اور البتہ تم (آبادیوں کو چھوڑ کر) بیابانوں میں نکل جاتے اور اللہ کی بارگاہ میں روتے چلاتے۔ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا (یعنی اللہ کے آگے حساب وکتاب کے لئے حاضر ہونا نہ پڑتا)۔

اور یہ حدیث اسحاق بن منصور سے روایت کی گئی ہے انہوں نے اسرائیل سے اس کے آخر میں یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ راوی نے اس روایت میں اس جملے کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے۔

۷۸۴:... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو اسماعیل صفار نے ان کو محمد بن عبید بن عتبہ کندی نے ان کو محمد بن عمر نے ان کو اسحاق بن منصور نے انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے لیکن حدیث کے شروع میں سورۃ دہر کی آیت کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پرندے کو دیکھ کر خوش ہونا

۷۸۵:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے تاریخ میں کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو الفضل سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا خالد سقا سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ایک پرندے کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

طوبی لک یا طیر تغدو الی الشجر وتاکل الثمر

خوشی ہے تیرے لئے اے پرندے درخت پر رہ لیتے ہو۔ پھل کھا کر ضرورت پوری کر لیتے ہو (یعنی کہ حساب کتاب سے آزاد ہو)۔

پھر آگے راوی نے حدیث ذکر فرمائی۔ ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی طلب یا تلاش ... یا متن کو کوشش کے ساتھ پوری تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کو پا لیا ہے (اور وہ اگلی روایت میں مذکور ہے)۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرندے کو دیکھ کر رشک کرنا

۷۸۶:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابراہیم بن عصمہ بن ابراہیم عدل نے ان کو ان کے والد نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو

---

(۷۸۳) . اخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرك (۲/ ۵۱۰) وصححه الحاكم وسكت عليه الذهبي.

سفیان بن عیینہ نے ایک آدمی سے اس نے حسن سے وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخت کے اوپر بیٹھے ہوئے پرندے کو دیکھا تو فرمانے لگے خوشی ہے اے پرندے پھل کھا لیتے ہو درخت پر آرام کر لیتے ہو میں چاہتا ہوں کہ میں بھی درخت کا پھل ہوتا مجھے پرندے چونچ سے توڑ کر کھاتے۔

۴۸۷:۔۔۔ بیہقی فرماتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو ابو معاویہ نے ان کو جویبر نے ان کو ضحاک نے کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پرندے کے قریب سے گذرے جو کسی درخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ فرمانے لگے مبارک باد ہو تجھے اے پرندے اڑتے رہتے ہو پھر درخت کے پھل سے کھا لیتے ہو پھر اڑ جاتے ہو تیرے اوپر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے۔ کاش کہ میں بھی تیری طرح ہوتا۔ اللہ کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ میں راستے کے کنارے کوئی درخت ہوتا ہے اور میرے پاس سے کوئی اونٹ گذرتا اور مجھے پکڑ کر اپنے منہ میں لے لیتا اور چبا جاتا۔ پھر وہ مجھے حقیر کر دیتا۔ چنانچہ مجھے واپس کر کے نکال دیتا اور میں بشر نہ ہوتا (کہ مجھے حساب و کتاب نہ چاہئے تا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حساب آخرت کے خوف سے مینڈھے پر رشک کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں اپنے گھر والوں کا مینڈھا ہوتا وہ مجھے جی بھر کر پالتے۔ جب میں خوب موٹا ہو جاتا۔ لہٰذا ان کے کوئی پیارے مہمان آجاتے، وہ مجھے ان کے لئے ذبح کر دیتے۔ پھر میرے کچھ حصے کو یہ لوگ بھون لیتے۔ کچھ کو سوکھا کر گوشت بنا لیتے۔ اس کے بعد وہ لوگ مجھے کھا جاتے اور میں بشر نہ ہوتا (کہ حساب و کتاب نہ چاہئے تا)۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمایا کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا یا میرے پھل کھائے جاتے اور میں بشر نہ ہوتا (تا کہ حساب و کتاب نہ ہوتا)۔

۴۸۸:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابو العباس محمد بن اسحٰق بن ایوب ضبعی نے ان کو حسن بن علی نے ان کو عبد اللہ بن موسیٰ نے ان کو موسیٰ بن عبیدہ نے ان کو یعقوب بن زید نے اور عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرہ نے، دونوں کہتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندے کی طرف دیکھا جب وہ درخت پر بیٹھا تھا۔ اے پرندے تو تحقیق سکون و آرام میں ہے۔ کھاتا ہے پیتا ہے نہ تیرے اوپر کوئی حساب ہے نہ کتاب ہے۔ اڑتا رہتا ہے کاش کہ میں بھی تیری طرح ہوتا۔ (اور مجھ پر بھی کوئی حساب و کتاب نہ ہوتا)۔

۴۸۹:۔۔۔ اور شعبہ حدیث میں ہے ان کو عاصم بن عبد اللہ نے ان کو عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ نے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، زمین کے اوپر سے تنکا اٹھایا اور فرمایا کہ کاش کہ یہ تنکا (یعنی میں ہوتا) کاش کہ میں کوئی شے نہ ہوتا، کاش کہ میری ماں مجھے جنم نہ دیتی۔ کاش کہ میں بھولا بسرا ہو جاتا۔ یہ قول کتاب فضائل عمر میں منقول ہے۔

۴۹۰:۔۔۔ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عبد اللہ صنعانی نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو عبد الرزاق نے معمر سے انہوں نے قتادہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں پسند کرتا ہوں کہ میں مینڈھا ہوتا میرے گھر والے مجھے ذبح کر دیتے اور میرا گوشت کھا جاتے اور میرا شوربہ پی جاتے۔

فرماتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں کسی ٹیلے پر پڑی ہوئی راکھ ہوتا، تیز و تند

---

(۴۸۶)۔۔۔ أخرجه ابن المبارك (رقم ۲۳۰) عن سفيان بن عيينة به.

(۴۸۷)۔۔۔ أخرجه ابن أبي شيبة (۱۳/ ۲۵۹) عن أبي معاوية به و كلام عمر رضي الله عنه أخرجه أبو نعيم في الحلية (۱/ ۵۲) من طريق أبي معاوية به.

(۴۸۹)۔۔۔ أخرجه البغوي في شرح السنة (۱۴/ ۳۸۳) من طريق عبدالله بن عامر به.

ہوا میں اڑا کر لے جاتیں۔

۷۹۱:۔۔۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے ان کو عروہ نے فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا
کاش کہ میں نسیاً منسیاً یعنی بھولی بسری ہوئی ہوتی۔

۷۹۲:۔۔۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبدالوہاب نے ان کو جعفر بن عون نے ان کو مسعر نے زیاد بن علاقہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا:
میں پسند کرتا ہوں کہ میں بیری کا درخت ہوتا۔

جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لو جان لو

۷۹۳:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن فورک نے ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو عبداللہ بن محمد نے ان کو مسلم بن ابراہیم نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالنضر فقیہ نے علی بن عبدالعزیز نے ان کو مسلم بن ابراہیم نے ان کو شعبہ نے ان کو یزید بن خمیر نے ان کو سلیمان بن مرثد نے ان کو ابودرداء نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر تم وہ جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں البتہ تم بہت کم ہنسو گے اور تم بہت زیادہ روؤ گے اور پہاڑ اور وادیوں میں نکل جاؤ گے۔ اللہ کی بارگاہ میں تم زاری کرو گے۔ تم نہیں جانتے کہ تم نجات پاؤ گے یا نہیں۔

مذکورہ احادیث پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
یہ تمام احادیث و آثار و اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جو شخص جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اسی قدر وہ اس سے زیادہ ڈرتا ہے اور ان لوگوں میں سے جو شخص بھی مغفرت کی یا جنت کی بشارت دیا گیا ہے آیات کو یاد کرتے وقت بشارت خوف کو نہیں روک سکتی۔ کبھی اللہ تعالیٰ بندے کے احوال کو عبودیت میں تکمیل کے لئے اس خاص وقت میں بشارت کو بندے سے بھلوا دیتے ہیں اور کبھی بندہ اس بشارت کے لئے مطمئن ہو جاتا ہے۔ انجام کار اور عاقبت کے لئے جب اس کی خبر صادق مصدق کی طرف آنے کے۔ مگر اس کے باوجود انسان بے خوف نہ رہے۔ ایسے عوامل سے جن کی وجہ سے انسان گرفت اور عذاب کا مستحق بن سکتا ہے۔ اس وقت تک جب تک رحمت اور مغفرت عاقبت اور آخرت میں انسان کو نہ پالے اور کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف اس کے بعد بھی ہوتا تھا کہ آپ کی امت پر امن دے دیا جاتا۔

۷۹۴:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفوارس شجاع بن جعفر انصاری نے بغداد میں، ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو

---

(۷۹۱)۔۔۔ أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/ ۴۵) من طريق إسحاق بن إبراهيم. به.

(۷۹۲)۔۔۔ أخرجه ابن أبي شيبة (۱۳/ ۲۸۹) من طريق أبي إسحاق عن عبدالله بن مسعود بلفظ "ليتني شجرة تعضد".

(۷۹۳)۔۔۔ عزاه الهيثمي في المجمع (۱۰/ ۲۳۰) إلى الطبراني والبزار من طريق ابنة أبي الدرداء عن أبيها وقال الهيثمي: لا أعرفها وبقية رجال الطبراني رجال الصحيح

أخرجه البزار (۴/ ۷۰) عن الحسن بن يحيى وعبدالملك بن محمد الرقاشي قال: ثنا مسلم عن شعبة عن يزيد بن خمير عن سليمان بن مرثد عن ابنة أبي الدرداء أبي الدرداء. وقال البزار: لا نعلمه يروى عن أبي الدرداء إلا من هذا الوجه وغيره أصح إسناداً منه وفيه من الزيادة "تريدون أن تنجوا" ولا نعلم أسنده عن شعبة إلا مسلم وأوقفه جماعة على أبي الدرداء.

تنبيه: سقط من إسناد البيهقي (ابنة أبي الدرداء) فليتنبه

ابو نعیم فضل دکین نے، ان کو عبداللہ بن عامر اسلمی نے، ان کو سہیل بن ابو صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات شخص ایسے ہیں، اللہ ان کو اپنے سائے میں جگہ دے گا۔ جس دن ان کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عادل بادشاہ اور وہ آدمی جس کو کوئی صاحب حسن جمال صاحب عزت و منصب عورت ملتی ہے اور اپنے آپ کو اس پر پیش کرتی اور وہ کہتا ہے کہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جس کا دل مساجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور وہ آدمی جس نے اپنے بچپن میں قرآن مجید سیکھا ہو اور وہ اس کو اپنے بڑھاپے میں تلاوت کرتا ہو اور وہ آدمی جو کوئی صدقہ کرتا ہے سیدھے ہاتھ کے ساتھ اور اس کے اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے اور وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے بری ہونے کی حالت میں اور اس کی آنکھیں بہنے لگتی ہیں اللہ کے خوف سے اور وہ آدمی جو دوسرے آدمی سے ملتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ میں تجھے اللہ کے واسطے محبوب رکھتا ہوں اور جواب میں وہ آدمی کہتا ہے کہ میں تجھے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت حفص بن عاصم کی روایت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ باقی اس مذکورہ طریقے سے یہ حدیث غریب ہے۔

تین آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی

۷۹۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے بطور املاء کے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو محمد بن قاسم اسدی نے، ان کو عمر بن راشد یمامی نے، ان کو یحییٰ بن ابو کثیر نے، ان کو ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پھوڑ دی گئی اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ یعنی جہاد میں چوکیداری کرتی رہی اور وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی رہی۔

۷۹۶:...... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کدیمی نے، ان کو بشر بن عمر نے اور مجھے خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو دعلج بن احمد نے، ان کو محمد بن احمد بن براء نے، ان کو بشر بن عمر نے، ان کو شعیب بن رزیق نے، ان کو عطا خراسانی نے، ان کو عطا بن ابی رباح نے، ان کو عبداللہ بن عباس نے۔ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں جلائے گی وہ آنکھ جو رات کے درمیانی حصہ میں اللہ کے خوف سے روتی ہے اور وہ آنکھ جو رات اس طرح گذارتی ہے کہ اللہ کی راہ میں حفاظت اور چوکیداری کرتی ہے۔

۷۹۷:...... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ نے سلمہ سے، ان کو موسیٰ بن کثیر نے، ان کو سفیان ثوری نے اور عیاد بن کثیر نے، ان کو سہیل بن ابو صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

(۷۹۴)...... أخرجه الخطيب (۹/۳۹۵، ۴۵۳) من طريق أبي الفوارس شجاع بن جعفر بن أحمد بن الأنصاري الواعظ. به

(۷۹۵)...... أخرجه المصنف من طريق الحاكم في المستدرك (۲/۸۲) وصححه الحاكم وتعقبه الذهبي بأن عمر بن راشد ضعيف وعزاه المنذري في الترغيب (۲/۲۵۰) إلى الحاكم وقال المنذري: في إسناده عمر بن راشد اليمامي. اهـ.

(۷۹۶)...... أخرجه الترمذي (۱۶۳۹) عن نصر بن علي الجهضمي عن بشر بن عمر. به وقال الترمذي: حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث شعيب بن رزيق.

اللہ نے اس آنکھ کو آگ پر حرام کر دیا ہے جو اللہ کے خوف سے رو پڑی اور وہ آنکھ جو دنیا میں رو کر جنت الفردوس کے لئے رو پڑی۔ اور ہلاکت ہے اس کے لئے جو تکبر اور غرور کرتا ہے مسلمان پر اور اس کے حق میں کوتاہی کرتا ہے پھر ہلاکت ہے پھر ہلاکت ہے ــــ پھر ہلاکت ہے۔

اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کا رونا

۷۹۸:...... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد اھوازی نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کوفی نے، ان کو عبداللہ بن رزیع باھلی نے، ان کو محمد بن عمرو نے، ان کو ابو سلمہ نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

افمن هذا الحديث تعجبون وتضحكون ولا تبكون؟　(النجم ۵۹)

کیا تم اس بات (یعنی قرآن سے) تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو۔

تو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے چہرے پر بہنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رونے کے بارے میں سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ رو پڑے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے پر ہم سب لوگ بھی رو پڑے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ کے خوف سے رو پڑا اور جنت میں گناہ پر اصرار کرنے والا داخل نہیں ہوگا۔ اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور وہ ان کو معاف فرمائے گا۔

جہنم وہ ہولناک شے ہے

۷۹۹:...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن ابی بکر بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کدیمی نے، ان کو سہل بن حماد نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو ثابت بنانی نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

وقودها الناس والحجارة　(البقرہ ۲۴، التحریم ۶)

اس آگ کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ جہنم کی آگ ہزار سال تک بھڑکائی گئی تھی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی تھی اور پھر مزید ایک ہزار سال سلگائی گئی تو وہ سفید ہو گئی تھی۔ اس کے بعد

---

(۷۹۷)...... أخرجه ابن عدي (۹/ ۲۲۳۳) عن زكريا عن أبي الدرداء عن فهير بن بكر عن ميسرة بن عنطويه عن عباد و سفيان الزيدي عن سهيل. به

وقال ابن عدي بعد أن ساق حديثين آخرين: هذه الأحاديث الثلاثة عن الثوري عن سهيل منكرة وميسرة هذا جمع في هذه الأحاديث بين عباد والثوري والزيدي، وعباد هو ابن كثير الرملي والزيدي هو موسى بن عبيدة وميسرة وعباد والزيدي كلهم ضعفاء ويخلطون في هذه الأحاديث وفيما هو أشرفه والثوري لا يحتمل وهو باطل عنه.

(۷۹۸)...... عزاه السيوطي في الدر (۹/ ۱۳۱) إلى المصنف فقط وفي الدر (حنينهم) بدلاً من (حسيهم)

(۷۹۹)...... أخرجه المصنف بنفس الإسناد في البعث والنشور (۵۵۷)

وأخرجه الأصبهاني في الترغيب (۳۸۳) من طريق سهيل بن حماد. به وعزاه السيوطي في الدر (۱/ ۳۶) إلى ابن مردويه والمصنف وعزاه المنذري في الترغيب (۴/ ۲۳۳ و ۲۶۱) إلى أبي نعيم

پھر وہ مزید ہزار سال تک سلگائی گئی یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی تھی۔ اب یہ سیاہ ہے اور اندھیرا کرنے والی ہے۔ جس کا شعلہ بجھتا نہیں ہے
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک آدمی تھا جس کا رنگ خوب سیاہ تھا اور وہ زور زور سے رو رہا تھا اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون رو رہا ہے آپ کے سامنے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حبشہ کا ایک آدمی ہے۔ آپ نے اس کی مثبت تعریف فرمائی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا

بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں مجھے میری عزت کی قسم، مجھے میرے جلال کی قسم، مجھے میری رفعت کی قسم میرے عرش پر دنیا میں میرے خوف سے جو بھی آنکھ روتی ہے میں جنت میں اپنے ساتھ اس کے ہنسنے کو زیادہ کروں گا

اور اس حدیث کے مفہوم کو نقل ابن ابی حازم نے ثابت سے کی۔ کے بارے میں اور اس کے رونے کے بارے میں روایت کیا ہے۔

جو اللہ کے ڈر سے روتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا

۸۰۰ ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن منقذ نے، ان کو ابن ابو المقری نے، ان کو مسعودی نے، ان کو محمد بن عبدالرحمن نے، ان کو عیسیٰ بن ابو طلحہ نے، ان کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ کے خوف سے روتا ہے وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ دودھ واپس اپنے تھنوں میں چلا جائے (اور جیسے یہ ناممکن ہے اسی طرح وہ بھی ناممکن ہے)۔ کسی مسلمان بندے کی ناک میں جہاد فی سبیل اللہ میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں ایک ساتھ اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔

مسعودی نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کیا ہے۔ جبکہ مسعر نے اس کو موقوف رکھا ہے۔

۸۰۱ ... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابو اسحاق نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو مسعر نے، ان کو محمد بن عبدالرحمن مولیٰ ابو طلحہ نے عیسیٰ بن ابو طلحہ سے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں

اللہ کے خوف سے جو شخص بھی روتا ہے اس کو آگ نہیں کھائے گی۔ یہاں تک کہ دودھ واپس تھنوں میں چلا جائے۔ غبار فی سبیل اللہ اور جہنم کی آگ کا دھواں کبھی بھی کسی مسلمان کے نتھنوں میں اکٹھے نہیں جائے گا۔

۸۰۲ ... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے، ان کو احمد بن محمد بن اسحاق قطان نے، ان کو علی بن حسن بن ابو عیسیٰ نے، ان کو عاتق بن محمد بن یزید واؤد بن ابی ہند نے ان کو حماد بن ابو حمید نے، ان کو عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس کی آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو کا قطرہ نکل کر اس کے چہرے پر لگتا ہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس چہرے پر آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔

---

(۸۰۰) ... أخرجه الترمذي (۱۶۳۳) والنسائي (۶/۱۲) والحاكم (۴/۲۶۰) وأحمد (۲/۵۰۵) من طريق المسعودي عن محمد بن عبدالرحمن به. وقال الترمذي: حسن صحيح. ومحمد بن عبدالرحمن هو مولى آل طلحة مدني

(۸۰۱) ... أخرجه النسائي (۶/۱۲) عن أحمد بن سليمان عن جعفر بن عون به

(۸۰۲) ... أخرجه ابن ماجة (۴۱۹۷) من طريق ابن أبي فديك عن حماد بن أبي حميد فذكره

وفي الزوائد قال البوصيري: إسناده ضعيف. وحماد بن أبي حميد هو محمد بن أبي حميد ضعيف

بن ابوایوب نے اور ہمیں خبر دی ہے عبدالخالق بن علی نے، ان کو علی بن حاتم کشانی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو ابوالنعمان نے، ان کو ابن مبارک نے اور ہمیں خبر دی ہے یحییٰ بن ابوایوب نے، ان کو عبیداللہ بن زحر نے، ان کو علی بن یزید نے، ان کو قاسم نے، ان کو ابوامامہ نے، ان کو عقبہ بن عامر جہنی نے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی نجات کس طرح سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنی زبان کو اپنے اوپر روک کر رکھو۔ چاہیے کہ فراخ ہو تیرے لئے تیرا گھر اور روتا رہ تو اپنی خطا پر۔

اور ابوعبداللہ کی روایت میں ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، میں نے سوال کیا کہ نجات کیسے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عقبہ اپنی زبان کو اپنے اوپر روک کر رکھو۔ چاہیے کہ فراخ ہو تیرے لئے تیرا گھر اور روتا رہ تو اپنی خطا پر۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں ابن زحر ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھتے تھے

۸۰۶: ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحٰق نے، ان کو ابوعبداللہ شیبانی نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو ابوعون نے، ان کو عرفجہ نے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جو شخص رونے کی استطاعت رکھتا ہے اسے رونا چاہیے اور جو نہیں رو سکتا اسے رونے کی صورت بنانی چاہیے۔ یعنی عاجزی اور زاری کرنی چاہیے۔ ہم نے کتاب فضائل صدیق رضی اللہ عنہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب روتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے جس وقت قرآن مجید پڑھتے تھے۔ اور ہم نے کتاب فضائل عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں روایت کیا ہے کہ ان کے چہرے پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔

اللہ کے خوف سے روئے، آنسو صاف نہ کرے

۸۰۷: ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن خفیف فضل بن خفیف مصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو ابوالفضل عباس بن محمد بن نصر رافقی نے بطور املا کرانے کے، ان کو حسن بن علی بن زرعہ نے، ان کو عامر بن سیار نے، ان کو عبدالکریم نے، ان کو ابواسحٰق ہمدانی نے، ان کو حارث نے اور عاصم نے، ان کو علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ جب تیری آنکھوں سے آنسو آ جائیں اور تیرے آنسو تیرے رخسار پر بہہ جائیں، انہیں کپڑا نہ لگا اور اپنے چہرے کو نہ پونچھ، یہاں تک کہ ان آنسوؤں سمیت تو اللہ کو جا مل۔

۸۰۸: ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو عبداللہ بن یحییٰ ابوبکر طلحی نے کوفہ میں، ان کو حسن بن علی تیمی نے، ان کو ابوالحسن جعفر بن محمد وزاق نے، ان کو عبدالرحمٰن بن ابوحماد نے، ان کو عبدالکریم نے، ان کو ابواسحٰق نے، ان کو حارث نے، ان کو علی رضی اللہ نے،

---

(۸۰۵) أخرجه الترمذي (۲۴۰۶) عن صالح بن عبدالله عن ابن المبارك. به

وقال أبوعيسى: حسن غريب.

وأخرجه المصنف في الزهد (رقم ۲۳۹) وابن المبارك (۱۳۴) وأبونعيم (۲/۹) وأحمد (۵/۲۵۹) من طريق عبيدالله بن زحر. به نحوه

وقال المنذري في الترغيب (۳/۵۲۳) رواه أبوداود والترمذي وابن أبي الدنيا في العزلة وفي الصمت والبيهقي في الزهد وغيره كلهم من طريق عبيدالله بن زحر عن علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة عن عقبة.

قلت: لم أجد الحديث في سنن أبي داود وعزاه المزي في الأطراف (۷/۳۰۹) إلى الترمذي فقط.

(۸۰۶) أخرجه ابن المبارك في الزهد (رقم ۱۳۱) عن مسعر عن ابن عون الثقفي. به

والحديث عن أحمد في الزهد (۲/۱۳ ط/ دار الفكر الجامعي) عن وكيع عن أبي عون الثقفي عن عرفجة السلمي

اس پر یہ بات بھی ہو چکی ہوتی ہے کہ وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ یہ تیرے رونے کی ہلاکت۔ یہ تیرے جسم کی ہلاکت تجھے رونا چاہیے اور رونے والوں کو بھی تیرے اوپر رونا چاہیے لمبی مدت کے لئے۔

ایک اللہ والے کا خوف سے روتے رہنا

۸۲۱:..... ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے حسین بن صفوان نے، ان کو بردعی نے، ان کو ابوبکر قرشی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عبداللہ بن محمد تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے زہیر سلولی نے، وہ کہتے ہیں کہ بلعنبر کا ایک آدمی تھا جو کہ رونے کے ساتھ جذباتی ہو جاتا۔ ہر وقت روتا دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ اس کے بھائیوں میں سے کسی نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے کیوں روتے ہو اور پھر اتنا لمبا رونا؟ تو وہ پھر رو پڑے۔ اس کے بعد کہنے لگے۔

بکیت علی الذنوب لعظم جرمی

وحق لکل من یعصی البکاء

میں گناہوں پر جرم کے بڑے ہونے کی وجہ سے روتا ہوں اور ہر وہ شخص جو اللہ کا نافرمان ہے اسے رونا چاہیے۔

ولو کان البکاء یرد ھمی

لاسعدت الدموع مع دماء

اگر ہوتا رونا میرے فکر غم کو دور کر سکتا

تو میں آنسوؤں کو خون کے ساتھ ملا کر بہاتا

یہ شعر کہنے کے بعد پھر وہ رو پڑا۔ یہاں تک کہ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ لہٰذا نصیحت کرنے والا آدمی اسے اس کے حال پر چھوڑ کر چلا گیا۔

کہمس ہلالی کا پڑوسی کی دیوار کی مٹی سے ہاتھ دھونے پر بیس سال تک رونا

۸۲۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو جعفر بن احمد شاماتی نے، ان کو محمد بن حسین ہلالی نے، ان کو علی بن ہاشم نے، کہتے ہیں کہ کہمس ہلالی نے کہا تھا کہ میں ایک گناہ پر بیس سال رویا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کونسا گناہ تھا؟ بتایا کہ ایک دن میں نے کسی آدمی کو صبح کا ناشتہ کرایا اور اس کے ہاتھ دھلانے کے لئے میں نے اپنے ایک پڑوسی کی دیوار کی اینٹ میں سے ایک ٹکڑا توڑ لیا تھا۔ تاکہ مہمان اس کی مٹی کے ساتھ ہاتھ دھو لے۔

کبوتر کو شکار کرنے پر عطا سلمی کا چالیس سال تک رونا

۸۲۳:..... کہتے ہیں کہ عطاء سلمی نے کہا میں ایک گناہ پر چالیس سال تک رویا ہوں۔ چنانچہ میں نے ایک کبوتر کو شکار کر لیا تھا اور بے شک میں تمہارے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اس کی قیمت میں نے مساکین پر صدقہ کر دی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے توجیہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

---

(۸۲۲)..... اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ (۶/۲۱۱) من طریق عمار بن زاذان عن کہمس

وعند ابی نعیم (اربعین سنۃ) بدلاً عن (عشرین سنۃ)

میرے اعمال مجھے نجات دے سکتے ہیں یا حفاظت میں ہوں اور بدی کے درمیان میں ہوں؟ میری برائیوں کا یہ حال ہے کہ ان میں کوئی نیکی ہے جس میں کوئی اور میری نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ برائیوں سے ملی ہوئی ہیں اور آپ تو اخلاص کے سوا کچھ قبول ہی نہیں کرتے۔ اس کے بعد کچھ صرف آپ کا احسان اور کرم ہی باقی رہ جاتا ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۸۵۱ ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبدالرحمن سلمی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے محمد بن عبداللہ رازی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جریری سے سنا وہ کہتے تھے حضرت جنید بغدادی سے پوچھا گیا۔ کیا بندے سے خوف خدا ساقط ہو سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، خدا کا خوف کبھی ساقط نہیں ہوتا بلکہ جس قدر اللہ کو یاد کیا جاتا ہے اسی قدر اس کے خوف میں بھی شدت آ جاتی ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کے تین طبقات ہیں۔

1. جرائم سے ڈرنے والے۔
2. ... نیکیوں سے ڈرنے والے کہ کہیں قبول ہونے سے رہ نہ جائیں۔
3. اور تیسرا اس سے اور گرفت سے ڈرنے والے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ولا یخاف عقبٰها (الشمس ۱۵)

وہ نہیں ڈرتا اس کے پیچھے کرنے سے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۸۵۲ ... ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو محمد بن عبداللہ بن عمرویہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن احمد حنبل نے کہا۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ہے ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن عمرویہ صفار نے بغداد میں وہ کہتے ہیں مجھے صالح بن احمد بن حنبل نے کہا کہ جب میرے والد کی وفات کا وقت آیا تو میں ان کے پاس بیٹھا۔ میرے ہاتھ میں کپڑے کی دو دھجیاں تھیں، جس کے ساتھ مجھے ان کے جبڑوں کو باندھنا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ تھوڑے تھوڑے سے بے ہوش ہو جاتے پھر ہوش میں آ جاتے ہوا یوں آنکھیں کھول لیتے اور اپنے ہاتھ کے اشارے سے کہتے۔ ابھی نہیں۔ ابھی نہیں۔ ابھی نہیں۔ انہوں نے ایک بار کہا پھر دوسری بار پھر تیسری بار۔ جب تیسری بار ہاتھ سے اشارہ کیا تو میں نے کہا اے ابا جی یہ کیا چیز ہے آپ نے جو اس وقت اشارہ کیا ہے۔ بولے کہ بیٹے کیا تو نہیں جانتا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ ابلیس لعین میرے برابر میں کھڑا تھا اور وہ اپنی انگلیوں کے پوروں کو کاٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا (اے امام) احمد تم مجھ سے بچ کر جا رہے ہو۔ میں نے کہا کہ ابھی نہیں، جب تک کہ میں مر نہ جاؤں۔ (یعنی جب تک ایمان پر میری وفات نہ ہو جائے)۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام احمد حنبل کے لئے اس میں حق پر گذرنے کی بشارت ہے۔

عطاء بن یسار نے کہا

۸۵۳ ... ہمیں خبر دی ہے امام ابوعثمان نے ان کو زاہر بن احمد نے ان کو محمد بن مسعود نے ان کو حسین بن حسن مروزی نے ابن المبارک

---

(۸۵۳) ... اخرجه المصنف من طريق ابن المبارك في الزهد برقم ۳۰۸

(۱) ... سقط من الأصل

مبارک نے ان کو سفیان نے ایک آدمی سے فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عطاء بن یسار سے انہوں نے کہا کہ

ایک آدمی کے سامنے موت کے وقت ابلیس ظاہر ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم نجات پا گئے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں نے نجات نہیں پائی ہے اور تجھ سے ابھی تک میں امن میں نہیں ہوں۔

عطاء بن یسارؒ کا قول

۸۵۴:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابی دنیا نے، ان کو ابو خالد قرشی نے، ان کو سفیان ثوری نے ایک آدمی سے، ان کو عطاء بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک آدمی کے سامنے اس کی موت کے وقت ظاہر ہو گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ابھی تک میں تجھ سے نجات نہیں پا سکا۔

ابلیس کی تلبیس

۸۵۵:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین نے، ان کو حسین نے، ان کو عبداللہ نے، ان کو عبداللہ بن جریر حنظلی نے، ان کو ابوحذیفہ نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو غسان مدینی نے، ان کو عطاء بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ موت کے وقت ایک آدمی کے سامنے ابلیس ظاہر ہوا اور بولا کہ تم مجھ سے امن میں ہو چکے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں ابھی تک تم سے امن میں نہیں ہوں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے خوف سے دعا کرنا

۸۵۶:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ان کو بیان کیا ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس دوری نے ان کو عبدالعزیز بن سری نے، ان کو صالح مری نے، ان کو ہشام ابن حسان نے، ان کو محمد بن سیرین نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ آپ آخر عمر میں دعا کرتے تھے:

اللھم انی اعوذبک ان ازنی او اعمل بکبیرۃ فی الاسلام

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں بدکاری کروں یا میں اسلام میں رہتے ہوئے کوئی بڑا گناہ کروں۔

چنانچہ آپ کے بعض احباب نے پوچھا اے ابوہریرہ! آپ کے جیسا بندہ یہ دعا کرتا ہے۔ یا یہ کہا کہ اس عمر میں بھی آپ کو ایسی دعا کی ضرورت ہے۔ کیا اب بھی آپ کو زنا کا خوف ہے یا کبیرہ گناہ کا خوف ہے۔ حالانکہ شہوات ختم ہو چکی ہیں اور آپ تو بزرگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، آپ نے ان سے دین سیکھا؟ فرمانے لگے کہ افسوس ہے تجھ پر کس چیز نے مجھے ان چیزوں سے امن دیا ہے، حالانکہ ابلیس زندہ ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت کہ انسان ایک لمحہ میں دین سے بدل سکتا ہے

۸۵۷:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ بن عبداللہ بیہقی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسین خسروجردی نے، ان کو داؤد بن حسین نے، ان کو حمید بن زنجویہ نے، ان کو حکم بن نافع نے، ان کو صفوان بن عمرو نے، ان کو سلیم بن جابر نے، ان کو حبیب بن نفیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے گھر حمص میں ملنے کے لئے گیا تو وہ اس وقت کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اپنی مسجد میں۔ جب وہ التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھے تو اللہ سے پناہ مانگنے لگے نفاق سے۔ جب نماز پڑھ کر بیٹھے تو میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔ آپ اور نفاق سے بچنے کی دعا؟

یعنی کیا آپ کو بھی نفاق کا ڈر ہے؟ انہوں نے تین بار یہ کہا: اے اللہ میں تجھ سے معافی کا سوال کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ آزمائش سے کون بچ سکتا ہے؟ آزمائش سے کون بچ سکتا ہے؟ اللہ کی قسم! بس ایک منٹ میں لمحے میں پڑ کر دین سے پلٹ سکتا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت

۸۵۸۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے سوال نے ان کو سفیان نے ان کو محمد بن مکحول نے ان کو اہل شام میں سے ایک شیخ نے فرماتے ہیں حضرت ابودرداء نے فرمایا تھا: کیا میں تم لوگوں میں ایمان کی حلاوت کا ظہور نہیں دیکھ رہا ہوں؟ اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر جہاد کا رخ بھی ایمان کا ذائقہ پالے تو ایمان کی حلاوت اس پر بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ جو بندہ اپنے ایمان کے بارے میں ڈرتا رہتا ہے اس کو عطا کیا جاتا ہے اور جو شخص اپنے ایمان کے بارے میں بے خوف ہو جاتا ہے اس سے ایمان چھین لیا جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

۸۵۹۔ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ... نے ان کو ... نے ان کو حماد بن زید نے ان کو معلی بن زیاد نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حسن سے وہ فرماتے تھے اللہ کی قسم روئے زمین پر جو بھی مومن صبح کرتا ہے یا شام کرتا ہے وہ اپنے آپ پر نفاق سے ڈرتا ہے اور نفاق سے صرف منافق ہی نہیں ڈرتا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر استقامت کی دعا

۸۶۰۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ اور محمد بن موسیٰ نے۔ دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو ابن فضیل نے ان کو عبدالرحمن بن اسحاق نے ان کو عبید اللہ قرشی نے ان کو عبداللہ بن حکیم نے وہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ جب وہ دوسری رکعت میں بیٹھے تو فوراً کھڑے ہوئے اور سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد قرآن کی یہ دعا پڑھی:

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب (آل عمران ۸)

اے میرے رب۔ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر جبکہ آپ نے ہمیں ہدایت عطا کی ہے اور اپنی طرف سے ہمیں رحمت عطا کر۔
بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز نصیحت

۸۶۱۔ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ عدل نے مقام مرو میں ان کو ابو رجاء محمد بن حمدویہ ثنی نے ان کو احمد بن علی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو وہب سے سنا کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

صاحب بصیرت چار مقامات سے بے خوف نہیں رہتا۔

- وہ گناہ جو گزر چکا ہے اس کے بارے میں، کیونکہ نہیں معلوم کہ اس کے بارے میں رب تعالیٰ کیا کریں گے۔
- بقیہ عمر کے بارے میں، کیونکہ نہیں معلوم کہ اس میں کیا کیا ہلاکت خیزیاں ہوں گی۔
- اور فضل کے بارے میں جو عطا ہو چکا ہے شاید کہ اس کا انجام کوئی حیلہ و تدبیر ہو یا عارضی مہلت ہو یا فتنہ اور گمراہی ہو جو اس سے

(۸۶۰) اخرجه المصنف في السنن (۲/۲۳) من طريق ابي عبدالله الصنابحي عن ابي بكر ومن طريق الصنابحي اخرجه ايضا (۱۹۹۸)

سامنے آراستہ ہو، جس کی وجہ سے وہ اس کو ہدایت سمجھ رہا ہو۔

❺ ـــ اور دل کج ہوتا لمحہ بہ لمحہ جو کہ آنکھ جھپکنے سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔ کبھی انسان سے اس کا دین چھین لیا جاتا ہے اور اس کو شعور اور ک بھی نہیں ہوتا۔

بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

۸۶۲ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو العباس اصم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس بن ولید نے، ان کو ان کے والد نے ان کو ابن جابر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا بلال بن سعد سے، وہ اپنی دعا میں کہتے تھے:

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں دلوں کی کجی سے اور گناہوں کی تباہ کاری سے اور اعمال کو مردود کرنے والے اسباب سے اور نفس کی گمراہ کرنے والی باتوں سے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

۸۶۳ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بات بتائی جنید بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سری سقطی سے وہ کہتے تھے:

اے اللہ جب بھی مجھے کسی شے کا عذاب دینا چاہے تو مجھے سب کے آگے رسوا کر کے نہ دینا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

۸۶۴ ـــ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد الرحمٰن بن حسن بن یعقوب نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، کہتے تھے کہ میں نے ابو عثمان سے سنا، وہ کہتے تھے، میں نے یحییٰ بن معاذ سے سنا، وہ فرماتے تھے:

اے وہ ذات گرامی جس کا ذکر میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ مجھے کل اپنے دشمنوں کے سامنے سب چیز سے زیادہ ذلیل نہ کرنا۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ توحید کی حفاظت کے لئے کثرت سے رونا

۸۶۵ ـــ ہمیں خبر دی استاذ ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو احمد بن عصام بن عبد المجید نے، فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حسن بن موسیٰ سے، وہ کہتے تھے کہ میں مکہ کے سفر میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا، میں نے دیکھا وہ بہت روتے تھے۔ میں نے ان سے کہا اے ابو عبد اللہ آپ کا یہ رونا کیا گناہوں کے ڈر سے ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے اونٹ کی پالان کی ایک لکڑی لی اور اس کو پھینک دیا اور فرمانے لگے کہ میرے گناہ تو میرے اوپر اس سے بھی زیادہ آسان ہیں اور اس سے بھی زیادہ ہلکے ہیں، لیکن مجھے ڈر رہتا ہے کہ کہیں مجھ سے عقیدۂ توحید نہ چھین لیا جائے۔

ابرار اور مقربین کے افکار

۸۶۶ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو جنید بغدادی نے، ان کو سری سقطی نے، وہ کہتے تھے کہ

---

(۸۶۲) ـــ اخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۲۹/۵) من طريق عباس بن الوليد. به.

(۸۶۳) ـــ اخرجه أبو نعيم في الحلية (۱۲۰/۱۰) من طريق الجنيد. به.

ہمارے دل خاتموں کے ساتھ لٹکے ہوتے ہیں اور متقین کے دل نیک دوسرے سے سبقت لے جانے والے اعمال سے متعلق ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے اللہ کی طرف سے کیا کچھ پہلے سے تیار ہے؟ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ دیکھیں خاتمہ کس چیز پر ہوتا ہے؟

شیطان کی کمر توڑ دینے والا قول

۸۶۷۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو الحسین بن بشران نے دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن عمرو نے ان کو حسن بن علی بن شعیب معمری نے ان کو احمد بن ابو الحواری نے ان کو اسحاق بن خلف نے وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس کی کمر توڑ دینے کے لئے ابن آدم کے اس قول سے کوئی اور بڑی چیز نہیں ہے کہ کاش میں جانتا کہ میرا انجام کیسا ہوگا؟ فرمایا کہ اس قول کو سن کر ابلیس اس بندے سے مایوس ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ شخص اپنے عمل پر کب اترائے گا اور کب خوش ہوگا۔

عمرو بن قیس کا موت کے وقت آخرت کے لئے رونا

۸۶۸۔ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں ان کو ابو علی بن حسین بن صفوان نے ان کو عبداللہ بن محمد قرشی نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو عمر بن حفص بن غیاث نے ان کو ان کے والد نے وہ فرماتے ہیں کہ جب عمرو بن قیس ملائی کو موت آئی تو رونے لگا اس کے ساتھیوں نے پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہو؟ تم نے اپنی زندگی بڑی عیش و عشرت سے گزاری ہے۔ بولے میں دنیا کے بارے میں نہیں روتا۔ میں تو اس لئے روتا ہوں کہ میں آخرت کی خیر سے محروم کر دیا جاؤں۔

غفلت سے تنبیہ

۸۶۹۔ ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر رازی سے سنا وہ کہتے تھے انہوں نے الکتانی سے سنا وہ کہتے تھے: غفلت سے تنبیہ کرنے والی چیز وقت اور نفس کی لذت کے منقطع ہونے کے لئے قیامت کا ڈر اور اللہ کے فضل کے انقطاع کے خوف سے رونا جن و انس کی عبادت سے افضل ہے۔

افضل رونا

۸۷۰۔ میں نے سنا ابو عبدالرحمن سلمی سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو احمد حافظ سے، وہ کہتے تھے میں نے سعید بن عبدالعزیز سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے احمد بن حواری سے سنا، فرماتے تھے کہ افضل رونا بندے کا رونا ہے جو غیر درست اوقات ضائع ہونے پر ہو۔ یا وہ رونا جو اس کی طرف سے ماسبق تفریط پر ہو۔

اللہ کے خوف سے جن کا رونا

۸۷۱۔ میں نے سنا یوسف بن ابو اسحاق سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو الفتح احمد بن عبداللہ بغدادی سے، کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ بیت المقدس میں جا رہا تھا کہ یکایک میں نے ایک درد بھری آواز سنی میں نے ادھر ادھر نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک شخص دکھائی

---

(۸۶۷) اخرجه ابونعیم فی الحلیة (۱۰/۲۰) من طریق المصنف به.

(۸۶۸) اخرجه ابونعیم فی الحلیة (۵/۱۰۲) من طریق احمد بن ابی الحواری به

تنبیه: فی الحلیة (اسحاق بن خلف) بدلا من (... بن خلف) وهو خطأ

دیا۔ میں بعد کی جلدی جلدی مکمل کر کے اس کے پاس پہنچا تو وہ ایک نوجوان تھا۔ مجھے اس کے پاس کوئی سواری یا سامان سفر بھی دکھائی نہیں دیا۔ میں نے اس سے پوچھا آپ ہو؟ اے جوان؟ چنانچہ اس نے شعر کہا، جس کا مطلب یہ تھا کہ:

میں کرنے سے مرد اور سے اجازت مانگوں اس کے بعد جب میں اس دروازے سے محروم لوٹ جاؤں گا۔ ہے میں حاجت طلب کرتا ہوں پہلا انجم پر رونا طاری ہو گیا اس کے رونے کی وجہ سے۔ (میں وہاں دیر تک روتے رہے) جب اچانک میں نے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ کا قول

۸۶۲ ... ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو حامد احمد بن علی خطیب نے مقام مرو میں ان کو محمود بن والان نے انہوں نے سنا عبدالرحمن بن بشر نیشا پوری سے۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان بن عیینہ سے سنا فرماتے تھے:

اللہ کا غضب ایک بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۸۶۳ ... ہمیں خبر دی ابو عبدالرحمن سلمی نے ان حکایات میں سے جو یوسف بن حسین سے بیان کی گئی تھیں

كيف السبيل الى مرضاة من غضبا

من غير جرم ولم اعرف له السببا

اس ذات کی رضا کی کیا سبیل ہے جو بغیر کسی جرم کے ناراض ہو جائے اور مجھے اس کا کوئی سبب معلوم ہے۔

کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یوسف بن حسین نے یہ شعر لکھ کر جنید بغدادی کی خدمت میں بھیجے۔ تو انہوں نے اس کو جوابا

يكفي المحب من التنبيه ايسره

ليعرف الكيف والتكوين والسببا

محبت کرنے والے کو معمولی سی تنبیہ کافی ہے

تاکہ وہ کیفیت کو اور تکوین کو اور سبب کو پہچان سکے

ان السبيل الى مرضاته فطوبك

فما عليك له يرضى كما غضبا

بے شک اس کی رضا حاصل کرنے کی سبیل یہ ہے کہ آپ یہ غور کریں ہر وقت فکر کریں کہ آپ نے وہاں سے کیا پایا۔ کس چیز میں۔ لہٰذا وہاں امور میں لگ جائیں، وہ ایسے تم سے راضی ہو گا جیسے ناراض ہوا۔ (یعنی اطاعت شعار سے وہ خوش ہو گا جیسے نافرمانی سے وہ ناراض ہوا۔)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی طرف نظر کرنے کی سبیل کی کیفیت اس کی رضا جوئی کی طرف سبیل کی کیفیت ہے۔ بہرحال جواب کے بارے سوال باقی ہے اور وہ سبیل جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بیان فرمائی ہے چاہئے دین میں سے وہ اس کی طرف سے دیا جاتا ہے ہدایت

(۸۶۳) اخرجه ابو عبدالرحمن السلمي في طبقات الصوفية (ص ۱۸۸)

دیتا ہے۔ وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، جبکہ سب لوگوں سے پوچھا جائے گا۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور ناراضگی

۸۷۴: ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو علی بن حمشاذ عدل نے، ان کو حارث بن ابو اسامہ نے، ان کو ابو عبدالرحمن مقری نے، ان کو حیوۃ نے سالم بن غیلان سے، اس نے سنا ابو السمح سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو الہیثم سے، وہ حضرت ابو سعید خدری سے، انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

بے شک اللہ عزوجل جس وقت کسی بندے سے راضی ہو جاتا ہے اس پر سات قسم کی خیر ودیعت کر دیتا ہے، جس کو وہ نہیں جانتا اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے اس پر سات قسم کے شر ودیعت کر دیتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اپنی کتاب میں (لم یعلمہ) اس کو نہیں جانتا اور ابو عاصم نے حیوۃ بن شریح سے کہا ہے کہ (لم یعملہ) وہ امور جن کا اس نے عمل نہ کیا ہوا۔

ہر خیر کی بنیاد اللہ کا خوف ہے

۸۷۵: ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین عطیف بن محمد بن شہید خطیب نے، ان کو محمد بن عبداللہ طیبہ نے، ان کو ان کے دادا عباس بن حمزہ نے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمان سے سنا وہ فرماتے تھے دنیا اور آخرت کی ہر چیز کی اصل اور بنیاد اللہ کا خوف ہے اور آخرت کی کنجی بھوکا رہنا ہے اور دنیا کی کنجی پیٹ بھرا ہونا ہے۔

۸۷۶: ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو ابراہیم بن نصر نے، ان کو ابراہیم بن بشار نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم بن ادہم سے سنا، وہ فرماتے تھے: عشق و محبت اور خواہش ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ کا خوف شفا دیتا ہے۔ یقین جانئے کہ جو چیز تیرے دل سے تیرے خواہش نفس کو دور کرتی ہے کہ جب تو اس ذات سے ڈرے جس کو تو جانتا ہے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

گناہ سے بچانے کے لئے غیبی آواز

۸۷۷: ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو العباس احمد بن ابراہیم بن علی نے مکہ میں، ان کو محمد بن جعفر خرائطی نے، ان کو احمد بن جعفر نے، ان کو ابراہیم بن ہشام مدائنی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو فضیل نے رزین ابو السماء سے کہ ایک آدمی درختوں اور جھاڑیوں کے جھنڈ میں داخل ہو گیا (خلوت محسوس کی تو کہنے لگا) اگر میں اس جگہ گناہ کرنے کے لئے علیحدہ ہو گیا کروں تو مجھے کون دیکھے گا؟ (یعنی محفوظ جگہ ہے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا) اتنے میں اس نے ایک ایسی آواز سنی جس نے اس جزیرے کے طول و عرض کو ڈھانپ لیا تھا۔ وہ یہ تھی:

الا یعلم من خلق وهو اللطیف الخبیر (الملک ۱۴)

(خبردار) کیا بھلا وہ ذات جس نے پیدا کیا ہے وہ نہیں جانتا؟ (نہیں ایسی بات نہیں ہے بلکہ) وہ باریک بین ہے اور پوری طرح خبردار ہے۔

---

(۸۷۴) ـــ أخرجه أبو نعيم في الحلية (۱/ ۳۸۰) من طريق الحارث بن أبي أسامة به وفي تاريخ أصبهان (۲/ ۱۹۹) من طريق محمد بن العباس عن أبي عاصم عن حيوة وأخرجه أحمد (۳/ ۳۸) عن أبي عبدالرحمن به ومن طريق أبي عاصم عن حيوة به (۳/ ۴۰)
وقال الهيثمي في المجمع (۱۰/ ۲۷۲، ۲۷۳) رواه أحمد وأبو يعلى إلا أنه قال تسعة أضعاف ورجاله وثقوا على ضعف في بعضهم
والحديث عن أبي يعلى في مسنده (۲/ ۴۹۲) من طريق عبدالله بن يزيد عن حيوة به.

رات کو جلدی چلتا ہے منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ خبردار وہوشیار اللہ کا سامان تجارت بہت مہنگا ہے۔ خبردار اللہ کا سامان جنت ہے۔

اور ہمیں دوسرے مقام پر اسی کی خبر دی ہے اور فرمایا کہ یہ یزید بن سنان سے مروی ہے۔

اللہ سے ڈرنا اور تارک الدنیا ہونا

۸۸۲ ...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن احمد بن اسحاق نے، ان کو خبر دی ہے محمد بن یونس نے، ان کو ابراہیم بن نصر نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے فضیل بن عیاض سے، وہ کہتے ہیں کہ بندے کا اللہ سے ڈرنا اس اندازے کے ساتھ ہوتا ہے جس قدر اس کو اللہ کا علم ہے اور بندے کا زہد اور دنیا سے بے رغبتی جنت کی طرف اس کے شوق کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔ جس قدر جنت کا شوق ہوگا اسی قدر دنیا سے بے رغبتی اور لاتعلقی ہوگی۔

خائفین، محبین، مشتاقین کی علامات

۸۸۳ ...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو ابراہیم بن نصر منصوری نے، ان کو ابراہیم بن بشار صوفی نے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے تھے: خوف کی کچھ حرکات ہیں اور علامات ہیں جو خوف کرنے والوں میں پہچانی جاتی ہیں اور کچھ مقامات ہیں جو محبت کرنے والوں میں پہچانے جاتے ہیں اور کچھ بے چینیاں و بے آرامیاں ہیں جو مشتاق لوگوں میں پہچانی جاتی ہیں اور کہاں ہیں یہ لوگ؟ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

سری سقطی کا قول

۸۸۴ ...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد نے، انہوں نے سنا جنید بغدادی سے، انہوں نے سری سقطی سے، وہ فرماتے تھے وہ چیز غائب ہو چکی ہے اور گم ہو چکی ہے۔ بے چین و بے آرام کر دینے والا اللہ کا خوف اور جگر پاش پاش کرنے والا شوق۔

ذوالنون بن ابراہیم کا قول

۸۸۵ ...... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن حسن بن علی طبری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حسن بن رشیق نے، ان کو ذوالنون بن احمد اخمیمی نے، ان کو عبیدہ والعرش نے، ان کو ان کے بھائی ذوالنون بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ

فرض نماز خوف کی کنجی ہے اور نفلی عبادات امید کے دروازے کی کنجی ہے اور دوامی ذکر اللہ شوق کے دروازے کی کنجی ہے۔ خوف کے ساتھ فرض کو نہیں پایا جا سکتا لیکن ہر فرض کے ساتھ خوف کو پایا جاتا ہے اور امید کے ساتھ نفل حاصل نہیں ہوتی لیکن نفلی عبادات کے ساتھ امید حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے دل اور زبان کو ذکر کے ساتھ مشغول رکھے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اشتیاق کا نور بھر دیتے ہیں۔ یہ نکات کا بہت بڑا راز ہے اس کو خوب سمجھ لیجئے اور اس کو اچھی طرح یاد رکھئے۔

ابراہیم بن شیبانؒ کا قول

۸۸۶ ...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، انہوں نے سنا ابو بکر رازی سے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابراہیم بن شیبان سے، وہ فرماتے

---

(۸۸۲) ...... اخرجه ابو نعیم فی الحلیة (۸/۱۱۰) من طریق محمد بن زنبور عن الفضیل

(۸۸۳) ...... اخرجه ابو نعیم فی الحلیة (۸/۳۲) عن جعفر بن محمد بن نصیر به

ہمارے فارغ ہونے تک۔

۹۱۱: ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سعد زاہد نے، ان کو ابو الحسین عبد الوہاب بن حسن نے دمشق میں، ان کو محمد بن حسین قرشی نے، ان کو مؤمل بن اہاب نے، ان کو سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو معلی بن زیاد نے، ان کو حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک جوان رقاشی نے کہا تھا۔

مجھ پر اللہ کی قسم ہے کہ مجھے کوئی شخص ہنستا نہیں دیکھے گا اس وقت تک جب تک کہ میں جان لوں کہ دو گھروں میں سے میرا گھر کونسا ہے۔ (جنت یا جہنم)

حسن بصری نے کہا کہ اس شخص نے عزم کیا پھر اللہ کی قسم وہ کبھی ہنستا نظر نہیں آیا یہاں تک کہ وہ اللہ کو مل گیا۔

۹۱۲: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعمان نے، ان کو مہدی نے، ان کو غیلان نے، ان کو مطرف نے، کہتے ہیں کہ:

اگر کوئی آنے والا میرے رب کی طرف سے آجائے اور وہ مجھے اختیار دے کہ تم مٹی ہو جانا پسند کرو گے یا اپنے جنتی یا جہنمی ہونے کی خبر جاننا پسند کرو گے؟ تو میں اس بات کو ترجیح دوں گا کہ میں مٹی ہو جاؤں۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (کہ سند میں مطرف کا نام آیا ہے) یہ مطرف وہی عبد اللہ بن شخیر ہے۔

اسرافیل علیہ السلام کا نہ ہنسنا

۹۱۳: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کو خبر دی ہے محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمر نے، ان کو مطلب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا۔

اے جبرائیل! کیا بات ہے کہ میں اسرافیل کو کبھی ہنستے نہیں دیکھتا؟ اس کے علاوہ جتنے فرشتے میرے پاس آتے ہیں میں نے ان سب کو ہنستے ہوئے دیکھا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، جب سے جہنم بنی ہے ہم نے اس فرشتے کو ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

فرشتوں کا اللہ کے خوف سے کانپنا

۹۱۴: ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن فرج ازرق نے، ان کو حجاج نے، ان کو مبارک نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابو طاقہ سے سنا ہے وہ ان کے منبر پر تھا اور وہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ ایک آدمی سے اس نے سوال کیا، ذکر کا نام لیا

---

(۹۱۲) اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۲/۱۹۹) وعبد اللہ بن احمد فی زوائد الزھد (ص ۲۴۳) وابن المبارک فی الزھد من طریق مھدی بن میمون بہ.

تنبیہ: فی الحلیۃ (غیلان بن مھران) وھو خطأ والصحیح (غیلان بن جریر)

(۹۱۳) عزاہ السیوطی فی الحبائک (رقم ۶۹) الی المصنف فقط

(۹۱۴) عزاہ السیوطی فی الحبائک (رقم ۲۲) الی ابی الشیخ والمصنف والخطیب وابن عساکر من طریق عدی بن عدی عن رجل من الصحابۃ ... عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أخرجہ الخطیب (۱۲/۳۰۴) من طریق ... بہ.

تذکرہ میں نام بھول گیا ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ اللہ سے ڈرتے جن کے دل کانپتے رہتے ہیں۔ کسی فرشتے کی آنکھ سے آنسوؤں کا کوئی قطرہ نہیں گرتا مگر وہ قطرہ کسی ایسے فرشتے پر گرتا ہے جو کھڑا ہو کر اللہ کی تسبیح کر رہا ہو۔ (یعنی کثرت سے فرشتے اللہ کی تسبیح میں مصروف ہیں)۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا رونا

۹۰۵ ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ طلحی نے کوفہ میں، ان کو حسین بن جعفر نے، ان کو عبداللہ بن ابو زیاد نے، ان کو سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو ابو عمران نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور وہ رو رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ میری آنکھ کبھی خشک نہیں ہوئی جب سے اللہ نے جہنم پیدا کی ہے، اس خوف سے کہ کہیں میں اللہ کی نافرمانی کروں اور وہ مجھے جہنم میں ڈال دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت نرم دل تھے

۹۰۶ ہمیں خبر دی ابو القاسم عبدالرحمن بن عبید اللہ بن محمد حرفی نے، ان کو ابو الحسین بن محمد بن زبیر کوفی نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو جعفر بن سلیمان ضبعی نے، ان کو ابو عمران جونی نے، ان کو عبداللہ بن رباح انصاری نے، ان کو کعب نے کہ ان ابراهیم لاواه کہ ابراہیم علیہ السلام اواہ تھے۔ فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام جب جہنم کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے اوہ... آہ! گویا کہ ان کی آہیں نکلتی تھیں، اس لئے وہ اواہ یعنی آہیں بھرنے والا بتائے گئے۔

قرآن کی آیت پڑھ کر ایک صحابی کا بے ہوش ہونا

۹۰۷ ہمیں خبر دی ابو سعید مالینی نے، ان کو ابو احمد عدی نے، ان کو احمد بن حسین کرخی نے، ان کو حسن بن شعیب نے، ان کو ابو یوسف نے، ان کو حمزہ زیات نے، ان کو حمران بن اعین نے، ان کو ابو حرب بن ابو اسود نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے سنا وہ پڑھ رہا تھا

ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذا غصة (المزمل ۱۲-۱۳)

بے شک ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور جہنم ہے اور حلق میں پھنس جانے والا کھانا ہے۔

یہ پڑھا اور وہ شخص بے ہوش گیا۔

ابو احمد نے کہا اس کو ابو یوسف کے سوائے حمزہ سے انہوں نے حمران سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اس اسناد میں ابو حرب کا ذکر نہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

۹۰۸ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو الحسین اسحق بن احمد کاذی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے

---

(۹۰۵) عزاه السيوطي في الحبائك رقم ۳۴ الى احمد في الزهد عن ابي عمران الجوني

(۹۰۶) عزاه السيوطي في الدر (۳/۲۸۵) الى عبدالله بن احمد في زوائد الزهد والى جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم وابو الشيخ والمصنف عن كعب رضي الله عنه

اخرجه احمد في الزهد (ص ۱۰۲ دار الفكر العلمية) عن عبد الصمد عن جعفر به.

ولعله سقط من زوائد عبدالله على الزهد كما قال السيوطي.

(۹۰۷) عزاه السيوطي في الدر (۲۷۹/۶) الى احمد في الزهد وهناد وعبد بن حميد ومحمد بن نصر عن حمران.

والد نے، ان کو موسیٰ بن ہلال عبدی نے، ان کو بشر بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں کہ
میں حضرت عطاء بن عبدی سلمی کے لئے صبح سردیوں میں آگ جلایا کرتا تھا۔ میں نے ان سے کہا اے عطاء کیا آپ کو اس بات کی خوشی ہوگی اگر آپ کو یہ حکم مل جائے کہ آپ اپنے آپ کو اس آگ میں جھونک دیں لہٰذا آپ حساب و کتاب کے لئے نہیں اٹھائے جائیں گے؟ تو فرمایا کہ انہوں نے کہا ہاں رب کعبہ کی قسم۔ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے کہا اللہ کی قسم اس کے ساتھ ساتھ اگر مجھے یہ حکم دیا جائے تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ خوشی سے کہیں اس آگ تک پہنچنے سے قبل ہی میری روح نہ نکل جائے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا

۹۱۹ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا جنید بن محمد سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا سری سقطی سے، وہ کہتے تھے کہ میں روزانہ بار بار اپنی ناک کو دیکھتا ہوں اس خوف کے مارے کہ کہیں میرا چہرہ سیاہ نہ ہو جائے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۲۰ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو جنید بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میری جب موت آئے تو ایسی جگہ آئے جہاں مجھے کوئی نہ پہچانے کہ میں کون ہوں۔ ان سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے اے ابوالحسن؟ فرمایا اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری قبر نے اگر مجھے قبول نہ کیا تو میں رسوا ہو جاؤں گا۔

عطاء سلمی کا واقعہ

۹۲۱ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوالحسین اسحاق بن احمد کاذی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو جعفر بن محمد بن فضیل نے جو اہل راس العین میں سے تھے۔ ان کو محمد بن کثیر صنعانی نے، ان کو ابراہیم بن ادہم نے، وہ کہتے ہیں کہ عطاء سلمی کی یہ حالت تھی کہ وہ جب رات کو جاگتے تو گھبراہٹ کے مارے اپنے اعضاء پر ہاتھ مارتے، یہ دیکھنے کے لئے اور یہ خوف کرتے ہوئے کہ کہیں میری شکل نہ بگڑ گئی ہو۔

۹۲۲ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حسن بن عمر نے، ان کو بشر بن حارث نے، کہتے ہیں کہ اویس قرنی نے کہا تھا۔ یہ امر تجھ سے نہیں چھوٹنا چاہئے کہ آپ ایسے ہو جائیے گویا کہ آپ نے تمام لوگوں کو قتل کیا ہوا ہے۔ (یعنی ہر وقت یہ خوف رہنا چاہئے کہ نہ معلوم میری مغفرت ہوگی بھی یا نہیں؟)

۹۲۳ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس سیاری نے، ان کو عبداللہ بن علی غزال نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے، ان کو یزید بن یزید بکری نے، وہ کہتے ہیں کہ اویس قرنی نے فرمایا کہ
اللہ کی امر نصب عین ہو جائے گویا کہ تم نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

---

(۹۱۸) ۔۔۔ أخرجه أبو نعيم في الحلية (٦/٢١٢) عن أحمد بن جعفر بن حمدان عن عبدالله بن أحمد بن حنبل به.

(۹۱۹) ۔۔۔ أخرجه أبو نعيم في الحلية (١٠/١١٦) عن جعفر بن محمد بن نصير به.

(۹۲۰) ۔۔۔ أخرجه أبو نعيم في الحلية (١٠/١١٦) عن جعفر بن محمد بن نصير به.

(۹۲۱) ۔۔۔ أخرجه أبو نعيم في الحلية (٦/٢٢٢) من طريق خزيمة بن زرعة عن محمد بن كثير به بنحوه.

اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۲۴:...... اور اسی اسناد کے ساتھ ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو سفیان ثوری نے کہ اویس قرنی کی ایک چادر تھی، جب بیٹھتے تو زمین پر بچھا لیتے اور دعا کرتے تھے: اے اللہ بے شک میں تیری بارگاہ میں مغفرت پیش کرتا ہوں بھوکے جگر سے اور ننگے جسم سے۔ حالانکہ یہ ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے مگر صرف وہی کچھ ہے جو کچھ میری پیٹھ پر ہے اور جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ کا واقعہ

۹۲۵:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن محمد بن عبد الرحمن بن محمود بن محبوب دھان نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد الملک بن احمد دقاق نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، ان کو یحییٰ بن ابو بکیر نے، ان کو عباد بن ولید قرشی نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا:

اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ مجھے مجنون کہیں گے کہ مالک کو جنون ہو گیا ہے تو میں ٹاٹ پہن لیتا اور اپنے سر میں راکھ ڈال کر لوگوں کو پکار پکار کر کہتا کہ جو شخص میرا حشر دیکھے وہ اپنے رب کی نافرمانی نہ کرے۔

۹۲۶:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا اسماعیل بن محمد بن فضل بن شعرانی سے، کہتے تھے کہ انہوں نے اپنے دادا سے سنا، انہوں نے صلت بن مسعود سے، وہ کہتے تھے کہ حسن بن صالح بن حی ایک دن میرے گھر سے نکلے، ان کی ایک ٹڈی پر نظر پڑی جو اڑ رہی تھی۔ بولے:

یخرجون من الاجداث کانھم جراد منتشر (القمر: ۷)

لوگ قیامت میں اپنی قبروں سے ایسے نکلیں گے جیسے کہ وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔

یہ پڑھا اور گر کر بے ہوش ہو گئے۔ (اس لئے کہ حشر کا منظر سامنے آ گیا۔)

مشہور عابدہ رابعہ بصریہ کا واقعہ

۹۲۷:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خلف بن محمد بخاری نے، ان کو نصر بن زکریا مروزی نے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، کہتے ہیں کہ انہوں نے رابعہ بصریہ سے سنا کہ رہی تھیں کہ میں جب بھی برف دیکھتی ہوں تو مجھے قیامت کے دن اعمال ناموں کا اڑتے پھرنا یاد آ جاتا ہے اور جب میں ٹڈی کو دیکھتی ہوں تو مجھے میدان حشر یاد آ جاتا ہے اور میں جب بھی اذان سنتی ہوں تو مجھے قیامت کی منادی کرنے والا یاد آ جاتا ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں اپنے نفس سے کہتی ہوں کہ دنیا میں گرنے والے پرندے کی طرح ہو جائے، یہاں تک کہ تیرے پاس اس کی قضا آ جائے۔

عبد العزیز بن سلمانؒ کا واقعہ

۹۲۸:...... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن امیہ قرشی نے ساوہ میں، ان کو ابو العباس احمد بن محمد بن مسروق نے، ان

---

(۹۲۵)...... اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۲/ ۳۷۱) من طریق محمد بن الحارث عن یحیی بن ابی بکیر بہ.

(۹۲۶)...... اخرجہ المصنف فی الزھد (۵۳۰) والإسناد فی الزھد خطأ فلیصحح

(۹۲۷)...... اخرجہ المصنف فی الزھد (۵۲۹)

(۹۲۸)...... اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۶/ ۲۴۳) من طریق محمد بن الحسن عن یحیی بن بسطام الأصغر بہ

کو محمد بن داؤد بن عبداللہ نے، ان کو یحییٰ بن بسطام نے، ان کو ابو طارق نبہان نے، وہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز بن سلمان جب قیامت کو یاد کرتا تو ایسے چیختا جیسے بچے کو گم پانے والی ماں چیختی ہے اور ڈرنے والے مسجد کے کونوں سے لوٹ کر چیختے (اور مر جاتے) اچانک ان کی مجلس سے دو میتیں اٹھائی جائیں گی۔

عتبہ عابد کا واقعہ

۹۲۹.. ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ ہمیں بات بتائی ابو العباس بن مسروق نے، ان کو عصمہ بن سلیمان نے، ان کو مسلم بن عرفجہ عنبری نے، انہوں نے سنا عتبہ خواص سے، وہ کہتے ہیں کہ:

عتبہ الغلام مجھے ملنے آتا تھا۔ بسا اوقات وہ میرے پاس رات کا قیام بھی کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رات کو اس نے میرے پاس قیام کیا۔ سحر کے وقت رونا شروع کر دیا اور بہت شدید رویا۔ صبح ہوئی تو میں نے کہا آج رات تو تم نے مجھے بہت ڈرا دیا اپنے رونے کے ساتھ۔ بھائی آپ کیوں روئے تھے؟ کہنے لگا کہ اے عبداللہ کی قسم جب میں اللہ تعالیٰ کے آگے پیش ہونے کے دن کو یاد کرتا ہوں تو (میرے جسم کا جوڑ جوڑ مجھ سے دور ہو جاتا ہے) اس کے بعد وہ گرنے لگا تو میں نے اسے گود میں لے لیا اور میں اس کی آنکھوں کو دیکھنے لگا جو کہ پلٹ رہی تھیں اور ان کی سرخی شدید ہوتی جا رہی تھی۔ (کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ بھاگ نکلنے لگا) خرخراہٹ کی حلق سے آوازیں نکالنے لگا۔ میں نے اسے آوازیں دیں، اے عتبہ، اے عتبہ۔ اس نے مجھے انتہائی پست آواز کے ساتھ جواب دیا اور کہا: اللہ پر پیش ہونے کے ذکر نے محبت کرنے والوں کے عضو کاٹ دیے ہیں۔ عتبہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ خرخرانے لگا موت کی خرخراہٹ کی طرح۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) کہنے لگا آپ کیا سمجھتے ہیں کہ آپ اپنے عاشقوں کو عذاب دیں گے جبکہ آپ تو زندہ جاوید ہیں اور آپ کریم ہیں؟ (عتبہ) کہتے ہیں کہ وہ مسلسل یہ الفاظ کرر کہتا رہا یہاں تک کہ اللہ کی قسم اس نے مجھے بھی رلا دیا۔

طویل خاموش عابد کا واقعہ

۹۳۰. ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد قرشی نے، ان کو ابو العباس بن مسروق نے، ان کو محمد بن داؤد بن عبداللہ بن جوزی الاسدی نے، ان کو محمد بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں بصرہ میں داخل ہوا۔ میں نے ایک آدمی سے کہا جسے میں پہچانتا تھا۔ مجھے اپنے شہر کے بڑے بڑے عبادت گزاروں کے بارے میں رہنمائی کیجیے (تاکہ میں عابد ترین لوگوں کو مل سکوں) چنانچہ وہ مجھے ایک آدمی کے پاس لے گئے جس نے بالوں کا لباس پہن رکھا تھا۔ بڑی لمبی خاموشی اختیار کیے ہوئے تھا۔ سر اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھتا تھا۔ محمد بن سماک کہتے ہیں کہ میں نے اس عابد کو بلانے کی کوشش کی مگر اس نے مجھ سے کلام نہ کیا۔ کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس سے نکل گیا۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ یہاں پر ایک ابن عجوز عابد بھی مشہور ہے۔ (بڑھیا کا بیٹا)۔

---

(۹۲۹) أخرجه أبو نعيم (۹/۲۲۵) من طريق محمد بن الحسين عن عصمة بن سهيل عن مسلم بن عرفجة العنبري عن عتبة الخواص به.

تنبيه في الحلية (مسلم بن عرفجة) بدلاً من (عصمة بن عرفجة)

(۹۳۰) أخرجه أبو نعيم في الحلية (۸/۲۰۴) من طريق ابن أبي الدنيا عن محمد بن الحسين عن محمد بن داود بن عبدالله به.

وأخرجه المصنف بنفس الإسناد في الزهد (۵۵۶)

عابد ابن عجوز کا واقعہ

کیا آپ اس کو ملنا پسند کریں گے؟" ابن سماک کہتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ بوھیا نے کہا کہ میرے بیٹے کے سامنے تم لوگ نہ تو جنت کا ذکر کرنا اور نہ ہی جہنم کا ورنہ تم لوگ اسے مار دو گے۔ میرا اس بیٹے کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے۔ ابن سماک کہتے ہیں جب ہم پہنچے تو اس نے بھی پہلے والے عابد کی طرح والوں (یا اون کا) لباس پہن رکھا تھا۔ وہ بھی سر کو جھکائے ہوئے اور طویل خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا اس نے سر اوپر اٹھایا اور ہماری طرف دیکھا اور پھر بولا۔ بہر حال تمام لوگوں کا ایک موقف ہے۔ وہ احوال اس کے لئے کھڑے ہوں گے (یعنی تمام لوگوں کو اللہ کے سامنے پیش ہو کر حساب و کتاب کے لئے کھڑا ہونا ہے) ابن سماک کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کس کے آگے کھڑے ہونا ہے؟ اللہ آپ کے اوپر رحم فرمائے۔ (بس اتنا لفظ سنتے ہی) اس نے زوردار چیخ ماری اور وہ مر گیا۔ ابن سماک کہتے ہیں کہ بوھیا آ گئی اور بولی تم لوگوں نے میرا بیٹا مار دیا۔ میرے بیٹے کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جن لوگوں نے ابن عجوز کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔

عبادان کے مشہور عابد اور مشہور واعظ محمد ابن سماک کا واقعہ

۹۳۱ ــــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے۔ ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان حناط نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن احمد حاشی نے۔ ان کو حسین بن محمد حاشی نے۔ ان کو محمد بن سماک نے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں گھومتا پھرتا اور بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں کو تلاش کرتا تھا۔ مجھ سے عبادان نام کی بستی میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا، جس نے دنیا کو چھوڑ رکھا تھا اور انتہائی شدید کوشش کے ساتھ آخرت کی تیاریوں میں لگ چکا تھا۔ میں قصبہ عبادان میں پہنچا (جو کہ بصرہ کے قریب واقع تھا) اور میں نے وہاں پہنچ کر اس عابد کے بارے میں پوچھا۔ مجھے اس کا گھر بتایا گیا لہٰذا میں ایک بڑی حویلی کے دروازے پر پہنچا جس پر ایک چھوٹے کواڑ کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو میرے پاس کوئی پانچ سال کی لڑکی باہر نکل کر آئی۔ بولی دروازے پر پہنچنے والا کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ابن سماک ہوں۔ کیا فلاں عابد کا گھر یہی ہے؟ بولی جی ہاں یہی ہے۔ میں نے اس بچی سے کہا کہ آپ جا کر میری لئے ملنے کی اجازت لے کر آئیے۔ اگر اجازت مل گئی اور میں اندر چلا گیا تو میں آپ کو ایک درہم بطور عطیہ دوں گا۔ وہ بچی بولی اے اللہ کے بندے میں نے آپ سے زیادہ نادان نہیں دیکھا۔ اندر آ جائیے میرے والد کے آگے کوئی چوکیدار یا روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ رکاوٹ کرنے والے تو بادشاہوں اور دنیا کے بندوں کے دروازوں پر ہوتے ہیں۔ لہٰذا میں اس بچی کی بات سن کر تعجب کرتے ہوئے حیران ہو گیا۔ اس کے بعد میں بچی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ کیا دیکھا کہ وہ ایک کشادہ دار جگہ ہے جس میں چھوٹے سے گھر کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں اس گھر میں داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے جو بغیر کسی بیماری کے گھل چکا ہے اور اس کے ہاتھ میں کھجور کا پتہ ہے۔ جسے وہ چیرتا ہے اور وہ یہ آیت تلاوت کرتا ہے۔

ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم كالذین امنوا و عملوا الصالحات

سواء محیاهم و مماتهم ساء مایحكمون (الجاثیہ ۲۱)

کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ان کو ہم ان لوگوں جیسا کریں گے جو ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ کئے ہیں، کیا وہ موت اور زندگی میں برابر برابر ہیں وہ جو فیصلہ کرتے ہیں۔

اس نے غمگین اور گلوگیر آواز میں یہ آیت پڑھی۔ اتنے میں، میں نے اس کو السلام علیکم کہا۔ اس نے وعلیکم السلام کہا۔ اور بولا کیا آپ میرے برادری میں سے ہیں؟" میں نے کہا جی ہاں مگر میں نہ تو اہل بصرہ میں سے ہوں اور نہ ہی اہل عبادان سے۔ بولے کہ پھر آپ کہاں سے آئے ہیں؟

میں نے کہا کہ میں کوفے سے آیا ہوں۔ بولے آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا محمد ابن سماک۔ بولے کہ شاید آپ ابن سماک واعظ ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پورا پورا لے لیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور بولے اے میرے بھائی، اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے اور ہمیں اور آپ کو بھائیوں کے ساتھ بہرہ ور فرمائے۔ اے بھائی جان میرا دل ہمیشہ آپ کی ملاقات کا مشتاق رہا، میں اپنی بیماری کو آپ کی دوا کے آگے پیش کر سکوں۔ میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں اے بھائی جان، مجھے ایک پرانا زخم لگا ہوا ہے۔ آپ سے پہلے سارے معالج جس کے علاج سے تھک گئے ہیں۔ آپ اپنی مہربانی کے ساتھ اس کا علاج مہیا کیجئے اور اپنی مرہموں میں سے جو آپ اس زخم کے لئے مناسب سمجھتے ہیں وہ آپ اسے لائیے۔

ابن سماک فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ میں انہیں وعظ کروں۔ میں نے (ذرا اظہار عجز کے لئے) ان سے کہا کہ کیا میں آپ جیسے (عظیم انسان) کا علاج کر سکتا ہوں؟ حالانکہ میرا زخم آپ کے زخم سے زیادہ گہرا ہے۔ اور میرا جرم اور گناہ آپ کے گناہ سے بڑا ہے۔ لہٰذا وہ بولے کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے وعظ کریں۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا بھائی جان، آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کا وہ گناہ جو آپ نے کیا ہے مٹا نہیں ہے اور (عبادت میں) آپ کی لذت بھی باقی نہیں رہی اور موت صبح و شام آپ کی تلاش میں ہے اور بے شک آپ کل آنے والے وقت میں لحد کی تنگیوں میں پڑے ہوں گے اور قبروں کے اندھیروں میں اور منکر نکیر کے سوال کے آگے ہوں گے۔ جب میں نے ان سے یہ باتیں کہیں تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی قبر میں گر گئے اور ایسے آواز نکالنے لگے جیسے بیل ذبح کرتے وقت نکالتا ہے۔ اتنے میں اس کی بیوی اور بیٹی بھاگ کر آگئیں اور پردے کے پیچھے سے رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ انہیں آپ مزید کچھ نہ کہئے ورنہ آپ انہیں ہمارے سامنے مار دیں گے۔

اتنے میں وہ ہوش میں آگئے اور بولے اے میرے بھائی آپ کی دوائی میری بیماری کے بالکل موافق آگئی ہے اور آپ کی مرہم میرے زخم پر لگ چکی ہے۔ اے بھائی ابن سماک مجھے مزید کچھ وعظ کیجئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے بیوی بچے مجھے قسمیں دے رہے ہیں کہ میں مزید کچھ بھی نہ کہوں۔ لہٰذا آپ ان کی طرف متوجہ ہو کر ان سے کچھ کہئے۔ لہٰذا فرمایا کہ بھائی جان، یقین کیجئے کہ جب میں اپنے رب کے آگے کھڑا ہوں گا تو میرے جرم سے بڑا کسی کا جرم نہیں ہوگا اور میری مصیبت سے بڑی مصیبت کسی کی نہیں ہوگی۔ میری بیوی بچے اتنی مصیبت میں نہیں ہوں گے۔ چنانچہ میں نے (وعظ جاری رکھتے ہوئے کہا) کہ قبر کے اندھیرے کے بعد اور لحد کی تنگی کے بعد اور منکر نکیر کے سوال کے بعد ایک بہت بڑی ہلاکت اور مصیبت ہوگی۔ بولے ابن سماک پھر وہ کیا ہوگی؟ میں نے اس سے کہا کہ وہ وہ ہوگی جو اسرافیل صور پھونکے گا اور قبروں کے مردے باہر نکل پڑیں گے اور ہم سب اپنے اپنے گناہوں کے بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے آئیں گے تو میرے بھائی اس دن کتنے پکارنے والے ہوں گے جو ویل اور ہلاکت کو پکاریں گے؟ اور اس سے بڑھ کر ہم سب کے لئے رب کی ذات ہوگی، ان گناہوں کو پڑھنے کے وقت جنہیں اللہ تعالیٰ نے گن گن کر رکھا ہوا ہے۔ ہمارے ہوں یا تمہارے ہوں، ان میں وہ گناہ بھی ہوں گے جو دھاگے کے برابر ہیں اور وہ بھی جو گٹھلی کے پردے کے برابر ہیں اور وہ بھی جو کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر ہیں۔ (یعنی نقیب بھی فتیل بھی اور قطمیر بھی)۔ اور فرشتے ہوں گے جو آگ کی چادر لپیٹنے والے ہوں گے اور سخت غضبناک ہوں گے رحمٰن کے غضب کی وجہ سے، وہ اس قول کے انتظار میں ہوں گے کہ کب ان کو غضب کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ خذوہ فغلوہ (الآیۃ) پکڑو اس کو اور جکڑو اس کو۔ ثم الجحیم صلوہ پھر پھینکو اس کو جہنم میں۔

ابن سماک کہتے ہیں کہ (میں نے یہاں تک بات کی تھی کہ پھر اس نے) ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی قبر میں گر گیا اور ایسی گڑگڑاہٹ ہونے لگی جیسی جانور کو ذبح کرتے وقت ہوتی ہے اور اتنے میں ان کا پیشاب بھی خطا ہو گیا۔ جس سے میں نے سمجھ لیا کہ اس کی عقل بھی ختم ہو گئی ہے۔

چنانچہ اس کی بیٹی بھاگ کر آئی۔ اس نے اس کو کھینچا اور اسے اپنے سینے کے ساتھ سہارا دیا اور اپنی آستین کے ساتھ ان کے چہرے کو سہلانے لگی۔ اور وہ کہہ رہی تھی میرے ماں باپ قربان ان آنکھوں پر جو طویل عرصہ تک اللہ کی اطاعت میں جاگتی رہیں۔ میرے ماں باپ قربان ان آنکھوں پر جو طویل زمانے تک اللہ کے محارم کو دیکھنے سے بچتی رہیں۔ پھر وہ ہوش میں آ گئے اور مجھ سے کہنے لگے تمہارے اوپر سلامتی ہو اے ابن ...۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اب اس نے تیسری بار چیخ ماری۔ میں نے خیال کیا کہ اب بھی پہلی دو باریوں کی طرح کیا ہوگا۔ لہذا میں نے اسے ہلایا تو وہ تو دنیا چھوڑ چکے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی دعا اور پہاڑ کے رونے کا واقعہ

۹۳۲ ـــــ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن یوسف نے بطور املاء کے۔ ان کو ابو بکر مکی نے مکہ میں۔ ان کو صہیب بن نصر ہجلی نے۔ ان کو عبداللہ بن محمد نے۔ ان کو احمد بن عاصم نے۔ ان کو فضیل بن عیاض کندی نے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک ایسے پہاڑ کے پاس سے گذرے جس کے دائیں اور بائیں دو نہریں تھیں وہ یہ نہیں جانتے کہ کہ یہ کہاں سے آ رہی ہیں اور کہاں جا رہی ہیں؟ عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے پہاڑ، یہ پانی کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ پہاڑ نے کہا کہ یہ نہر جو دائیں جانب بہہ رہی ہے یہ میری دائیں آنکھ کے آنسو ہیں اور جو بائیں طرف ہے یہ میری بائیں آنکھ کے آنسو ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ آنسو کیوں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ میرے رب کے خوف سے ہیں کہ وہ مجھے کہیں جہنم کا ایندھن نہ بنا دے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیرے لئے رب سے دعا کروں گا کہ وہ تمہیں عطا کر دے۔ یعنی تیرا مجھے مالک بنا دے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ اللہ نے پہاڑ ان کو عطا فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم مجھے عطا کر دیئے گئے ہو۔ لہذا اب اس نے اتنا پانی دیا جتنا عیسیٰ علیہ السلام کی ضرورت تھی اور اسے لے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی طاقت کے ساتھ رک جا۔ وہ سکون اختیار کر گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اللہ کی بارگاہ میں مانگا تھا اس نے مجھے عطا کر دیا۔ اب یہ کیا ہے؟ پہاڑ نے کہا پہلا رونا تو خوف کی وجہ سے تھا اور دوسرا رونا یہ شکر کا رونا ہے۔

خوف خدا سے فوت ہونے والی عورت کا واقعہ

۹۳۳ ـــــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے۔ ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے۔ ان کو ابو عثمان حناط نے۔ ان کو احمد بن ابو الحواری نے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شام کے ملک میں ایک ایسے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ مگر ایک چادر لٹکی ہوئی تھی۔ ایک عورت نے دیوار بجائی۔ میں نے کہا کون ہے؟ بولی میں ایک بھٹکی ہوئی عورت ہوں، مجھے راستہ بتائیے۔ اللہ تیرے اوپر رحم کرے۔ میں نے پوچھا کہ کونسا راستہ تم پوچھتی ہو؟ (یہ پوچھتے ہی) وہ رو پڑی۔ پھر بولی نجات کا راستہ۔ میں نے کہا بہت دور ہے ـــــ بہت دور ہے یہ راستہ تو تیز ترین چلنے یا دوڑنے کے سوا اور سخت کوشش اور معاملہ درست کے بغیر طے نہیں ہو سکتا اور تمام علائق اور رکاوٹیں جو دنیا و آخرت کے کاموں سے مصروف و مشغول کرنے والی ہیں ان کو گرائے بغیر طے نہیں ہو سکتا۔ لہذا وہ پھر رو پڑی اور بولی دنیا کے علائق اور رکاوٹیں تو سمجھ گئی ہوں، یہ بتائیے کہ آخرت کے علائق و رکاوٹیں کیا ہیں؟

میں نے کہا اگر آپ حزنیوں جیسے اعمال لے کر قیامت میں آئیں گی تو بھی تیرے لئے وہی کچھ ہوگا جو تیرے لئے لوح محفوظ میں لکھا گیا اور قیامت کے دن جہنم سے گذرے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ یہ سن کر اس عورت نے چیخ ماری، پھر بولی:

سبحان من صان علیک جوارحک فلم تقطع

یہ پڑھتے ہی مر گئے اور گر گئے۔ میں خود ان کو اٹھانے والوں میں شامل تھا۔

مشہور خطیب اور واعظ حضرت عبدالواحد کے زور خطابت سے ایک آدمی کی موت واقع ہو جانا

۹۳۰ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابو اسحٰق نے ان کو خبر دی ہے ابو بکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابو الدنیا نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عمار بن عثمان حلبی نے، ان کو حصین بن قاسم وراق نے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبدالواحد بن زید کے پاس بیٹھے تھے اور وہ وعظ فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے ان کو مسجد کے کونے سے آواز دی: ابو عبیدہ رک جائیے آپ نے میرے دل کا پردہ کھول دیا ہے۔ عبدالواحد نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور اپنا وعظ جاری رکھا۔ وہ آدمی بار بار یہی کہتا رہا، اے ابو عبیدہ رک جائیے، آپ نے تو میرے دل کا پردہ کھول دیا ہے۔ جبکہ عبدالواحد تقریر کرتے رہے تقریر ختم نہ کی۔ یہاں تک کہ اللہ کی قسم آدمی کو موت کی سکرات اور خرخراہٹ لاحق ہوئی اور اس کی روح نکل گئی۔ اللہ کی قسم میں اس دن اس کے جنازے میں حاضر تھا۔ میں نے بصرے میں اس دن سے زیادہ رونے والا کوئی دن نہیں دیکھا۔

حضرت صالح مری کی مجلس میں ابو جہش کی وفات ہو جانا

۹۳۱ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن محمد صوفی نے مقام مرو میں، ان کو محمد بن یونس قرشی نے، ان کو اسماعیل بن نصر عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت صالح مری کی مجلس میں ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ رونے والوں اور جنت کے مشتاق کو اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ لہٰذا ابو جہش کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے صالح آپ یہ آیت پڑھیے

وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناه هباءً منثوراً. اصحٰب الجنة یومئذ

خیر مستقرا واحسن مقیلاً (الفرقان ۲۳۔۲۴)

ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو عمل انہوں نے کئے تھے۔ ہم ان کو کر دیں اڑتا ہوا غبار جنت والے اس دن بہتر ہوں گے ٹھکانے اور آرام کے اعتبار سے۔

جب انہوں نے یہ آیت پڑھی تو ابو جہش نے کہا کہ مزید پڑھئے اے صالح۔ جب وہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ابو جہش مر چکے تھے۔

مجلس وعظ و ذکر میں تین آدمیوں کا انتقال ہو جانا

۹۳۲ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن امیہ قرشی نے مقام ساوہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بتائی ابو العباس بن مسروق نے، ان کو محمد بن داؤد نے ان کو یحییٰ بن بسطام نے، ان کو ابو طارق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں تین آدمیوں کی موت میں حاضر رہا ہوں جو مجلس ذکر میں فوت ہو گئے تھے، حالانکہ وہ تندرست تھے خود اپنے پیروں پر چل کر مجلس میں آئے تھے۔ جبکہ ان کے پیٹ میں عشق الٰہی کے زخم تھے۔ جب انہوں نے وعظ و تقریر سنی تو ان کے دل پھٹ گئے اور وہ انتقال کر گئے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے ابو طارق سے پوچھا کیا تینوں آدمی اکٹھے فوت ہو گئے تھے؟ کہا کہ نہیں، بلکہ الگ الگ فوت ہوئے تھے۔ ایک آدمی کی مجلس میں یا دو آدمیوں کی مجلس میں۔

حسن بن صالح کا قرآن کی آیت سن کر بے ہوش ہو جانا

۹۳۳ ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو سعد مالینی نے، ان کو ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو ساجی نے، ان کو احمد بن یحییٰ صوفی نے، ان کو جعفر بن محمد

(۹۳۰) ۔۔۔ اخرجه ابو نعیم فی الحلیة (۹/ ۱۵۹، ۱۶۰) من طریق محمد بن یحیی عن عمار بن عثمان الحلبی به

بن عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو ان کے دادا عبید اللہ بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں علی بن صالح کے سامنے تلاوت کر رہا تھا، جب میں اس آیت پر پہنچا:

فلا تعجل علیهم (مریم ۸۴)

نہ جلدی کر ان پر۔

توحسن بن صالح گر گئے اور اس طرح آواز کرنے لگے جیسے بیل ذبح کرتے وقت نکلتی ہے۔ چنانچہ علی ان کی طرف اٹھے، اسے اٹھایا اور چہرہ صاف کیا اور ان پر پانی کے چھینٹے دیئے اور ان کو اپنے ساتھ سہارا دیا۔

۹۳۴:۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعلی حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن محمد قرشی نے، ان کو قریش کے ایک آدمی نے کہا کہ وہ طلحہ بن عبداللہ کی اولاد میں سے تھے، وہ فرماتے ہیں:

توبہ بن صمہ بڑے نرم دل آدمی تھے، وہ اپنے نفس کا خوب محاسبہ بھی کرتے تھے۔ جب وہ ساٹھ برس کے ہو گئے تو انہوں نے ساٹھ سال کے دنوں کا حساب لگایا تو ان کی تعداد اکیس ہزار پانچ سو کی تعداد بنی۔ لہٰذا انہوں نے چیخ ماری اور کہنے لگے: ہے مصیبت بادشاہ نے اکیس ہزار گناہ ڈال دیے ہیں؟ کیسے ہوگا جب ایک دن میں دس ہزار گناہ ہوں، اس کے بعد وہ گر اور بے ہوش ہو گیا۔ جب دیکھا تو مر چکا تھا۔ لوگوں نے کسی کہنے والے کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا اے وہ شخص تیرا جنت الفردوس میں انتظار ہو رہا تھا۔

صفوان کا خفیہ مقام پر رونا

۹۳۵:۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو عمار بن عثمان حلبی نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو معلی بن زیاد نے، ان کو حسن نے، وہ فرماتے ہیں کہ صفوان کا ایک پوشیدہ مقام تھا، جس میں وہ رویا کرتے تھے۔

خوف خدا اور عجز و انکساری کی ایک مثال

۹۳۶:۔۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوحامد بن بلال نے، ان کو محمد بن اسماعیل احمسی نے کہ انہوں نے ابوبکر بن عیاش سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں ابوحصین کے پاس گیا، میں ان کی مزاج پرسی کرنے گیا تھا، وہ یوں بیٹھے تھے اور ابوبکر نے اپنا سر جھکا لیا، یہاں تک کہ اس کو دونوں گھٹنوں کے درمیان کر لیا، جبکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ (اس کی کیفیت ایسی تھی کہ) اگر آپ اسے دیکھتے تو آپ کو ان پر رحم آتا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وما ظلمناهم ولكن كانوا هم الظالمين (زخرف ۷۶)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود ظلم کرنے والے ہیں۔

وما ظلمناهم ولكن ظلموا انفسهم (ھود ۱۰۱)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔

---

(۹۳۴)۔۔۔۔ أخرجه المصنف من طريق ابن أبي الدنيا في محاسبة النفس (۷۶)

(۹۳۵)۔۔۔۔ أخرجه أبونعيم في الحلية (۲/ ۲۱۴) وابن أبي الدنيا في محاسبة النفس (۱۳۳) عن صفوان بن محرز.

(۹۳۶)۔۔۔۔ أبوحصين هو: عثمان بن عاصم بن حصين الأسدي الكوفي.

عبدالعزیز بن ابوداؤد نے چالیس سال تک آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا

۹۴۷:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوحفص عمر بن جعفر نے کہ مکرمہ میں ان کو ھشام بن محمد بن قر نے، ان کو ابو بشر دولابی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ بن خبیق انطاکی نے، انہوں نے سنا یوسف بن اسباط سے، وہ کہتے ہیں کہ:

عبدالعزیز بن ابوداؤد چالیس سال تک اس طرح رہے کہ انہوں نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

۹۴۸:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب فراء نے، ان کو حسین بن منصور نے، ان کو حفص بن عبدالرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ میں مسعر بن کدام کے پاس آیا تا کہ وہ مجھے حدیث بیان کرے۔ وہ ایسا آدمی تھا جیسے کہ وہ قبر کے کنارے بیٹھا ہے تاکہ اس میں پہنچ جائے اور دوسری بار یوں کہا کہ جہنم کے کنارے بیٹھا ہے تاکہ اس میں ڈال دیا جائے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے پر سفیان ثوری کو پیشاب میں خون آجاتا تھا

۹۴۹:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو ابوسعید محمد بن شاذان نے، ان کو ابوھشام رفاعی نے، کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن یمان سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھے بنی زرارہ کے ایک پہاڑ کے قریب سفیان ثوری ملے اور فرمایا کہ اگر میں دیکھوں کہ کوئی ایسی بات ہے جس کا مجھے امر کرنا ہے یا کسی بات سے منع کرنا ہے پھر میں وہ امر یا نہی نہ کر سکوں تو میرے پیشاب میں خون آنے لگتا ہے۔

آخرت کے خوف سے خونی پیشاب آنا

۹۵۰:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن جعفر بن یزید آدمی قاری نے بغداد میں، ان کو ابوالعین محمد بن قاسم نے، انہوں نے عبداللہ بن خبیق سے، وہ کہتے ہیں کہ یوسف بن اسباط نے کہا کہ حضرت سفیان ثوری جب آخرت کا ذکر کرنا شروع ہوتے تو ان کو خونی پیشاب آنے لگ جاتا۔

۹۵۱:۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو منصور محمد بن احمد بن بشر صوفی نے، ان کو محمد بن عمر بن نصر حربی نے، ان کو ایوب بن حسن فقیہ نے، ان کو علی بن ھشام عامری نے، ان کو یحییٰ بن یمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے کہ میں نے پورا پورا اللہ کا ڈر خوف رکھا ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ وہ بھی مجھ سے تخفیف اور آسانی کرے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۵۲:۔۔۔ علی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے داؤد بن یحییٰ بن یمان نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہوں اور میں اپنے لئے تعجب کرتا ہوں کہ میں کیسے مروں گا اور میرا اس وقت کیا حال ہوگا؟ اگر یہ کہ میرے لئے ایک

---

(۹۴۷)۔۔۔ أخرجه أبو نعيم في الحلية (۸/۱۹۱) من طريق إبراهيم بن محمد بن الحسن عن عبدالله بن خبيق. به

(۹۴۸)۔۔۔ أخرجه أبو نعيم في الحلية (۷/۲۱۲) من طريق قطن بن إبراهيم عن حفص بن عبدالرحمن. به

(۹۴۹)۔۔۔ أخرجه أبو نعيم في الحلية (۷/۴۴) من طريق داود بن يحيى بن يمان عن يحيى بن يمان بلفظ:

"إني لأهم فأبول الدم"

(۹۵۰)۔۔۔ أخرجه أبو نعيم في الحلية (۷/۴۳) من طريق عبدالرحمن بن عفان عن يوسف بن أسباط. به بلفظ:

كان سفيان من شدة تفكره يبول الدم

عظمت ملنے کا مرتبہ ہے۔ میں اس تک پہنچنے والا ہوں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۵۳:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو عبداللہ بن سلمہ مؤدب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو علی بن عثام نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سفیان ثوری رو پڑے۔ پھر بولے کہ مجھے خبر خبر ملی ہے کہ بندہ یا یوں کہا کہ آدمی کا جب نفاق مکمل ہو جاتا ہے تو اس کو اپنی آنکھوں پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی دل سخت ہو جاتا ہے۔ (وہ بے اختیار رو نہیں سکتا۔) یہ کہہ کر وہ خود بے اختیار رو پڑے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ کا خوف خدا

۹۵۴:......ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو جعفر بن احمد شاماتی نے، ان کو مصنا بن یحییٰ شامی نے، ان کو زید بن ابو زرقاء نے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا پیشاب ایک حکیم کے پاس لے جایا گیا ان کی بیماری میں۔ جب اس نے دیکھا تو کہا کہ یہ ایسے آدمی کا پانی ہے جس کے اندر کو خوف نے جلا دیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا

۹۵۵:......ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو محمد بن عبداللہ حضرمی نے، ان کو محمد بن یزید رفاعی نے، ان کو یزید بن ہارون نے ان کو عمر بن حمزہ نے ...... یہ سفیان ثوری کے بھانجے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا پیشاب مشہور طبیب دیرانی کے پاس دکھانے کے لئے لے کر گیا۔ اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ یکسو ہونے والے یا پکے مسلمان کا پیشاب ہے۔ میں نے کہا کہ جی ہاں اللہ کی قسم ان میں سے بہترین کا اور آپ تو اپنے عبادت خانے کے دروازے سے باہر نہیں جاتے تھے۔ طبیب نے کہا میں تمہارے ساتھ ان کو دیکھنے چلا چلوں گا۔ میں نے آ کر سفیان ثوری کو بتایا کہ حکیم صاحب آپ کے پاس خود آئیں گے۔ وہ آئے، انہوں نے آپ کے پیٹ کو ہاتھ لگایا اور فرمایا کہ یہ ایسا آدمی ہے جس کے جگر کو حزن و غم نے کاٹ دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عباد

۹۵۶:......ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسین بن حسن نے، ان کو ہیثم بن جمیل نے، ان کو سفیان ثوری کے بھتیجے نے وہ فرماتے ہیں کہ

جب سفیان ثوری نے کثرت سے عبادت کی تو بیمار ہو گئے۔ ہم لوگ ان کا پیشاب طبیبوں کے پاس لے جاتے تھے مگر وہ یہ نہیں سمجھ پاتے تھے کہ اسے کیا تکلیف ہے۔ یہاں تک کہ ہم ان کا پیشاب ایک راہب کے پاس لے گئے جو کہ حیرہ کے محلے میں رہتا تھا۔ اس نے جب پیشاب دیکھا تو یہ کہا کہ اس بندے کو کوئی مرض نہیں ہے۔ اس کو جو تکلیف ہے وہ کوئی خوف ہے یا اس جیسی کوئی چیز ہے۔

---

(۹۵۳)...... علی بن عثام هو : ابن علی العامری الكلابی الكوفی أبو الحسن روی عن سفيان بن عيينة.

(۹۵۵)...... أخرجه أبو نعيم فی الحلية (۷/۲۳) من طريق يزيد بن هارون العكلي. به

تنبيه : فی الحلية (علی بن حمزة) بدلاً من (عمرو بن حمزة)

(۹۵۶)...... الهيثم بن جميل هو البغدادی أبو سهل الحافظ روی عنه الحسن بن الحسن المروزی.

انہوں نے فرمایا:

اللہ کے آگے پیشی کے لئے کھڑے ہونے کا ذکر اور حساب کا خوف۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا اے ابوالحسن عابدوں اور زاہدوں کے قدام کے بدن خوف اور گھبراہٹ کی وجہ سے کمزور اور مضمحل کیوں نہیں ہوتے؟ حالانکہ قیامت ان کے آگے ہے اور ان کے لئے قیامت کے دن وہ کچھ ہے جو کچھ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے زور سے چیخ ماری جس سے میں گھبرا گیا۔ اس کے بعد کہا کہ اے ابوالحسن اس موقف اور پیشی میں میرا کون ہوگا؟ اور کون ہوگا میری حسرت اور میری لذت کے لئے؟ کون ہوگا میری بھوک کے لئے اور میری پیاس کے لئے؟ اس کے بعد کہا میں آپ کی طرف متوجہ ہوں اے ابوالحسن آپ نے مجھے ساکن اور ٹھہرے ہوئے متحرک کر دیا ہے اور میرے چھپے ہوئے غم کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہ چیخا اور بولا۔ اے اس کے دو موقف ہیں۔ اس کا تھک جانا اور پچھتانا۔ ہے اس کی پیٹھ کو بوجھ، خواہ گناہوں کو اٹھائے یا مظالم کو اور خطا کو یا خواہ عیبوں کے بکل۔ اس کے بعد وہ اس کے اٹھانے ـــ اور وہ اس کے ذکر سے ـــ اور وہ اس کے بوجھ سے ـــ اور وہ اس کے ساتھ میرے نفس کے خلاف میرے اقرار سے ـــ اس کے بعد اس نے اناللہ پڑھا اور کہا کہ اے میرے سردار کہاں ہے آپ کا خوبصورت قدیم پردہ؟ کہاں ہے تیرا حوصلہ سیدی؟ کہاں ہے تیرا درگذر کرنا سیدی؟ کہاں ہے تیرا فضل جس پر تیرے بندے اعتماد کرتے ہیں سیدی؟ پس مجھے تو بچالے اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھے سلامتی دے دے۔ اس کے بعد وہ رو پڑا اور ہمیں بھی اپنے ساتھ رلایا۔ میں تو اسے روتا ہوا چھوڑ کر چلا گیا۔ حالانکہ وہ رو رہا تھا، غمگین تھا، گھبرائے ہوئے دل والا تھا البتہ میں اس سے چلا گیا۔

شیخ مطرف کا قول

۹۶۲ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو مہدی بن میمون نے، ان کو غیلان نے، وہ کہتے ہیں کہ مطرف نے کہا البتہ تحقیق قریب ہے کہ جہنم کا خوف حائل ہو جائے میرے درمیان اور میرے جنت کے سوال کے درمیان۔

کم گناہ کرنے والے اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں

۹۶۳ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، انہوں نے ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے ابو عبداللہ محمد بن شاذ ان عبداللہ سے، انہوں نے علی بن سلمہ لبقی سے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے وہ فرماتے ہیں کہ

لوگوں میں کمتر گناہ والے اپنے رب سے زیادہ ڈرتے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ سب سے زیادہ صاف دل والے ہوتے ہیں۔

۹۶۴ ـــ ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو محمد بن ابی حامد مقری نے، دونوں کو ابوالعباس اصم نے، ان کو خضر بن ریان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر نے، انہوں نے سنا مالک سے وہ کہتے تھے:

اے وہ لوگو مومن کی مثال سوئی زدہ بکری جیسی ہے جو سوئی کو کھا جاتی نہ تو وہ چارا کھا سکتی ہے اور نہ ہی اس کی بیماری ختم ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ مومن کو آگے کا غم لگا رہتا ہے۔

---

(۹۶۲) ـــ اخرجه احمد بن حنبل فی الزهد (ص ۱۹۳ / دار الفكر الجامعي) وابونعيم فی الحلية (۲/۲۰۲) من طريق المعلى بن زياد قال كان إخوان مطرف عنده فخاضوا فی ذكر الجنة فقال مطرف: لا أدری ما تقولون حال ذكر النار بينی وبين الجنة

(۹۶۴) ـــ اخرجه ابونعيم فی الحلية (۶/۳۷۷) من طريق عبدالله بن ابی زياد عن سيار. به. وفی الحلية (ابرة) والهامش (وبرها) بدلاً من (ابرة)

فضیل بن عیاضؒ کا خوف خدا سے رونا

۹۶۵: ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ بن ابراہیم نے، ان کو ابویحییٰ زکریا بن داؤد خفاف نے ان کو احمد بن خلیل بغدادی نے نیساپور میں، ان کو یحییٰ بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں زافر بن سلیمان کے ساتھ کوفے میں حضرت فضیل بن عیاض کے پاس گیا۔ وہاں فضیل اور ان کے ساتھ کوئی اور شیخ موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ زافر ان کے پاس اندر چلے گئے اور مجھے دروازے پر بیٹھا کر گئے۔ زافر کہتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض میری طرف دیکھنے لگ گئے، اس کے بعد کہنے لگے اے ابوسلیمان، یہ ہیں اصحاب حدیث، ان کے ہاں قرب اسناد سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا میں آپ کو ایک ایسی اسناد کے بارے میں نہ خبر دوں جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (آپ نے کہا کہ اس میں کوئی رجال ہی نہیں ہے بلکہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے سنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نارا وقودها الناس والحجارة عليها ملائكة غلاظ شداد (التحریم ۶)

پوری آیت پڑھی۔

میں اور آپ اے سلیمان ان لوگوں میں سے ہیں۔ یہ کہا اس کے بعد ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور دوسرے شیخ پر بھی۔ اور زافر دونوں کا یہ منظر دیکھنے لگا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد فضیل نے حرکت کی لہٰذا زافر باہر نکل آئے اور میں بھی چلا آیا۔ ابھی تک شیخ بے ہوش ہی تھا۔

عامر بن عبداللہؒ کی دعا کی قبولیت

۹۶۶: ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضیل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عمرو بن عاصم نے، ان کو ہمام نے ان کو قتادہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن عبداللہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ ان کے لئے سردیوں کے موسم میں وضو کرنے کو آسان بنادے۔ (ماشاء اللہ دعا ایسی قبول ہوئی) کہ جب ان کے لئے وضو کا پانی لایا جاتا تو اس میں سے گرم بخارات اٹھ رہے ہوتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ ان کے دل سے عورتوں کی شہوت و رغبت نکال دے۔ (ماشاء اللہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ) انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ ان سے کوئی مرد ملا ہے یا کوئی عورت ملی ہے۔ اور انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ نماز میں اللہ تعالیٰ شیطان کے اور ان کے درمیان حائل ہو جائیں، اس پر وہ قادر نہ ہو سکے تھے۔ اور جب وہ جہاد کر رہے ہوتے تو ان سے اگر یہ کہا جاتا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں اس گھاٹی میں آپ کے اوپر کوئی شیر حملہ نہ کرے۔ تو وہ یہ جواب دیتے کہ میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں کہ میں اس کے سوا کسی اور سے ڈروں۔

علی بن فضیلؒ کی موت

۹۶۷: ۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابونصر قتادہ نے، ان کو ابوحامد احمد بن حسین ہمدانی نے جو کہ بلخ میں قاضی تھے بطور املا کے، ان کو ابوبکر انباری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حماد بن حسن صلحی وراق نے، ان کو محمد بن بشر مکی نے، کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن علی بن فضیل کے ساتھ گذر رہے تھے لہٰذا ہم لوگ بنو حارث مخزومی کی مجلس کے پاس سے گذرے۔ وہاں ایک استاذ بچوں کو پڑھا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ:

ليجزى الذين اساء وا بما عملوا ويجزى الذين احسنوا بالحسنى (النجم ۳۱)

تاکہ بدلا دے ان لوگوں کو جنہوں نے برائی کی ان کے عمل کی جزا۔ اور تاکہ ان لوگوں کو جنت کی جزا دے جنہوں نے نیکی کی۔

یہ سن کر ابن فضیل نے زور سے چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے اور گر گئے۔ چنانچہ حضرت فضیل آئے اور فرمانے لگے میرے باپ قربان اے یہ

---

(۹۶۶) ۔۔۔ عمرو بن عاصم هو: ابن عبد الله بن الوازع الكلابى القيسى ابو عثمان البصرى من رجال التهذيب

(۹۶۷) ۔۔۔ على بن الفضيل هو ابن عياض له ترجمة فى الحلية (۸/۲۹۷)

فضیل بن عیاضؒ کا قول

۹۷۳ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو جعفر بن محمد نے ان کو احمد بن محمد بن مسروق نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مری ابن مغلس سے سنا آپ نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ فرماتے تھے کہ:

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو کوئی ایک بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔

فضیل بن عیاضؒ کا ارشاد

۹۷۳ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عبد الرحمن بن حمدان ہمدانی نے ان کو ابو جعفر رازی نے ان کو عمران بن موسیٰ طوسی نے ان کو فیض بن اسحاق رقی نے وہ کہتے ہیں فضیل بن عیاض نے فرمایا تھا:

اگر آپ اللہ سے ڈرتے رہیں گے تو آپ کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ غیر اللہ سے ڈرتے رہیں گے تو آپ کو کوئی بھی فائدہ نہیں دے سکے گا۔

۹۷۴ مکرر اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ ہے کہتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض سے کسی شے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے کوئی شے اس کو ضرر نہیں دیتی ہے اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے وہ ہر شے سے ڈرتا ہے

اور یہی الفاظ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے مگر اس کی اسناد مجہول ہے۔

ابو عمرو دمشقی کا قول

۹۷۵ میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمی سے انہوں نے ابو الحسین فارسی سے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا احمد بن علی سے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا ابو الخیر دیلمی سے وہ کہتے تھے کہ ابو عمرو دمشقی نے فرمایا تھا:

اللہ سے ڈرنے کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اللہ کے ساتھ کسی ایک سے بھی نہ ڈریں۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا قول

۹۷۶ ہمیں خبر دی ہے ابو سعید مالینی نے ان کو احمد بن محمد بن حسن نے ان کو ابو العباس بن حمویہ نے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سنا یحییٰ بن معاذ رازی سے وہ فرماتے تھے کہ:

آپ کو جس قدر اللہ سے محبت ہوتی ہے اسی قدر مخلوق آپ سے محبت کرتے ہیں۔ اور جس قدر آپ کو اللہ کا خوف ہوتا ہے اسی قدر مخلوق آپ سے ڈرتی ہے اور آپ جس قدر اللہ کے حکم میں مشغول ہوتے ہیں اسی قدر مخلوق آپ کے کام میں مشغول ہوتی ہے

خلیفہ عمر بن عبد العزیز کا خوف خدا سے ساری رات دعا کرنا

۹۷۷ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو جریر بن حازم نے ان کو مغیرہ بن حکیم نے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے فاطمہ بنت عبد الملک نے کہا (یعنی عمر بن عبد العزیز کی زوجہ نے) اے مغیرہ لوگوں میں ایسے

(۹۷۳) أبو نعيم في الحلية (۸/۸۹) من طريق إسحاق بن إبراهيم الطبري عن الفضيل بن عياض
(۹۷۵) ...أخرجه المصنف من طريق السلمي في طبقات الصوفية: ص ۲۷۹
(۹۷۷) أخرجه أبو نعيم في الحلية (۵/۲۶۰) من طريق عبد الله بن المبارك عن جرير بن حازم به نحوه

لوگ تو ہوں گے جن کا نماز روزہ عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ ہوگا مگر میں نے ایسے لوگ کوئی نہیں دیکھے جو عمر بن عبد العزیز سے بڑھ کر اللہ سے زیادہ ڈرنے
والے ہوں۔ کہ وہ اللہ کا بندہ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتا تو مسجد میں بیٹھ جاتا اور اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا۔ مسلسل روتا رہتا، یہاں تک کہ روتے روتے
اس پر نیند غالب آجاتی۔ پھر جب بیدار ہوتا تو پھر سے ہاتھ اٹھاتا رہتا اور روتے رہتے روتے رہتے پھر نیند غالب آجاتی۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر رونا

۹۷۸ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین نے ان کو عبید اللہ نے ان کو یعقوب نے ان کو عبداللہ بن عثمان نے ان کو عبداللہ ابن مبارک نے
ان کو محمد بن ابی حمید مدنی نے۔ ان کو ابراہیم بن عبید بن رفاعہ نے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز اور محمد بن قیس کے پاس تھا وہ کہ
ان کو حدیث بیان کر رہے تھے اور میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے یہاں تک کہ ان کی پسلیاں روتے روتے ہل گئی تھیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا رونا

۹۷۹ فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن عثمان نے ان کو عبداللہ نے ان کو میمون بن مہران نے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چقندر کا سالن اور روٹیاں پیش کی گئیں۔ انہوں نے کھایا۔ اس کے بعد وضو کر کے لیٹ گئے اور اپنے منہ پر چادر ڈال لی اور
رونے لگ گئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے۔ بندہ سست ہو جاتا ہے جب پیٹ بھر لیتا ہے اور نفس پر سیدھا ہو لیتا ہے صالحین کے مراتب کی۔
۹۸۰ ہمیں خبر دی ہے ابو محمد سکری نے بغداد میں۔ ان کو ابو بکر شافعی نے ان کو جعفر بن محمد بن ازہر نے ان کو مفضل نے غسان غلابی نے کہ
حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے اس شعر کی وجہ سے آنسو خشک نہیں ہوتے تھے۔

لا خیر فی عیش امرء لم یکن له — من اللّٰه فی دار القرار نصیب

ایسے آدمی کی زندگی کا کوئی فائدہ نہیں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت میں کوئی حصہ نہ ہو۔

علاء بن زیاد کا قول

۹۸۱ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین علی بن محمد بن بشران نے ان کو ابو عمرو سماک نے ان کو حنبل بن اسحاق نے ان کو عفان نے ان کو ہمام نے
ان کو قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے علاء بن زیاد نے کہا کہ
ہم لوگوں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے کہ ہم نے اپنے نفسوں کو آگ میں ڈال دیا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ اس میں سے
نکال لے۔

مسروقؒ کا قول

۹۸۲ فرماتے ہیں کہ مسروق نے کہا تھا کہ موت کے لئے مجھے کوئی مثال نہیں ملی مگر اس آدمی کی مثال جو ایک تختے پر سمندر میں تیر رہا ہو اور
وہ کہتا ہو یا رب۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دے۔
۹۸۳ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو محمد بن یزید ولی نے ان کو
سعید بن عبداللہ بن ربیع بن خثیم نے اپنی پھوپھی کی جانب سے کہ
میں اپنے والد سے کہتی تھی کہ اے ابا جی! کیا آپ سوتے نہیں ہیں۔ وہ فرماتے تھے کہ اے بیٹی وہ شخص کیسے سو سکتا ہے جو اچانک حملے سے ڈر رہا ہو۔

(۹۷۹) ..أخرجه أبو نعيم في الحلية (۵/۳۰۹) من طريق المفضل بن يونس عن عمرو ومن طريق الثوري عن عمر بنحوه.
(۹۸۱) ..أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/۲۴۳) من طريق عبد الصمد عن همام به
(۹۸۲) ..أخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/۹۵) من طريق أبي بكر بن أبي شيبة عن عفان. به.

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا واقعہ

۹۸۸: ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر جراحی نے، ان کو یحییٰ بن ساسویہ نے، ان کو عبدالکریم سکری نے، ان کو وہب بن زمعہ نے، ان کو خبر دی ابو اسحاق بن اشعث نے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تھے اور وہ گھبرا گئے، یہاں تک کہ لوگوں نے ان کو گھبرایا ہوا دیکھا اور پریشان دیکھا۔ لہٰذا ان سے کہا گیا کہ یہ سب دیکھا آپ کے ساتھ نہیں ہے اور آپ اس قدر گھبرا رہے ہیں؟ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوں اور میں ایسی حالت میں ہوں جس کو میں پسند نہیں کرتا۔

۹۸۹: ابو اسحاق نے کہا کہ ایک دن فضیل بن عیاض نے کہا اور عبداللہ کا ذکر کیا اور کہا کہ بے شک میں ان سے محبت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ اللہ سے ڈرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا ارشاد

۹۹۰: ابو یحییٰ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے کہا گیا کہ دو آدمی ہیں، ان میں سے ایک اللہ کا خوف رکھتا ہے یعنی اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اور دوسرا اللہ کی راہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو دونوں میں سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔

عبداللہ بن مبارک کا قول

۹۹۱: حضرت وہب کہتے ہیں کہ مجھے ابو خزیمہ عابد نے خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے، وہ غم کی وجہ سے اپنے بستر پر لوٹتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن یہ کیا بات ہے؟ آپ صبر کیجئے۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی تقدیر پر کون صبر کرے گا۔ اس لئے کہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا خوف خدا

۹۹۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن محمد بن سعید حافظ نے، ان کو ابو جعفر شامی نے، ان کو عبداللہ بن عاصم ہروی نے کہا کہ عبداللہ بن مبارک کے پاس ایک شیخ آیا، انہوں نے ان کو ایک گدے پر جھکا ہوا اور روتا ہوا، بہت زیادہ روتا ہوا دیکھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ان کو کچھ کہوں مگر میں نے جب ان کے ساتھ خوف خدا کی کیفیت دیکھی تو مجھے ان پر ترس آ گیا۔ پس اچانک وہ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(۱) قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم { نور ۳۰ } اہل ایمان سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں جھکائیں۔

ابن مبارک نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر راضی نہیں ہے کہ نامحرم عورت کے حسن کے مقامات کو دیکھیں تو وہ اس شخص سے کیسے راضی رہے گا جو بے حیائی کے ساتھ زنا کرے۔

(۲) ... اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ويل للمطففين (المطففين ۱) بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہلاکت اور بڑی خرابی بتائی ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ یا تول میں کمی کرتے ہیں۔

غور فرمایئے کہ یہ ہمیشہ دوسرے کا حق مارنے پر کیا ہے، ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو لوگوں کا پورا مال ہڑپ کر جاتے ہیں؟

(۳) ... اللہ تعالیٰ کا اور ارشاد ہے:

ولا يغتب بعضكم بعضا (حجرات ۱۲) بعض تمہارا بعض کی غیبت نہ کرے۔

ہے جس کی نقل میں طوالت ہے ان کا تمام کو یہاں جاری کرنا اور نقل کرنا طویل ہے۔ ان سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا

۹۹۳۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن اسحاق فقیہ نے ان کو موسیٰ بن حسن نے ان کو عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے۔ ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ان کو قعنبی نے ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو جعفر بن محمد نے ان کو عطاء بن ابی رباح نے۔ انہوں نے سنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ سے فرماتی ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر پریشانی واضح دکھائی دیتی تھی جب تیز آندھی یا بادل کا دن ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کی وجہ سے کبھی اندر آتے کبھی باہر جاتے اور جس وقت وہ ختم ہو جاتی تو آپ کی پریشانی ختم ہو جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاتے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انی خشیت ان یکون عذابا سلط علی امتی

مجھے ڈر لگتا ہے کہیں یہ کوئی عذاب نہ ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارش شروع ہوتے ہی بارش کو دیکھتے تو فرماتے رحمة الله اللہ کی رحمت ہے۔

اور موسیٰ کی روایت میں لفظ رحمۃ ہے۔ اور وہ فرماتی ہیں کہ خوف آپ کے چہرے سے پہچانا جاتا تھا۔ اس کو امام مسلم نے صحیح میں عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی سے روایت کیا ہے۔

اور اس کو بخاری نے ابن جریج کی حدیث سے انہوں نے عطاء سے نقل کیا ہے۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا

۹۹۵۔ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو کدیمی نے ان کو محمد بن عبد اللہ انصاری نے ان کو ابن عون نے۔ ان کو قتادہ نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ

میں ان لوگوں کے لئے روٹیاں بناتا تھا۔ ایک دن میں نے زمین پھٹنے کی آواز سنی۔ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ زمین بھی ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے ہیں اور دعا مانگ رہے ہیں وہ اسی حالت میں تھے کہ میں چلا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۹۹۶۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس اصم نے ان کو عباس دوری نے ان کو یونس بن محمد مؤدب نے ان کو عبید اللہ یعنی ابن نضر نے ان کو ان کے والد نے بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دور میں سورج گرہن ہوا۔ یہاں تک کہ رات کی طرح اندھیرا ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا جب سورج گرہن لگا تھا میں نے ان سے کہا اے ابو حمزہ کیا آپ لوگوں کو یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی لاحق ہوئی تھی۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو اگر ہوا بھی اس وقت تیز

(۹۹۳) أخرجه المصنف في السنن (۳/ ۳۶۱) ودلائل البيهقي رواه مسلم في الصحيح عن القعنبي أخرجه مسلم (۲/ ۶۱۶) عن عبد الله بن مسلمة بن قعنب. به واخرجه البخاري (۱۳۲/۴، ۱۳۳) كما قال المصنف.

(۹۹۶) أخرجه أبو داود (۱۱۹۶) من طريق حرمي بن عمارة عن عبيد الله بن النضر. به بلفظ معاذ الله إن كانت الريح لتشتد فنبادر المسجد مخافة القيامة